چون راس و اساس علوم حکمیه علوم قرآن است . و ازین مر توجه علما امت مبذول بجد مستمر از قدیم زمان است
و از جمله علوم خادمه قرآن حسب آیت مذبور علم تفسیر و تبیان است . و با وجود توفر و تکثر کتب این فن تجدد
ضرورت و مذاق اهل عصر مقتضی تالیف جدید در تبیان فرقان است . و کتاب هذا که مسمی به

است بیان القرآن کافل حاوی آن طرز و عنوان است و این جلد از آن هشت . بنا علیه کتاب مذکور بر بعض روایات و اکثر افادات مشتمل بر متن
قرآنی مع ترجمه بین السطور اول حصه صفحه و تکریر متن مع تکریر ترجمه بنظر تفسیر بدیع اختیار نموده این زیر ترجمه و تفسیر در دوئم حصه و حواشی عربیه سوئم حصه
[illegible] صفحه که مجموعش مفید تالیان و قاریان و شائقان [illegible] طالبان تحقیق [illegible] خاصان باهتمام [illegible]

چون راس اساس علوم حکمیه علوم قرآن ست وازین جهت توجه علمای امت مبذول بجد متین از قدیم زمان ست واز جمله علوم خادمهٔ قرآن حسب آیت مذکوره علم تفسیر وتبیان ست وباوجود توفر وتکثر کتب این فن تجدد ضرورت ومذاق اهل عصر مقتضی تالیفی جدید در تبیان فرقان ست. وکتاب هذا که مسمی به

است. بتبیان برهان کافل وحاوی آن طرز وعنوان ست واین جلد ۲ ازان ست. بنا بر علیکه کتاب کور با حسن ایات اکمل القرآن مشتمل وضع متن قرآنی مع ترجمه بین السطور در اول حصه صفحه وتکرر متن تکیر ترجمه وتقریر تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمه وتفسیر ودر دوم حصه حواشی عربیه سوم حصه وهیکو صفحه که مجموعش مفید طالبان وقاریان وشائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً وطالبان تحقیق مزید علمیان وفاضلان باهتمام محمد عبدالاحد حنفی

ایاتہا
رکوعاتہا ۲۰ کلماتہا ۳۵۴۲
حروفہا ۱۵۳۲۶

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ وَّہِیَ مِائَتَا اٰیَۃٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہون اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہین

الٓمّٓ ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ

اللہ تعالیٰ ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانیکے نہین اور وہ زندہ ہین سب چیزونکے سنبھالنے والے ہین اللہ تعالیٰ نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہی واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہی ان کتابونکی

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝

جو اس سے پہلے ہو چکی ہین اور بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگون کی ہدایت کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے بھیجے معجزات

سورۃ آل عمران مدنیۃ وآیہا مائتان - ربط اس صورت کا ماقبل کے ساتھ ختم سورہ بقرہ پر گذر چکا چونکہ محاجہ نصاریٰ وسائل جو کہ وجہ ارتباط ہی بوجہ اختلاف فی التوحید کے ہی لہذا اس سورت کو مضمون توحید سے آغاز کیا ہی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ توحید الٓمّٓ ۝ اسکے معنے تو اللہ ہی کو معلوم ہین اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ اللہ تعالیٰ ایسے ہین کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانیکے نہین اور وہ زندہ (جاوید) ہین سب چیزونکے سنبھالنے[1] والے ہین ف حی قیوم کے صفات لائے ہین اشارہ ہی معبودان باطلہ کے معبود نہونیکی دلیل عقلی پر کیونکہ انمین یہ صفتین نہین ہین اور جو چیز ازلاً و ابداً موجود نہو اور اپنی حفاظت مین خود دوسرے کا محتاج ہو وہ معبود بننیکے لایق نہین ہوسکتا کیونکہ عبادت غایت تذلل ہی اور غایت تذلل اسکا حق ہی جسکو غایت عزت حاصل ہو اور غایت عزت اوسکے لیے مخصوص ہی جو غایت درجہ کا کامل ہو اور حیات و بقا مین دوسرے کا محتاج ہونا غایت نقص ہے جو منافی غایت عزت کے ہے پس غایت تذلل یعنے عبادت اسکا حق نہین ہوسکتا ربط آگے توحید کی دلیل نقلی مذکور ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تمام کتب الٰہیہ جو منزل من اللہ ہین واخبار انبیاء جنکا نبی ہونا معجزات سے ثابت ہی متفق ہین توحید پر اور ضمن استدلال مذکور مین انزل علیک الکتاب سے اثبات نبوت محمدیہ کیطرف بھی اشارہ ہوگیا اثبات حقانیت کتب انبیاء نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اللہ تعالیٰ نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہی واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابون کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہین اور (اسیطرح) بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگون کی ہدایت کے واسطے (اور اسی سے قرآن کا ہدایت ہونا بھی لازم آگیا کیونکہ ہدایت کا مصدق ہدایت ہے) اور اللہ تعالیٰ نے (انبیاء کی تصدیق کے واسطے) بھیجے معجزات[2] ربط آگے منکرین توحید کی شان مین وعید ارشاد فرماتے ہین

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ سنبھالنے والے مرفی آیۃ الکرسی ۱۲

[2] قولہ فی ترجمۃ الفرقان معجزات ہو احد الوجوہ المذکورۃ فی البیضاوی ۱۲

الروایات فی روح المعانی عن ابن جریر عن الربیع قال ان النصاریٰ اتوا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخاصموہ فی عیسیٰ بن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ تعالیٰ الکذب والبہتان فقال لہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وہو یشبہ اباہ قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شئی یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلی قال فہل یملک عیسیٰ من ذلک شیئا قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ تعالیٰ لا یخفی علیہ شئی فی الارض ولا فی السماء قالوا بلی قال فہل یعلم عیسیٰ من ذلک شیئا الا ما علم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف شاء وان ربنا لا یاکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلی قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثم وضعتہ کما تضع المرأۃ ولدہا ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یاکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلی قال فکیف یکون ہذا کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ الٓمّٓ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم الخ - وفی روح المعانی وقیل ان الوفد قالوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الست تزعم ان عیسیٰ کلمۃ اللہ تعالیٰ وروح منہ قال بلی قالوا فحسبنا ذلک فنعی سبحانہ علیہم زیغہم وفتنتہم (فی قولہ ہو الذی انزل) اخرجہ فی الدر المنثور عن ابی حاتم وابن جریر عن الربیع وفی لباب النقول عن ابن ابی حاتم وابن اسحق بتخریج البیہقی فی آخر القصۃ فانزل اللہ فی ذلک من آل عمران بضع وثمانین آیۃ او الی راس الثمانین ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ

بے شک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے اُنکے لیے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ والے ہیں بدلا لینے والے ہیں — بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

زمین میں اور نہ آسمان میں — وہ ایسی ذات ہے کہ تمہاری صورت بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے — کوئی عبادت کے لائق نہیں اُنکے سوا وہ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

وہ ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جسمیں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ

وہ اسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈنے کی غرض سے اور اسکے مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے حالانکہ انکا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا اور جو لوگ

فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی (اُن) آیتوں کے (جو توحید پر دلالت کرتی ہیں) اُنکے لیے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت) والے ہیں (کہ بدلا لے سکتے ہیں اور) بدلا لینے والے (بھی) ہیں — **ف** یعنی انتقام کا امکان و وقوع دونوں امر ثابت ہیں **ربط** آگے تتمہ توحید کا مذکور ہے **تتمہ توحید** إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں (پس اُنکا علم بھی نہایت کامل ہے) وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے جسطرح چاہتا ہے (کسی کی کیسی صورت اور کسی کی کیسی صورت پس اُنکی قدرت بھی کامل ہے پس حیات اور قیومیت اور علم اور قدرت جو امہات صفات سے ہیں اُن میں کامل طور سے بلا شرکت موجود ہیں جس سے ثابت ہوا کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اُس (ذات پاک) کے (اور) وہ غلبہ والے ہیں (منکر توحید سے انتقام لے سکتے ہیں لیکن) حکمت والے (بھی) ہیں (کہ بمصلحت دُنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے) **ف** روح المعانی میں بروایت ابن جریر ربیع سے منقول ہو کہ کچھ نصاریٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عیسیٰ میں گفتگو شروع کی آپ نے اپنی تقریر مفصل میں ابطال تثلیث پر اللہ تعالیٰ کی صفت حیات دائمہ و قیومیت کاملہ و علم محیط و قدرت تخلیق میں متفرد ہونے سے استدلال فرمایا اور یہ سب مقدمات اُنکو تسلیم کرنا پڑے **ربط** جب توحید ثابت ہو چکی جس سے تثلیث کا بھی ابطال ہو گیا اور بعض منکرین توحید کا بعض کلمات موہمہ خلاف توحید سے استدلال ہو سکتا تھا چنانچہ قصہ مناظرہ مذکورہ میں بعض نصاریٰ نے لفظ روح اللہ اور کلمۃ اللہ سے جو کہ قرآن میں واقع ہوا ہے اپنے مدعا پر الزامی طور پر استدلال کیا تھا کذا نقلہ فی روح المعانی عن الدر المنثور عن ابی حاتم و ابی جریر عن الربیع اگلی آیت میں اس شبہہ کا جواب ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایسے کلمات خفی المراد سے احتجاج درست نہیں بلکہ مدار عقائد کا نصوص واضحہ ہیں اور خفی المراد پر جبکہ اُنکی تفسیر معلوم نہو اجمالاً ایمان لے آنا واجب ہے زیادہ تفتیش کی اجازت نہیں **تقسیم کتاب بمحکم و متشابہ مع تقسیم سامعین** هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ وہ (اللہ تعالیٰ) ایسا ہے جسنے نازل کیا تم پر کتاب کو جسمیں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ

النحو فی الارض صفۃ لقولہ شئی ۱۲ | **البلاغۃ** انتقام التنکیر للتعظیم۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلونکو کج نہ کیجیے بعد اسکے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ بلاشبہ

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

تمام آدمیونکو جمع کرنیوالے ہیں اس دن میں جسمیں ذرا شک نہیں بلاشبہ اللہ تعالے خلاف کرتے نہیں وعدہ کو۔

ہیں (یعنے انکا مطلب ظاہر ہے) اور یہی آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب (یعنی قرآن) کا (یعنی غیر ظاہر المعنی کو بھی ان ہی ظاہر المعنی کے موافق بنایا جاتا ہے) اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں (یعنے انکا مطلب خفی ہے خواہ بوجہ مجمل ہونے کے خواہ کسی نص ظاہر المراد کے ساتھ معارض ہونے کے) سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اس (مشتبہ المراد) کے (غلط) مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے (تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اس سے مدد حاصل کریں) حالانکہ اسکا (صحیح) مطلب بجز حق تعالے کے کوئی اور نہیں جانتا (یا اگر وہ خود قرآن یا حدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتلادیں جیسے لفظ صلوٰۃ کی مراد صراحۃً معلوم ہو گئی اور استواء علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض[۳] کی رائے پر قواعد کلیہ سے معلوم ہو گئی تو بس اسیقدر دوسروں کو بھی خبر ہو سکتی ہے زیادہ معلوم نہیں ہو سکتا جیسے مقطعات کے معنے کسیکو معلوم نہیں ہوئے اور بعض کی رائے پر استواء علی العرش وغیرہ کے معنے بھی معلوم نہیں ہوئے) اور (اسی واسطے) جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار (اور فہیم) ہیں وہ (ایسی آیتوں کے متعلق) یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں سب (آیتیں ظاہر المعنے بھی خفی المعنے بھی) ہمارے پروردگار کیطرف سے ہیں (پس انکے جو کچھ معنے اور مراد واقعی ہیں ہوں وہ حق ہیں) اور نصیحت (کی بات کو) وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں (یعنے عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو مضر اور فضول قصہ میں نہ لگے) ف پس روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی فی نفسہ لغت ایسے ہی کلمات متشابہہ سے ہے لیکن قواعد شرعیہ وعقلیہ کی مساعدت سے ثابت ہو گیا کہ حاصل مراد اس سے علے سبیل المجاز یہ ہے ذو روح مسبب وجودہ عن امر اللہ وکلمتہ۔ پس یہ تاویل حق ہوگی اور اسکے خلاف جیسا کہ مخالفین نے مناظرہ مذکورہ میں سمجھا باطل ہے ربط آگے ان حق پرستوں کا دوسرا کمال مذکور ہے کہ باوجود وصول الی الحق کے اسپر نازاں نہیں بلکہ حق تعالے سے استقامت علے الحق کی دعا کرتے ہیں و دعا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلونکو کج نہ کیجیے بعد اسکے کہ آپ ہمکو (حق کیطرف) ہدایت کر چکے ہیں اور ہمکو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہ مستقیم پر ہم قائم رہیں) بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار (ہم یہ دعا کجی سے بچنے کی اور حق پر قائم رہنے کی کسی دنیوی غرض سے نہیں مانگتے بلکہ محض آخرت کی نجات کے واسطے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ) آپ بلاشبہ تمام آدمیونکو (میدان محشر میں) جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں (یعنے قیامت کے دن میں اور شک نہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسکے آنے کا اللہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہے اور) بلاشبہ اللہ تعالے خلاف کرتے نہیں وعدہ کو (اس لیے قیامت کا آنا ضرور اور اسواسطے ہمکو اسکی فکر ہے) ربط یہاں تک محاجہ باللسان کا بیان تھا آگے محاجہ بالسنان کا بیان اور لقمہ شمشیر ونیز مغلوب ہونیکی وعید ہے جو صراحۃً اس آیت میں مذکور ہے۔ قل للذین کفروا الی آخرہا اور اس سے پہلے کی آیت بطور تمہید کے ہے

ملحقات الترجمہ

[۱] قولہ خواہ بوجہ مجمل ہونیکے الخ فی المتشابہ معنا لیس اصطلاحیا ۱۲ [۲] قولہ غلط مطلب الخ افادہ التعہد المستفاد من اضافۃ تاویلہ وکذا فی قولہ صحیح مطلب والعلم ان المراد بالتاویل ہہنا تعیین المراد لا احتمالہ فانہ یجوز بشرط علوم اللغۃ العربیۃ والشرع عنہ ۱۲ [۳] قولہ بعض کی رائے پر میں ہذا الاختلاف فی حواشی الجلالین حلا للقضویین علی التوضیح

الکلام قال البیضاوی فیہ ای فی قولہ انک انت الوہاب دلیل علی ان الہدی والضلال من اللہ تعالے وانہ متفضل بما ینعم علے عبادہ لا یجب علیہ شئ ۱۲

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ

بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز انکے کام نہیں آسکتے انکے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالی کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی ۔ اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ

النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ

ہونگے ۔ جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے لوگوں کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اسپر اللہ تعالی نے انپر دار و گیر فرمائی انکے گناہوں کے سبب

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَـتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ

سخت سزا دینے والے ہیں ۔ آپ ان کفر کرنیوالوں سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤگے اور جہنم کیطرف جمع کرکے لیجائے جاؤگے اور وہی برا ٹھکانا ہے ۔ بیشک تمہارے لیے

لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ

بڑا نمونہ ہے دو گروہوں میں جوکہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں کھلی

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اور اللہ تعالی اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے بصیرت والے لوگوں کو ۔

وعید منکرین بخذلان دارین اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَـتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز انکے کام نہیں آسکتے انکے مال (و دولت) اور نہ انکی اولاد اللہ تعالی کے مقابلہ میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہونگے (ان لوگوں کا معاملہ ایسا ہے) جیسا معاملہ تھا فرعون والوں کا اور ان سے پہلے والے (کافر) لوگوں کا (وہ معاملہ یہ تھا) کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو (یعنی اخبار و احکام کو) جھوٹا بتلایا اسپر اللہ تعالی نے ان پر دار و گیر فرمائی انکے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالی (کی دار و گیر بڑی سخت ہے کیونکہ انکی شان یہی ہے کہ وہ) سخت سزا دینے والے ہیں (اسیطرح ان لوگوں کا معاملہ ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی سو انکو بھی ایسی ہی سزا ہوگی اور) آپ ان کفر کرنے والے لوگوں سے (یوں بھی) فرما دیجیے کہ (تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ دار و گیر صرف آخرت میں ہوگی بلکہ یہاں اور وہاں دونوں جگہ ہوگی چنانچہ دنیا میں) عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کیے جاؤگے اور (آخرت میں) جہنم کیطرف جمع کرکے لیجائے جاؤگے اور (جہنم) ہی برا ٹھکانا ہے۔ مقابلہ میں کام آنیکے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالی کی رحمت و عنایت کی ضرورت نہ ہو اسکے عوض صرف مال و اولاد نافع اور کافی ہو جاوے۔ دوسرے یہ کہ مال و اولاد اللہ تعالی کے مقابلہ میں انکے عذاب سے بچالیوے مقابلہ کا لفظ دونوں جگہ بولا جاتا ہے سو آیت میں دونوں معنی کی نفی کردی گئی۔ اور مراد کفار سے آیت میں خاص کفار ہیں جنسے یہ خطاب ہوا تھا چنانچہ مشرکین پر قتل اور قید کی مصیبت اور یہود پر قتل و قید کے ساتھ جزیہ اور اخراج وطن کی بھی عقوبت واقع ہوئی پس یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ سب کفار تو دنیا میں مغلوب نہیں پائے جاتے۔ اور رہی سزائے آخرت وہ سب کفار کو عام ہے ربط اوپر کفار کے مغلوب ہونیکی خبر دی گئی ہے آگے اسکی ایک کافی نظیر بطور دلیل کے ارشاد فرماتے ہیں قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

اللغات قوله لن تغنی معنی تغنی عنهم تجزی عنهم و ما صله لا تکفیهم بدل الرحمة والطاعة فشیئا مفعول مطلق او مصدر علی البیضاوی ومن قولهم اغن عنی وجهک ای غیبه عنی و شیئا مفعول به منهی علی البیضاوی قوله کداب هو مصدر دأب فی العمل اذا کدح فیه فنقل الی معنی الشان ۱۲

البلاغة فی روح المعانی کذبوا الخ تفسیر لدابهم قوله الی جهنم فی روح المعانی هی غایة حشرهم ومنتهاه فالی علی معناها المتبادر ۱۲

الروایات فی لباب النقول روی ابو داود فی سننه والبیهقی فی الدلائل من طریق ابن اسحق عن محمد بن ابی محمد عن سعید او عکرمة عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصاب من اهل بدر ما اصاب ورجع الی المدینة جمع الیهود فی سوق بنی قینقاع وقال یا معشر یهود اسلموا قبل ان یصیبکم اللہ بما اصاب قریشا فقالوا یا محمد لا یغرنک من نفسک ان قتلت نفرا من قریش کانوا اغمارا لا یعرفون القتال انک واللہ لو قاتلتنا لعرفت انا نحن الناس وانک لم تلق مثلنا فانزل اللہ قل للذین کفروا ستغلبون الی قوله لاولی الابصار اھ وفی تفسیر البیضاوی احد الوجهین قل للمشرکین ستغلبون یعنی یوم بدر ۱۲

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

خوشنما معلوم ہوتی ہی لوگون کو محبت مرغوب چیزون کی عورتین ہوئین　بیٹے ہوئے　لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے　نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے

الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ

مواشی ہوئے　اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزین ہین دنیوی زندگانی کی　اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہی

بیشک تمہارے (استدلال کے) لیے بڑا نمونہ ہی دو گروہون کے واقعہ مین جو کہ باہم (بدر کی لڑائی مین) ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو (یعنے مسلمان) اللہ کی راہ مین لڑتے تھے اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے (اور کافر اسقدر زیادہ تھے کہ) یہ کافر اپنے (گروہ) کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانون سے کئی حصے (زیادہ) ہین (اور دیکھنا بھی کچھ وہم اور خیال کا نہین بلکہ) کھلی آنکھون دیکھنا (جس کے واقعی ہونے مین شبہ نہین تھا لیکن باوجود اسقدر زیادہ عدد ہونیکے پھر اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب کیا) اور (غالب مغلوب کرنا محض قبضہ خداوندی مین ہے) اللہ تعالے اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہین قوت دیدیتے ہین (سو) بلاشک اس (واقعہ) مین بڑی عبرت (اور نمونہ) ہے (دانش) بینش والے لوگون کو ف روایتون مین آیا ہے کہ اس روز مسلمان تین سو تیرہ تھے اور کفار ایک ہزار تھے گویا کفار مسلمانون سے تین حصے تھے اس آیت مین اسی کثرت کو بیان فرمایا ہے کہ کفار آنکھون سے مشاہدہ کرتے تھے کہ ہمارا گروہ زیادہ ہے مگر پھر بھی انجام دیکھ لیا کہ مسلمان ہی غالب رہے اس سے ہر منصف عاقل استدلال کر سکتا ہے کہ اللہ تعالی جب اپنے دین کو غالب کرنا چاہتے ہین تو کفار کی کثرت اور ثروت اس کو روک نہین سکتی اور سورہ انفال مین یہ بھی مذکور ہے کہ اول اللہ تعالے نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب مین کفار کا عدد کم دکھلایا تھا کہ آپ مسلمانون سے خواب بیان فرماوین تو مقابلہ کی جرأت بڑھے پھر جب دونون گروہ مقابل ہوئے تو مسلمانون کو کفار کم معلوم ہوئے اور کفار کو مسلمان کم معلوم ہوئے تاکہ مقابلہ ہو جاوے پھر اللہ تعالے نے مسلمانون کو غالب کر دیا۔ پس اس مقام پر دو امر قابل تحقیق ہین۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب خلاف واقع کیون ہوا اور اسیطرح مسلمانون کا کفار کو کم دیکھنا بھی خلاف واقع تھا۔ تحقیق اسکی یہ ہے کہ اگر ہزار مین سے مثلاً سو دو سو دکھلا دیے جاوین اور آٹھ سو نو سو پوشیدہ کر لیے جاوین تو اسکو خلاف واقع دیکھنا نہین کہہ سکتے خلاف واقع کہتے ہین غلط دیکھنے کو اور یہان تو بعض کو نہ دیکھا تھا غلط دیکھنا نہ تھا۔ دوسری تحقیق یہ ہے کہ کفار کو مسلمانون کا کم معلوم ہونا جو انفال مین مذکور ہے اور کفار کا اپنی جماعت کو مسلمانون سے کئی حصہ دیکھنا جو اس مقام پر مذکور ہے ان دونون کا ایک ہی مطلب ہے ربط اوپر آیت ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم مین اموال و اولاد کا آخرت مین کام نہ آنا بیان فرمایا تھا جس سے ان چیزون کا بیقدر ہونا لازم آیا تھا اب آگے اسی لازم کو تصریحاً بیان فرماتے ہین اور اسکے بعد نعماے آخرت کا قابل قدر و رغبت ہونا اور ان نعمتون کا بدولت تقوی حاصل ہونا ذکر فرمایا ہے اور اسکے بعد کسیقدر تفصیل تقوی کی اسکے بعض شعبے مثل ایمان و مناجات و صبر و صدق و قنوت و انفاق و استغفار ذکر فرما کر ارشاد فرمائی ہی یہ چند مضمون اس ترتیب سے بیان ہوتے ہین **ف بے قدری لذات دنیاویہ** زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ﴿۱۴﴾ خوشنما معلوم ہوتی ہی (اکثر) لوگون کو محبت مرغوب چیزون کی (مثلاً) عورتین ہوئین بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزین ہین

اللغات قال البیضاوی القنطار المال الکثیر فعلال او فنعال والمقنطرة ماخوذ منہ للتاکید کقولہم بدر مبدرة والانعام الابل والبقر والغنم آہ
البلاغة قال البیضاوی سماہا شہوات مبالغة وایماء علی انہم انہمکوا فی محبتہا حتے احبوا شہوتہا کقولہ احببت حب الخیر فی روح المعانی کما قیل لمریض ما تشتہی فقال اشتہی ان اشتہی او تنبیہا علی خستہا لان الشہوات خسیسة عند الحکماء والعقلاء ۱۲
الکلام فی روح المعانی عن الانتصاف التزیین للشہوات یطلق ویراد بہ خلق حبہا فی القلوب وہو بہذا المعنی مضاف الیہ تعالی حقیقة لانہ لا خالق الا ہو ویطلق ویراد بہ الحض علی تعاطی الشہوات المحظورة وہذا مضاف الی الشیطان تنزیلا لوسوستہ منزلة الامر بہا ۱۲

ملحقات الترجمة
لہ قولہ بیکا فر فی ترجمة یرونہم مثلیہم ہذا ما ادی الیہ ذوقی ان الرؤیة فی یرون راجع الی الکفار والمنصوب ایضا الی الکفار والمجرور الی المؤمنین والتثنیة للتکریر وفی الآیة اقوال اخر کلہا شتی ولو اشکل علیکم ان الرؤیة علی ہذا بصریة ویکون الفاعل والمفعول کلیہما ضمیر من خواص افعال القلوب یجاب ان الرؤیة قلبیة لقرینة تعدیتہا الی مفعولین فالمراد العلم ولو بواسطة البصر والرای العین فالمفعول مطلق من حیث دلالة العلم علی البصر بقرینة المقام فالمعنی یرونہم لیہم بان تشاہد وہم کذلک ای العین او منصوب بنزع الخافض ای برای العین فالامر ل وفی قراءة ترونہم بیتاء الخطاب فمعناہ مطابقا للتفسیر ای ترون ایہا الکفار فئتکم المؤمنین فالمنصوب الی الفئة الکافرة والمجرور الیہا فکان ترونکم ویرونہم الفئة الکافرة او یقال للیہود ای ترون ایہا الیہود ... مثلی المؤمنین علی ... لان الیہود لم یحضروا
لہ قولہ معلوم ای فی لفظ المعلوم مبنیا للمفعول ہوتی ہی الی علم منہ معنی المضی
لہ قولہ اکثر لام للجنس الصادق
لہ قولہ مرغوب اشار بہ الی المشتہیات

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

آپ فرما دیجیے کیا میں تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہوان چیزوں سے، ایسے لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں انکے مالک کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جنکے پائین میں نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

اور ایسی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور خوشنودی ہو اللہ تعالیٰ کیطرف سے - اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں بندوں کو ایسے لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے

ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے - صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور فروتنی کرنیوالے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں

دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز) تو اللہ ہی کے پاس ہے (جو بعد موت کے کام آویگی جس کی تفصیل اگلی آیت میں آتی ہے) **ف** یہ جو فرمایا کہ ان چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے اسکا اصل میرے ذوق میں یہ ہے کہ یہ محبت و میلان غالب حالات میں موجب فتنہ ہوجانیکی وجہ سے ڈر کی چیز تھی مگر اکثر لوگ اسکو سبب ضرر نہیں جانتے بلکہ اس میلان کو علی الاطلاق اچھا سمجھتے ہیں واللہ اعلم نفاست نعمای آخرت قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۝۱۵ آپ (ان لوگوں سے) فرما دیجیے کیا میں تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کے لیے جو (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے ہیں انکے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جنکے پائین میں نہریں جاری ہیں ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہینگے (اور انکے لیے) ایسی بیبیاں ہیں جو (ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (انکے لیے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے (بھالتے) ہیں بندوں (کے حال) کو (اسلیے ڈرنیوالوں کو یہ نعمتیں دینگے آگے ان ڈرنے والوں کی بعضی تفصیلی صفات ذکر کیجاتی ہیں) یعنی صفات متقین اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷ (یہ ہم ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچا لیجیے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور (نیک کاموں میں مال کے) خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں (اٹھ اٹھ کر) گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں **ف** یہ جو کہا کہ ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے یہ اسوجہ سے ہے کہ بدون ایمان کے مغفرت نہیں ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ کفر جو مانع ابدی مغفرت کا ہے اسکو ہم مرتفع کر چکے اب معاف کر دیجیے خواہ اولی ہو یا غیر اولی اور اخیر شب کی تخصیص اسلیے ہے کہ اسوقت اٹھنے میں مشقت بھی ہے اور وہ وقت قبولیت کا بھی ہے ربط شروع سورت میں نصاریٰ کے مقابلہ و مناظرہ میں توحید کا اثبات اور تثلیث کا ابطال کیا گیا ہے اور درمیان کے مضامین اسی کی مناسبت سے لائے گئے تھے اب پھر اسی مضمون توحید کیطرف عود کرتے ہیں اور اسکے بعد کی آیتوں میں اسلام کے حق ہونیکی تصریح اور اہل کتاب کے ساتھ محاجہ کی تقریر پھر حق کے قبول نہ کرنیوالوں کی مذمت پھر استطرادًا اہل اسلام کے غلبہ کی پیشین گوئی اور اسکے استبعاد کو اثبات قدرت کاملہ سے دفع کرنا پھر مومنین کو کفار کی دوستی سے ممانعت پھر توحید کا بدون اتباع رسول کے معتبر نہ ہونا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و محبوبیت کی تائید کے لیے چند مقبولین کے قصے یہ سب مضامین پارہ کے تین پاؤ تک بالترتیب بیان فرمائے گئے ہیں اور اس تقریر سے دور تک کا ربط معلوم ہو گیا

النحو - الذین یقولون صفة للذین اتقوا او للعباد وکذا قوله الصابرین ۱۲

البلاغة - قال البیضاوی یرید به ای بقوله قل اؤنبئکم تقریر ان ثواب الله خیر من مستلذات الدنیا قال عصام حیث ذکره بعد الاخبار بان الله عنده حسن المآب ثم شوقهم لسلب بیان خیر مما عندهم بقوله اؤنبئکم بخیر من ذلکم واکده بکونه خیرا کونه حسن المآب ثم جعله من النعم الخاصة لمن هم علم فی التقرب الی الله ثم فصله ووصف کلا بما یفید کونه خیرا من الدنیا وما فیها اھ قال البیضاوی توسیط الواو بینها للدلالة علی استقلال کل واحدة منها وکمالهم فیها او لتغایر الموصوفین بها ۱۲

نصف

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ

گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں انکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے

عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ

بلاشبہ دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا تو ایسی حالت کے بعد کہ ان کو دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

ع ۱۱ / ۱۰

اور کہئے اہل کتاب سے اور عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجاوینگے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں سو آپ کے ذمہ صرف پہونچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ لینگے بندوں کو

رجوع بسوی مضمون توحید شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱۸) گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ نے (کتب سماویہ میں) اس (مضمون) کی کہ بجز اس ذات (پاک) کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی (اپنے ذکر و تسبیح میں اسکی گواہی دی ہے کیونکہ انکے اذکار توحید سے بھرے ہوئے ہیں) اور (دوسرے) اہل علم نے بھی (اپنی تقریرات و تحریرات میں اسکی گواہی دی ہے جیسا کہ ظاہر ہے) اور معبود بھی وہ اس شان سے ہیں کہ (ہر چیز کا) اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں (اور پھر کہا جاتا ہے کہ) انکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں **ف** قائم بالقسط کی صفت غالباً اسلیے بڑھا دی کہ وہ ایسے نہیں کہ صرف اپنی تعظیم و عبادت ہی کرالیتے ہوں بلکہ وہ سب کے کام بھی بناتے ہیں اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ دلیل تو نقلی ہے جو اسکو نہیں مانتے انپر کیسے حجت ہوگی جواب یہ ہے کہ یہ دلیل خاص اہل کتاب کے مقابلہ میں ہے وہ دلیل نقلی کے منکر نہ تھے اور دلائل عقلیہ دوسرے مواقع پر موجود ہیں ربط آیت شہد اللہ سے پہلے دیکھ لیجیے **تصحیح حقانیت اسلام** اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۱۹) بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور (اسکے حق ہونے میں اہل اسلام کے ساتھ) اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (اسطرح سے کہ اسلام کو باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہونچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے (یعنی اسلام کے حق ہونے میں کوئی وجہ شبہ کی نہیں ہوئی بلکہ ان میں مادہ دوسروں سے بڑا بننے کا ہے اور اسلام لانے میں یہ سرداری جو انکو اب عوام پر حاصل ہے فوت ہوتی تھی اسلیے اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ الٹا اسکو باطل بتلانے لگے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کریگا (جیسا ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے حساب کا انجام عذاب ہوگا) ربط آگے ان منکرین اہل کتاب اور انکے ساتھ مشرکین عرب کے انکار کا اور محاجہ کا جو عناد سے پیدا ہوا ہے جواب مذکور ہے **جواب محاجہ معاندین** فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ (۲۰) (اسلام کے حق ہونے پر دلیل قائم ہونیکے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے (خواہ مخواہ کی) حجتیں نکالیں تو آپ (جواب میں) فرما دیجیے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا اپنا رخ خاص اللہ کیطرف کر چکے یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے

ملحقات الترجمة
۱ قوله حق اور مقبول مستفاد من لام العهد ۱۲
۲ قوله صرف اسلام ہی ہے لما فی روح المعانی تعریف الجزئین للحصر ای لا دین مرضی عند الله تعالی سوی الاسلام ۱۲
۳ قوله بہت جلد اسکا حساب لینے والے ہیں لما فی روح المعانی ای یأتی حسابه عن قریب ۱۲
۴ قوله خواہ مخواہ اشارة الی ان هذه المحاجة لیست علی حقیقتها بل [illegible] المحاجة مجازا [illegible] قوله لئلا یکون للناس [illegible] الا الذین ظلموا ۱۲

اللغات قوله اسلمت وجهی قال عبد الحکیم علی البیضاوی خلص ای لا اشرک به غیره فاسلم من سلم الشیء لفلان خلص ومنه رجل سلم لرجل والوجه مستعار للذات ۱۲
النحو قوله قائما بالقسط فی روح المعانی بعد سرد الاوجه الاربعة الخامس ولعله الاوجه ان یکون حالا من الضمیر والعامل فیها معنی الجملة ای تفرد ۱۲ قوله ومن اتبعن عطف علی التاء وحسن للفصل او مفعول معه کذا قال البیضاوی ۱۲
الروایات فی روح المعانی وقیل نزلت (ای آیة شهد الله الخ) فی نصاری نجران لما حاجوا فی امر عیسی علیه السلام وهو الذی یشعر به ما اشرنا الیه قبل من الآثار ومیل الیه کلام محمد بن جعفر بن الزبیر ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ

بیشک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝

سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجیے ایک سزائے دردناک کی یہ وہ لوگ ہیں کہ انکے سب اعمال غارت ہوگئے دنیا میں اور آخرت میں اور ان کا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝

کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ انکے درمیان فیصلہ کردے پھر ان میں سے بعض لوگ

جن میں اعتقاد الوہیت کا اثبات ہے کا شائبہ نہ ہو اسی کی طرف ہوتا ہے کیونکہ دوسرے مذاہب میں کچھ کچھ شرک ہو گیا تھا) اور (اس جواب کے بعد دریافت کرنے کے طور پر) کچھ اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ (راست) پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ (اس سے بدستور) روگردانی رکھیں سو (آپ اسکا کچھ غم نہ کیجیے کیونکہ) آپ کے ذمہ صرف (احکام خداوندی کا) پہنچا دینا ہے اور (آگے) اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے (اپنے) بندوں کو (آپ سے کوئی باز پرس نہیں ہے) ف کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ منکرین کے مقابلہ میں اتنا کہدینا کب کافی ہوسکتا ہے کہ تم نہ مانو تو میں تو مان گیا جواب یہ ہے کہ یہ ہر منکر کے مقابلہ میں نہیں فرمایا گیا بلکہ خاص ان منکرین کے مقابلہ میں جنکا انکار کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ بعد اقامت دلائل کے محض عناد و عداوت سے تھا جب انکو کوئی شبہ نہیں تو انکے سامنے مکرر دلائل بیان کرنا بیکار ہے اسوقت یہی آخری جواب ہے کہ خیر بھائی نہ مانو ہم تو مان چکے خوب سمجھ لو ربط شروع سورت میں روئے سخن زیادہ نصاری کیطرف تھا پھر آیت بالا میں الذین اوتوا الکتاب کا عنوان نصاری اور یہود دونوں کو شامل تھا اب آیت آیندہ میں یہود کے بعض خاص احوال بیان فرماتے ہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر میں خود حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبیوں کو ایک وقت میں قتل کیا انکی نصیحت کے لیے ایک سو ستر بزرگ کھڑے ہوئے انکی دن اخیر میں کام تمام کیا فقط اور بنی اسرائیل اکثر یہودی تھے **تقبیح بعض حالات یہود** إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٢١﴾ بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ (جیسے یہود کہ انجیل اور قرآن کو نہیں مانتے تھے) اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو (اور وہ قتل کرنا خود انکے خیال میں بھی) ناحق (ہوتا) اور (نیز) قتل کرتے ہیں ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو خبر سنا دیجیے ایک سزائے دردناک کی (اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ (مجموعہ افعال مذکورہ کے سبب سے) انکے سب اعمال (صالحہ) غارت ہوگئے دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اور (سزا کے وقت) انکا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا ف دنیا میں غارت ہونا یہ کہ انکے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا نہ ہوگا اور آخرت میں یہ کہ انکی مغفرت نہ ہوگی اور ہر چند کہ محض ناصحین کا قتل کفر نہیں ہے جس سے اعمال حبط ہوں البتہ گناہ کبیرہ ہے لیکن چونکہ اس مجموعہ میں دوسرے اجزاء کفر ہیں اسلیے حبط کا ترتب صحیح ہوا اور چونکہ زمانہ نبوت محمدیہ کے یہود اپنے اسلاف کے قبائح پر انکار نہ رکھتے تھے اسلیے ان پر الزام صحیح ہوا ربط آیات آیندہ میں یہود کی ایک خاص حالت اور ایک خاص قول کی تقبیح ہے **تقبیح یہود** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٢﴾

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم عن ابی عبیدة بن الجراح قال قلت یا رسول اللہ ای الناس اشد عذابا یوم القیمة قال رجل قتل نبیا او رجلا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ثم قرأ الآیة ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عبیدة قتلت بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا اول النہار فی ساعة واحدة فقام مائة رجل وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروا من قتلہم بالمعروف ونہوہم عن المنکر فقتلوا جمیعا من آخر النہار من ذلک الیوم فہم الذین ذکر اللہ تعالی فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم و ابن المنذر عن عکرمة عن ابن عباس قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس علی جماعة من الیہود فدعاہم الی اللہ فقال لہ نعیم بن عمرو والحرث بن زید علی ای دین انت یا محمد قال علی ملة ابراہیم ودینہ قالا فان ابراہیم کان یہودیا فقال لہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہلموا الی التوراة فہی بیننا وبینکم فابیا علیہ فانزل اللہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی قولہ یفترون ۱۲

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہمکو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی۔ اور انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتوں نے سو انکا کیا حال ہوگا

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ

جبکہ ہم انکو اس تاریخ میں جمع کرلیں گے جس میں ذرا شبہ نہیں۔ اور پورا پورا بدلہ ملجاویگا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا تھا اور ان شخصوں پر ظلم نکیا جاویگا۔ آپ یوں کہیے کہ اے اللہ

مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ

مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ

آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ آپ رات کو دن میں داخل کردیتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کردیتے ہیں اور آپ جاندار چیز کو

مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

بیجان سے نکال لیتے ہیں اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں اور آپ جسکو چاہتے ہیں بیشمار رزق عطا فرماتے ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّھُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰھُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپنے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب (سماوی یعنی توراۃ) کا ایک (کافی)[۱] حصہ دیا گیا (کہ اگر ہدایت کے طالب ہوتے تو وہ حصہ اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی تھا) اور[۲] اسی کتاب اللہ کیطرف اس غرض سے انکو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ انکے درمیان (مذہبی اختلاف کا) فیصلہ کردے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف[۳] کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے (اور) یہ (بے اعتنائی) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں (اور یہی انکا اعتقاد ہے) کہ ہمکو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی (پھر مغفرت ہوجاویگی) اور انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتوں نے (جیسے یہی تراشے ہوئے عقیدہ نے انکو دھوکہ دیا اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی کرنے لگے) سو (ان احوال وافعال واقوال کفریہ کے سبب) انکا کیسا[۴] (برا) حال ہوگا جب کہ ہم انکو اس تاریخ میں جمع کرلیں گے جس (کے آنے) میں ذرا[۵] شبہ نہیں اور (اس تاریخ میں) پورا پورا بدلا ملجاویگا ہر شخص کو جو کچھ اسنے (دنیا میں) کیا تھا اور ان شخصوں پر (بدلہ کے وقت اصلا) ظلم نہ کیا جاویگا کہ بے جرم سزا یا وہ از جرم سزا ہوجاوے) ف انکے قول لن تمسنا النار کی تحقیق پارہ الم کے نصف پر گذر چکی ہے ربط چونکہ اوپر کی آیات میں محاجہ کی تقریر ہے بعض میں باللسان بعض میں بالسنان جیسا اس آیت میں قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا الخ آیت آئندہ میں اسکی مناسبت سے امت محمدیہ کے کفار پر غالب آنے کی پیشینگوئی کیطرف تعلیم مناجات کے عنوان میں اشارہ ہے جیسا شان نزول سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم وفارس فتح ہوجانیکا وعدہ فرمایا تو منافقین و یہود نے استبعاد اور استہزا کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اوردہ فی روح المعانی عن الواحدی عن ابن عباس رض وانس رض لبشارت غلبہ مومنین بعنوان مناجات قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ کافی حصہ کما فی ابی السعود والتنوین للتفخیم ۱۲

[۲] قولہ اور اسی کتاب اللہ کیطرف زاد حرف العطف للحال لان الجملۃ حال وزاد فی لسانہ نا فیہ مثالہ واو الحال واشار الی کون الاضافۃ للعہد بہذا البلغ فی التقبیح حیث یستنکروا من الذی اوتوہ وزاد لفظ بھی للاشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث دعوا ولم یکن حاجۃ الی الدعوۃ ثم یستنکروا ۱۲

[۳] قولہ بعض فائدتہ ان بعضہم کانوا قد آمنوا ۱۲

[۴] قولہ کیسا رحمی واشارۃ الی زیادۃ التقبیح حیث لم یبدلوا عن شبہۃ ۱۲

[۵] قولہ فی ترجمۃ فکیف کیسا برا اشارۃ الی کون الاستفہام للتقبیح ۱۲

[۶] قولہ ذرا شبہہ افادہ عموم النکرۃ تحت النفی ۱۲

اللغات فی روح المعانی واصل اللہم یا اللہ فحذفت یا وعوض عنہا المیم واوثرت لقربہا من الواو التی ہی حرف علۃ وشددت لکونہا عوضا عن حرفین وجمعہما مع یا شاذ ۱۲

النحو قولہ بغیر حساب فی روح المعانی احد الوجوہ وجوز ان یکون نعتا لمصدر محذوف او مفعول محذوف ای رزقا غیر قلیل اہ قلت واخترت ہذا الوجہ ۱۲

الروایات فی روح المعانی روی الواحدی عن ابن عباس وانس بن مالک انہ لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ ووعد امتہ ملک فارس والروم قالت المنافقون الیہود ہیہات ہیہات من این لمحمد ملک فارس والروم ہم اعز وامنع من ذلک الم یکف محمدا مکۃ والمدینۃ حتی یطمع فی ملک فارس والروم فانزل اللہ تعالی ہذہ الآیۃ (ای قل اللہم الخ) وفی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ قال ذکر لنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یجعل ملک الروم وفارس فی امتہ فانزل اللہ قل اللہم مالک الملک الآیۃ ۱۲

فائدۃ جلیلۃ قال ابو السعود عن ابی العباس المقری ورد لفظ الحساب فی القرآن علی ثلثۃ اوجہ بمعنی التعجب قال تعالی ترزق من تشاء بغیر حساب۔ وبمعنی العدد قال تعالی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ وبمعنی المطالبۃ قال تعالی فامنن او امسک بغیر حساب ۱۲

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَاۤءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ

مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو دوست نہ بناویں — مسلمانوں سے تجاوز کرکے — اور جو شخص ایسا کریگا — سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے

شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالےٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کیطرف لوٹ کر جانا ہے

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ (اللہ تعالےٰ سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک (کا جتنا حصہ چاہیں) جسکو چاہیں دیدیتے ہیں او
جس (کے قبضے) سے چاہیں ملک (کا حصہ) لے لیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں آپ
ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں آپ (بعض فصلوں میں) رات (کے اجزاء) کو دن میں
داخل کردیتے ہیں (جس سے دن بڑا ہونے لگتا ہے) اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کردیتے ہیں (جس سے رات
بڑھنے لگتی ہے) اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرند سے بیضہ)
اور آپ جسکو چاہتے ہیں بیشمار رزق عطا فرماتے ہیں ف یعنے ہر طرح کی قدرت ہے سو ضعفا کو قوت و سلطنت دیدینا کیا مشکل ہے اس دعا
میں ایک قسم کا استدلال ہے اسکے امکان پر اور وقوع سے استبعاد کو دفع کیا۔ اور خیر کی تخصیص اس لیے مناسب ہوئی کہ یہاں مقصود خیر کا مانگنا
ہے جیسے کوئی امیدوار کہے کہ نوکر رکھنا آپکے اختیار میں ہے اگرچہ نوکر کا موقوف کردینا بھی اختیار میں ہوتا ہے ربط اوپر کفار کی مذمت مذکور
تھی آیندہ آیت میں بطریق تفریع کے انکے ساتھ دوستی کرنیکی ممانعت کا بیان فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ جب کفار کے قبائح مثل انکار آیات و عداوت
اللہ و رسول وغیرہ معلوم کرچکے تو ایسے قبیح و منکر و دشمنان خدا و رسول سے دوستی کب زیبا ہے نہی موالات کفار لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَاۤءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَ
إِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ مسلمانوں کو چاہیے کہ (ظاہراً یا باطناً) کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کرکے (یہ تجاوز دو صورت
سے ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ مسلمانوں سے بالکل دوستی نہ رکھیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں دونوں صورتیں ممانعت میں
داخل ہیں) اور جو شخص ایسا کام کریگا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں (کیونکہ جن دو شخصوں میں باہم عداوت ہوا کرے
ہے ایک سے دوستی کرکے دوسرے سے دوستی کا دعوی قابل اعتبار نہیں ہوسکتا) مگر ایسی صورت میں (ظاہری دوستی کی اجازت ہے) کہ تم ان سے کسی
قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو (وہاں دفع ضرر کی ضرورت ہے) اور اللہ تعالےٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتا ہے (کہ اسکی ذات سے ڈر کر
احکام کی مخالفت مت کرو) اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اسوقت کی سزا کا خوف کرنا ضرور ہے) ف کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے
ہیں موالات یعنی دوستی۔ مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی۔ مواساۃ یعنی احسان و نفع رسانی ان معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ موالات تو کسی
حال میں جائز نہیں اور آیت لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَاۤءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاۤءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ اور آیت لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ
وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاۤءَ میں یہی مراد ہے اور مدارات تین حالتوں میں درست ہے۔ ایک دفع ضرر کے واسطے۔ دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی
توقع ہدایت کے واسطے۔ تیسرے اکرام ضیف کے لیے اور اپنی مصلحت و منفعت مال یا جاہ کے لیے درست نہیں اور بالخصوص جبکہ ضرر دینی کا

اللغات قال ابو السعود اصل تقاة وقیة ابدلت الواو تاء کتخمة وتہمة وقلبت الیاء الفا ۱۲
الفقہ۔ فی روح المعانی وعد قوم من ہذا الباب مداراة الکفار والفسقة والظلمة والانة الکلام
لہم والتبسم فی وجوہہم والانبساط معہم واعطاءہم لکف اذاہم وقطع لسانہم وصیانة العرض عنہم ولا یعد
ذلک من باب الموالات المنہی عنہا بل ہی سنة وامر مشروع ثم سرد روایات واحادیث الی ان قال لکن
لا تنبغی المداراة الی حیث یخدش الدین ویرتکب المنکر وتسیء الظنون اھ

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن جریر من طریق سعید او عکرمة عن ابن عباس قال
کان الحجاج بن عمرو حلیف کعب بن الاشرف وابن ابی الحقیق وقیس بن زید قد بطنوا بنفر
من الانصار لیفتنوہم عن دینہم فقال رفاعة بن المنذر وعبد اللہ بن جبیر وسعد بن خیثمة
لاولئک النفر اجتنبوا ہؤلاء النفر من یہود واحذروا مباطنتہم لا یفتنوکم عن دینکم فابوا
فانزل اللہ فیہم لا یتخذ المؤمنون الی قولہ واللہ علی کل شیء قدیر ۱۲

قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم پوشیدہ رکھوگے اپنا مافی الضمیر یا اسکو ظاہر کروگے اللہ تعالیٰ اسکو جانتے ہیں اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا

ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں۔ جس روز کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پاویگا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو بھی اس بات کی تمنا کریگا کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز

وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

کے درمیان میں دور دراز کی مسافت ہوتی اور اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں بندوں پر

بھی خوف ہو تو بوجہ ادنے ہونے کے ان سے احتراز اہم ہوگا اس مقام کی آیت میں اسی دفع ضرر کی حالت کو مستثنیٰ کیا ہے اور مراد اس سے مدارات ہے جسکو صورۃً موالات میں داخل کر کے موالات کو مستثنیٰ منہ قرار دیدیا گیا اور آیت بالا میں چونکہ موالات حقیقیہ مراد ہے لہذا استثناء نہیں کیا گیا اور توقع ہدایت کے لیے مدارات کرنا سورہ عبس کی آیت فانت لہ تصدی میں مذکور ہے۔ اور ضیف ہونیکی وجہ سے مدارات کرنا اس حدیث میں ہے جسمیں بنی ثقیف کو آپ نے مسجد میں ٹھیرایا تھا اور وجود شکایت تقدیم کافر کی مومن پر ہے۔ اور اپنی مصلحت مالی یا جاہی کے لیے اسکی ممانعت آیت ایبتغون عندہم العزۃ میں مذکور ہے۔ اور مواساۃ کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز سورہ ممتحنہ کی آیت لاینہاکم اللہ الی قولہ ہم الظالمون میں اسکی تصریح ہے اور اس آیت میں اس مواساۃ کو مجازاً تولی سے تعبیر کر دیا گیا ہے اور یہی حکم ہے فساق و اہل بدعت کا جیسا روایات سے ظاہر ہے۔ اور تقاۃ کے ترجمہ میں اندیشہ میں قوی کی قید اسلیے لگائی کہ توہم کا اعتبار نہیں چنانچہ آیت یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ میں اسی پر انکار ہے اسیطرح امراء کی صحبت سے ممانعت آئی ہے دفع شبہہ بعضوں کو اس آیت میں تقیہ متعارفہ شیعہ کے جواز کا شبہہ ہو جاتا ہے اسکا دفع یہ ہے کہ اس آیت کو اس تقیہ سے اصلا مس نہیں کیونکہ آیت ہذا میں خوف ضرر کے وقت دوستی کے اظہار اور عداوت کے اخفاء کا ذکر ہے اور تقیہ متعارفہ میں کفر کا اظہار اور ایمان کا اخفاء ہوتا ہے اگر کہا جاوے کہ اگر یہاں مذکور نہیں تو دوسری آیت میں بعنوان اکراہ مذکور ہے جواب یہ ہے کہ تقیہ متعارفہ اور اکراہ میں بھی دو فرق ہیں۔ اول اکراہ صریح دفع ضرر کے خوف سے ہے اور تقیہ مذکورہ جلب منفعت کے لیے بھی۔ دوسرے اکراہ میں اس ضرر کا شدید اور خوف کا قوی ہونا ضرور ہے اور تقیہ میں ضرر کا خفیف اور خوف کا درجہ وہم میں ہونا کافی ہے پس تقیہ اصطلاحی کو قرآن سے کچھ مس نہوا اور کوئی شخص اصطلاح بدل کر لفظ تقاۃ سے اخذ کر کے اجازت کی صورت کو تقیہ کہنے لگے تو اس سے مناقشہ نہیں لیکن اسکو مفید نہیں ربط اوپر کی آیت میں کفار کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت فرمائی تھی آگے اس نہی کے عام ہونے کو ارشاد فرماتے ہیں کہ نہ بلا ضرورت ظاہراً ان سے دوستی جائز ہے اور نہ باطناً اصلا دوستی جائز ہے اور اس مضمون کو ایسے عام عنوان سے ارشاد فرمایا ہے جس سے سب معاصی ظاہرہ و باطنہ سے تحذیر ہو جاوے تعمیم نہی موالات کفار قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ آپ (ان سے) فرما دیجیے کہ اگر تم (دل ہی دل میں) پوشیدہ رکھوگے اپنا مافی الضمیر یا اسکو (زبان و جوارح سے) ظاہر کروگے اللہ تعالیٰ اسکو (ہر حال میں) جانتے ہیں اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (کوئی چیز ان سے مخفی نہیں) اور (علم کے ساتھ) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل رکھتے ہیں (سو اگر تم کسی امر قبیح کا ارتکاب کروگے خواہ ظاہراً یا باطناً تو وہ تمکو سزا دے سکتے ہیں) ربط آگے مضمون بالا کی تاکید کے لیے قیامت کا آنا اور اسمیں بلا تخصیص کسی عمل کے سب اعمال کا پیش نظر ہو جانا اور اسوقت عاصیوں کا پچھتانا بیان فرماتے ہیں تاکید مضمون سابق يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ

اللغات فی روح المعانی الامد غایۃ الشئ و منتہاہ وذہب بعضہم الی ان المراد بالامد البعید المسافۃ البعیدۃ ولعلہ الاظہر ۱۲

النحو یوم منصوب بتود کذا قال البیضاوی قولہ وما عملت من سوء عطف علی ما عملت والتقدیر محضرا فی النظم وحذفہ للاقتصار بقرینۃ ذکرہ فی الاول ماقالہ الاکثرون کذا فی روح المعانی

البلاغۃ فی روح المعانی وفی قولہ محضرا من التہویل مالیس فی حاضرا وکذا فی روح المعانی ماقرئ من ارجاع الضمیر فی بینہ الی یوم لنکتۃ المبالغۃ فافہم قال البیضاوی الآیۃ (ای قل ان تخفوا الخ) بیان لقولہ ویحذرکم اللہ نفسہ فکانہ قال ویحذرکم نفسہ لانہا متصفۃ بعلم ذاتی محیط بالمعلومات کلہا وقدرۃ ذاتیۃ تعم المقدورات باسرہا فلا تجسروا علی عصیانہ اھ قلت فقررت وجہ ربط الآیۃ بنہج آخر کما یظہر من تقریری فی التفسیر ۱۲

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى

آپ یہ فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں سو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے

اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۝ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝

آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام جہان پر بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب

جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پاویگا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو (بھی پاویگا اس روز) اس بات کی تمنا کریگا کہ کیا خوب ہوتا جو اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت (حائل) ہوتی (تاکہ اپنے اعمال بد کا معائنہ نہ کرنا پڑتا) اور تمہیں پھر مکرر کہا جاتا ہے کہ) خدا تعالیٰ تمکو اپنی ذات (عظیم الشان) سے ڈراتے ہیں اور (یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ) اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہیں (اپنے) بندوں کے حال پر (اس مہربانی سے یوں چاہتے ہیں کہ یہ سزائے آخرت سے بچے رہیں اور بچنے کا طریقہ یہی اعمال بد کا ترک کرنا اور ترک کرنا عادۃً بدون ڈرانے کے ہوتا نہیں اسلیے ڈراتے ہیں پس یہ ڈرانا عین شفقت و رحمت ہے) ف جن لوگوں کے نیک اور بد دونوں قسم کے عمل اس روز پیش ہونگے انکی نسبت یوں فرمایا کہ وہ لوگ اس یوم سے نہ ابنیکی تمنا کرینگے نہایت بلاغت ہی کہ باوجودیکہ کچھ اعمال ان کے خیر بھی ہونگے مگر انکے ہونیکی ذرا خوشی نہ ہوگی اعمال بد سے رنج ہوگا تو جنکے پاس شر ہی شر ہو اسکا کیا پوچھنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جنکے اعمال صرف خیر ہوں وہ بھی آس تمنا میں شریک ہیں۔ ربط اوپر کی آیتوں میں توحید کا وجوب اور کفر کی مذمت مذکور تھی اعتقاد رسالت و اتباع رسول کا وجوب فرماتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جسطرح انکار توحید کفر ہے انکار رسالت بھی کفر ہے **وجوب اعتقاد و اتباع رسول** قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۰﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۱﴾ آپ (لوگوں سے) فرما دیجیے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو (اور محبت رکھنے کی وجہ سے یہ بھی چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت کریں) تو تم لوگ (اس مقصود کے حاصل کرنے کے طریقوں میں) میرا اتباع کرو (کیونکہ میں خاص اسی تعلیم کے لیے مبعوث ہوا ہوں جب ایسا کروگے تو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دینگے (کیونکہ میں اس معافی کا طریقہ بھی تعلیم کرتا ہوں اسپر عمل کرنے سے لامحالہ حسب وعدہ گناہ معاف ہو جاوینگے مثلاً ذنوب محضہ سے توبہ کر لینا حقوق فائتہ الٰہیہ کا قضا کر لینا حقوق العباد کا ادا کر دینا یا ابرا کرا لینا) اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں (اور) آپ یہ (بھی) فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ کی (کہ اصل مقصود تو وہی ہے) اور (اطاعت کیا کرو) رسول کی (یعنی میری اطاعت اس حیثیت سے کرنا ضروری ہے کہ میں اللہ کا فرستادہ ہوں میری معرفت اپنی اطاعت کے طریقے بتلائے ہیں) پھر (اسپر بھی) اگر وہ لوگ (آپ کی اطاعت سے کہ ادنیٰ اسکا اعتقاد رسالت ہے) اعراض کریں سو (وہ لوگ سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے (اور وہ اس صورت میں یہ لوگ کافر ہونگے سو انکو دعوی محبت کرنا یا ہوس محبوبیت رکھنا محض بادبیجائی ہے) ربط بعض معاندین کو باوجود وضوح دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مسئلہ رسالت میں استبعاد و استنکار تھا اس لیے آیات آئندہ میں اس مسئلہ کی تائید کے لیے تاکہ ان نظائر سے وہ استبعاد رفع ہو جاوے اولاً چند مشہور انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً منتخب و مقبول ہونا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام و حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کسیقدر مفصل قصہ ارشاد فرماتے ہیں وجہ تخصیص ان حضرات کی قرب زمانہ نبوی ہے **اصطفاء بعض انبیاء علیہم السلام** اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۳﴾

اللغات ذریۃ قال البیضاوی الذریۃ الولد یقع علی الواحد والجمع فعلیۃ من الذرا و فعولۃ من الذراء ابدلت ہمزتہا یاء ثم قلبت الواو یاء و ادغمت ۱۲

النحو قولہ ذریۃ الخ قال البیضاوی حال او بدل من الآلین او منہما و من نوح ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن المنذر عن الحسن قال قال اقوام علی عہد نبینا و اللہ یا محمد انا لنحب ربنا فانزل اللہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی الآیۃ ۱۲

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

جبکہ عمران کی بی بی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپکے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے قبول کر لیجیے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ

پھر جب لڑکی جنی کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعالی زیادہ جانتے ہیں اسکو جو انہوں نے جنی اور وہ لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں

بیشک اللہ تعالی نے (نبوۃ کے لیے) منتخب فرمایا ہے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو اور (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (جیسے حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت اسحق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور تمام انبیاء بنی اسرائیل کہ اولاد یعقوب علیہ السلام کی ہیں اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اولاد اسمعیل علیہ السلام سے ہیں) اور عمران کی اولاد (میں سے بعضوں) کو (اگر یہ عمران حضرت موسی علیہ السلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ہیں اور اگر یہ عمران حضرت مریم علیہا السلام کے والد ہیں تو اولاد سے مراد حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام ہیں غرض ان سب حضرات کو نبوت کے لیے) تمام جہان (کی مخلوقات) پر (منتخب فرمایا ہے) بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں (جیسے آدم علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اسیطرح نوح علیہ السلام کی اولاد سب ہیں اور حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں اولاد عمران بھی ہیں) اور اللہ تعالی خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں (کہ سب کے اقوال کو سنتے ہیں سب کے احوال کو جانتے ہیں پس جسکے اقوال و احوال مناسب شان نبوت کے دیکھے انکو نبی بنا دیا) ف اس میں اکثر انبیاء علیہم السلام کا بالخصوص انبیاء اولو العزم کا ذکر آگیا باقی خود حضرت ابراہیم کی نبوت آیت میں اسلیے مذکور نہیں ہوئی کہ انکا نبی ہونا تمام اہل ملل سماویہ میں مشہور و مسلم تھا اور آل ابراہیم میں باوجودیکہ آل عمران بھی داخل ہے لیکن بطور تخصیص بعد تعمیم کے اہتمام کے لیے مکرر ذکر فرما دیا اگر حضرت موسی و ہارون علیہما السلام مراد ہیں تب تو وجہ اہتمام حضرت موسی علیہ السلام کا انبیاء اولو العزم میں سے ہونا ہے اور اگر حضرت عیسی علیہ السلام مراد ہیں تو علاوہ اولو العزم میں سے ہونیکے خود مناسبت مقام کی اس تکریر کو مقتضی ہے کیونکہ آگے اسکے متصل ہی قصہ حضرت عیسی علیہ السلام کا مذکور ہے جسکو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کے ذکر سے شروع فرمایا ہے۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کی اولاد ہے شاید مقصود اس سے ان سب حضرات کا اتحاد یا شرف ذاتی کے ساتھ شرف نسبت کا بیان فرمانا ہو اس امر کا جتلانا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا و اجداد میں بھی نبوت رہی ہے اگر آپ کو نبوت مل گئی تو بعید کیا ہے واللہ اعلم **قصہ حضرت مریم و عیسی علیہ السلام** إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۵﴾ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے (حالت حمل میں جبکہ بار ہی ہیں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر (یعنی منت) مانی ہے آپ (کی عبادت) کے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ (خانہ خدا کی خدمت کے واسطے) آزاد (فارغ) رکھا جاویگا (اور میں اسکو اپنے کام میں نہ لگاؤں گی) سو آپ (اسکو) مجھ سے (بعد ولادت) قبول کر لیجیے بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ میری عرض کو سن رہے ہیں اور میری نیت کو جان رہے ہیں) ف اس زمانہ میں ایسی نذر ماننا مشروع تھا مگر صرف اولاد ذکور کے ساتھ مخصوص تھا سو انہوں نے اسی گمان سے نذر مانی تھی کہ شاید لڑکا پیدا ہو **تتمہ قصہ** فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ

ملحقات الترجمة ۱ قولہ اگر یہ عمران الخ نے الانتساب قال احمد وما یرجح ہذا القول الثانی ان عمران ہو ابو مریم ان السورۃ تسمی آل عمران ولم تشرح قصۃ عیسی و مریم فی سورۃ ابسط من شرحہا فی ہذہ السورۃ واما موسی و ہرون فلم یذکر من قصتہما فی ہذہ السورۃ فدل ذلک علی ان عمران المذکور ہہنا ہو ابو مریم واللہ اعلم اہ فی روح المعانی والیہ یرجح کون المراد بہ ابا مریم ان اللہ تعالی ذکر اصطفاء ہا بعد بنص علیہ ام قال البیضاوی وکان بین العمرانین الف وثمان مائۃ سنۃ ۱۲ ۲ قولہ یاد رکھنے قابل ہے حاصل معنے ذکر العامل فی اذ ۱۲ ۳ قولہ بعد ولادت قیدبہ لان قبل لا یصلح محلا للاخذ ۱۲ ۴ قولہ فی ف مشروع الخ بخلاف ما فی شرعنا لعد ایہ السلام لانہ نذر فیما لا یملک حدیث ولیس فی اختیار الناذر ان یفعل غیرہ فلا ینعقد النذر فافہم ۱۲

النحو محررا انتصابہ علی الحالیۃ من ما والعامل فیہ نذرت اہ روح المعانی۔ قال البیضاوی الضمیر (فی وضعتہا) بالغیبۃ ووضعتہا بالتکلم لما فی بطنہا وتانیثہ لانہ کان انثی ۱۲ **البلاغۃ** فی روح المعانی اللام فی لک للتعلیل والمراد لخدمۃ بیتک (فہو متعلق بمجرور) وتقدیم الجار والمجرور لکمال الاعتناء بہ اہ قلت وقول الملقب نذرت ای نذرت لعبادتی ایاک فان النذر یکون بالعبادۃ واخترتہ فی الترجمۃ لقربہ العامل وبقاء الترتیب علی الاصل قولہ ولیس الذکر الخ بیان لقولہ واللہ اعلم ای لیس الذکر الذی طلبت کالانثی التی وہبت واللام فیہما للعہد بیضاوی

اختلاف القراءۃ فی روح المعانی قرا ابن عامر وابو بکر عن عاصم ویعقوب بما وضعت (بالتکلم) علی انہ من کلامہا قالتہ اعتذارا الی اللہ تعالی حیث وضعت مولودا لا یصلح للغرض او تسلیۃ لنفسہا ای ولعل للہ تعالی سرا وحکمۃ لعل ہذہ الانثی خیر من الذکر اہ قلت فعلی ہذا یکون قولہ ولیس الذکر کالانثی من جملۃ کلامہا ویکون معناہ علی ما یقتضیہ المقام من التحزن ان الذکر لیس کالانثی بل لہ الترجیح علیہا ولا یرد ان العادۃ فی مثلہ ان ینفی عن الناقص شبہہ بالکامل لا العکس مع عدم الورود وانہ لم یثبت نفیہ ما قالوہ الا تری الی قولہ تعالی لستن کاحد من النساء فنفی عن الکامل شبہ الناقص ۱۲

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُہَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُہَا بِکَ وَذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوْلٍ

اور مین نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور مین اُسکو اور اُسکی اولاد کو آپ کی پناہ مین دیتی ہون شیطان مردود سے ۔ پس انکو اُنکے رب نے بوجہ احسن قبول

حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّکَفَّلَہَا زَکَرِیَّا ۚ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَہَا

فرمالیا اور عمدہ طور پر انکو نشو و نما دیا اور زکریا کو انکا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا انکے پاس عمدہ مکان مین تشریف لاتے تو اُنکے پاس کچھ کھانے پینے کی

رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا ۭ قَالَتْ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ۭ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاۗءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

چیزین پاتے یون فرماتے کہ اے مریم یہ چیزین تمہارے واسطے کہان سے آئین وہ کہتین کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئین بیشک اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہین بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہین۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُہَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُہَا بِکَ وَذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۵﴾ پھر جب (اُن بی بی نے) لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگین کہ اے میرے پروردگار مین نے تو وہ حمل لڑکی جنی (حق تعالیٰ فرماتے ہین کہ وہ اپنے خیال سے حسرت کر رہی تھین) حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہین (لڑکی کی شان) کو جو انہون نے جنی اور (کسیطرح بھی) وہ لڑکا (جو انہون نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر نہین (ہوسکتا تھا بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہے کہ اسکے کمالات و برکات عجیب و غریب ہونگے یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ کے تھا آگے پھر اُن بی بی کا قول ہے) اور مین نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور مین اسکو اور اسکی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ (اور حفاظت) مین دیتی ہون شیطان مردود سے ف چنانچہ انکی یہ غرض بھی قبول ہوئی جیسا حدیث صحیحین مین آیا ہے کہ ہر بچہ کو ولادت کے وقت شیطان چھیڑتا ہے اور اسکے چھیڑنے سے بچہ چلاتا ہے بجز حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے فقط اور چونکہ یہ عرض معاً ولادت کے ساتھ تھی اسلیے اُسوقت تک شیطان کا مس واقع نہوا تھا اسلیے اسمین یہ اشکال نہین کہ شیطان تو ولادت کے وقت مس کرتا ہے تو دعا سے پہلے مس کر چکا ہوگا اور تخصیص ذکر حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اسوجہ سے ہے کہ ان بی بی کی دعا تصریحاً منقول ہے اسلیے اجابت دعا کو تصریحاً ظاہر فرما دیا پس اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اور انبیاء علیہم السلام کو بھی شیطان مس کرتا ہو۔ اور بعض نے شبہ کیا ہے کہ اگر شیطان کو ایسی قدرت ہو تو سب کو ہلاک کر دے جواب یہ ہے کہ جتنی قدرت دی گئی ہے اس سے زیادہ نہین ہے نیز ملائکہ نگہبان بھی ہین۔ اور مریم بمعنے عابدہ نام رکھنے کی تصریح مین یہ اشارہ ہے کہ مین اپنی نذر پر حتے الامکان قائم ہون اس لڑکی کو بھی مسجد کے لیے فارغ کر دون گی اگر خدمت کے لیے نہین تو عبادت کے لیے سہی واللہ اعلم فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّکَفَّلَہَا زَکَرِیَّا ۚ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَہَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا ۭ قَالَتْ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ۭ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاۗءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۶﴾ غرض حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ انکو لیکر مسجد بیت المقدس مین پہنچین اور وہان کے مجاورین و عابدین سے کہ اُن مین حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جا کر کہا کہ اس لڑکی کو مین نے خاص خدا کے لیے مانا ہے اسلیے مین اپنے پاس نہین رکھ سکتی سو اسکو لائی ہون آپ لوگ لیکر رکھیے سو چونکہ حضرت عمران اس مسجد کے امام تھے اور حالت حمل مین انکی وفات ہو چکی تھی ورنہ سب سے زیادہ مستحق انکے لینے کے وہ تھے بوجہ باپ ہونے کے بھی اور بوجہ امام ہونے کے بھی اس لیے ہر شخص انکے لینے اور پالنے کی خواہش رکھتا تھا چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی ترجیح کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ میرے گھر مین انکی خالہ ہین اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اسلیے بعد ماں کے وہی رکھنے کی مستحق ہین مگر اور لوگ اس ترجیح پر راضی و متفق نہین ہوئے۔ آخر قرعہ پر اتفاق قرار پایا اور صورت قرعہ کی بھی عجیب و غریب خلاف عادت

اللغات المحراب اشرف المواضع لتنافس الناس علیہ وہو اسم مکان اھ من روح المعانی والمراد الغرفۃ فلا اشکال بمنع الہواء عنہا بالغلق لجواز وصولہ من الخوخات فافہم ۱۲

النحو قولہ بقبول حسن فی روح المعانی الباء مثلہا فی کتبت بالقلم والقبول ما یقبل بہ الشی کالسقوط ما یسقط بہ ای تقبلہا بوجہ حسن وہو اختصاصہ ایاہا ولم یقبل قبلہا انثی اھ قلت ومن ثم ترجمۃ لقبولی وجہ احسن نباتا مصدر علی غیر لفظ الفعل المذکور وقیل التقدیر فنبتت نباتا قولہ ان اللہ یرزق الخ یحتمل کونہ من کلامہا وہو الاولی او من کلامہ تعالیٰ کذا فی روح المعانی

البلاغۃ قولہ انی سمیتہا فی روح المعانی والغرض من عرض التسمیۃ علی علام الغیوب الاولی فیہ ان یقال ان الغرض من ذلک اظہار انہا غیر راجعۃ عن نیتہا وان کان ما وضعتہ انثی وانہا وان لم تکن خلیقۃ لسدانۃ بیت المقدس فلتکن من العابدات فیہ ..... بالتسمیۃ لکون اسمہا قد مات وامہا حامل فتقدیم المسند الیہ للتخصیص ای ..... التسمیۃ منی لا لیشارکنی فیہا ابوہا ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ وکفلہا فی البیضاوی شدد الفاء حمزۃ والکسائی وعاصم وخفف الباقون ۱۲

ملحقات ۱ — ۵۱ قولہ ... ۵۲ قولہ ... ۵۳ قولہ ... ۵۴ قولہ ... ۵۵ قولہ ... ۵۶ قولہ ... [illegible]

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

اُس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بیشک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے

ٹھیری جسکا بیان آگے آویگا اس میں بھی حضرت زکریا علیہ السلام کامیاب ہوئے چنانچہ اونکو وہ مل گئیں اور انہوں نے بنا بر بعض روایات ایک انا کو رکھکر دو سال دودھ پلوایا اور بعض روایات میں دودھ پینے کی انکو حاجت نہیں ہوئی غرض وہ خود بیٹھنے اٹھنے لگیں انکو مسجد کے متعلق ایک عمدہ مکان میں لاکر رکھا جب جاتے باہر سے قفل لگا جاتے آکر کھول لیتے اسی قصہ کا مختصر آگے مذکور ہے یعنی) پس ان (مریم علیہا السلام) کو انکے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر انکو نشو و نما دیا اور (حضرت) زکریا (علیہ السلام) کو ان کا سرپرست بنایا (سو) جب کبھی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) ان کے پاس (اسی) عمدہ مکان میں (جس میں انکو رکھا تھا) تشریف لاتے تو انکے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالے کے پاس (جو خزانہ غیب ہے) سے آئیں بے شک اللہ تعالے جسکو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں (جیسا اس موقع پر محض فضل سے بے مشقت عطا فرمایا) **ف** یہ جو فرمایا کہ خدا تعالے نے ان کو قبول کرلیا اسکی ظاہری علامت یہ تھی کہ اس قرعہ عجیبہ میں جو بطور معجزہ تھا حضرت زکریا علیہ السلام غالب آئے جس سے معلوم ہوا کہ حق تعالے کی مرضی تھی کہ یہ انکے پاس رہیں اور پلیں اسی بنا پر قبول کی نسبت اور نیز حضرت زکریا علیہ السلام کو کفیل بنانے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور یہ جو فرمایا کہ عمدہ طور پر انکو نشو و نما دیا اسکے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ابتدا سے عبادت و طاعت میں مشغول رکھا۔ دوسرے یہ کہ اور بچوں کی معمولی نشو و نما سے انکا ظاہری نشو و نما زائد تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام جو ان سے پوچھتے تھے کہ یہ کہاں سے آیا تو وجہ اسکی یہ تھی کہ بجز ان کے اس مکان میں کوئی آنہ سکتا تھا خود قفل لگا جاتے اور خود آکر کھولتے دوسرے وہ چیزیں بھی بے فصل میوے ہوتے تھے اسلیے تعجب ہوتا تھا سو وہ رزق محض عالم غیب سے آتا تھا اور یہ قصہ کرامت تھی حضرت مریم علیہا السلام کی جسکا ثابت ہونا اولیاء اللہ کے لیے مذہب ہے اہل سنت والجماعۃ کا اور ان اللہ یرزق کا مضمون ممکن ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام ہی کا قول ہو اور ممکن ہے کہ نقل قصہ کے بعد خود حق تعالے کا ارشاد ہو

قصہ دعاے زکریا علیہ السلام هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

اس موقع پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجیے مجھکو خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے **ف** اس موقع کا مطلب یہ ہے کہ جب زکریا علیہ السلام نے بے فصل میوے آتے ہوئے دیکھے تو سمجھے کہ گو میں اور میری بی بی اسباب عادیہ کے اعتبار سے قابل توالد کے نہیں رہے جیسا اگلی ہی آیت میں ہے وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر لیکن ان میوون کی طرح کہ خلاف عادت آتے ہیں اگر میری بھی خلاف عادت اولاد ہو جاوے تو بعید نہیں اور گو قدرت خداوندی کے پہلے سے بھی معتقد تھے کیونکہ نبی تھے اور عقائد حقہ لوازم نبوت سے ہیں لیکن خلاف عادت ہونے کی وجہ سے درخواست کی جرأت نہ کرتے تھے اب چونکہ میوے کے واقعہ کو مکرر مشاہدہ کرنے سے اس خاص وقت میں ایک گونہ عادت معلوم ہوئی جس سے مانع سوال کا مرتفع ہوگیا اس لیے درخواست پیش کی اور اچھی کا مطلب یہ ہے کہ بابرکت ہو اور نیک کردار ہو۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا چند جگہ مختلف مضامین سے منقول ہے سو ممکن ہے کہ اس دعا میں سب مضامین ہوں حسب مناسبت مقام کہیں کوئی نقل کردیا کہیں کوئی

اللغات قولہ هنالك فی روح المعانی هنا ظرف مکان واللام للبعد (کما فی ذلک) والکاف للخطاب ای فی ذلک المکان حیث هو قاعد عند مریم فی المحراب وجوزان یراد بہا الزمان مجازا اھ قلت وانا بترجمتی لفظ "اس موقع پر" راعیت کلا المعنیین واشرت ایضا الی کونہ للبعد فافہم۔ قولہ ذریۃ طیبۃ الذریۃ فی المشہور النسل تقع علی الواحد والجمع والذکر والانثی والتانیث والتذکیر تارۃ یجیئان علی اللفظ واخری علی المعنی وہذا فی اسماء الاجناس ۱۲

[ملحقات] الترجمۃ [ق]ولہ ہنالک بنا بر بعض [روای]ات والروایتان فی [رو]ح المعانی ونسب عدم [الحاج]ۃ الی الحسن ورزقی ... [الد]ر المنثور عن ابن عباس ... [آ]یۃ بشر ۱۲ **۵۳** قولہ ... لگا جاتے نقلہ فی [رو]ح المعانی بروایۃ ابن ... [ع]ن الربیع ۱۲ **۵۳** ... خاص لان فی لدی ... من زیادۃ القرب ... فی عندہ ۱۲ **۵۴** ... فی ف مطلب یہ ہے ... اوردہ فی روح المعانی ... ابن المنذر وابن عساکر ... نحوہ ۱۲ **۵۵** قولہ ... یدل علیہ قولہ تعالے ... کلہا ۱۲

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
پس پکارکے کہا انسے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپکو بشارت دیتے ہیں یحییٰ کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنیوالے ہونگے

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ
اور مقتدا ہونگے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کسطرح ہوگا حالانکہ مجکو بڑھاپا آپہونچا اور میری بی بی بھی بانجھ ہے

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ○ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہوجاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ارادہ کریں کردیتے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کردیجیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین

اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○
روز تک باتیں نہ کرسکوگے بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجیو اور تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی

ع ۴ ۱۱ ۱۴

اجابت دعای زکریا علیہ السلام فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۸﴾ پس پکارکے کہا ان سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ (نام اولاد عطا ہونے) کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت) کی تصدیق کرنیوالے ہونگے اور (دوسرے) مقتدا (دین کے) ہونگے اور (تیسرے) اپنے نفس کو (لذات سے) بہت روکنے والے ہونگے اور (چوتھے) نبی بھی ہونگے اور (پانچویں) اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے **ف** محراب سے مراد یا تو مسجد بیت المقدس کی محراب ہی یا مراد اس سے وہ مکان ہے جسمیں حضرت مریم علیہا السلام کو رکھا کرتے تھے کیونکہ اس جگہ محراب کے معنے عمدہ مکان کے ہیں اور کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسلیے کہتے ہیں کہ وہ محض خدا تعالیٰ کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ باپ کے پیدا کیے گئے انکی تصدیق کا اسلیے ذکر کیا کہ دونوں صاحب ایک زمانہ میں تھے البتہ یحییٰ علیہ السلام ان سے کچھ بڑے تھے اور لذات سے روکنے میں سب مباح خواہشوں سے بچنا داخل ہوگیا اچھا کھانا اچھا پہننا نکاح کرنا وغیرہ وغیرہ اس صفت کو موقع مدح میں فرمانے سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ افضل طریقہ یہی ہے حالانکہ احادیث سے نکاح کی فضیلت معلوم ہوتی ہے سو تحقیق یہ ہے کہ جس شخص کی حالت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی سی ہو کہ ان پر شغل آخرت اسقدر غالب تھا کہ انکو ادائے حقوق اہل کی طرف ملتفت نہ ہونے دیتا ایسے شخص کے لیے یہی افضل ہے اسیوجہ سے جن احادیث میں فضیلت نکاح کی آئی ہے اس میں یہ بھی قید ہے من استطاع منکم الباءۃ الخ۔ اور شائستگی کے اعلیٰ درجہ سے مراد وہ درجہ ہے جسکا نہونا بھی منافی نبوت نہیں پس وصف نبوت کے بعد اسکا ذکر کرنا غیر مفید نہوا خوب سمجھ لو۔ اور فرشتوں کا انکی نماز میں باتیں کرنا باوجودیکہ باتوں سے حضور قلب فوت ہوجاتا ہے اسلیے مضائقہ نہ تھا کہ وہ پیغام خدا تعالیٰ کا تھا انکی طرف توجہ عین حضور قلب ہے قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۰﴾ (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کسطرح ہوگا حالانکہ مجکو بڑھاپا آپہونچا اور میری بی بی بھی (کبر سن کی وجہ سے)

التحقیق قولہ فنادتہ فی روح المعانی ظاہر قولہ تعالیٰ فی مریم انا نبشرک اعقاب التبشیر الدعاء ولا تاخر عنہ اھ قلت فالفاء للتعقیب بلا مہلۃ واثران بین الدعاء والاجابۃ اربعین سنۃ لم یوجد لہ اثر فی الصحاح کما فی روح المعانی وایضا فیہ ان ہذا الدعاء کما یمکن ان یکون فی مبادی الامر یمکن ان یکون فی اواخرہ قبل حمل مریم اھ قلت وہو اقرب بما یدل علیہ کلمۃ کلما من تکرار المشاہدۃ الظاہر منہ کون الدعاء بعد مشاہدات کثیرۃ قولہ مصدقا حال مقدرۃ من یحییٰ قولہ کذلک بہ تم الجواب دعا مقدر ای یکون لک غلام وانت کذلک من الشیخوخۃ وکون امرأتک عجوزا وقولہ اللہ یفعل علۃ لہ وقد صرحت بوجہ الترکیب فی الترجمۃ ۱۲
البلاغۃ قولہ الملائکۃ ای جبرئیل وحدہ کما اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود فالجمع ہہنا مجاز عن الواحد للتعظیم وقیل الجمع علی حالہ والمنادی کان جملۃ من الملائکۃ قولہ بلغنی الکبر فی روح المعانی اسند البلوغ الی الکبر توسعا فی الکلام کان الکبر طالب لہ وہو المطلوب۔ قولہ تعالیٰ اٰیتک الخ فی روح المعانی واحسن الجواب ما اخذ من السوال کما قیل لابی تمام لم تقول ما لا نفہم فقال لم لا تفہم ما یقال کانہ قیل آیۃ حصول النعمۃ ان تمنع عن الکلام الا بشکرہا وہذا مبنی علی ان سوال الآیۃ منہ علیہ السلام انما کان لتلقی النعمۃ بالشکر ۱۲
اختلاف القراءۃ قولہ ان اللہ بالفتح ای بان اللہ وقرأ نافع وحمزۃ و ابن عامر بالکسر علی ارادۃ القول اولان النداء نوع منہ ۱۲

لمشابہات
۱۵ قولہ
لمانی روح ا
یراد بہا
غایۃ الامر
بالیسۃ شرعیۃ
روکنے والے
الحصور المبا
النفس وحبہ
مع القدرۃ
قولہ علیہ
لمانی روح الم
من الصلاح ما
الذی لابد
النبوۃ مرا
وعلیہ یحیی و
علیہ السلا
سبحنک ف
اللہ

وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ

اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالی نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے — اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں

بوجہ جننے کے قابل نہیں ہے اللہ تعالی نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جاویگا کیونکہ اللہ تعالی جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں (زکریا علیہ السلام نے) عرض کیا کہ اے پروردگار (تو پھر) میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے (جس سے مجھکو معلوم ہو جاوے کہ اب حمل رہ گیا) اللہ تعالی نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے بجز (ہاتھ یا سر وغیرہ کے) اشارہ کے (جب یہ نشانی دیکھو تو سمجھ جانا کہ اب [illegible] امید ہے) اور (اس زمانہ میں جب آدمیوں سے گفتگو کرنے پر قدرت نہ رہے گی ذکر اللہ پر قادر رہو گے سو) اپنے رب کو (دل سے بھی) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اسکی قدرت رہے گی) ف یا وجودیکہ قدرت خداوندی کے معتقد بھی تھے اور مژدہ کا مکرر مشاہدہ بھی کر چکے تھے اور خود ہی درخواست کی تھی اور اجابت کا علم بھی ہو گیا تھا پھر اس کہنے کے کیا معنے کہ کس طرح لڑکا ہوگا بات یہ ہے کہ یہ کہنا بطور استبعاد کے نہیں تاکہ شبہ کی گنجائش ہو بلکہ مقصود کیفیت دریافت کرنا ہے کہ آیا ہم دونوں میاں بی بی کی جو حالت موجودہ ہے کہ دونوں خوب بوڑھے ہیں یہی حالت رہیگی یا کچھ اس میں تبدیل کیجاویگی حاصل جواب یہ ہوا کہ نہیں بوڑھے ہی رہوگے پھر اولاد ہو گی اب اس میں کوئی اشکال نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ لڑکا کیسے ہوگا لڑکا ہونا سمجھنا اسی سے معلوم ہو گیا۔ اور نشانی کی جو درخواست کی اسکی وجہ یہ ہے کہ خوشی جلدی ہو جاوے دوسرے پہلے ہی سے شکر میں مشغول ہوں اور یہ نشانی جو مقرر کیگئی کہ آدمیوں کے ساتھ کلام کرنے کی قدرت نہ رہیگی اس میں لطافت یہ ہے کہ نشانی کی درخواست سے جو انکا مقصود تھا کہ ادائے شکر ہیں نشانی ایسی تجویز کیگئی کہ بجز اس مقصود کے دوسرے کام ہی کے نہ رہیں گے سو نشانی کی نشانی ہو گئی اور مقصود کا مقصود بدرجہ اتم حاصل ہو گیا یہ عدم کلام اضطراری تھا اور نشانی بننے کی صلاحیت اسی میں واضح ہے بخلاف عدم کلام اختیاری کے کہ اسکا نشان بننا محتاج تکلف ہے جسکے ارتکاب کی کوئی ضرورت نہیں پھر اسکی کوئی دلیل بھی نہیں اور بعضی آیتوں میں تین رات آیا ہے مراد تین دن اور تین رات ہیں پس دونوں آیتیں صحیح ہیں اور گو ان ایام میں وہ خود ہی ذکر و تسبیح میں مشغول رہتے کیونکہ مقصود نشان پوچھنے سے یہی تھا لیکن اظہار شان ذکر کے لیے اور ان کے مقصود کے اظہار استحسان کے لیے حق تعالی نے بھی اسکا ذکر فرمایا۔ اور صبح شام سے یا تو کنایہ جمیع اوقات سے ہے یا صرف دن دن مراد ہے پس شب کو بوجہ وقت خواب ہونے کے تمام شب ذکر کا امر نہیں ہوگا ربط اوپر سے قصہ حضرت مریم علیہا السلام کا چلا آتا ہے درمیان میں بوجہ مناسبت کے قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا آگیا تھا آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ پورا فرماتے ہیں اتمام قصہ حضرت مریم علیہا السلام وَإِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (۴۲) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (۴۳) اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے) کہا اے مریم بلاشبہ اللہ تعالی نے تمکو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہے اور (تمام پسندیدہ افعال واخلاق سے) پاک بنایا ہے اور (مقبول فرمانا کچھ ایک دو عورتوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس زمانہ کی) تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ میں منتخب فرمایا ہے (اور فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ) اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ (یعنی نماز ادا) کیا کرو اور (نماز میں) رکوع (بھی) کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنیوالے ہیں ف بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ بعض یہود نے نماز میں رکوع چھوڑ دیا تھا جیسے ہم میں بعضے تو [illegible] چھوڑ دیتے ہیں اور بعضے رکوع کرتے تھے اسلئے حکم فرمایا کہ نماز کے طریقہ میں ان لوگوں کے ساتھ رہنا جو رکوع بھی کیا کرتے ہیں پس مقصود اہتمام ہے رکوع کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ امر منقول کسیکے نزدیک ثابت نہ ہو تو عمدہ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فرائض صلوۃ میں قیام و سجود کی ہیئت میں عادۃً خلل کم ہو سکتا ہے بخلاف رکوع کے کہ اسکی ہیئت میں خلل زیادہ محتمل ہے جیسا کہ اکثر مشاہدہ ہے کہ رکوع میں لوگ کم جھکتے ہیں جس سے وہ اقرب الی القیام رہتا ہے اور چونکہ اس ہیئت میں معاینہ کو ایک خاص دخل ہے اسلیے مع الراکعین بڑھا دیا کہ جسطرح سے کامل راکعین کیا کرتے ہیں ویسا کرنا

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ ف کیا مقصود کیفیت لما فی روح المعانی انی بمعنی کیف ۱۲

۵۲ قولہ دونوں خوب بوڑھے ہیں فہذا العقر انما ہو لکبر السن فلا یلزم الاشکال فی قولہ کانت امرأتی عاقرا بان العقر لما کان منافیا للولادۃ فکیف یجتمع المتنافیان لاجتماع قولہ تعالی واصلحنا لہ زوجہ فانہ یدل بظاہرہ علی زوال عقرہا وقد روی ان عمرہ مائۃ وعشرون وفی عمرہا ثمان وتسعون ۱۲

۵۳ قولہ اضطراری کذا فی روح المعانی ۱۲

۵۴ قولہ اس زمانہ کے لیس نص فی تفضیلہا مطلقا والمسئلۃ مسکوت عنہا

۵۵ قولہ فی نماز ان لوگوں کے ساتھ الخ فالمعیۃ ہی فی قولہ وارکعی مع الراکعین المعیۃ فی الہیئۃ فلا یکفی للدلالۃ علی الجماعۃ ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ

یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں　ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس　اور آپ ان لوگوں کے پاس تو اسوقت موجود نہ تھے جبکہ وہ اپنی اپنی قلموں کو ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے

وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ○

اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

دوسری بات قابل تحقیق یہ ہے کہ فرشتوں کا کلام کرنا خواص نبوت سے نہیں جیسا صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کا سلام کرنا مروی ہے نبوت کا خاصہ وہ کلام ہے کہ ایسے شخص سے کیا جاوے جو مامور بالتبلیغ ہو گو اس کلام خاص کی تبلیغ کا امر ہو اور لفظ نساء سے جو کہ خاص ہے بالغ کے ساتھ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہنا فرشتوں کا حضرت مریم علیہا السلام کے جوان ہونے کے بعد تھا اور اس بنا پر اصطفا کے مکرر لانے کی یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا اصطفا بچپن کا ہو مثلاً انکا نذر میں مقبول ہونا انکی کرامت اور فضل ہونا آنے میں ظاہر ہونا وغیرہ وغیرہ اور اصطفاء ثانی جوانی کا ہو جیسے فرشتوں کا کلام کرنا اور بے شوہر کے بچہ پیدا ہونے کی کرامت پھر اس بچہ ہی کی زبان سے انکی برات ثابت ہونے کی کرامت وغیرہ وغیرہ ربط اوپر اور آگے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں کے قصے کچھ مذکور ہیں اور چونکہ واقعات ماضیہ کی اسطور پر خبر دینا کہ نہ کسی سے سنا ہو نہ خود دیکھا ہو نہ کسی کتاب میں پڑھا ہو جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی منجملہ خوارق عادات کے ہے جو منجملہ دلیل ہے نبوت کی اسلیے اگلی آیت میں آپکی نبوت پر ان قصوں کے اخبار سے استدلال فرماتے ہیں استدلال از قصہ ہائے مذکورہ بر نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ (۴۴) یہ قصے (جو اوپر مذکور ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے بوجہ اسکے کہ آپکے پاس کوئی ذریعہ ظاہری انکے معلوم کرنیکا نہ تھا) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس (اسکے ذریعہ سے آپ یہ خبریں معلوم کرکے اوروں کو بتلاتے ہیں) اور (ظاہر ہے کہ جو لوگ حضرت مریم علیہا السلام کے رکھنے میں اختلاف کر رہے تھے جنکا فیصلہ اخیر میں قرعہ پر قرار پایا تھا) آپ ان لوگوں کے پاس تو اسوقت موجود نہ تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے (اور صورت قرعہ نکلنے کی یہ قرار پائی تھی کہ جسکا قلم پانی کی حرکت کے خلاف الٹا بہجاوے وہ مستحق سمجھا جاوے سو قرعہ سے غرض اس امر کا طے کرنا تھا) کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت (پرورش) کرے (یعنی آپ نہ تو اسوقت موجود تھے) اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ وہ لوگ (قبل قرعہ اس مقدمہ میں) باہم اختلاف کر رہے تھے (جسکے رفع کی ضرورت کیلئے یہ قرعہ قرار پایا اور ان خبروں کے دریافت ہونے کے لیے دوسرے وسائل کا نہ ہونا بھی یقیناً معلوم ہے پس ایسی حالت میں یہ اخبار آپکی نبوت کی دلیل ہیں) ف اوپر جو ایک آیت میں کفلہا زکریا فرمایا تھا اسمیں اس قصہ قرعہ کی طرف اشارہ تھا جسکی تفصیل بیان کرنیکا وعدہ اس آیت کے ترجمہ کے ذیل میں کیا گیا تھا اور یہ صورت قرعہ کی خارق عادت تھی جسمیں حضرت زکریا علیہ السلام کا کامیاب ہونا انکا معجزہ تھا فـ شریعت محمدیہ میں حنفیہ کے مسلک پر قرعہ کا یہ حکم ہے کہ جن حقوق کے اسباب شرع میں معلوم و متعین ہیں ان میں قرعہ ناجائز و داخل قمار ہے مثلاً مشترک چیز جسکا نام نکل آوے وہی پاوے یا جس بچہ کے نسب میں اختلاف ہو اس میں جسکا نام نکل آوے وہی باپ سمجھا جاوے اور جن حقوق کے اسباب مفوض الی الرای ہوں ان میں قرعہ جائز ہے مثلاً دار مشترک کی تقسیم میں قرعہ سے زید کو شرقی حصہ دیدینا اور عمرو کو غربی حصہ دیدینا کہ بلا قرعہ اتفاق سے شرکین یا قضا کرنا قاضی سے بھی جائز تھا ربط اوپر کی آیت بطور جملہ معترضہ کے تھی جو اثبات نبوت کے لیے لائی گئی تھی آگے پھر حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ مذکور ہے جسمیں زیادہ مقصود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے

النحو قال البیضاوی ایہم یکفل متعلق بمحذوف دل علیہ یلقون ای یلقونہا لیعلموا او یقولوا ایہم یکفل ۱۲
البلاغة قولہ وما کنت لدیہم قال البیضاوی المراد تقریر کونہ وحیا علی سبیل

التہکم بمنکریہ فان طریق معرفة الوقائع المشاہدة والسماع وعدم السماع معلوم لا شبہة فیہ عندہم فبقی ان یکون الاتہام باحتمال العیان ولا یظن بہ عاقل ۱۲

إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي

جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تمکو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اُسکا نام مسیح عیسے ابن مریم ہوگا با آبرو ہوں گے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ

دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین ہونگے اور آدمیوں سے کلام کرینگے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور شایستہ لوگوں میں سے ہونگے حضرت مریم علیہا السلام بولیں ای میرے پروردگار

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

کسطرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھکو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی ہوگا اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اسکو کہہ دیتے ہیں کہ ہوجا بس وہ چیز ہو جاتی ہے

تتمہ کلام ملائکہ علیہم السلام با حضرت مریم علیہا السلام و آغاز قصہ عیسے علیہ السلام إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ (اسوقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (حضرت مریم علیہا السلام سے یہ بھی) کہا کہ اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تمکو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا (یعنے ایک بچہ پیدا ہوئیکی جو بلا واسطہ باپ کے پیدا ہونے کے سبب کلمۃ اللہ کہلاویگا) اُسکا نام (ولقب) مسیح عیسے ابن مریم ہوگا (اُنکے یہ حالات ہونگے کہ) با آبرو ہوں گے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) دنیا میں (بھی کہ انکو نبوت عطا ہوگی) اور آخرت میں (بھی کہ اپنی امت کے مومنین کے باب میں مقبول الشفاعۃ ہونگے) اور (جیسے ان میں نبوت وشفاعت کی صفت ہوگی جسکا تعلق دوسروں سے بھی ہے اسیطرح ذاتی کمال کے ساتھ بھی موصوف ہونگے کہ) منجملہ مقربین (عند اللہ) ہونگے اور (صاحب معجزہ بھی ہونگے کہ) آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکساں) کلام کرینگے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں (بھی دونوں کلاموں میں تفاوت نہوگا) اور (اعلیٰ درجہ کے) شایستہ لوگوں میں سے ہونگے **ف** اس شایستگی کی حقیقت ابھی اوپر لفظ صالحین کی تفسیر میں گذر چکی جہاں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے یہ لفظ آیا ہے اور اس بشارت کا دینا سورہ مریم میں حضرت جبرئیل کیطرف بعنوان ونیز منسوب ہے اسیلیے بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں بھی ملائکہ سے مراد صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں انکو جمع کے لفظ سے تعبیر کرنا باعتبار معنی جنسی کے ہے جیسے محاورہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء یہ کہتے ہیں خواہ ایک ہی عالم سے سنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوں اور اُنھوں نے بھی خواہ تفصیلاً خواہ تصدیق بشارت جبرئیل کرکے اجمالاً یہ بشارت دی ہو اور کلمۃ اللہ اور ابن مریم دونوں میں اشارہ ہے کہ اُنکے بے باپ پیدا ہونے کیطرف ورنہ باپ کیطرف نسبت ہوتی اور بچپن میں بولنے کا قصہ سورہ مریم میں آوے گا

تعجب حضرت مریم علیہا السلام از بشارت تولد عیسے بدون پدر وجواب تعجب قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ حضرت مریم علیہا السلام بولیں ای میرے پروردگار کسطرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھکو کسی بشر نے (صحبت کے طور پر) ہاتھ نہیں لگایا (نہ جائز طریق سے نہ ناجائز طریق سے اور عادۃً بچہ بدون مرد کے پیدا نہیں ہوتا تو معلوم نہیں کہ ویسے ہی محض قدرت خداوندی سے بچہ ہوگا یا کہ مجھکو نکاح کا حکم کیا جاویگا) اللہ تعالیٰ نے (جواب میں فرشتوں کے واسطہ سے) فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں (یعنے کسی چیز کے پیدا ہونے کے لیے صرف اُنکا چاہنا کافی ہے کسی واسطہ وسبب خاص کی

اللغات فی روح المعانی الکہل ما بین الشاب والشیخ اھ قلت وتخصیصہ بالذکر لکونہ زمان کمال عقل واعتدال کلام ولما خص الکہل بما بعد الاربعین کما فی روح المعانی وقد رفع علیہ السلام قبل الکہولۃ کما قال فی روح المعانی انہ ذہب سعید بن المسیب وزید بن اسلم الی انہ علیہ السلام رفع الی السماء وہو ابن ثلث وثلثین سنۃ کما رواہ ابن جریر بسند صحیح عن کعب الاحبار ویؤیدہ ما اخرجہ ابن جریر عن ابن زید فی الآیۃ قال قد کلمہم فی المہد وسیکلمہم اذا قتل الدجال وہو یومئذ کہل اھ ودلت الآیۃ علی نزولہ الی الارض فافہم المسیح قال البیضاوی اصلہ بالعبریۃ مشیحا ومعناہ المبارک وعیسی معرب ایشوع معناہ السید ۱۲

النحو فی روح المعانی والبیضاوی نصب وجیہا علی انہ حال مقدرۃ من کلمۃ وسوغ مجی الحال عنہا مع انہا نکرۃ لوصفہا بما بعدہا والتذکیر باعتبار المعنی ومن المقربین معطوف علی وجیہا ای ومقربا من جملۃ المقربین ویکلم عطف علی الحال فتاویلہ بالاسم وقولہ فی المہد وکہلا المجموع حال لا کل علی الاستقلال لان المقصود والتسویۃ ومن الصالحین حال ثالث من کلمۃ اھ قلت واشرت الی کونہا احوالا بقولی فی اثناء الترجمۃ یہ حالات ہونگے اسمہ مبتدا والمسیح خبر اول وعیسی خبر ثان وابن مریم صفۃ وانما سمی المسیح اسما مع انہ لقب لان الاسم علامۃ المسمی والمیزلہ من سواہ فعم العلم واللقب کما اشرت الی عمومہ فی اثناء الترجمۃ ۱۲

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۵ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّىْٓ

اور اللہ تعالیٰ انکو تعلیم فرماوینگے کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل — اور انکو بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے — کہ میں تم لوگوں کے پاس کافی دلیل لیکر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں

اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى

تم لوگوں کے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اسکے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا

خدا کے حکم سے — اور میں تمکو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو — بلاشبہ ان میں کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا

لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دیگئی تھیں اور میں تمہارے پاس دلیل لیکر آیا ہوں حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں سو تم لوگ اسکی عبادت کرو بس یہی راہ راست

انکو حاجت نہیں اور انکے چاہنے کا طریقہ یہ ہے کہ) جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اسکو کہہ دیتے ہیں کہ (موجود) ہوجا بس وہ چیز (موجود) ہوجاتی ہے (پس اگر اسباب و وسائط کے بعد موجود ہونیکو فرما دیا وہ اسیطرح ہوجاتی ہے اور اگر وسائط و اسباب کے قبل موجود ہونیکو کہدیا وہ اسیطرح ہوجاتی ہے) ف اسکی دلیل عقلی یہ ہے کہ اسباب و وسائط بھی آخر شئ ہیں اگر انکے لیے بھی اسباب و وسائط کی حاجت ہو تو انہیں میں بھی یہی کلام ہوگا جس سے تسلسل محال لازم آویگا اور اگر حاجت نہو تو وسائط و دیگر اشیاء آپس میں متساوی ہیں دیگر اشیاء کا ایجاد بھی بلا وسائط ممکن ہوگا اور اس ممکن کی خبر مخبر صادق نے دی ہے پس اعتقاد اسکے وقوع کا لازم ہوگا خوب سمجھ لو کن فیکون کی تحقیق پارہ الم کے ختم کے قریب گذر چکی ہے احتیاج تکرار نہیں **بشارت فضائل عیسے علیہ السلام** وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۵ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۴۸) وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (۴۹) اِنَّ اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (۵۰) اور (اے مریم اس مولود مسعود کی یہ فضیلتیں ہونگی کہ) اللہ تعالیٰ انکو تعلیم فرماوینگے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توریت اور انجیل اور انکو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف (پیغمبر بنا کر یہ مضمون دیکر) بھیجینگے کہ (انی قد جئتکم تا مستقیم یعنی) میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لیکر آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے (یقین لانیکے) لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس (مصنوعی شکل) کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بنجاتا ہے خدا کے حکم سے (ایک معجزہ تو یہ ہوا) اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مُردوں کو خدا کے حکم سے (یہ دوسرا تیسرا معجزہ ہوا) اور میں تمکو بتلا دیتا ہوں جو کچھ کہ

النحو قولہ یعلمہ کلام مبتدأ ذکر تطییبا لقلبہا وازاحۃ لما اہمہا من خوف اللوم قولہ ورسولا منصوب بمضمر یقود الیہ المعنی معطوفا علی یعلمہ ای ویجعلہ رسولا وہو الذی اختارہ ابو حیان۔ قولہ انی قد جئتکم ای بانی۔ قولہ بآیۃ ای متلبسا بآیۃ۔ قولہ انی اخلق لکم بدل من قولہ آیۃ وقرأ نافع انی بکسر الہمزۃ استینافا۔ قولہ کہیئۃ الطیر ای ہیئۃ بحذف مضاف ای ذات ہیئۃ کائنۃ کہیئۃ الطیر فالکاف حرف متعلق بمحذوف وقع نعتا لمحذوف مفعول لاخلق۔ قولہ مصدقا عطف علی المضمر الذی تعلق بہ قولہ تعالی بآیۃ ای قد جئتکم متلبسا بآیۃ ومصدقا۔ قولہ ولاحل معطوف علی مصدقا ویلزم التاویل بما یجعلہما من باب واحد وان کان الاول حالا والثانی مفعولا لہ فکانہ قیل جئتکم لاصدق ولاحل اہ وقد اشرت فی الترجمۃ الی کون الاول حالا بقولی اس طور پر والی کون الثانی مفعولا لہ بقولی اسلیے ہذا کلہ من البیضاوی و روح المعانی ۱۲

البلاغۃ الکتب اللام للجنس ودخل فیہا الزبور والصحف وخص الکتابان لفضلہما قولہ جئتکم بآیۃ التنوین للتعظیم واشرت الیہ بقولی کافی۔ قولہ بما تاکلون تخصیصہما لان علمہما بالیقینی للاکل والمدخر لا ارتیاب فیہما۔ قولہ مؤمنین فیہ مجاز ای مریدین للایمان ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ یعلمہ وفی قراءۃ نعلمہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ انکے حاجت طریقہ اشارۃ الی وجہ تعقیب التشبیہ بالحوادث فلا ینبغی بقدم المشبہ لان التعلق

۵۲ قولہ فی ف اور آگر نہیں ہونا ہے اجابت مریم علیہا السلام لیوسف کما فی روح المعانی عن ابن بشر وابن عساکر عن ان اول من اطلع علی ابن حمل لہا یقال لہ وانہم لذاکرہ خشی البلا لانہ کان یخدمہا فقال لہا ہل یکون شیء من غیر قالت ان اللہ تعالی خلق الاول من غیر نبات والاول من غیر بذر قال صدقت اہ مختصرا ۱۲

قولہ تمام بنی اسرائیل لیفید تعمیمہم لانفی غیرہ الامر بالحواریین انہ من بنی اسرائیل ولا عموم لبعثۃ الخاص صلی اللہ علیہ وسلم لا بہذا العموم کونہا الخلق ولم یلزم فلا یقال ان من کان احد الانبیاء ولم یبعث بنی غیرہ یجب علیہ النبی وان بعث الم یجب بخلاف نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ کان فی الخلق مع انبیاء وہم کان اتباعا علیہم ونسخ ما کان بل دخل تحیری لیغیر فی ہذا الباب واللہ وبیانی فی تفسیر

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا

سو جب حضرت عیسے علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ

مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں۔

گھروں میں کھا (کر آ) تے ہو اور جو (گھروں میں) رکھ آتے ہو (یہ چوتھا معجزہ ہوا) بلاشبہ ان (معجزات مذکورہ) میں (میری نبی ہونے کی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے (نازل ہوئی) تھی یعنی توراۃ کی اور اسلیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کردوں جو (شریعت موسے علیہ السلام میں) تم پر حرام کردی گئی تھیں (سو ان کی حرمت میری شریعت میں منسوخ ہوگئی) اور (میرا یہ دعوی نسخ بلا دلیل نہیں ہے بلکہ میں پہلے ثابت کرچکا ہوں کہ) میں تمہارے پاس (نبوۃ کی) دلیل لیکر آیا ہوں (اور صاحب نبوت کا قول دعوی نسخ میں حجت ہے) حاصل یہ کہ (جب میرا نبی ہونا دلائل سے ثابت ہوچکا تو میری تعلیم کے موافق) تم لوگ اللہ تعالیٰ (کی مخالفت حکم) سے ڈرو اور (دین کے باب میں) میرا کہنا مانو (اور خلاصہ میری دینی تعلیم کا یہ ہے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں (یہ تو حاصل ہے تکمیل عقیدہ کا) سو تم لوگ اس (رب) کی عبادت کرو (یہ حاصل ہوا تکمیل عمل کا) بس یہ ہی راہ راست (دین کی جسمیں عقائد و اعمال دونوں کی تکمیل ہو اسی سے نجات و وصول الی اللہ میسر ہوتا ہے) ف پرندہ کی شکل بنانا تصویر تھا جو اس شریعت میں جائز تھا ہماری شریعت میں اسکا جواز منسوخ ہوگیا۔ اور ابراء اکمہ و ابرص کا امکان اگر اسباب طبعیہ سے ثابت ہوجاوے تو وجہ اعجاز یہ تھی کہ بلا اسباب طبعیہ ابراء واقع ہوجاتا تھا آل معاملہ حضرت عیسے علیہ السلام با قوم خود فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ (غرض بشارت مذکورہ کے بعد حضرت عیسے علیہ السلام اسی شان سے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل سے مضمون مذکور کی گفتگو ہوئی اور معجزات ظاہر فرمائے مگر بنی اسرائیل آپ کی نبوت کے منکر رہے) سو جب حضرت عیسے علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا (اور انکار کے ساتھ در پے ایذا بھی پایا اور اتفاقاً کچھ لوگ انکو ایسے ملے جو حوارین کہلاتے تھے) تو (ان حوارین سے) آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو (دین حق میں بمقابلہ مخالفین و منکرین کے) میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے (جس سے دعوی دین میں مجھکو کوئی ایذا نہ پہونچا دے) حوارین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے (دین کے) ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب دعوت آپ کے) ایمان لائے اور آپ اس (بات) کے گواہ رہیے کہ ہم (اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے) فرمانبردار ہیں (پھر زیادت اہتمام و توثیق کے لیے اللہ تعالیٰ سے مناجات کی کہ) اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی ان احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو (ہمارا ایمان قبول فرماکر) ہمکو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو (مضامین مذکورہ کی) تصدیق کرتے ہیں (یعنی مومنین کاملین کے زمرہ میں ہمارا بھی شمار فرمالیجیے) ف اٰمَنَّا بِاللّٰهِ کے ترجمہ میں جو ہم نے یہ قید ظاہر کردی ہے (حسب دعوت آپ کے) اس سے یہ ایمان بعد متضمن ہوگیا ایمان بالرسول کو بھی جسکی مناجات میں تصریح ہوگئی ہے۔ یہاں یہ امر تحقیق کے قابل ہے کہ اوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بنی اسرائیل کیطرف مبعوث ہوئے ہیں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حوارین کو بھی دعوت دین کی فرمائی احقر کے نزدیک اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر حوارین بھی بنی اسرائیل میں سے ہوں تب تو کچھ اشکال ہی نہیں اور اگر بنی اسرائیل میں سے نہوں تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کی دعوت عام نہیں تھی

اللغات قال البیضاوی حواری الرجل خالصتہ من الحور (کانہ نسبۃ الی الحور و زیادۃ الالف من تغیرات النسب ۱۲ اسح) وقیل کانوا ملوکا یلبسون البیض استنصر بہم عیسے علیہ السلام من الیہود وقیل قصارون یحورون الثیاب ای یبیضونہا اھ ۱۲
البلاغۃ قولہ احسن قال البیضاوی تحقق کفرہم عندہ تحقق ما یدرک بالحواس اھ او الکفر بحس قولہ انصاری الی اللہ قیل بمعنی اللام کذا فی البیضاوی واختیر نقلۃ

التکلف فی ترجمتہ وان کان الابلغ کما فی روح المعانی ان یحمل علی معنی من ینضم فی نصرہ یا نصرہ الی اللہ تعالیٰ کما یقتضیہ حرف الانتہاء دون تضمین کانہ علیہ السلام طلب منہم ان ینصروہ للہ تعالیٰ لا لغرض آخر مجاز نصرۃ اللہ تعالیٰ فی نصرۃ رسولہ وجوابہم یشیر الیہ اھ قلت وعلی کل فنصرۃ اللہ ونصرۃ رسول ونصرۃ دینہ کلہا متحدۃ فی المعنی فانطبق الجواب علی السوال علی کل تقدیر ۱۲

ملخصات الترجمۃ
لے قولہ میرا دعوی نسخ بلا دلیل نہیں اشارۃ الی ارتباط قولہ جئتکم بآیۃ بمضمون قولہ الاول واشار بقولہ ثابت کرچکا ہوں الی کون جئتکم تکرارا وفائدۃ اختلاف الغرض فی الموضعین دلیل النبوۃ فی الاول ودلیل النسخ فی الثانی ۱۲
ہے قولہ حاصل اشارۃ الی کون فاتقوا لترتب وجوب الاتقاء لا الطاعۃ علی ثبوت النبوۃ
ہے قولہ خلاصہ فالجملۃ مستانفۃ بیان لقولہ فاتقوا ۱۲
ہے قولہ کہلاتے تھے ... بل الایمان کما قال ... لانہم کانوا یبیضون ... اب او بعد الایمان کما ... بہم لصفا قلوبہم ۱۲
قولہ ان حوارین سے ... انے وصف کما قال ... بن مریم للحوارین ... یکل بقولہ تعالیٰ ... امنت طائفۃ من ... ائیل وکفرت طائفۃ ... ہم مما یہینا کون غیر ... کلہم کافرین ... فی وصف علی ... بنی اسرائیل ... لا یکون ... ہو منا یکن ان ... بذا القول زمان ... ان فافہم ۱۲ -
... فی ترجمۃ ... رسول ان یرسول ... العہد ۱۲

ع ۵ ۱۳

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ

اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ بیشک میں تمکو وفات دینے والا ہوں اور میں تمکو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تمکو ان لوگوں

الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں انکو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان فیصلہ کردونگا

فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔

انکے زمانہ میں علاوہ اس قوم کے جنکی طرف بعثت ہوئی ہے باقی اور لوگوں پر بشرطیکہ ان تک خبر پہونچے اصول دینیہ میں تو اتحاد اصول جمیع شرائع کی وجہ سے اتباع اس نبی کا واجب ہوتا ہے اور فروع میں تفصیل ہے کہ ان لوگوں میں جنکی طرف اور کوئی نبی مبعوث ہوں انپر تو صرف اس خاص نبی کا اتباع واجب ہوتا ہے اور جنکی طرف کوئی نبی مبعوث نہو انپر اسی نبی جدید کا اتباع ضروری ہوتا ہے پس حواریین کیطرف چونکہ کوئی خاص نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے اسلیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتباع انپر واجب تھا اسلیے انکو دعوت دین فرمائی اور اس سے عموم بعثت لازم نہیں آیا کیونکہ مراد عموم بعثت سے یہ ہے کہ اس وقت سے کوئی شخص فروع میں بھی مستثنے نہو سو یہ خاص ہے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسیطرح حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان عام ہونے سے عموم بعثت کا شبہ نکرنا چاہیے کیونکہ وہ سزا تھی مخالفت کرنیکی توحید میں جوکہ اصول واجب الاتباع سے ہے کہ بعد تحریر اس مقام کے روح المعانی میں بضمن قصہ نزول مائدہ ایک روایت ملی جسکو ابو الشیخ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تیس روزے رکھکر اللہ تعالیٰ سے جو درخواست کروگے قبول ہوگی انہوں نے روزے رکھکر نزول مائدہ کی درخواست کی الخ اور قرآن میں منصوص ہے کہ درخواست کنندہ حواری تھے اس مجموعہ سے معلوم ہوا کہ حواریین بنی اسرائیل میں سے تھے اب شبہ مذکورہ کی بناہی منہدم ہوگئی لیکن بعد تحریر اور سورہ صف میں فآمنت طائفۃ من بنی اسرائیل کا آنا بعد قال الحواریون نحن انصار اللہ کے بھی ظاہراً اسیکا مؤید ہے بیان مکر یہود وحفاظت حق تعالیٰ

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٥٤﴾ إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾

اور ان لوگوں نے (جوکہ بنی اسرائیل میں سے آپکے منکر نبوت تھے آپ کے اضرار واہلاک کے لیے) خفیہ تدبیر کی (چنانچہ مکر وحیلہ سے آپکو گرفتار کرکے سولی دینے پر آمادہ ہوئے) اور اللہ تعالیٰ نے (آپکے محفوظ رکھنے کے لیے) خفیہ تدبیر فرمائی (جسکی حقیقت کا ان لوگوں کو پتہ بھی نہ لگا کیونکہ ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل بنا دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا جس سے وہ محفوظ رہے اور وہ ہمشکل سولی دیا گیا ان لوگوں کو اس تدبیر کا علم تک بھی نہ ہوسکا اور دفع پر تو کیا قدرت ہوتی) اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنیوالوں سے اچھے ہیں (کیونکہ اوروں کی تدبیریں ضعیف ہوتی ہیں اور کبھی قبیح اور بے موقع بھی ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ کی تدبیریں قوی بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ خیر محض اور موافق حکمت کے ہوتی ہیں اور وہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے اسوقت فرمائی) جبکہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جبکہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نکرو) بیشک میں تمکو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لیے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہوگے) اور (فی الحال) میں تمکو اپنے (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تمکو ان لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں اور جو لوگ تمہارے کہنا

اللغۃ قولہ مکر اللہ فی روح المعانی ونقل عن الامام ان المکر ایصال المکروہ الی الغیر علی وجہ یخفی فیہ وانہ یجوز صدورہ عنہ تعالی حقیقۃ وقال غیر واحد انہ عبارۃ عن التدبیر المحکم وہو لیس بممتنع علیہ تعالی ۱۲

النحو قولہ اذ قال فی روح المعانی ظرف لمکر او لمحذوف نحو وقع ذلک او قدر اذکر کما فی امثالہ لم یبعد اھ قلت واخترت الاولین فی الترجمۃ لاقتضاء المقام ذلک ومن ثم جمعت بین الآیتین فی الترجمۃ ۱۲

ماننے والے ہین انکو غالب رکھنے والا ہون اُن لوگون پر جوکہ (ہمارے) منکر ہین روز قیامت تک (گو اسوقت یہ منکر ہین غلبہ اور قدرت رکھتے ہین) پھر
(جب قیامت آجاویگی اُسوقت) میری طرف ہوگی سبکی واپسی (دُنیا و برزخ سے) سو مین (اُسوقت) تم (سب) کے درمیان (عملی) فیصلہ کرونگا اُن امور مین
جنمین تم باہم اختلاف کرتے تھے (کہ منجملہ اُن امور کے مقدمہ ہے عیسے علیہ السلام کا) ف اس آیت مین چند وعدے مذکور ہین جو اسوقت عیسی علیہ السلام
سے فرمائے گئے۔ ایک وقت موعود پر طبعی وفات دینا جس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کا یہ وقت موعود اُسوقت آویگا جب
قرب قیامت کے زمانہ مین عیسے علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاوینگے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین آیا ہے۔ دوسرا وعدہ عالم بالا کی طرف
فی الحال اُٹھا لینے کا چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کیا گیا جسکے ایفاء کی خبر سورہ نساء مین دیگئی ہے رفعہ اللہ الیہ اب زندہ آسمان پر موجود ہین
اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن مذکور پہلے ہے کیونکہ بمثل دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لیے اور دلیل رتبۃً مقدم ہوتی ہے اور واو چونکہ ترتیب کے لیے
موضوع نہین لہذا اس تقدیم و تاخیر مین کوئی اشکال نہین تیسرا وعدہ تہمت سے پاک کرنا اسکا ایفاء یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور یہود کے سب بیجا الزامات اور افتراآت کو جو حضرت عیسے علیہ السلام کے ذمہ لگاتے تھے مثل نعوذ باللہ انکی نسب کو مطعون کرنا انکو دعوی
الوہیت بتانا ان سبکو صاف کر دیا چنانچہ قرآن مجید مین جابجا یہ مضامین صراحۃً مذکور ہین جس سے آپکی نزاہت نسب و عقیدہ کی ظاہر ہے۔ چوتھا
وعدہ آپکے متبعین کا آپ کے منکرین پر قیامت تک غالب رہنا یہان اتباع سے مراد خاص اتباع ہے یعنے اعتقاد نبوت پس مصداق متبعین
کے وہ لوگ ہین جو آپ کی نبوت کے معتقد ہین سو اس مین نصاری اور اہل اسلام دونون داخل ہین گو اسوقت نصاری کا اتنا اتباع نجات آخرت
کے واسطے اسلیے کافی نہین کہ ایک دوسرے ضروری جزو مین وہ اتباع نہین کرتے یعنی حضرت عیسی علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
ایمان لانیکے لیے بھی فرما گئے تھے لیکن یہان اتباع کامل مراد ہی نہین اور منکرین سے مراد یہود ہین جو منکر نبوت عیسویہ تھے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ
امت محمدیہ اور نصاری ہمیشہ یہود پر حاکم اور غالب رہین گے چنانچہ جلدی یہ وعدہ پورا ہوا اور یہود ذلیل و خوار ہوئے اور سلطنت انکی برباد ہوئی پھر
آجتک جہان کہین یہ لوگ ہین یا تو نصاری کی رعایا ہین یا اہل اسلام کی اور قیامت کے قریب تک ایسا ہی رہیگا صرف چالیس دن کے لیے دجال کا جو کہ
یہود کا سرگروہ ہے ایک گونہ شر و فساد پھیلیگا لیکن اول تو وہ فوراً مٹ جاویگا پھر کوئی باضابطہ امن و اطمینان سے حکومت نہوگی اور محض ایسی عارضی
شورش کو سلطنت نہین کہہ سکتے اسیطرح بعض نے جو مسعودی مورخ سے بعض عباسیین کے زمانہ مین یہود کی کچھ چھوٹی چھوٹی حکومتین نقل کی ہین وہ
مسلمانون یا عیسائیون کی سلطنتون کے مقابلہ مین اس قابل نہین کہ اسکو ان دونون کے مساوی یا ان پر غلبہ کہا جاسکے بلکہ اس حالتمین بھی ان دونونکو غالب اور یہود کو مغلوب
ہی کہا جاویگا جسکا اس آیت مین وعدہ کیا گیا ہے۔ پانچوان وعدہ قیامت کے روز ان مذہبی اختلافات کے فیصلہ فرمانے کے متعلق ہے سو قیامت آویگی اور یہ
واقع ہوگا اور عملی کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ دلیل شرعی سے تو فیصلہ یہان ہی ہوگیا ہے چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسے علیہ السلام مصلوب ہو کر دفن ہوئے اور زندہ نہین
ہوئے اور عیسائی کہتے تھے کہ بعد صلب و دفن کے زندہ ہو کر آسمان پر گئے قرآن مجید نے اس قول ما قتلوہ وما صلبوہ سے دونونکی نفی فرمادی اور انکے منشاء اشتباہ
ولکن شبہ لہم مین تنبیہ فرمادی۔ اگر کوئی منکر دعوی تواتر کا ہو تو جواب صاف ظاہر ہے کہ وہان موقعین تو خوف کے مارے مجتمع تھے نہین صرف مخالف یہودی تھے سو
اول وہ قلیل جو تواتر کے لئے کافی نہین ثانیاً تصرف الٓہی سے کہ ایک شخص انکا ہمشکل بنا دیا گیا انکو خود اشتباہ ہوگیا اور بقول بعض علماء حاضرین کے غلط خبر اڑا دینے
سے غائبین پر امر مشتبہ ہوا پھر حال مشاہدہ نہ رہا ثالثاً انکا عدد ہونا خود مجوز توافق علی الکذب کو ہے پس شرائط تواتر کے مفقود ہوئے تنبیہ ضروری تقریر تفسیر
سے بعض اُن لوگونکی غلطی ظاہر ہوگئی جو آجکل دعوی بلا دلیل کرتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ مدفون ہوگئے اور پھر قیامت
کے قریب تشریف نہ لاوینگے اور اس بناء پر جو احادیث عیسے علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہین انمین تحریف کی ہے کہ مراد اس سے مثیل عیسے
ہے اور پھر اس مثیل کا مصداق اپنے کو قرار دیا ہے اور مبنی اس دعوی کے کل شبہات کا دو امر ہین ایک نقلی دوسرا عقلی نقلی یہ کہ حق تعالی نے آپکے
بارہ مین لفظ متوفیک فرمایا ہے عقلی یہ کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے اور اس بناء پر قصہ معراج مین تاویل کی ہے۔ نقلی دلیل کا جواب ظاہر ہوگیا کہ اگر
متوفیک کے معنی وفات کے بھی لیے جاوین تب بھی یہ وعدہ باعتبار وقت نزول من السماء ہے اس سے وقوع موت کا یا نفی رفع یا حیات فی الحال کی
لازم نہین آئی اور دوسرے دلائل سے رفع و حیات ثابت ہے پس اسکا قائل ہونا واجب ہے رفع تو آیت رفعہ اللہ الیہ سے جو اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

تفصیل یہ ہے کہ جو لوگ کافر تھے سو اُنکو سخت سزا دونگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اُن لوگوں کا کوئی حامی نہ ہوگا اور جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

مومن تھے اور اُنہوں نے نیک کام کیے تھے سو اُنکو اللہ تعالیٰ اُنکے ثواب دینگے اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے ظلم کرنیوالوں سے

نص ہی رفع مع الجسد میں اور بلا تعذر معنی حقیقی کے مجازی لینا ممتنع ہے اور دلیل تعذر مفقود ہے اور حیات احادیث و اجماع سے ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ اوردہ السیوطی فی الدر المنثور اور اجماع نہایت ظاہر ہے کہ کسی مستند عالم کے سلف و خلف اسکے خلاف منقول نہیں اور اگر وفات کے معنی نہ لیے جاویں جیسے اور علماء اسطرف گئے ہیں کہ توفی کے معنی پورا لے لینے کے ہیں مراد اس سے یہ کہ میں تمکو آسمان پر پورا یعنی مع الجسد لیلونگا تو جواب میں استدلال کی بنا ہی منہدم ہو جاویگی یا وفات کے معنے لیں اور پھر بعد رفع حیات کے قائل ہوں جیسا بعض اسطرف بھی گئے ہیں تو بھی حیات فی الحال کی نفی لازم نہیں آتی۔ اور عقلی دلیل کے جواب کے لیے ان اللہ علی کل شیء قدیر کافی ہے البتہ جو امور ممتنع بالذات ہیں وہ عموم شیء سے مستثنی ہیں یا جو ممتنع شرعا ہیں انکا عدم وقوع یقینی ہے اور رفع جسد کا امتناع نہ ثابت ہوا اور نہ ثابت ہو سکے پس دعوی مدعی کا محض باطل اور گمراہی ہے اور تحریف احادیث کی بناء الفاسد علی الفاسد ہے پھر تعیین مصداق ترجیح بلا مرجح ہے کیا دوسرا شخص ایسے مثیل ہونیکا اپنے لیے دعوی نہیں کر سکتا۔ یہ تقریر اس بحث میں اجمالی ہے مگر انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے اور مفصل بحث میں بہت سے رسالے اور کتابیں ہمارے زمانہ کے علماء اہل حق نے شائع فرما دیے ہیں اگر شوق ہو مطالعہ فرمایا جاوے لیکن ذہین آدمی اس اجمالی تقریر سے شبہات کا جواب سمجھ سکتا ہے ربط اوپر کی آیت میں مذکور تھا کہ میں ان اختلاف کرنے والوں کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ کرونگا آیت آیندہ میں اس فیصلہ کا بیان

فیصلہ اہل حق و اہل باطل روز حشر فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۵۵ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۶ تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنیوالوں میں) کافر تھے سو اُنکو (اُنکے کفر پر) سخت سزا دونگا (مجموعہ دونوں جہان میں) دنیا میں بھی (کہ وہ تو ہو چکی) اور آخرت میں بھی (کہ وہ باقی رہی) اور اُن لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور اُنہوں نے نیک کام کیے تھے سو اُن کو اللہ تعالیٰ اُنکے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دینگے اور (کفار کو سزا ملنے کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتے (ایسے) ظلم کرنیوالوں سے (جو خدا تعالیٰ یا پیغمبروں کے منکر ہوں یعنی چونکہ یہ ظلم عظیم ہے معافی کے قابل نہیں اسلیے مبغوض شدید ہو کر سزا یاب ہوتا ہے) ف اس آیت کے مضمون میں ایک خفیف سا اشکال ہے کہ قیامت کے فیصلہ کے بیان میں اس کہنے کے کیا معنی کہ میں دنیا و آخرت میں سزا دونگا کیونکہ اُسوقت تو سزاے دنیوی نہیں ہوگی حل اسکا یہ ہے کہ اس کہنے کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کو یہ کہے کہ اسوقت تو ایک سال کی قید کرتا ہوں اگر جیلخانہ میں کوئی شرارت کی تو دو سال کی کر دونگا فقط اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ دو سال آج کی تاریخ سے شروع ہونگے پس اس بنا پر یقینی ہے کہ شرارت کے بعد دو سال مراد نہیں بلکہ اس شرارت کے وقت اگرچہ کچھ مدت گذر چکی ہو مگر پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ شرارت کے بعد دو سال کا حکم ہو جاویگا حاصل یہ ہوتا ہے کہ شرارت پر اس مجموعہ کی تکمیل بطور انضمام ایک سال زائد کے مرتب ہو جاویگی اسیطرح یہاں سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں تو سزا ہو چکی اُسکے ساتھ سزاے آخرت منضم ہو کر یہ مجموعہ قیامت کے روز مکمل کر دیا جاویگا یعنے سزاے دنیا کا کفارہ نہ ہوگا سزاے آخرت کے لیے بخلاف اہل ایمان کے کہ اگر اُنپر دنیا میں کوئی مصیبت وغیرہ آتی ہے تو گناہ معاف ہوتے ہیں اور آخرت کی عقوبت خفیف یا رفع ہو جاتی ہے۔ اور اسکی وجہ کی طرف لا یحب الظالمین میں اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی اہل ایمان بسبب ایمان کے محبوب ہیں محبوب کے ساتھ ایسے معاملات ہوا کرتے ہیں اور اہل کفر بسبب کفر کے مبغوض ہیں مبغوض کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔ اور کفار میں دو احتمال ہیں یا تو خاص کفار یعنے یہودی یا مطلق کفار جسمیں اور فرقے بھی داخل ہو جاوینگے سو انکی سزاے آخرت تو ظاہر ہے اور دنیوی سزا یہود کے لیے تو یہی کافی ہے جسکا اوپر ذکر ہے یعنے ہمیشہ

ملحقات الترجمۃ
۵۵ قولہ تفصیل مفہوم الفاء والما فصلے فی الفائدۃ الذوق والمرشد بالوجہ الرابع من الوجوہ المذکورۃ فی روح ۱۲
۵۶ قولہ ایسے ای کون الظالمین المحامل ہو الظلم المذکور فی القرآن الشرک والکفر والا العہد بارادۃ الیہ کفی کلمۃ (ایسے) ۱۲

السبلاغۃ قولہ فاعذبہم بالتکلم ویوفیہم بالغیبۃ فی روح المعانی للایذان بان توفیۃ الاجر مما لا یقتضی لہا تصب النفس لانہا من آثار الرحمۃ الواسعۃ ولا کذلک العذاب اھ ۱۲

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

یہ ہم تمکو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ منجملہ دلائل کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے۔ بیشک حالت عجیبہ عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدم کے ہے کہ انکو مٹی سے بنایا پھر

قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

انکو حکم دیا کہ ہو جا بس وہ ہو گئے۔ یہ امر واقعی آپکے پروردگار کیطرف سے ہے سو آپ شبہ کرنیوالوں میں سے نہ ہو جیئے

مغلوب ہونگے اور دیگر کفار کی سزا بھی مختلف اوقات میں ہوتی رہتی ہے کبھی مسلمانوں کے جزیہ گذار ہوتے ہیں کبھی ہلاک کیے جاتے ہیں کبھی دوسرے امراض و مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اور گو یہ واقعات اہل اسلام کو بھی پیش آتے ہیں مگر انکے لیے وہ بطور سزائے مبغوضیت کے نہیں ہوتے بلکہ انکے لیے رحمت اور کفارۂ سیئات ہوتا ہے فقط **ربط** یہ قصہ یہانتک ختم ہوگیا آگے اس اخبار کا دلیل نبوت محمدیہ ہونا بوجہ خارق عادت ہونیکے بیان فرماتے ہیں جیسے اوپر آیت ذٰلک من انباء الغیب میں اسکی تقریر گذر چکی اور آگے بھی آتی ہے **استدلال بر نبوت محمدیہ بقصہ مذکورہ** ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝۵۸ یہ (قصہ مذکورہ) ہم تمکو (بذریعہ وحی کے) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے **ف** یعنی فی نفسہ بھی مشتمل ہے علم و حکمت کی باتوں پر بوجہ اسکے دال ہے قدرت الٰہیہ اور دیگر علوم پر اور آپکے اعتبار سے بھی دلیل ہے صدق دعوی نبوت پر کیونکہ آپکو یہ قصہ مثل دیگر قصص ماضیہ کے اور کسی ذریعہ سے دریافت نہیں ہوا پس ایسی حالت میں خبر دینا خارق عادت ہے جو کہ دلائل ثبوت نبوت سے ہے **ربط** بعد ختم قصہ کے آگے عود ہے محاجہ اہل کتاب کی طرف جیسے شروع سورت میں نصاریٰ پر نفی الوہیت عیسیٰ علیہ السلام پر دلائل قائم کیے گئے تھے آگے بھی اسی مضمون کا بیان ہے چونکہ منجملہ شبہات نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا تھا انکو آپکی الوہیت یا ابن اللہ ہونیکا شبہ ہوگیا تھا اسلیے اس استدلال کا ناکافی ہونا بتلاتے ہیں **جواب استدلال نصاریٰ بولادت عیسیٰ علیہ السلام بے پدر** اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹ بیشک حالت عجیبہ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک (یعنی انکی تجویز ازلی میں) مشابہ حالت عجیبہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے ہے کہ ان (آدم علیہ السلام) کو (یعنی انکے قالب کو) مٹی سے بنایا پھر ان (کے قالب) کو حکم دیا کہ (جاندار) ہو جا بس وہ (جاندار) ہو گئے **ف** حاصل تقریر کا یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قدرت الٰہیہ سے کوئی بعید نہیں چنانچہ انکے قبل حضرت آدم علیہ السلام بے باپ و بے ماں کے محض مٹی ہی سے پیدا ہو چکے ہیں پس بے باپ کے پیدا ہونے میں دونوں شریک ہیں اور بے ماں کے پیدا ہونے میں مشبہ بہ زیادہ عجیب ہیں کیونکہ آدمی کا صرف ماں کے خون سے بننا اتنا عجیب نہیں جتنا مٹی سے بننا زیادہ عجیب ہے پھر جسم آدم علیہ السلام کی عدم الوہیت سب کے نزدیک مسلم ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا شبہ اس بنا پر کیسے ہو سکتا ہے۔ اور تجویز ازلی کا مطلب یہ ہے کہ پیدا کرنیکے قبل علم الٰہی میں یوں ہی مقدر تھا کہ ان حضرات کی پیدائش اس کیفیت سے ہوگی **ربط** آگے مضمون مذکور کے حق ہونیکو مؤکد فرماتے ہیں **تاکید مضمون مذکور** اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝۶۰ یہ امر واقعی (جو اوپر مذکور ہوا) آپ کے پروردگار کیطرف سے (بتلایا گیا) ہے سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جیئے **ف** اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نعوذ باللہ آپ میں احتمال شبہ کرنیکا تھا اصل یہ ہے کہ مخاطب فائدہ کبھی خصوصیت مخاطب کی ہوتی ہے کہ تم ایسا کام نہ کرنا جبکہ احتمال ہو اس کام کے کرنے کا اور کبھی اس سے قطع نظر کرکے نفس مضمون کا مؤکد و مہتم بالشان ہونا مقصود ہوتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے وفادار وزیر سے کہیں جانے کے وقت اپنے پرانے احکام و معمولات کی جنکو ایسے موقع پر پہلے سے بھی وہ وزیر برتتا آیا ہے تاکید کرے گو یہ بھی اطمینان ہو کہ بے تاکید کے بھی حسب معمول عمل کریگا وہاں یہی مقصود ہوتا ہے پس آیت میں یہی امر ثانی مراد ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر کی تقریر کو طالبان حق کی

لحقات الترجمة

۵۸ قوله منجمله ہو ترجمه من كو كرده للعطف ۱۲

۵۹ قوله یہ امر واقعی اشارة الی ان اللام للعهد ۱۲

النحو ذٰلك مبتدأ و نتلوه خبره و من الآيات حال من الضمير المنصوب كذا في روح المعاني

قوله خلقه قال البيضاوي جملة مفسرة للتمثيل مبينة لما له الشبه ۱۲

البلاغة قوله ذٰلك نتلوه الاتيان بما يدل على البعد للاشارة الى عظم شان المشار اليه وبعد منزلته في الشرف والمراد نتلوه الاية ... عبر بالمضارع استحضارا للصورة الحاصلة اعتبارها كذا في روح المعاني

قوله الحكيم في الكشاف الذكر الحكيم القرآن وصف بصفة من هو من سببه او كانه ينطق بالحكمة لكثرة حكمه اھ قوله فيكون قال البيضاوي حكاية حال ماضية۔ في روح المعاني التعبير بالمضارع مع ان المقام مقام المضي لتصوير ذٰلك الامر الكامل بصورة المشاهد الذي يقع الآن ايذانا بانه من الامور المستغربة العجيبة الشان وجوزان يكون التعبير بذٰلك لما ان الكون مستقبل بالنظر الى ما قبله ۱۲

فَمَنْ حَاۤجَّكَ فِيهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۤءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۤءَنَا وَاَبْنَاۤءَكُمْ وَنِسَاۤءَنَا وَنِسَاۤءَكُمْ

پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں حجت کرے آپ کے پاس علم آئے پیچھے تو آپ فرما دیجیے کہ آ جاؤ ہم بلالیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝

اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں اُن پر جو ناحق پر ہوں

تفہیم کے لیے بھی آگے معاندین کے ساکت کرنیکا طریقہ بتلاتے ہیں **طریق اسکات معاندین** فَمَنْ حَاۤجَّكَ فِيهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۤءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۤءَنَا وَاَبْنَاۤءَكُمْ وَنِسَاۤءَنَا وَنِسَاۤءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں (اب بھی) حجت کرے آپ کے پاس علم (واقعی) آئے پیچھے تو آپ (جواب میں یوں) فرما دیجیے کہ (اچھا اگر دلیل سے نہیں مانتے تو پھر) آ جاؤ ہم (اور تم) بلا (کر جمع کر) لیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو پھر ہم (سب ملکر) خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ اللہ کی لعنت بھیجیں اُن پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں **ف** مطلب یہ کہ دلیل سے گفتگو ختم نہ ہو تو یوں کر لو کہ سب ملکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے کیونکہ لعنت کے معنی رحمت حق سے بعید ہو جانا اور رحمت سے بعید ہونا قہر سے قریب ہونا ہے پس حاصل معنی اسکا یہ ہوا کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو سو جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اسکا خمیازہ بھگتے گا اسوقت پوری تعیین صادق کاذب کی اہل عناد کے نزدیک بھی واضح ہو جاویگی اسطور پر بددعا کرنیکو مباہلہ کہتے ہیں اور اس میں اصل خود مباحثہ کرنیوالوں کا جمع ہو کر بمضمون مذکور بددعا کرنا ہے اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کرنیکی ضرورت نہیں لیکن اس سے اور اہتمام بڑھ جاتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ضرر یا ہلاکت سے خود طبعاً انسان کو رنج ہوتا ہے پس اس مضمون سے کہ جو ہم میں جھوٹا ہو اُسکے یہ لوگ بھی ہلاک ہو جاویں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اپنے دعوے کی راستی کا اور زیادہ کامل الیقین ہونا ثابت ہوتا ہے یہ آیت اُسوقت نازل ہوئی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے رہنے والے نصاریٰ کو دعوت اسلام کا فرمان لکھا تھا اور اُسکا خلاصہ مضمون تین امور میں ترتیب تھی یا اسلام یا جزیہ یا قتال اُنہوں نے باہم مشورہ کر کے شرحبیل اور عبد اللہ بن شرحبیل اور جبار بن قیص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں سے آپکی مذہبی گفتگو ہوئی یہانتک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدمہ میں کلام کی نوبت پہنچی اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی آپنے انکو اس مضمون کی خبر دی اور خود مع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و حضرت علی رضی اللہ عنہ و امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ کے تشریف لا کر مباہلہ کے لیے مستعد ہوئے شرحبیل نے یہ دیکھکر اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ تمکو اتنا تو معلوم ہی ہے کہ جو قوم نبی سے مباہلہ کرے فلاح نہیں ہو سکتی ہم سب بلاشبہ ہلاک ہو جاوینگے ان دونوں نے کہا جیسی رائے ہو شرحبیل بولا کہ رائے یہ ہے کہ ان ہی کی رائے کے موافق ان سے صلح کر لو چنانچہ آپ سے عرض کیا گیا آپنے اُنپر جزیہ مقرر فرما دیا اور اُنہوں نے منظور کیا اور وہ فی روح المعانی عن دلائل البیہقی الا انہ علی والحبرہم بالنبوۃ فانہ عن فی دلائل ابی نعیم اور صحیحین میں اور وہ شخصوں کا آنا مذکور ہے عاقب اور سید ممکن ہے کہ سب ہوں **ف** آیت میں اپنے تن سے مراد تو خود اہل مباحثہ ہیں اور نساء سے خاص زوجہ مراد نہیں بلکہ اپنے گھر کی جو عورتیں ہوں جنمیں دختر بھی داخل ہے چنانچہ آپ بوجہ اسکے کہ حضرت فاطمہ سب اولاد میں زیادہ عزیز تھیں انکو لائے اسیطرح ابناء سے خاص صلبی اولاد مراد نہیں بلکہ عام ہے اولاد کی اولاد کو بھی اور جو مجازاً اولاد کہلاتے ہوں یعنی عرفاً مثل اولاد کے سمجھے جاتے ہوں اس مفہوم میں نواسے اور داماد بھی داخل ہیں چنانچہ آپ حضرت حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے پس بعض شیعہ کا اس سے یہ سمجھنا کہ حضرت علی نسائنا میں تو یقیناً داخل نہیں اور ظاہر ہے کہ ابنائنا میں بھی داخل نہیں کیونکہ داماد بیٹا نہیں ہوتا پس انفسنا میں داخل ہونگے تو عین رسول ہوئے اسلیے خلافت بلافصل کے مستحق ہوئے انتہے

اللغات فی القاموس الابتہال الاجتہاد فی الدعاء و اخلاصہ اھ وفیہ البہل المال القلیل واللعن اھ قلت واتم منہ ما فی المدارک البہلۃ بالفتح والضم اللعنۃ و اصل الابتہال ہذا ثم یستعمل فی کل دعاء یجتہد فیہ وان لم یکن التعانا اھ ۱۲

البلاغۃ قولہ نساءنا المراد الجنس فلا یشکل بکون فاطمۃ رضی واحدۃ ۱۲

الروایات اورد فی لباب المنقول عن ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس والبیہقی من طریق سلمۃ بن عبد یشوع عن ابیہ عن جدہ والبیہقی عن طبقات ابن سعد عن الازرق بن قیس روایات متقاربۃ فی نزول قولہ تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عند اللہ الیٰ قولہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم ولما ذکرت ملخصہا فی المتن لم اعدہا فی الحواشی ۱۲

طبقات الا...
سلہ قولہ فی ت...
اور تم مبتداء کا...
للمتکلم مع الا...
قولہ فی الترجمۃ
اس طور پر...
روح المعانی
علی نبتہل م...
سلہ قولہ
جمع کرنیکو
روح الم...

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٦٣﴾

بے شک یہ مذکور ہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں پھر اگر سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یہ کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی

بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾

دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اسکے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں

بالکل بناء الفاسد علی الفاسد ہے اول تو بیٹے انکا ابناء میں داخل ہونا صحیح ثابت کر دیا دوسرے اگر انفسنا میں بھی داخل مان لیا جاوے تو معاوضہ میں ابھی متعلقین ہیں گو وہ تعلق کسی درجہ کا ہو انفسنا کا اطلاق صحیح ہے خود قرآن میں تقتلون انفسکم آیا ہے اور مراد تقتلون قومکم ہے فـ ردالمحتار باب الرجعۃ بحث حلالہ میں بحر سے بحوالہ غایۃ البیان کے نقل کیا کہ مباہلہ اب بھی حاجت کے وقت جائز اور مشروع ہے میں کہتا ہوں کہ لعان کا مشروع ہونا مشروعیۃ مباہلہ کی کافی دلیل ہے اور باب اللعان بحث صفۃ اللعان میں جواز کے لیے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ مباہلہ کرنے والا صادق ہو میں کہتا ہوں کہ صدق کے مراد صدق قطعی ہے ظنی نہیں تو مسائل اختلافیہ ظنیہ میں ناجائز ہوگا اور مباہلہ کا انجام کہیں نص میں نظر سے نہیں گذرا اگر حدیث میں قصہ مذکورہ کے متعلق اتنا مذکور ہے کہ اگر وہ لوگ مباہلہ کر لیتے تو انکے اہل اور اموال سب ہلاک ہو جاتے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جل جاتے اور وہ فـ الجلالین بروایۃ احمد عن ابن عباس اس سے قیاساً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اسکا اثر یہی ہلاکت یا ضرر عظیم وصریح ہو لیکن لحوق ضرر میں توقف ہونا یا ظہور نہ ہونا موجب اشتباہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ تعیین حق و باطل کے لیے دلائل شرعیہ بس ہیں مباہلہ پر موقوف نہیں زیادہ غرض اسکی نزاع لسانی کا ختم کرنا ہے واللہ اعلم ربط اوپر عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے سے انکی الوہیت پر استدلال کرنیکا ابطال اور جواب پورا ہو گیا آگے اہتمام کے لیے اس مضمون کا حق ہونا اور نتیجہ کے طور پر حق تعالیٰ کا الٰہ واحد ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ بعد حقیقت مضمون مذکور و اثبات توحید إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾ بے شک یہ (جو کچھ) مذکور (ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے (یہ توحید ذاتی ہوئی) اور بلاشک اللہ تعالیٰ ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں (یہ توحید صفاتی ہوئی) ربط آگے فساد و عناد والوں سے جو کہ اتنی حجتوں کے بعد بھی نہ مانیں گفتگو کرنے سے باز رکھتے ہیں اور انکا معاملہ اپنے حوالہ ہونا بتلاتے ہیں انجام اہل فساد فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٦٣﴾ پھر (ان سب حجتوں کے بعد بھی) اگر (حق قبول کرنے سے) سرتابی کریں تو آپ اُن کا معاملہ حوالہ بخدا کیجیے کیونکہ) بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فساد والوں کو ربط اوپر تو اہل کتاب سے محاجہ تھا جسکو با حسن وجوہ ختم کر دیا گیا آگے ملاطفت کے ساتھ انکو پھر دعوت الی الحق کیجاتی ہے اور اوپر روئے سخن زیادہ نصاریٰ کیطرف تھا اور آگے بوجہ عموم الفاظ یہود و نصاریٰ دونوں کی طرف عام ہے دعوت اہل کتاب بلطف قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کیطرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے (وہ) یہ (ہے) کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر

بیان القرجمۃ قولہ آپ انکا الخ اشارۃ الی الجزاء محذوفا عرض عنہم وکل الی اللہ المذکور المحذوف ۱۲

اللغات قولہ القصص فی روح المعانی القصص ہو الخبر ای ان ہذا ہو الحق لما ادعیہ النصاری من کون المسیح علیہ السلام الٰہا او ابن اللہ تعالیٰ قولہ سواء مصدر بمعنی مستویۃ لا اختلاف فیہا لکل الشرائع ۱۲

الروایات فی روح المعانی نزلت فی وفد نصاری نجران قالہ السدی والحسن و ابن زید و محمد ابن جعفر بن الزبیر وروی عن قتادۃ والربیع وابن جریج انہا نزلت فی یہود المدینۃ و ذہب ابو علی الجبائی انہا نزلت فی الفریقین من اہل الکتاب واستظہرہ بعض المحققین لعمومہ وروی الترمذی وحسنہ انہ لما نزلت اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ قال عدی بن حاتم ماکنا نعبدہم یا رسول اللہ فقال الیس کانوا یحلون لکم ویحرمون فتاخذون بقولہم فقال نعم قال ہو ذاک ۱۲

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ

اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو ابراہیم کے بارہ میں حالانکہ نہیں نازل کیگئی توراۃ اور انجیل مگر ان کے بعد کیا پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم

هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کرہی چکے تھے جس سے تمکو کسیقدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات میں کیوں حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہیں اور اللہ تعالی جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے

پھر اگر (اسکے بعد بھی) وہ لوگ (حق سے) اعراض کریں تو تم (مسلمان) لوگ کہدو کہ تم (ہمارے) اس (اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو (اس بات کے) ماننے والے ہیں (اگر تم نہ مانو تم جانو) ف اس مضمون کو مسلم اسلیے کہا گیا کہ سب شرائع میں اسکی تعلیم ہوئی ہے اور اجمالا اور کلیا اہل کتاب بھی اسکو مانتے ہیں کہ توحید فرض ہے اور شرک کفر ہے اور کسی مخلوق کو رب قرار دینا شرک ہے لیکن باوجود اسکے وہ لوگ شرک میں اسلیے مبتلا تھے کہ وہ اسکو شرک اور خلاف توحید نہ سمجھتے تھے پس اس تقریر میں لطف یہ ہوا کہ انکو کلیات مسلمہ یاد دلا دینے کے بعد جزئیات مختلف فیہا کا ان کلیات میں داخل ہونیکا اثبات سہل ہوگیا اور وجہ انکے مشرک ہونیکی یہ تھی کہ وہ لوگ بعض صفات خاصہ حق تعالی کو جیسے الوہیت ہے حضرت عیسے علیہ السلام یا حضرت عزیر علیہ السلام کے لیے ثابت کرتے تھے جیسا کہ آیت میں عبادت غیر اللہ کہا گیا اسیطرح مطاع علی الاطلاق ہونے کو جو کہ خواص باریتعالی سے ہے اپنے احبار و رہبان کیلیے مانتے تھے جیسا کہ آیت میں ربوبیت من دون اللہ فرمایا گیا کیونکہ انکی تحلیل و تحریم کو گو کہ وہ نصوص قطعیہ محکمہ معمول بالاجماع کے بھی خلاف ہو حجت واجب العمل سمجھتے تھے اور حقیقت شرک کی یہی ہے کہ خواص واجب کو ممکن کے لیے ثابت مانا جاوے لیکن انکو شبہ اس سے ہوگیا تھا کہ وہ بالذات اور بالعرض کا فرق کرلیتے تھے حالانکہ یہ فرق صفات غیر مختصہ میں صحیح ہے اور صفات مختصہ میں غیر صحیح اور غیر دافع شرک ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ خدا کو چھوڑ کر اول تو اسوجہ سے کہ احبار و رہبان کی بھی اطاعت میں خدا تعالی کے احکام متروک ہوجاتے تھے دوسرے اسلیے کہ مراد یہ ہے کہ خدا کی توحید چھوڑ کر اور ظاہر ہے کہ شرک کے ساتھ توحید چھوٹ ہی جاتی ہے اور چونکہ ظاہر میں مشرک خدا اور غیر خدا دونوں کو مانتا ہے اسلیے بعض جگہ مع اللہ آلہۃ اخری فرمادیا۔ اور یہ کہنے کو جو فرمایا کہ تم گواہ رہو اس میں تعلیم ہے کہ جب وضوح کے بعد بھی کوئی حق کو نہ مانے تو اتمام حجت کے لیے اپنا مسلک ظاہر کرکے کلام ختم کردینا چاہیئے تنبیہ اس آیت سے ایسی تقلید کا ابطال ہوتا ہے جیسی اہل کتاب کرتے تھے جسکا ابھی بیان ہوا اور جو تقلید جمہور اہل اسلام میں اب شائع ہے وہ مشروع ہے اور اس آیت کے مضمون میں داخل نہیں جسکا محل مسائل ظنیہ محتملۃ الطرفین ہیں جب تک کہ نص قطعی محکم مجمع علیہ یا اجماع کے خلاف ہونا ثابت نہو ورنہ نص و اجماع کو مقدم رکھا جاتا ہے

ربط اوپر کے محاجہ میں حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق گفتگو تھی کہ نصاری انکے خوارق سے انکی الوہیت کا اثبات کرتے تھے اسکو بدلائل باطل کردیا کہ گو خوارق حق ہیں مگر یہ دلیل الوہیت کی نہیں ہوسکتی آگے محاجہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق گفتگو ہے جسکا سبب یہ ہوا کہ ایکبار نصاری نجران کے اور کچھ علماء یہود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوگئے اور ہر فریق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے طریق پر بتلانے لگا اور وہ فی لباب النقول عن ابن اسحق وعن البیہقی بروایۃ ابن عباس رض جس سے مقصود اپنے طریق کی حقانیت و بقاء مشروعیت ثابت کرنا تھا اور انکے اس مقصود باطل سے رسالت محمدیہ میں قدح لازم آتا تھا کیونکہ آپ کی شریعت دوسرے طریق کو منسوخ بتلا رہی ہے اور ناسخ و منسوخ مشروعیت میں مجتمع نہیں ہوسکتے اسلیے حق تعالی انکے قول کو باطل فرماتے ہیں اور گو بفرض تقدیر مطابقت ملت ابراہیمی و یہودیت و نصرانیت بھی بوجہ تاخر شریعت محمدیہ ناسخہ کے مشروعیت یہودیت و نصرانیت لازم نہیں لیکن چونکہ خود دعوی مطابقت ہی غلط تھا اسلیے سرے سے اسی کی تغلیط فرمائی پس اتفاق سیر محاجہ سابقہ میں اختلاف ہے مسئلہ توحید کا اور اس محاجہ میں اختلاف ہے مسئلہ رسالت کا رد دعوی اہل کتاب درباب ملۃ ابراہیم علیہ السلام يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۶۵) هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۶۶)

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ تم نہ مانو حوالہ القولہ اشہدوا معنے الاعراض دینہ فی البیضاوی من اعرض عن ذلک و اشہدوا بانا مسلمون دل غیرہم علی الوجوہ ۱۲

التسہیل قولہ افلا تعقلون الہمزۃ داخلۃ علی مقدر ای اتدعون المحال فلا تعقلون ورعیۃ معناہ فی الترجمۃ واخذت کونہ محالا لاخلافہ لعقل من البیضاوی۔ قولہ ھانتم ھؤلاء فی البیضاوی ہا حرف تنبیہ و انتم مبتدا و ہؤلاء خبرہ و حاججتم جملۃ اخری مبینۃ للاولی اہ فاقتصر رعایۃ کل ذلک فی الترجمۃ ۱۲

الروایات اقل مرفی وجہ الربط فانظر ۱۲

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ

ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے۔ اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ بلاشبہ آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے

بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ابراہیم کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے انکا اتباع کیا تھا اور یہ نبی ہیں اور یہ ایمان والے اور اللہ تعالے حامی ہیں ایمان والوں کے

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾ اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے بارہ میں (کہ وہ طریق یہودیت پر تھے یا نصرانیت پر تھے) حالانکہ نہیں نازل کی گئی توراۃ اور انجیل مگر انکے (زمانہ کے بہت) بعد (اور یہ دونوں طریق ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد سے ظاہر ہوئے پہلے سے انکا وجود ہی نہ تھا پھر حضرت ابراہیم ان طریقوں پر کسطرح ہو سکتے ہیں) کیا (ایسی خلاف عقل بات منہ سے نکالتے ہو اور اسکو پھر) سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات میں تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تمکو کسیقدر تو واقفیت تھی (گو اسمیں ایک غلط مقدمہ لگا کر نتیجہ غلط نکالتے تھے مراد اس سے خوارق ہیں عیسے علیہ السلام کے کہ یہ مطابق واقعہ کے ہے البتہ اسمیں یہ مقدمہ غلط ملا لیا گیا کہ ایسے خوارق والا آلہ یا ابن الآلہ ہوگا لیکن ایک مقدمہ منشا اشتباہ تو تھا اسلیے اسکو ناکافی واقفیت کہیں گے جب اسی میں تمہاری غلطی ظاہر ہو گئی) سو ایسی بات میں (پھر) کیوں حجت کرتے ہو جس سے تمکو اصلا واقفیت نہیں (کیونکہ اس دعوی کے لیے تو کوئی منشا اشتباہ کا بھی تمہارے پاس نہیں کیونکہ ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے فروع شریعت میں موافقت بھی نہ تھی) اور اللہ تعالیٰ (ابراہیم علیہ السلام کے طریق کو خوب) جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے (جب تو ایسے بے سروپا دعوے کرتے ہو جس سے علم بھی مثل عدم علم کے سمجھا جاتا ہے تو اب اللہ تعالے سے انکا طریق سنو کہ) ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن (البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے (سو یہود و نصاریٰ کو تو نہ ہی طریق کے اعتبار سے ان کے ساتھ کوئی مناسبت نہ ہوئی ہاں) بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے (انکے وقت میں) انکا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ ایمان والے (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں) اور اللہ تعالیٰ حامی ہیں ایمان والوں کے (کہ انکو انکے ایمان کا ثواب دینگے) ف اگر ان یہود و نصاریٰ کا یہ دعوی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت بلا تاویل تھا خواہ براہ جہل یا براہ عناد تب تو ردظاہر ہی اور انکی غلطی بدیہی اور اگر اس تاویل سے تھا کہ انکا جو طریق تھا وہی ہماری شریعت میں مقرر ہوا تو حاصل تقریر رد کا یہ ہے کہ موافقت فی الفروع نہ ہونا تو ظاہر ہے اور اگر موافقت فی الاصول مراد ہے تو یہودیت کی حقیقت اصول مع الفروع المخصوصہ ہے اسیطرح نصرانیت کی بھی اور یہ مجموعہ عہد ابراہیمی میں متحقق نہ تھا اسلیے یہ دعوی بالمعنی المذکور غلط ہوا اور اگر جدید اصطلاح مقرر کیجاوے تو اول تو الفاظ شرعیہ کو معانی لغویہ پر محمول کرنا غلط دوسرے ایہام باطل کی وجہ سے منہی عنہ اور موہم غلط اس تقدیر پر غلطی نظری ہوگی۔ رہا یہ اشکال کہ اسیطرح اسلام بھی متاخر ہی زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پھر وہ صاحب اسلام کیسے ہوئے۔ اسکا جواب سورۂ بقرہ آیت ام کنتم شہداء کی تفسیر میں جو پارہ الم کے آخر رکوع میں ہے مفصل گذر چکا ہے۔ اور یہاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کی زیادہ خصوصیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ثابت کیگئی وجہ اسکی مطابقت فی الاصول وکثیر من الفروع ہے چنانچہ یہ مضمون بھی سورہ بقرہ کے مقام مذکور آیت وقالوا کونوا ہودا کی تفسیر میں گذر چکا ہے وہیں یہ اشکال بھی رفع کر دیا گیا ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال نبوت میں قدح نہیں پڑتا اور اسی سے یہ بھی مفہوم ہو جاویگا کہ الذین اتبعوہ کی خصوصیت بطور امت ہونیکے ہے اور ما بعد کی بطور موافقت کے اور جملہ ما کان من المشرکین کی تقریر بھی اسی جگہ گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے بس گو یا یہ اخیر کا مضمون تتمہ ہے جواب محاجہ کا کہ موافقت طریق ابراہیمی کا دعوی یہود و نصاریٰ نہیں کر سکتے البتہ امت محمدیہ کو زیبا ہے ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کے ضلال یعنی گمراہی کا بیان تھا کہ اس درجہ گمراہ ہو گئے ہیں کہ باوجود ایسی حجتوں کے الزام و اتمام کے حق کو قبول نہیں کرتے آگے انکے ضلال

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ترجمۃ فیما لکم بہ علم و فیما لیس لکم بہ علم کسیقدر و اصلا بناء علی ان النکرۃ تختص فی الاثبات وتعم فی النفی ۱۲

۲ قولہ فی ترجمۃ فلم تحاجون پھر کیوں حجت کرتے ہو بعد قولہ غلطی ظاہر ہو گئی اشارۃ الی وجہ الترتیب بالفاء حاصلہ ترتب انکار المحاجۃ علی ظہور الغلط ۳ قولہ تحت ترجمۃ لا تعلمون جب تو علم بھی ناشئ بهذا التوجيه انتفی العلم عنهم اذا کانوا اصحاب اشکال ۴ قولہ فی ترجمۃ اولی خصوصیت والے کما فی روح المعانی ای اقرب الناس منهم بابراہیم ۵ قولہ فی ترجمۃ الذین آمنوا یہ ایمان والے اشارۃ الی المعہود ۱۲

اللغات فی القاموس الحنف الاستقامۃ الخ ۱۲

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ

دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو گمراہ کر دیں اور وہ کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اسکی اطلاع نہیں رکھتے۔ اے اہل کتاب کیون کفر کرتے ہو

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کی آیتون کے ساتھ حالانکہ تم اقرار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب کیون مخلوط کرتے ہو واقعی کو غیر واقعی سے اور چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

ع ۸ ۱۵

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

اور بعضے لوگون نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانون پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ

يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ

پھر جاوین اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو۔

کا ذکر فرماتے ہیں یعنی خود تو گمراہ تھے ہی مزید بران یہ ہے کہ اور وں کو بھی گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں **بیان اضلال اہل کتاب** وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (۶۹) دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تمکو (دین حق سے) گمراہ کر دیں اور وہ کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے مگر خود اپنے آپ کو (وبال اضلال میں گرفتار کر رہے ہیں) اور اسکی اطلاع نہیں رکھتے **ف** اگر مخاطب ضمیر خطاب یضلونکم کے خاص صحابہ ہیں تب تو یہ فرمانا کہ کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے بالکل ظاہر ہے کیونکہ یہان بھی مراد یہی ہوگی کہ تم میں سے کسیکو گمراہ نہیں کر سکتے سو بفضلہ تعالیٰ ان خاص حضرات میں سے کسیکو گمراہ نکر سکے اور اگر مراد مطلق اہل اسلام ہین تو اس فرمانے کے یہ معنی ہونگے کہ یہ امر انکے اختیار و قدرت سے خارج ہے اور یون خود ہی کوئی گمراہ ہو جاوے تو اور بات ہے یا یضلون بالمعنی المذکور کے منافی نہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ اسکی اطلاع نہیں رکھتے اسکا مطلب یہ ہے کہ اسطرف التفات نہیں کرتے ورنہ انمین جو علماء تھے وہ چونکہ اسلام کی حقانیت کا علم رکھتے تھے جیسا آگے ہی تشہدون و تعلمون سے مفہوم ہوتا ہے اسلیے ان اضلال کے وبال سے بھی آگاہ تھے اور اگر طائفہ سے جہلا مراد ہون تو مایشعرون میں کوئی اشکال نہیں **ربط** آگے انکے ضلال اور ضلال پر انکو ملامت فرماتے ہیں **ملامت بر ضلال و اضلال اہل کتاب** يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (۷۰) يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۷۱) اے اہل کتاب کیون کفر کرتے ہو اللہ تعالیٰ کی (ان) آیتون کے ساتھ (جو کہ توراۃ و انجیل میں نبوت محمدیہ پر دلالت کرتی ہین کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرنا ان آیات کی تکذیب کرنا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب کفر ہے) حالانکہ تم (اپنی زبان سے) اقرار کرتے ہو کہ وہ آیات حق ہیں یہ تو ملامت ہوئی انکے ضلال پر آگے اضلال پر ملامت فرماتے ہین کہ اے اہل کتاب کیون مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی (مضمون یعنی عبارت تحریف شدہ یا تفسیر فاسد) سے اور (کیون) چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو) **ف** دونون جگہ جو تشہدون اور تعلمون فرمایا اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ عدم اقرار اور عدم علم کی حالت میں کفر وغیرہ جائز ہے قبیح ذاتی تو کسی حال میں جائز ہو ہی نہیں سکتا بلکہ وجہ یہ ہے کہ اقرار اور علم کے وقت کفر اور زیادہ قبیح اور زیادہ قابل ملامت ہے اور لبس و کتمان کی حقیقت کا حاصل پارہ الم کے ربع کے قریب جہان اسی قسم کی آیت ہے بیان ہو چکا ہے **ربط** اوپر مذکور تھا کہ بعض اہل کتاب مسلمانون کے اضلال کی فکر میں رہتے ہین آگے انکی ایک تدبیر کا بیان فرماتے ہین جسکو اضلال مومنین کے لیے انہون نے تجویز کیا تھا **بیان خدعۂ اہل کتاب برای تشکیک مسلمانان** وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۷۲) وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ

النحو قوله لو بمعنی ان المصدریة ۱۲
البلاغة قال العصام فی لمن تبع جعل الایمان بمعنی الاقرار توجیها للام لمن تبع فان الایمان متعد بنفسه ولیس المقام مقام لام التعدیة والحاصل لا تصدقوا عن قلب الا لمن تبع دینکم ۱۲
الروایات فی لباب النقول روی ابن اسحٰق عن ابن عباس قال قال عبد اللہ بن الصیف وعدی بن زید والحرث بن عوف بعضهم لبعض تعالوا نؤمن بما انزل علی محمد واصحابه غدوۃ ونکفر به عشیۃ حتی نلبس علیهم دینهم لعلهم یصنعون کما نصنع فیرجعون عن دینهم فانزل اللہ فیهم یا اهل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل الی قوله واسع علیم اھ ۱۲

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ یقیناً ہدایت اللہ کی ہدایت ہی ہے یہ باتیں اسلیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز ملی ہے جیسی تمکو ملی تھی یا وہ اور لوگ تم پر غالب آ جاویں تمہارے رب کے نزدیک اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

وہ جسکو چاہیں عطا فرما دیں ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت کے ساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں اور اہل کتاب میں سے بعض شخص

مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ

ایسا ہے کہ اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ تمکو تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نہ کرے

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے (بطور مشورہ باہم کہا کہ (مسلمانونکو گمراہ کرنے کی ایک تدبیر ہے کہ ظاہرا) ایمان لے آؤ اُس (کتاب) پر جو نازل کیا گیا ہے (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) مسلمانوں پر (مراد یہ کہ قرآن پر ایمان لے آؤ) شروع دن میں (یعنی صبح کے وقت) اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن میں (یعنی شام کو عجب کیا (اس تدبیر سے مسلمان بھی قرآن اور اسلام کے حق ہونے میں شبہ پڑ جاوے اور) وہ (اپنے دین سے) پھر جاویں (اور یہ خیال کریں کہ یہ لوگ علم والے ہیں اور متعصب بھی ہیں کہ اسلام قبول کر لیا پھر بھی جو پھر گئے تو ضرور اسلام کا غیر حق ہونا انکو دلائل علمیہ سے ثابت ہو گیا ہوگا اور ضرور انہوں نے اسلام میں کوئی خرابی دیکھی ہوگی جب تو اُس سے پھر گئے اور اہل کتاب نے یہ بھی باہم کہا کہ مسلمانوں کے دکھلانے کو صرف ظاہری ایمان لانا) اور (صدق دل سے) کسی کے روبرو (دین کا) اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو (اسکے روبرو تو اپنے قدیم دین کا اقرار خلوص سے کرنا چاہیے باقی غیر مذہب والوں کے یعنی مسلمانوں کے روبرو ویسے ہی بمصلحت مذکورہ زبانی اسلام کا اقرار کر لینا حق تعالیٰ انکی اس تدبیر کے لچر ہونے کا اظہار فرماتے ہیں کہ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ (ان چالاکیوں سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ) یقیناً ہدایت (جو بندوں کو ہوتی ہے وہ) ہدایت اللہ کی (طرف سے ہوتی) ہے (پس جب ہدایت قبضہ خداوندی میں ہے تو وہ جسکو ہدایت پر قائم رکھنا چاہیں اسکو کوئی مغوی کسی تدبیر سے نہیں ہلا سکتا آگے انکے اس مشورہ و تدبیر کی علت بتلاتے ہیں کہ اے اہل کتاب تم) ایسی باتیں اسلیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تمکو ملی تھی (یعنی کتاب اور دین آسمانی) یا وہ اور لوگ تم پر غالب آ جاویں (اُس دین حق کی تائید میں جو) تمہارے رب کے نزدیک (ہے حاصل علت کا یہ ہوا کہ تمکو مسلمانوں پر یہ حسد ہے کہ انکو آسمانی کتاب کیوں ملگئی یا یہ لوگ ہمپر مذہبی مناظرہ میں کیوں غالب آ جاتے ہیں اس حسد کی وجہ سے اسلام اور اہل اسلام کے تنزل کی کوشش کر رہے ہو آگے اس حسد کا رد ہے) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجیے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (اُنکے یہاں فضل کی کمی نہیں اور) خوب جاننے والے ہیں (کہ کسوقت کسکو دینا مناسب ہے اسلیے) خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت (و فضل) کے ساتھ جسکو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں (پس اسوقت برعایت حکمت مسلمانوں پر فضل رحمت فرما دیا اس میں حسد کرنا فضول اور جہل ہے) ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب کی خیانت فی الدین کا ذکر تھا یعنی اُنکا کفر کرنا آیات اللہ کے ساتھ اور خلط کرنا حق اور باطل کا اور کتمان حق کا اور تدبیر کرنا اضلال مومنین کی آیت آیندہ میں انکی خیانت فی الاموال کا ذکر ہے اور چونکہ بعضے امین بھی تھے اسلیے دونوں قسموں کا ذکر فرمایا بیان اہل امانت و اہل خیانت از اہل کتاب وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ

اللغات القنطار فی القاموس بوزن اربعین اوقیۃ من ذہب او الف و مائتا دینار او الف و مائتا اوقیۃ او سبعون الف دینار او ثمانون الف درہم او مائۃ رطل من ذہب او فضۃ او الف دینار او ملأ مسک ثور ذہبا او فضۃ قولہ تامنہ فی روح المعانی من امنتہ بمعنی ائتمنتہ والباء قیل بمعنی علی وقیل بمعنی فی ای فی حفظ قنطار ۱۲

النحو قولہ ان یؤتی ای لان یؤتی والظرف متعلق بالمحذوف فہو من کلام اللہ تعالیٰ ویؤیدہ قراءۃ ابن کثیر ان یؤتی علی الاستفہام للتقریع تقدیرہ احسدتم ودبرتم لان یؤتی ۱۲

البلاغۃ قولہ احد ای یحاجوکم قال احمد علی الکشاف فی ہذا اشکال وہو وقوع احد فی الموجب لان استفہام الانکار فی مثلہ اثبات ویمکن ان یقال روعیت صیغۃ الاستفہام فان لم یکن المراد حقیقتہ فحسن لذلک دخول احد فی سیاقہ والضمیر فی یحاجوکم لاحد لانہ فی معنی الجمع حیث کان نکرۃ فی سیاق النفی اھ ای فی بعض الوجوہ حقیقۃ وفی بعضہا صورۃ ۱۲

ات الترجمۃ
لہ فی ترجمات
یسی باتین نظرہ
ل ای وبرتم
حذف ادغلتم
علیہ بقولہ فی لیتہ
التفات من
الخطاب
المحذوف والمدلول
لو کالمذکور
لمترجمۃ ۱۲
فی ترجمۃ
حمتہ
وفضل
لوف الی
ترجمۃ
مذکورہ
السیاق

الا ما دمت علیہ قائما ذلک بانھم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون

مگر جب تک کہ تم اسکے سر پر کھڑے رہو　یہ اس سبب سے ہے　کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے بارہ میں کسی طرح کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں　اور وہ بھی جانتے ہیں

بلی من اوفی بعھدہ واتقی فان اللہ یحب المتقین ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا

الزام کیوں نہ ہوگا جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالی سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالی محبوب رکھتے ہیں متقیوں کو　یقینا جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالی سے کیا ہے اور اپنی قسموں کے

اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ (اے مخاطب) اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اسکو تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تمکو ادا نکرے (بلکہ امانت رکھانے کا ہی انکار کر بیٹھے) مگر جب تک کہ تم (امانت رکھکر) اسکے سر پر (برابر) کھڑے رہو (اسوقت تک خیر کہ مکرتے نہیں اور جہاں الگ ہوئے پھر ادا کرنیکا تو کیا ذکر ہے سرے سے امانت ہی سے مکر جاویں) یہ (امانت کا ادا نکرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب کے (مال کے) بارہ میں (اگرچہ جس طرح ایسا ہاتھ آجاوے) کسی طرح کا الزام نہیں (یعنی غیر اہل کتاب مثلا قریش کا مال جو اپنا جس طرح ہاتھ لگے جائز ہے اللہ تعالی آگے انکے اس دعوی کی تکذیب فرماتے ہیں) اور وہ لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتے ہیں (کہ اس فعل کو حلال سمجھتے ہیں) اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (کہ اللہ تعالی نے اسکو حلال نہیں کیا محض تراشیدہ دعوی ہے) ف جس بعض کی امانت کی مدح کی گئی ہے اگر اس بعض سے وہ لوگ مراد ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے (جیسا معالم میں بروایت ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اس بعض سے مراد عبداللہ بن سلامؓ ہیں کہ کسی شخص نے انکے پاس بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا تھا اور انہوں نے بعینہ ادا کر دیا جیسا کہ دوسرے بعض سے فنحاص بن عازوراء یہودی مراد ہے کہ کسی قریشی نے ایک دینار امانت رکھا اور اس نے خیانت کی اھ) تب تو مدح میں کوئی اشکال نہیں اور اگر خاص مومن مراد نہ ہوں بلکہ مطلقا اہل کتاب میں امین اور خائن دونوں کا ہونا بیان کرنا مقصود ہے تو مدح باعتبار قبول عنداللہ کے نہیں کیونکہ بدون ایمان کے کوئی عمل صالح مقبول نہیں ہوتا تو اسپر ثواب ملتا ہے لقولہ تعالی فی سورۃ ہود من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم الی قولہ یعملون بلکہ مدح اس اعتبار سے ہے کہ اچھی بات گو کافر کی ہو کسی درجہ میں اچھی ہے جسکا اثر دنیا میں نیک نامی وغیرہ اور آخرت میں اس عذاب کی کمی ہے جو اسکے ضد کے ارتکاب سے ہوتا اور عدم ثواب جو آیت ہود سے معلوم ہوتا ہے منافی عدم عذاب کے نہیں۔ اور اس تقدیر پر اسلام کی خوبی بھی ثابت ہوتی ہے کہ مخالف کے ہنر کی بھی بقدر واقعی داد دیجاتی ہے ربط اوپر یقولون میں انکے دعوی کی تکذیب تھی آگے اسی تکذیب کی تاکید اور وفائے عہد کی فضیلت اور نقض عہد کی مذمت کی تصریح ہے

رد قول اہل کتاب و فضل وفای عہد و قبح غدر

بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

اللغات سبیل فی روح المعانی عتاب وذم اھ قلت ہذا حاصل المعنی لانہا مطلق الطریق لغۃ فاریدبہ طریق العتاب عرفا اطلاقا للمطلق علی المقید ۱۲

النحو الا ما دمت استثناء من مقدر ای وانکرہ المدلول علیہ بقولہ لا یؤدہ لان الاداء آنی لا یتجدد بالزمان بخلاف الاقرار ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن جریج قال بایع الیہود رجال من المسلمین فی الجاہلیۃ فلما اسلموا تقاضوہم عن بیوعہم فقالوا لیس علینا امانۃ ولا قضاء لکم عندنا لانکم ترکتم دینکم الذی کنتم علیہ وادعوا انہم وجدوا ذلک فی کتابہم فقال اللہ تعالی ویقولون الخ فی روح المعانی اخرج الستۃ وغیرہم عن ابن مسعودؓ فی قصۃ الاشعث بن قیس مع یہودی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہودی احلف فقال الاشعث اذا یحلف فیذہب بمالی فانزل اللہ تعالی ان الذین یشترون واخرج البخاری وغیرہ عن عبداللہ بن ابی اوفی ان رجلا اقام سلعۃ لہ فی السوق فحلف باللہ لقد اعطی بہا ما لم یعطہ لیوقع فیہا رجلا من المسلمین فنزلت ہذہ الآیۃ واخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی رافع ولبابۃ بن ابی الحقیق وکعب بن الاشرف وحیی بن اخطب حرفوا التوراۃ وبدلوا نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحکم الامانات وغیرہما واخذوا علی ذلک رشوۃ وروی غیر ذلک ولا مانع من تعدد سبب النزول کما حققوہ اھ فی لباب النقول قال الحافظ ابن حجر الآیۃ محتملۃ لکن العمدۃ فی ذلک ما ثبت فی الصحیح اھ قلت نعم لکن الالصق بالسباق والسیاق ما اخرجہ ابن جریر وقد سمعت عن روح المعانی ان لا مانع من تعدد سبب النزول ونقل فی اللباب ایضا عن الحافظ انہ لا منافاۃ بین الحدیثین بل یحمل علی ان النزول کان بالسببین معا اھ قلت الاحسن فی ذلک ما قال استاذی رحمہ اللہ تعالی انہ قد یکون السبب واحدا لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد یتلو تلک الآیۃ فی مقام آخر مناسب فیزعم الراوی نزولہا فی ذلک اھ

فائدہ لا یریبنک ما سمعت من اباحۃ المال الحربی ولو بعقد فاسد لانہ منشر وطا برضاہ وعدم الغدر فشتان ما بینہما والا کون الغنیمۃ حلالا الا انہ لا ایمان ولا عہد بخلاف الیہود حیث غدروا مع الامن والعہد فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ ۷۵ قولہ فی ترجمۃ تامنہ ای مخاطب اشارۃ الی عدم تعیین المخاطب وقولہ تم ہو محاورۃ لساننا یراد بہ الواحد ۱۲ ۷۶ قولہ فی آخرت نیکنامی وغیرہ ہو المراد بالتوفیۃ نوف الیہم اعمالہم وارادتہ بالخیر سحقا والکثرۃ فی المال والو

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملیگا　اور نہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام فرماوینگے اور نہ اُن کی طرف دیکھین گے قیامت کے روز اور نہ اُنکو پاک کرینگے　اور انکے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

اور بیشک اُن میں سے بعضے ایسے ہین کہ کج کرتے ہین اپنی زبانوں کو کتاب میں تاکہ تم لوگ اُسکو کتاب کا جزو سمجھو　حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں　اور کہتے ہین کہ یہ خدا تعالیٰ کے پاس سے ہے

وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

حالانکہ وہ خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں　اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہین　اور وہ جانتے ہین۔

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۷۷) (خائن پر) الزام کیون نہ ہوگا (ضرور ہوگا کیونکہ اسکے متعلق ہمارے یہ دونوں قانون ہین ایک یہ کہ) جو شخص اپنے عہد کو (خواہ وہ عہد اللہ تعالیٰ سے ہوا ہو یا بشرط جواز کسی مخلوق سے) پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہین (ایسے) متقیوں کو (اور دوسرا قانون یہ ہے کہ) یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لے لیتے ہین بمقابلہ اُس عہد کے جو (انہون نے) اللہ تعالیٰ سے کیا ہے (مثلاً انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا) اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب مین قسم کھا لینا) ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت مین (وہاں کی نعمت کا) نہ ملیگا اور نہ خدا تعالیٰ اُن سے (لطف کا) کلام فرماوینگے اور نہ انکی طرف (نظر محبت سے) دیکھین گے قیامت کے روز اور نہ انکو (گناہوں سے) پاک کرینگے اور انکے لیے دردناک عذاب (تجویز) ہوگا ف عہد مخلوق مین احقر نے بشرط جواز اسلیے کہا کہ اگر وہ عہد ناجائز ہے تو اسکا ایفاء حرام ہے اور عہد اللہ کی مثال مین ایمان بالانبیاء علیہم السلام کو اسلیے ذکر کیا کہ یہود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے منکر تھے باقی تخصیص تمثیلاً ہے ورنہ عہد اللہ مین سب احکام آگئے جیسے عموم مین عہد الٰہی بھی داخل ہے اور ایمانہم مین زیادہ تصریح ہوگئی اور یزکیہم کا ایک ترجمہ صحیح اور بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی تعریف نکرینگے جیسے مومنین کی کرینگے۔ اور یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وفائے عہد پر جو محبت کی بشارت ہے اس مین ایمان کی شرط نہین بات یہ ہے کہ عہد اللہ کے عموم مین ایمان بھی داخل ہے اور اتقی کے عموم سے اور زیادہ تاکید ہوگئی۔ اور یہ جو کہا گیا کہ کچھ حصہ نعمت کا نہ ملیگا الخ اگر یہ آیت کفار کے حق مین لیجاوے تو یہ سب وعیدین ابد الآباد کے لیے ہین اور اگر فجار کے لیے بھی عام کہا جاوے تو معنی یہ ہین کہ چندے وہ ان وعیدون کے مستحق ہونگے نہ ابدیت ہے نہ یقیناً وقوع ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عفو بلا عقوبت بھی صحیح ہے ربط اوپر خیانت کی مذمت کا بیان تھا آگے انکی خیانت کی ایک عادت کہ ایک خاص طریق سے تحریف کتاب اللہ ہے بیان فرماتے ہین بیان عادت اہل کتاب در قسمی از تحریف وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ج وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۷۸) اور بیشک اُن میں سے بعضے ایسے ہین کہ کج کرتے ہین اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) مین (یعنی اسمین کوئی لفظ یا کوئی تفسیر غلط ملا دیتے ہین اور غلط پڑھنا کج زبانی کہلاتا ہے) تاکہ تم لوگ (جو اسکو سنو تو اُس ملائی ہوئی چیز کو (بھی) کتاب کا جزو سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جزو نہیں اور (صرف وہم کہ دینے کے لیے اُس عمل طریق ہی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ زبان سے بھی) کہتے ہین کہ یہ (لفظ یا مطلب) خدا تعالیٰ کے پاس سے (جو الفاظ یا قواعد نازل ہوئے ہین اُنسے ثابت) ہے حالانکہ وہ (کسیطرح) خدا تعالیٰ کے پاس سے نہین (پس انکا جھوٹا ہونا لازم آگیا آگے تاکید کے لیے اسکی پھر تصریح ہے) اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہین اور (اپنا جھوٹا ہونا دل مین خود بھی) وہ جانتے ہین ف ممکن ہے کہ تحریف لفظی کرتے ہون اور ممکن ہے کہ تفسیر غلط بیان کرتے ہون تحریف لفظی مین تو دعوی ہوتا ہے کہ یہ لفظ ہی منزل من اللہ ہے اور غلط تفسیر مین یہ تو نہین ہوتا لیکن یہ دعوی ہوتا ہے کہ یہ تفسیر قواعد شرعیہ سے ثابت ہے اور قواعد شرعیہ کا منجانب اللہ ہونا ظاہر ہے ایک صورت مین صورۃً جزو ہونیکا دعوی ہوگا ایک صورت مین

ملحقات الترجمۃ

ل قولہ ایسے متقیون اشارۃ الی کون اللام للعہد والی دخول الوفاء بالعہد فی عموم التقوی فلا یشکل الاکتفاء بذکر المتقین دون المؤمنین والی وضع المظہر موضع المضمر ۱۲ ل قولہ فی ترجمۃ عہد اللہ جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے جعل المصدر مضافاً الی المفعول لیناسب ما قبلہ من قولہ بعہدہ فان الظاہر فیہ عود الضمیر الیہ من فاعلیہ مضاف فالضمیر الی العہد فافہم ۱۲ ل قولہ لطف و محبت قیدہما لان مطلق الکلام استقرارہ غیر واقع ومطلق النظر انتفاؤہ غیر ممکن ۱۲ ل قولہ ایک ترجمہ اور بھی ہے اثر المذکور علی ہذا الزیادۃ شہرتہ ۱۲ ل قولہ ملائی ہوئی چیز کو اشارۃ الی کون الضمیر للمحرف المدلول علیہ بقولہ یلوون ۱۲ ل قولہ جزو سمجھو اشارۃ الی کون من للتبعیض ۱۲

اللغات اللی عطف الشیء وردہ عن الاستقامۃ الی الاعوجاج یقال لویت یدہ والتوی الشیء اوانحرف والتوی فلان علی اوا غیر خلافہ عن الاستواء الی ضدہ ولوی لسانہ عن کذا اوا غیرہ اہ کبیر ۱۲ **النحو** قولہ بالکتاب قال (رسم علی البیضاوی) علی حذف المضاف ای بقرائتہ والباء للاستعانۃ او الظرفیۃ قلت وبہ ترجمت فالکتاب علی معناہ لا المحرف۔ وقال (فتح) المضاف المحذوف ہو الشبہ ولواہ عطفہ والباء صلۃ ۱۲ **فائدۃ**۔ اثبت صاحب روح المعانی التحریف اللفظی فی الکتب المتقدمۃ تحت ہذہ الآیۃ (ای ان منہم لفریقا الخ) ۱۲

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا

کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالے اسکو کتاب اور فہم اور نبوة عطا فرماوین پھر وہ لوگون سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالی کو چھوڑ کر ولیکن کہیگا کہ تم لوگ

رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ

اللہ والے بن جاؤ بوجہ اسکے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اسکے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلا دیگا کہ تم فرشتون کو اور نبیون کو رب قرار دے لو

اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ع

کیا وہ تمکو کفر کی بات بتلا دیگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

ع ۹ / ۱۶

معنی جزو کتاب ہونیکا دعوی ہوگا بایں معنی کہ جزو ثابت بالشرع ہی اور یہہ ثابت بالشرع حقیقۃً ثابت بالکتاب ہی کیونکہ دوسرے دلائل شرعیہ مظہر احکام ہوتے ہین نہ کہ مثبت احکام اسلیے احقر نے ترجمہ مین دونون احتمالون کی رعایت رکھی یہودیون نے اس امت مین ہی صرف مین تحریف لفظی بھی اور قرآن مین تحریف معنوی کی ہی کیونکہ المنا ذ قرآنیہ لفظاً محفوظ من اللہ ہین ربط اور پچھلی آیتون مین اہل کتاب کے افعال و اقوال پر اعتراض تھا اگلی آیت مین اہل کتاب کے ایک لغو اعتراض کا ابطال ہی جو انہون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا جیسا کہ لباب النقول مین بروایت ابن اسحق و بیہقی کے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہی کہ حضور اقدس کی خدمت مین جب یہود اور نجران کے نصاری جمع ہوئے اور آپ نے انکو اسلام کیطرف بلایا تو ابو رافع قرظی یہودی نے کہا کہ کیا آپ یہ چاہتے ہین کہ ہم آپکی عبادت کرین جیسا نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کی عبادت کرتے ہین آپ نے فرمایا معاذ اللہ اسپر یہ آیت نازل ہوئی نفی احتمال معبودیت خویش از انبیاء علیہم السلام مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کسی بشر سے یہ بات نہین ہو سکتی کہ اللہ تعالی (تو) اسکو کتاب اور دین کی فہم اور نبوت عطا فرماوین (جنمین ہر ایک کا مقتضا ہی کفر و شرک سے ممانعت اور) پھر وہ لوگون سے (یون) کہنے لگے کہ میرے بندے (یعنی عبادت کرنیوالے) بن جاؤ خدا تعالی (کی توحید) کو چھوڑ کر (یعنی نبوت اور امر بالشرک جمع نہین ہو سکتے) ولیکن (وہ نبی یہ تو) کہیگا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ (یعنے صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو) بوجہ اسکے کہ تم کتاب (الہی) سکھاتے ہو اور بوجہ اسکے کہ (خود بھی اسکو) پڑھتے ہو (اور اس کتاب مین تعلیم ہی توحید کی) اور نہ (وہ بشر موصوف بالنبوت) یہ بات بتلاویگا کہ تم فرشتون کو اور (یا دوسرے) نبیون کو رب قرار دے لو کیا (بھلا) وہ تمکو کفر کی بات بتلا دیگا بعد اسکے کہ تم (اس عقیدہ خاص مین خواہ فی الواقع یا بزعم خود) مسلمان ہو ف شاید اس معترض نے براہ عناد اطاعت اور عبادت مین فرق نکیا ہو اسلیے حضرات کر دیا ہو جواب مین تصریح فرمادی کہ نبی سے امر بعبادت غیر اللہ شرعاً منفی و محال ہی اور عبادت و اطاعت کا فرق ظاہر تھا۔ اور یہ شبہ نکیا جاوے کہ علت سوصد رعیت کی تعلیم و درس کتاب کو فرمایا حالانکہ عوام مین یہ مفقود ہی اور امر بالتوحید موجود ہی۔ جواب یہ ہی کہ یہ علت محض مقتضی ہی شرط نہین سو عوام مین دوسرا مقتضی یعنی علم

اللغات الربانی فی روح المعانی ہو لفظ عربی لا سریانی علی الصحیح وہو منسوب الے الرب والالف والنون یزادان فی النسب للمبالغة کثیر اللحیانی معظیم الجبة ورقبانی بمعنی فلیذا الرقبة **النحو والبلاغة** ماکان لبشر المعنی ما یصح لاحد وعبر بالبشر ایذانا بعلة الحکم فان البشرية منافية للامر الذی اسنده الکفرة الی اولئک الکرام علیہم السلام وعطف الفعل علے منصوب ان بثم تعظیما لہذا القول فانہ اذا انتفی بعد مہلة کان انتفائہ بدونہا اولی واحری فکانہ قیل ان ہذا الایتاء والتعظیم لایجامع ہذا القول اصلا وان کان بعد مہلة من ہذا الانعام (قلت ولو حمل علی الاستبعاد کان اوجہ ۱۲) ولکن کونوا علے تقدیر القول ای لکن یقول کونوا ولا یامرکم بالنصب عطفا علے یقول (ای ماکان لہ ان یؤتیہ اللہ ثم یامر ای انہما متنافیان کالسابق ۱۲) وفی قراءة لا یامرکم بالرفع علے الاستیناف وقدم التعلیم علے الدراسة لوفور شرفہ علیہا اولان الخطاب الاول

رؤسائہم والثانی لمن دونہم اہ من روح المعانی ۱۲ **اختلاف القراءة** فی روح المعانی قرأ نافع وابن کثیر ویعقوب وابو عمرو ومجاہد تعلمون بمعنی عالمین ۱۲ **الروایات** قد ذکرت روایة فی وجہ الربط والاخری ما فی لباب النقول اخرج عبد الرزاق فی تفسیرہ عن الحسن قال بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاہلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ ماکان لبشر الی قولہ بعد اذ انتم مسلمون اہ قلت وعلی ہذا الاشکال فی قولہ انتم مسلمون حتی قال بعضہم بتعیین ہذا سبب النزول لکنہ ضعیف بعد توجیہہ بما اخترت فی الترجمة وباقی روح المعانی ای متقاعدون مستعدون للدین الحق ارفاء للعشان واستدراجا ۱۲

ملحقات الترجمہ ۵۱ قولہ ماکان لبشر کسی بشر سے یہ بات نہین ہو سکتی بنا رکھنا نفی لانہی ولذا بالمحاصل فی ترجمہ ۵۲ قولہ من دون اللہ خدا تعالی کو چھوڑ کر لان المنفی ہم ماکان اخذ اولیا اولیاء

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ

اور جبکہ اللہ تعالے نے عہد لیا انبیاء سے　کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم دوں　پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اسکا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

اور اسکی طرفداری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا　اور اس پر میرا عہد قبول کیا　وہ بولے ہم نے اقرار کیا　ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں

موجود ہونا کافی ہے اور تخصیص اسکی بوجہ اسکے اتم ہونیکے اور دوسرے بوجہ اقتضاء مقام کے کہ مخاطب فی ہی عام تھا تیسرے بوجہ اسکے کہ اکثر عوام مقلد خواص کے ہوتے ہیں پس انکا ایمان کا مقتضی انکے لیے بھی علاوہ مقتضی ہوجاتا ہے اور انبیاء و ملائکہ کے ذکر سے تاکید مضمون مقام کی ہوگئی کہ ہمیں کسی کی تخصیص نہیں عام علت یعنی منافات نبوت و امر بالشرک سے مضمون عام ہے نیز دوسرے مشرک فرقوں پر بھی تعریض ہوگئی کہ سبکا عقیدہ خلاف تعلیم نبوت ہے اور اقتضاء توجیہ تخصیص کی کہ اس عقیدہ خاص الخ وجہ یہ کہ مخاطب بالجواب یہود ہیں نہ کہ مسلمان اور اعتراض کے وقت وہ مدعی توحید کے تھے ہاں خاص امر کو لفظ اسلام کہہ یا ہے خواہ وہ معترض واقع میں بھی موحد ہو یا نرا زعم ہی زعم ہو کیونکہ بعض یہود شرک کے عقیدہ بھی رکھتے تھے واللہ اعلم ربط اوپر دورت طائفۃ سے اہل کتاب کی ان کارروائیوں کا ذکر تھا جو اسلام کے خلاف واضرار میں ان سے صادر ہوتی تھیں آگے ترقی کرکے یہ بتلاتے ہیں کہ مخالفت و مضارت کی تو انکو کب اجازت ہوسکتی ہے ان پر تو خود اسلام کا قبول کرنا واجب تھا کیونکہ اس مضمون کا عہد سب انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا ہے انکی امم پر تو بدرجہ اولےٰ واجب ہوگا اور اسی سلسلہ میں ترک اسلام پر زجر آیۃ افغیر دین اللہ میں اور اسلام کی حقیقت کا خلاصہ آیۃ قل اٰمنا باللہ میں اور غیر اسلام کا مقبول نہونا آیۃ ومن یبتغ میں اور مذمت و عقوبت معرضین عن الاسلام کی باستثناء تائبین کے آیۃ کیف یہدی اللہ میں من ناصرین تک مذکور فرماتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی حقیقت اطاعت ہے احکام الٰہیہ کی ہر زمانہ میں جیسا کہ آیۃ ام کنتم شہداء واقعۂ آخر پارہ الم کی تفسیر میں اس معنی کے اعتبار سے تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ملت اسلام پر ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اطاعت اب منحصر ہوگئی ہے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیونکہ آپکا نبی ناسخ الشرائع ہونا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے پس آپکا انکار ضرور منافی اطاعت الٰہیہ کے ہے اسلیے اب لفظ اسلام کا اطلاق صرف دین محمدی پر ہوتا ہے اس تقریر سے تمام اشکالات و شبہات جو اس مقام پر بظاہر نظر میں واقع ہوسکتے تھے دفع ہوگئے ذکر اخذ میثاق از انبیاء علیہم السلام بتصدیق دیگر رسل وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۞ اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالے نے عہد لیا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم (شریعت) دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آوے جو مصداق (اور موافق) ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب اور شریعت میں) ہے

اللغات الاصر العہد والذنب والثقل کذا فی القاموس ۱۲

النحو مع اختلاف القراءۃ فی الجلالین لما بفتح اللام للابتداء و توکید معنی القسم الذی فی اخذ المیثاق وکسرہا متعلقۃ باخذ وما موصولۃ علی الوجہین اتیتکم ایاہ وفی قراءۃ اتیناکم لتؤمنن جواب القسم اھ فی الکمالین علی ایاہ یشیر الی ان العائد الی الموصول محذوف وفیہ علی قول الجلالین مصدق لما معکم من الکتب والحکمۃ یشیر الی ان ہہنا اقامۃ المظہر مقام المضمر فی روح المعانی عن الروض الانف للامام السہیلی ان الجملۃ المعطوفۃ لما کانت مشتملۃ علی ما ہو بمعنی المبتدا الموصول ولذلک استغنی عن ضمیرہ فیہا مع لزومہ فی الصلتین المتعاطفتین فی المشہور وکان ضمیرہ راجعا الی الرسول مع ملاحظۃ مصدق لما حکم القائم مقام الضمیر العائد علی ما اکتفی بمجرد ذلک عن ضمیر فی خبرہا لارتباط الکلام بعضہ ببعض اھ وبہ اندفع ما یرد ان الجملۃ التی ہی خبر خالیۃ عن العائد ۱۲

الروایات اور دفی روح المعانی بروایۃ ابن جریر عن علی رضی قال لم یبعث اللہ تعالیٰ نبیا آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وہو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویامرہ فیاخذ العہد علی قومہ ثم تلا الآیۃ اھ قلت والابیاء فی التفسیر بالعام کما قررتہ فی توضیح القول مصداق وبتایید العموم بجاء فی روح المعانی تحت آیۃ قل آمنا اخرج عبد الرزاق وغیرہ عن طاؤس انہ قال اخذ اللہ تعالی میثاق النبیین ان یصدق بعضہم بعضا۔ ویمکن توجیہ التخصیص بذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم لمزیتہ علی غیرہ باخذ العہد لہ من کل نبی لتاخرہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الجمیع واما غیرہ فالظاہر ان ہذا العہد لم یوخذ من المتاخر للمتقدم کما یدل علیہ قولہ تعالی ثم جاءکم وظاہر ان المتقدم لا یحتمل المجئ ثانیا فافہم فانہ لطیف اما ان ہذا العہد مع علمہ تعالی بانہم لا یدرکون وقتہ فجوابہ علی ما فی روح المعانی ان فیہ تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وتاما علی تقدیر العہد فالظاہر اہتمام شان الایمان بکل رسول ۱۲

ملحقات الترجمۃ
۵ قولہ ترجمہ میثاق
... ین انبیاء سے اشا...
... الاضافۃ الی المفعول ۱۲
۵ قولہ فی ترجمۃ مصدق
... اق اشارۃ الی الکتفا...
... مرتی الکمال من غیر
... نہ علی التعالی و لا تخفی
... مرنا ورد فی الکبیر الیفر
... ہذا المنفع ما یتوہم من
... بمجرد تصدیق رجل
... ین یدیہ من الکتب
... فی لاثبات نبوتہ
... اج الی انضمام
... یات غیر مذکور سوا
... المراد برسول المطلق
... سول کما حملہ علیہ اہل
... ل صلی اللہ علیہ وسلم
... بشارۃ غیری والمناقب
... ل التخصیص الذکری
... الاقتضاء المقام
۱۲

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سو جو شخص روگردانی کریگا بعد اسکے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں ۔ کیا پھر دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کیطرف لوٹائے جاوینگے آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب اور اولاد یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسیٰ و عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا انکے پروردگار کیطرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں

(یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع سے اسکی رسالت ثابت ہو) تو تم ضرور اس رسول (کی رسالت) پر (دل سے) اعتقاد بھی لانا اور (ہاتھ پاؤں سے) انکی طرفداری بھی کرنا (پھر یہ عہد بیان کرکے ارشاد) فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس (مضمون) پر میرا عہد (اور حکم) قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا ارشاد فرمایا تو (اپنے اس اقرار کے) گواہ (بھی) رہنا (کہ گواہی سے پھر نکو برا سمجھا جاتا ہے بخلاف مقر کے کہ بوجہ صاحب غرض ہونیکے اسکا پھر جانا چنداں مستبعد نہیں ہوتا اسیطرح تم اقرار سے مت پھرنا) اور میں (بھی) اس (مضمون) پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا) ہوں **ف** انبیاء علیہم السلام سے تو یہ عہد اگر لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے باقی انکی امم سے یا تو اسیوقت لیا گیا ہوگا یا انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے لیا گیا ہو اور چونکہ اسکا واجب ہونا بہت ظاہر ہے اسلئے ذکر کرنا ضروری نہیں اور محل اس عہد کا یا تو اول عالم ارواح ہے یا صرف دنیا میں وحی سے لیا گیا ہے حاصل اس عہد کا ظاہر ہے کہ جو رسول ثابت الرسالۃ بالدلیل ہو اس کی تصدیق و نصرت کی فرضیت ہے آخر میں اسکے مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اہل کتاب کو یہ عہد اس لیے سنایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں پھر یقیناً آپکی تصدیق اور نصرت فرض ہے اور یہی حاصل ہے اسلام کا ۔ اور کتاب و حکمت جو دو چیزیں ارشاد فرمائیں شاید یہ وجہ ہو کہ بعض انبیاء صاحب کتاب اصالۃً نہیں ہوئے البتہ صاحب علم سبھی ہیں اور اگر اصالۃً کی قید نہ لگاویں تو یہ مفہوم بھی عام ہوگا اور یہ وسوسہ کہ عالم ارواح کا عہد تو یاد نہیں بدینطور مدفوع ہے کہ عہد کرنیکو اگر کوئی معتبر شخص بیان کردے وہ مثل یاد ہونے کے واجب الایفا ہوتا ہے اور یہاں دلائل قطعیہ نے بیان کر دیا ہے **ربط** اوپر عہد کا بیان تھا اب نقض عہد پر وعید ہے وعید مخالفت عہد مذکور فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ سو جو شخص (امم میں سے) روگردانی کریگا (اس عہد سے) بعد اسکے (کہ انبیاء تک سے عہد لیا گیا اور امم تو کس شمار میں ہیں) تو ایسے ہی لوگ (پوری) بے حکمی کرنیوالے (یعنی کافر) ہیں **ف** چونکہ روگردانی کرنے والے امم ہی کے لوگ تھے اور صیغہ خطاب وغیرہ بھی نہیں اسلئے آیۃ کو عام لینے کی ضرورت نہیں **ربط** اوپر عہد اسلام کے وفا کا وجوب اور اسکے نقض کی حرمت مذکور تھی آگے اس نقض پر زجر ہے **زجر بر ترک اسلام** اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۲﴾ کیا (دین اسلام سے جسکا عہد لیا گیا ہے روگردانی کرکے) پھر (اس) دین خداوندی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ ان) کے (حکم کے) سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں میں (ہیں) اور (جتنے) زمین میں ہیں (بعضے) خوشی (اور اختیار) سے اور (بعضے) بے اختیاری سے اور (اول تو اس عظمت ہی کا مقتضا یہ تھا کہ کوئی انکے عہد کی مخالفت نہ کرے خاصکر جبکہ آئندہ سزا کا بھی ڈر ہو چنانچہ) سب خدا ہی کیطرف (قیامت کے روز) لوٹائے (بھی) جاوینگے (اور اسوقت مخالفین کو سزا ہوگی) **ف** حق تعالیٰ کے حکم دو قسم کے ہیں تکوینی یعنی جنپر آثار مرتب ہونا باختیار عبد نہیں جیسے جلانا مارنا بیمار کرنا و نحو ذلک ۔ اور تشریعی یعنی جنکے آثار باختیار عبد ہیں جیسے نماز پڑھنے کو فرمانا کہ اسکا اثر امتثال یعنی نماز پڑھنا ہے اور وہ باختیار عبد ہے پس حاصل مقام یہ ہوا کہ حق تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کے تو سب مسخر ہیں اور کرہًا سے یہی مراد ہے اور بہتیرے احکام تشریعیہ کے بھی مطیع ہیں اور طوعًا کا یہی مطلب ہے تو ایک قسم حکم کی تو سب ہی پر جاری ہے اور دوسری قسم کو بھی بہتوں نے قبول کر رکھا ہے جس سے حاکم کی عظمت نمایاں ہے اب بعضے جو دوسری قسم میں خلاف کرتے ہیں تو کیا کوئی اور اس عظمت کا ہے جسکی موافقت کے لیے یہ مخالفت کرتے ہیں **ربط** اوپر اسلام کی حقیقت کا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی حقیقت کا حاصل ظاہر کر دینے کا ارشاد ہے **حاصل حقیقت اسلام** قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۳﴾

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ یعنی دلائل معتبرہ عند الشرع دخل الذی یجب انتہاؤہ الی ما یجب اثبات الرسالۃ عند الشرع ثابتۃ ... یکون بحیث مصدقا ... الشرع ثابتا انہم ۱۲
... طرفداری لم یکن یکرۃ لا الاکتفاء علی المعط ...
۲ قولہ عہد ... تفسیری ۱۲
۳ ... ظاہر ... لیکون موا... فی الاعراف و... والتسہیل ۱۲
۴ ... عالم الارواح الخ ... لا عادۃ التذکیر ... فیرادفی قسیمہ ... الارواح ومن ...
۵ قولہ ... ۱۲ ... ظہیرا الفہید لا ... صیغۃ الشرطیۃ ... المقدم کافی ... التی لا تخبیر ... روح المعانی ... الانبیاء علیہم ... ہذہ الشرطیۃ او ... ہذا الحکم بالنسبۃ ... ان یراد العموم ... لئن اشرکت لیحبط ... ۱۲
۶ قولہ ... ارادۃ الکامل ... بالکافر ... تقتضی ہذا الاطلاق ...
۷ قولہ فی ... روگردانی کرکے تقدیر المعطوف ... یتولون ففیہ ...

الجزء الرابع

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل

لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

باستثناء اسکے جسکو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں۔ فرما دیجیے کہ پھر توراۃ لاؤ پھر اسکو پڑھو اگر تم

صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سچے ہو سو جو شخص اسکے بعد اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں۔

سونا بھی نہ لیا جاویگا اگرچہ وہ معاوضہ میں اسکا دینا بھی چاہے (اور جب نہیں تو کون پوچھتا ہے) ان لوگوں کو سزا ئے دردناک ہوگی اور انکے کوئی حامی (مددگار) بھی نہ ہوسکیگے **ف** لو افتدیٰ اگرچہ مبالغہ کے لیے ہوتا ہے وجہ مبالغہ کی یہ ہے کہ خود دینے کی درخواست کرتے ہیں ایک گونہ معنی معذرت و ندامت کے بھی ہوتے ہیں جس میں حیا و قبول کا احتمال زیادہ قبول کی ہوتی ہے بخلاف اس حالت کے کہ جرمانہ کے طور پر بدون مجرم کی درخواست کے جبراً اس سے لے لیا جاوے اسمیں تو کوئی دلیل معذرت کی بھی نہیں اور یہ نفع ہیں البعد ہی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جب اس کافر کی برات کے لیے بدل مال کا طریق اقرب بھی نافع و مقبول نہیں تجویز کیا جاویگا تو اسکا طریق ابعد تو بدرجۂ اولیٰ غیر نافع و غیر مقبول ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور یہ جو فرمایا کہ زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاویگا مطلب یہ کہ اگر بالفرض اسکے پاس ہو جیسا دوسری آیت میں ہے ولو ان للذین ظلموا ما فی الارض الخ اور واقع میں نہ ہونا تو معلوم ہی ہے **ربط** اوپر انفاق کا کفار کے لیے نافع نہ ہونا مذکور ہوا تھا آگے بتلاتے ہیں کہ البتہ مومنین کو دنیا میں انفاق فی سبیل اللہ نافع فی الآخرۃ ہوسکتا ہے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہوگیا کہ اگر کفار اپنے اموال سے آخرت میں منتفع ہونا چاہیں تو مسلمان ہو کر یہاں دنیا میں فی سبیل اللہ خرچ کریں **ترغیب انفاق واداب آن** لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ (اے مسلمانو) تم خیر کامل (یعنی اعظم ثواب) کو کبھی نہ حاصل کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی (بہت) پیاری چیز کو (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو گے اور (یوں) جو کچھ بھی خرچ کرو گے (گو غیر محبوب چیز ہو) اللہ تعالیٰ اسکو بھی خوب جانتے ہیں (مطلق ثواب اسپر بھی دیدینگے لیکن کمال ثواب حاصل کرنیکا وہی طریقہ ہے) **ف** آیت سے معلوم ہوا کہ ثواب تو ہر خرچ کرنے سے ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں کیا جاوے مگر زیادہ ثواب محبوب چیز کے خرچ کرنے سے ہوتا ہے **ربط** اوپر کی آیتوں میں اہل کتاب سے محاجہ چلا آتا ہے کہیں یہود سے کہیں نصاریٰ سے کہیں دونوں سے آگے یہ محاجہ کا اسکے بیان ہوتا ہے جسکا قصہ روح المعانی میں بروایت واحدی کے کلبی سے منقول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ملت ابراہیمی پر ہونا باعتبار اصول شریعت بتمامہا اور اکثر فروع کے بیان فرمایا تو یہود نے اعتراضاً کہا کہ آپ اونٹ کا گوشت اور دودھ کھاتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں انپر یہ حلال تھا یہود نے کہا جتنی چیزیں ہم حرام سمجھتے ہیں یہ سب حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے حرام چلی آتی ہیں یہاں تک کہ ہم تک وہ تحریم پہونچی اللہ تعالیٰ نے آیت آئندہ تکذیب یہود کے لیے نازل فرمائی **تکذیب یہود در دعوی تحریم لحوم ابل بر ابراہیم علیہ السلام و آل شان** كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ (جن کھانے کی چیزوں میں گفتگو ہے یہ) سب کھانے کی چیزیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہرگز حرام نہیں چلی آرہیں بلکہ یہ چیزیں) نزول توراۃ کے قبل باستثناء اسکے (یعنی گوشت شتر کے) جسکو (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) نے (ایک خاص وجہ سے) اپنے نفس پر حرام

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ لتقریر بالغہ ... قولہ ولو افتدیٰ بہ ... ہذہ ما نقل فی روح المعانی ... ابن المنیر وابی حیان ... عبارۃ طویلۃ لکن ما ذکرتہ ... وجہ اولویۃ المسکوت عنہ ... المذکور کما ہو مقتضی ... التركيب ہو غیر منقول ... ہو من مواہب اللہ تعالیٰ ... والحمد فقط ۱۲ **۲** ... اللہ کی راہ میں قید ... المقام ۱۲ **۳** ... خرچ نکرو گے زادہ کلمۃ ... لعدم مساعدۃ محاورۃ ... ۱۲ **۴** قولہ گو ... محبوب الخ اخذت ... من البیضاوی ای ... شیء محبوب او غیرہ **۵** قولہ فی ترجمۃ ... طعام گفتگو ہے ... لان جمیع ما عدی ... لم یکن حلالا ... وہنا اخذت ... من الکبیر ۱۲

اللغات فی القاموس السبر الخیر ۱۲

النحو مما تحبون قال البیضاوی یحتمل التبیین اھ فیکون المفعول المحذوف شیئا

واخترتہ لروایات السلف فی ذلک انہم انفقوا لما سمعوا ہذہ الآیۃ احب ما عندہم الابعضا

منہ قولہ من قبل ان تنزل متعلق بقولہ کان حلا وتقریرہ ما فی ملحقات الترجمۃ حیث

ذکر فائدۃ ہذا القید لا لقولہ حرم اسرائیل لعدم ظہور فائدۃ فیہ ۱۲

فائدۃ قد وقع التقدیم والتاخیر فی اجزاء الترجمۃ ہہنا تحصیلاً للسہولۃ واعلم ان الکبیر قد فاق ہہنا علی الکل فی تحریر المقام ۱۲

جسکی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے (یعنی اسمین دینی نفع یعنی ثواب ہے) اور (عبادت خاص یعنی نماز کا رخ بتلانے مین) جہان بھر کے لوگون کا رہنما ہے (مطلب یہ کہ حج وہان ہوتا ہے اور مثلاً نماز کا ثواب بروی تصریح حدیث وہان بہت زیادہ ہوتا ہے دینی برکت تو یہ ہوئی اور جو وہان نہین ہین انکو اس مکان کے ذریعہ سے نماز کا رخ معلوم ہوتا ہے یہ رہنمائی ہوئی غرض) اسمین (کچھہ تشریعی کچھہ تکوینی) کھلی نشانیان (اسکی افضلیت کی موجود) ہین (چنانچہ تشریعی نشانیان ہین اسکا مبارک اور ہدی ہونا جسکی تفسیر مذکور تو بیان ہو چکا اور کچھہ مقام ابراہیم کے بعد مذکور ہین یعنی اسمین داخل ہونیوالے کا مستحق امن ہو جانا اور اسکا حج بشرط فرض ہونا جو کہ مطلق مشیر و عینیہ حج مذکورہ سابق پر زائد مفہوم ہے یہ چار نشانیان تو تشریعی اسجگہ مذکور ہین اب درمیان مین تکوینی کا ذکر فرماتے ہین کہ) منجملہ ان (نشانیون) کے ایک مقام ابراہیم (نشانی ہے) اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) جو شخص اس (کے حدود متعلقہ) مین داخل ہو جاوے وہ (شرعاً) امن والا ہو جاتا ہے اور (ایک تشریعی نشان یہ ہے کہ) اللہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگون کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے (یعنی ہر کسی کے ذمہ نہین بلکہ خاص خاص کے) یعنی اس شخص کے جو کہ طاقت رکھے وہان تک (پہنچنے) کی سبیل کی اور جو شخص (احکام خداوندی کا) منکر ہو تو (خدا تعالیٰ کا کیا ضرر کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمام جہان والون سے غنی ہین (کسی کے ماننے پر انکا کوئی کام اٹکا نہین پڑا بلکہ خود اس منکر ہی کا ضرر ہے) ف سب عبادت گاہون سے پہلے اسکے مقرر ہونے سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بیت المقدس سے بھی پہلے بنا ہے چنانچہ حدیث صحیحین مین اسکی تصریح بھی ہے اور للناس اور العالمین کا عموم اسطرح ہے کہ شرائع سابقہ مین بھی بابرکت اور مقصد بالزیارت رہا ہے۔ اور مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر مین آپکے قدمون کا نشان بنگیا اور وہ فی روح المعانی عن سعید بن جبیر سو اسکا نشان عجیب ہونا تو ظاہر ہے لیکن اس نشان کا کعبہ کی طرف منسوب ہونا بدین وجہ ہے کہ یہ بات عمارت کعبہ کے تعلق سے اسمین پیدا ہوئی اور اب وہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر ایک محفوظ مکان مین رکھا ہے اور ان آیات مذکورہ مین اس مقام ابراہیم کا نشان ہونا تو محسوس ہے باقی احکام تشریعیہ کا نشان فضیلت ہونا باوجود انکے غیر محسوس ہونیکے اسلیے ہے کہ وہ احکام دلائل صحیحہ سے ثابت ہین پس حاصل استدلال یہ ہوا کہ دیکھو یہ احکام شرعیہ خانہ کعبہ کے متعلق ہین جنکا متعلق ہونا دلائل سے ثابت ہے اور ایسے احکام بیت المقدس کے متعلق مشروع نہین کیے گئے پس افضلیت ثابت ہو گئی۔ اور امن کے متعلق تفسیر پارہ الم کے آخری رکوع سے پہلے رکوع مین گذر چکی ہے۔ اور سبیل کی تفسیر حدیث مین زاد و راحلہ کیساتھہ آئی ہے رواہ الحاکم اور صحت بدن و سلامت بصر وغیرہ دلائل سے ثابت ہین۔ اور جاننا چاہیے کہ ہر چند کہ سوا مقام ابراہیم کے باقی آیات یہان تشریعی ہین لیکن انکا اثر تکوینیاً بھی کبھی کبھی انکے آثار ظاہر ہوتے تھے مثلاً دور دراز سے حج کو آنا۔ طواف کرنا۔ حد حرم مین امن قائم رکھنا جیسا کہ تواریخ مین منقول ہے اور قرآن مین بھی بعض جگہہ مذکور ہین کقولہ تعالیٰ و قالوا ان نتبع الہدی معک نتخطف الخ و قولہ لایلاف قریش و قولہ و ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ ربط اوپر سے اہل کتاب پر ان کے اقوال کا رد چلا آتا ہے آگے ان کے ایک فعل پر رد و ملامت ہے جسکا قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی تھا شاس بن قیس مسلمانون سے بہت کینہ رکھتا تھا اس نے ایک مجلس مین انصار کے دو قبیلون یعنی اوس اور خزرج کو ایک جگہہ مجتمع و متفق دیکھا حسد کے سبب سخت ناگوار ہوا اور انمین تفریق ڈالنے کی فکر مین لگا اور ایک شخص سے کہا کہ ان دونون قبیلون مین اسلام سے پہلے جو ایک مدت دراز تک لڑائی ہو چکی ہے اور اسکے متعلق فریقین کے فخریہ اشعار ہین وہ اشعار ان کی مجلس مین جاکر پڑھ دیجیے چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ فوراً ایک آگ سی بھڑک اٹھی اور آپس مین ہتھیار چلنے لگی یہانتک کہ موقع اور وقت لڑائی کا مقرر ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی آپ ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا یہ کیا اندھیر ہے میرے ہوتے ہوئے مسلمان ہو لینے کے اور باہم متفق و متالف ہو جانیکے بعد پھر اسی حالت کفر کی طرف عود کرنا چاہتے ہو تب ان کو ہوش آیا اور سمجھا کہ یہ شیطانی حرکت تھی اور ایک دوسرے کے گلے لگ کر رونے لگے اور توبہ کی اس واقعہ مین یہ آیتین نازل ہوئین کذا فی روح المعانی بروایۃ ابن اسحاق و جماعۃ عن زید بن اسلم چلا گیا ہے جسمین اول ملامت ہے اہل کتاب پر جنہون نے یہ کارروائی کی تھی اور یہ ملامت بڑی بلاغت سے کی گئی کہ اس فعل سے پہلے انکو کفر پر بھی ملامت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ جب تم خود بھی مسلمان ہو جاؤ یہ کہ دوسرون کو گمراہ کرنیکی فکر مین لگے ہو

لغات القرآن ۵ قولہ فیہ آیات ... اشارۃ بعد ... لہ قولہ فیہ آیات ... باقلیلہ و باشرت ... مساج ... الی فیہ کالاشکال ... ذکرو ان تفسیر ... لاتعلوہ الطیر ... تائید تفسیری ... روح المعانی ... ۱۲

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

اور تم مین ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کرین اور نیک کامون کے کرنیکو کہا کرین اور برے کامون سے روکا کرین اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے

کی طرح) ہوگئے اور (ایک انعام جو کہ انعام مذکور کی بھی اصل ہے یہ فرمایا کہ) تم لوگ (بالکل) دوزخ کے گڑھے کے کنارہ (ہی) پر (کھڑے) تھے (یعنی اوجہ کافر ہونیکے دوزخ سے اتنی قریب تھے کہ بس دوزخ مین جانے کے لیے صرف مرنے کی دیر تھی) سو اُس (گڑھے) سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی (یعنی اسلام نصیب کیا جس سے دخول جہنم کی علت زائل ہوگئی سو تم ان انعامون کی قدر کرو اور آپس کے جدال و قتال سے جو کہ معصیت ہے ان انعامون کو ضائع مت کرو کیونکہ اس جدال و قتال سے انعام تالیف تو بالکل ہی زائل ہوجاویگا اور انعام اسلام مختل اور ناقص ہوجاویگا یہ بھی ایک گونہ ضائع ہونا ہی ہے) جسطرح اللہ تعالیٰ نے یہ حکم واضح طور پر بیان فرمایا ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ تم لوگون کو اپنے (اور) احکام (بھی) بیان کرکے بتلاتے رہتے ہین تاکہ تم لوگ راہ (راست) پر قائم رہو ف ڈرنے کے حق کا یہ مطلب نہین کہ جیسی حق تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے کیونکہ یہ تو کسی سے ہو نہین سکتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنا تمہارے ذمہ حق مقرر اور واجب ہے جسکی تفسیر اُسنا ترجمہ مین لکھ دی گئی اسکے مقابل ایک تقوی ادنی درجہ کا ہے یعنی کفر و شرک سے بچنا گو معصیت مین مبتلا رہے تو آیتون کا مطلب یہ ہے کہ ادنی تقوی پر اکتفا مت کرو بلکہ اعلیٰ اور کامل درجہ کا تقوی اختیار کرو جس مین معاصی سے بھی بچنا آگیا یہ پہلا امر کی آیت مین مسلمانون کو ہدایت پر قائم رہنے کا حکم تھا آگے حکم ہے کہ دوسرون کو بھی ہدایت کرنیکی کوشش کرو جیسا کہ اس مجموعہ کے قبل کفار کو اول خود گمراہ ہونے پر ملامت تھی پھر دوسرونکو گمراہ کرنیکی برائی تھی امر بصلاح للناس وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور تم مین ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ (اور لوگون کو بھی) خیر کی طرف بلایا کرین اور نیک کامون کے کرنیکو کہا کرین اور برے کامون سے روکا کرین اور ایسے لوگ (آخرت مین ثواب سے) پورے کامیاب ہونگے ف تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قادر ہو یعنی قرائن سے غالب گمان رکھتا ہو کہ اگر مین امر و نہی کرونگا تو مجھکو کوئی ضرر معتد بہ لاحق نہ ہوگا اسکے لیے امور واجبہ مین امر و نہی کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ مین مستحب مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہے تو ایسے شخص پر واجب ہوگا کہ بے نماز کو نصیحت کرے اور نوافل مستحب ہین انکی نصیحت کرنا مستحب ہوگا اور جو شخص بالمعنی المذکور قادر نہو اسپر امر و نہی کرنا امور واجبہ مین بھی واجب نہین البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملیگا پھر اس امر و نہی مین قادر کے لیے امور واجبہ مین یہ تفصیل ہے کہ اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو ہاتھ سے اسکا انتظام واجب ہے جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے یا ہر شخص خاص اپنے اہل و عیال کے اعتبار سے اور اگر صرف زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے اور غیر قادر کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ تارک واجبات و مرتکب محرمات سے دل سے نفرت رکھے پھر قادر کے لیے منجملہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اُس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اسکو معلوم ہو اور منجملہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ مستحبات مین مطلقاً نرمی کرے اور واجبات مین اول نرمی اور نہ ماننے پر سختی کرے اور ایک تفصیل قدرت مین یہ ہے کہ دستی قدرت مین تو کبھی ایسی امر و نہی کا ترک جائز نہین اور زبانی قدرت مین مایوسی نفع کے وقت ترک جائز ہے لیکن مودت و مخالطت کا بھی ترک واجب ہے مگر بضرورت شدیدہ اور قادر کے ذمہ اسکا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے ہون کہ بقدر حاجت کام چل جاتا ہو تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے یہ کل چھ مسئلے اس مقام پر ذکر کیے گئے اور علم کی شرط ہونے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کم جاہل وعظ کہتے پھرتے ہین اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہین سخت گنہگار ہوتے ہین اور سامعین کو بھی انکا وعظ سننا جائز نہین ربط اوپر بعد امر بالتقوی کے باہم اتفاق فی الدین کا حکم تھا اور تفرق سے نہی تھی آگے اسی مضمون کی تفصیل ہے

اللغات فی روح المعانی الامۃ الجماعۃ التی تؤم ای تقصد لامر ما وتطلق علی اتباع الانبیاء لاجتماعھم علی مقصد واحد وعلی القدوۃ ومنہ ان ابراہیم کان امۃ ۔ وعلی الدین والملۃ ومنہ انا وجدنا آباءنا علی امۃ ۔ وعلی الزمان ومنہ وادکر بعد امۃ الی غیر ذلک من معانیہا ۱۲

النحو منکم قیل من تبعیضیۃ لوجوب ہذا الامر والنہی علی الکفایۃ وقیل تبیینیۃ ولا یعارض وجوبہ علی الکفایۃ لان عموم الخطاب لا یقتضی الوجوب علی العین کما ان خطابات الجہاد عامۃ ومع ھذا فہو واجب علی الکفایۃ وایضا اخاطب جمیع المؤمنین ویدخل فیہم الاوس والخزرج دخولا اولیا ۱۲

البلاغۃ یدعون الی الخیر عام ومجمل والامر بالمعروف والنہی عن المنکر تفصیل لہ

المفلحون الکاملون فلا یلزم نفی الفلاح عن غیرہم لغمہم فالقون علی غیرہم فے الاجر لان خیر الناس من ینفع الناس ۱۲

تحقیقات ۔۔۔ لہ قولہ فی ترجمہ ۔۔۔ وجہ ان ۔۔۔ المؤمنین الذ ۔۔۔ علی الہدی ۔۔۔ فی ۔۔۔ کانہ فالیہم ۔۔۔ الآیۃ وما ورد فی الروایات من ۔۔۔ فالتفسیر ۔۔۔ بالمعنی الاول ۔۔۔ تقریبہ و تفسیرہ ۔۔۔ الآخری ای ۔۔۔ شرطا ۔۔۔ تعالی ۔۔۔ کما کان عادۃ ۔۔۔ من الملاقی ۔۔۔ الم من الاصط ۔۔۔ آتی ۔۔۔ الشی بمعنی وجہ ۔۔۔ والاضافۃ من ۔۔۔ الصفۃ الی موہ ۔۔۔ ان الاصل ۔۔۔ القاء حقاء ۔۔۔ علی حد ضربت ۔۔۔ الضرب شدیدا ۔۔۔ اہ وہذا مولہ ۔۔۔ اولیاء ۔۔۔ ۱۲

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ

اور تم لوگ اُن لوگون کی طرح مت ہوجانا جنہون نے باہم تفریق کرلی اور باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہونچنے کے بعد اور اون لوگون کے لئے سزای عظیم ہوگی　اُس روز

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

کہ بعضے چہرے سفید ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ ہونگے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہونگے اون سے کہا جاویگا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سزا چکھو

بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا

بسبب اپنے کفر کے　اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے وہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے　یہ اللہ تعالی کی آیتین ہین جو صحیح صحیح طور پر ہم

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ۝

تمکو پڑھکر سناتے ہین　اور اللہ تعالی مخلوقات پر ظلم کرنا نہین چاہتے

نہی من التفرق ووعید بران وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ اور تم لوگ اُن لوگون کی طرح مت ہوجانا جنہون نے (دین مین) باہم تفریق کرلی اور (نفسانیت سے) باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہونچنے کے بعد اور ان لوگون کے لیے سزای عظیم ہوگی اُس روز (یعنی قیامت کے روز جسمین) کہ بعضے چہرے سفید (وروشن) ہوجاوینگے اور بعضے چہرے سیاہ (اور تاریک) ہون گے سو جنکے چہرے سیاہ ہوگئے ہون گے اُن سے کہا جاویگا کیا تم (ہی) لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانیکے بعد تو (اب) سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے اور جنکے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت (یعنی جنت) مین (داخل) ہون گے (اور) وہ اسمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے ف آیت مین جو تفریق واختلاف کی مذمت ہی مراد اس سے وہ تفریق ہی جو اصول دین مین ہو یا فروع مین براہ نفسانیت ہو جیسا اہل اہوا نے اہل سنت کے ساتھ اختلاف کیا چنانچہ آیت مین خود یہ قید کہ احکام واضحہ آ چکے تھے اسکا قرینہ موجود ہی کیونکہ اصول سب واضح ہوتے ہین اور فروع بھی بعضے ایسے واضح ہوتے ہین کہ اگر نفسانیت نہو تو اختلاف کی گنجایش نہین ہوتی پس جو فروع غیر واضح ہین یا تو بوجہ عدم نص صریح کے یا بوجہ ظاہری تعارض نصوص کے جنمین وجہ تطبیق صریح نہو ایسے فروع مین اختلاف ہوجانا اس آیت مین داخل نہین اور مذموم نہین بلکہ امت مرحومہ مین واقع ہی اور یہ حدیث اُسکی اجازت کے لئے کافی ہی جسکو شیخین نے عمرو بن عاص رض سے روایت کیا ہی کہ جب کوئی حاکم حکم شرعی اپنے اجتہاد سے کرے اور وہ حکم ٹھیک ہو تو اُسکو دو اجر ملتے ہین اور جب حکم اجتہاد سے کرے اور وہ غلط ہوجاوے تو اُسکو ایک اجر ملتا ہی اور اس اختلاف کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہی کافی ہی اور روح المعانی مین بیہقی سے قاسم بن محمد کا قول اور عمر بن عبد العزیز کا قول اس مضمون کا نقل کیا ہی کہ اصحاب کا اختلاف لوگون کے لیے موجب رحمت و رخصت ہوگیا۔ اور الذین تفرقوا واختلفوا کے مصداق مین بوجہ کفرتم کے مفسرین کے اقوال مختلف منقول ہین جامع یہ ہی کہ کفر سے مراد عام ہی انکار توحید و رسالت یا اعتقاد بدعت بعد وضوح دلائل کے ہوتا ہی پس معنی یہ ہون گے کہ ای صحابہ یا ای سب مسلمانو تم ان اہل تفریق واہل کفر واہل عذاب کے مشابہ مت بننا گو مشبہ مین معصیت عملی تھی اور مشبہ بہ مین معصیت اعتقادی مگر تشبیہ کے لیے یہ تفاوت قادح نہین اور جب تفاوت وجہ تشبیہ مین ہی اتنا ہی تفاوت وعید مین بھی ضرور ہی کیونکہ مماثلت طرفین من کل الوجوہ لازم نہین آئی ربط اوپر مرحوم اور مغضوب دونون کی جزا و سزا کا بیان تھا آگے اس جزا و سزا کی خبر کا صحیح ہونا جملہ نتلوہا علیک بالحق مین اور اس جزا و سزا کا مناسب ہونا جملہ ما اللہ یرید ظلما مین اور ان لوگون کا مملوک خداوندی ہونا جسکا مقتضا وجوب اطاعت ہی جملہ للہ ما فی السموات الخ مین اور کسی غیر کا بالکل اختیار نہونا جملہ الی اللہ ترجع مین بیان فرماتے ہین اور وعدہ اور وعید کا باوقعت ہونا ان ہی امور کے اثبات پر موقوف ہوتا ہی جیسا کہ ظاہر ہی صادق وحکیم ومنفرد بودن حق تعالی در حکم بالا تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ۝

البلاغة وأما الذين ابيضت قال البيضاوي كان حق الترتيب ان يقدم ذكرهم لكن قصد ان يكون مطلع الكلام ومقطعه حلية المؤمنين وثوابهم اهر رحمة الله اي الجنة فهو من التعبير بالحال عن المحل

اہ روح المعانی وفی البیضاوی وہم المرتدون الخ ۱۲

ات الترجمہ
قولہ لا ت مفسرین
وال مختلف الخ کما
ح المعانی والظاہر
ن والسیاق ان ہؤلاء
نابہ دکفرتم لبعد
فرہم برسول اللہ
علیہ وسلم بالایمان
بعثہ والیہ ذہب
قیل ہم جملۃ الکفار
ہم عاوجب علیہم
لاربالتوحید حین
م علی انفسہم و
من ابی بن
ال الحسن انہم
ث ورد عن
سعد وجہ والی
ابن عباس رض
الخدری رضی عنہم
ع ۱۲

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ؁ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ

وہ تمکو ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقابلہ کریں تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جاوینگے پھر کسی کی طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاوے گی جما دی گئی ان پر بیقدری جہاں کہیں بھی پائے جاوینگے

مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ہاں مگر ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے اور جما دی گئی ان پر پستی یہ اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے

وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ؀

اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق اور یہ اسوجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے

قائم رہنا ظاہر ہے کہ کمل ہوگا پس اس اعتبار سے اشتراک نہ رہا اور یہ جو فرمایا کہ بعضے مسلمان ہیں ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے ربط پہلی آیت میں اہل کتاب کا مسلمانوں کے ساتھ اعتقادًا مخالفت ہونا اور اس سے پہلی آیت میں انکا مسلمانوں کو دینی ضرر پہونچانے کی تدبیر کرنا مذکور تھا آگے انکا مسلمانوں کو دنیوی ضرر پہونچانے کی فکر کرنا اور اسکے ساتھ انکی ناکامی کی پیشین گوئی سے تسلی کر دینا مذکور ہے تاکہ خبر ناکامی اہل کتاب در اضرار مسلمین کن یضروکم الا اذی وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لا ینصرون (وہ اہل کتاب) تمکو (اے مسلمانو) ہرگز کوئی ضرر نہ پہونچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت (یعنی زبانی برا بھلا کہہ کر دل دکھانا) اور اگر وہ (اس سے زیادہ کی ہمت کریں اور) تم سے (مقابل ہو کر) مقاتلہ کریں تو تمکو پیٹھ دکھا کر بھاگ جاوینگے پھر (اس پر طرہ یہ ہوگا کہ) کسی کی طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاوے گی ف بڑھ کر اس لیے کہا گیا کہ خالی حمایت طرفداری کیا جانا بہ نسبت غالب آجانے کے سہل ہے کیونکہ غالب آنے کے لیے بڑا سامان چاہیے اور خالی حمایت کے لیے صرف زبان ہلانا یا ذرا دوڑ دھوپ کر لینا پڑتا ہے پس جب وہ لوگ ایسے مخذول ہیں کہ زبانی بھی کوئی انکا ساتھ نہیں دیتا تو غالب آنا تو بدرجہ اولی منتفی ہوگا - یہ ایک پیشین گوئی ہے جو اسیطرح واقع ہوئی چنانچہ اہل کتاب زمانہ نبوت میں کسی موقعہ میں بھی صحابہ پر جو کہ بقرینہ مقام اس مضمون کے خاص مخاطب ہیں غالب نہ آسکے خصوص یہود جنکے قبائح خصوصیت سے اس جگہ مذکور ہیں چنانچہ اوپر وہ قصہ صحابہ میں پیچ و تاب کا ان ہی کی کارروائی تھی یہ بہت ہی ذلیل و خوار کیے گئے بعضوں پر جزیہ ہوا بعضے قتل ہوئے بعضے نکالے گئے چنانچہ آیت آیندہ میں یہی مضمون مجملًا مذکور ہے ربط ابھی تقریر بالا کے آخر میں مذکور ہوا ہے ان ذلت ہے و ضربت علیہم الذلۃ این ما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس وباءو بغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ ذلک بانہم کانوا یکفرون بایت اللہ ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون (۱۱۱) (نقش سکہ کی طرح) جما دی گئی ان پر (خاص) بیقدری (یعنی بے حرمتی جان کی) جہاں کہیں بھی پائے جاوینگے مگر ہاں دو ذریعوں سے امن میسر ہو جاتا ہے) ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے (اسکی طرف کا ذریعہ یہ کہ کوئی کتابی اللہ تعالی کی عبادت میں ایسا مشغول ہو کہ مسلمانوں سے لڑتا بھڑتا نہ ہو وہ جہاد میں قتل نہیں کیا جاتا گو عبادت اسکی آخرت میں نافع نہ ہو اور اللہ کی طرف کے ذریعہ میں یہ بھی آگیا کہ وہ کتابی نابالغ یا عورت ہو یہ صفت غیر مکلف بھی جو محض منجانب اللہ ہی فی نفسہ موجب امن عن القتل ہے اور آدمیوں کی طرف کے ذریعہ سے مراد معاہدہ و صلح ہے جو مسلمانوں کے ساتھ ہو جاوے چنانچہ ذمی مستامن بھی مامون ہے یا کسی قوم کا ان سے لڑنیکا قصد نہ کرنا جیسا بعض زمانوں میں واقع ہوا یا ہوگا جسکا ذکر آیت اذ قال اللہ یعیسی انی متوفیک کی تفسیر میں ہوا ہے یہ امن بھی آدمیوں ہی کی جانب سے ہے باقی اور کسی کو امن نہیں) اور مستحق ہوگئے (یہ لوگ) غضب الٰہی کے اور جما دی گئی ان پر پستی (کہ ان کے طبائع میں بھی اولوالعزمی نہیں رہی اور جزیہ و اخراج وطن بھی داخل مسکنت ہے) یہ (ذلت و غضب) اسوجہ سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (اسطرح سے کہ وہ قتل خود انکے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت و غضب) اسوجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے ف اسی کے مثل ایک آیت پارہ الم کے نصف سے ذرا پہلے گذر چکی ہے اسکی تفسیر کے ضروری متعلقات وہاں دیکھ لیں - اور اس ذلت و مسکنت کی تفصیل پارہ الم کے نصف کے بعد رکوع واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل کے ختم پر بیان ہو چکی ہے وہاں دیکھ لیا جاوے اور روح المعانی میں آیت بالا کی نسبت ہے کہ اس اخبار بالغیب میں دلیل نبوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ یہود بنی قینقاع و بنی قریظہ و نضیر و خیبر مسلمانوں کے محاربہ میں ناکام رہے اور پھر روز بروز ذلیل ہی ہوتے گئے

ملحقات الترجمہ

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہی جو قائم ہین اللہ کی آیتین اوقات شب مین پڑھتے ہین اور وہ نماز بھی پڑھتے ہین۔ اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان

الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا

رکھتے ہین اور نیک کام بتلاتے ہین اور بری باتون سے روکتے ہین اور نیک کامون مین دوڑتے ہین اور یہ لوگ شایستہ لوگون مین ہین اور یہ لوگ جو نیک کام

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝

کرین گے اوس سے محروم نہ کیے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہین

ربط اوپر اہل کتاب کے قبائح کے ذکر مین منہم المومنون مین اجمالاً اُن لوگونکو مستثنیٰ فرمادیا تھا جو اہل کتاب مین سے مسلمان ہوگئے تھے جیسے عبداللہ بن سلام اور اُن کے بھائی اور ثعلبہ بن شعبہ کذا فی روح المعانی، آگے اسی استثنا اجمالی کی تفصیل ہی مدح مؤمنین اہل کتاب لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ یہ (اہل کتاب) سب برابر نہین (بلکہ، ان ہی) اہل کتاب مین سے ایک جماعت وہ بھی ہی جو (دین حق پر) قائم ہین (اور) اللہ کی آیتین (یعنی قرآن) اوقات شب مین پڑھتے ہین اور وہ نماز بھی پڑھتے ہین (اور) اللہ پر اور قیامت والے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہین اور (دوسرونکو) نیک کام بتلاتے ہین اور بری باتون سے روکتے ہین اور نیک کامون مین دوڑتے ہین اور یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) شایستہ لوگون مین (شمار کیے جاتے) ہین اور یہ لوگ جو نیک کام کرینگے اُس (کے ثواب) سے محروم نہ کیے جاوین گے اور (محروم ہونیکا احتمال کب ہی کیونکہ) اللہ تعالیٰ اہل التقویٰ کو خوب جانتے ہین (اور یہ لوگ اہل تقویٰ ہین پس ان کے اعمال و اخلاص کی خوب اطلاع ہی اور وعدہ ہو ہی چکا پس وعدہ اور علم کے بعد نہ خفا کا احتمال نہ تخلف کا احتمال)، ف یہ ضرور نہین کہ اس مقام پر جتنے امور مذکور ہین سب فرض ہی ہون بلکہ ظاہر یہ ہی کہ بعض امور ان مین نفل بھی ہین جیسے شب بیدار رہکر قرآن کی تلاوت کرنا یا تہجد کی نماز پڑھنا جو خصوصاً یا عموماً یسجدون سے مراد ہی اور فائدہ اسکا یہ ہوگا کہ جب وہ لوگ نفل تک کے پابند ہین تو فرائض اعمال وعقائد کو تو کیون ضائع کرین گے حاصل آیت کا مدح ہی اُن لوگون کی کہ انھون نے اُن صفات کو اختیار کیا ہی جو کہ اس اُمت کی خیریت کے اسباب سے ہین اسلیے یؤمنون اور یامرون کو تخصیص کے ساتھ لائے جسکی وہان وجہ خیریت مین تصریح تھی ورنہ قائمۃ کے عموم مین یہ سب امور داخل ہوگئے تھے۔ ربط اوپر مدح تھی اُن کی جو اہل کتاب مین سے مسلمان ہوگئے تھے آگے مذمت ہی اُن کی جو اہل کتاب مین سے مسلمان نہین ہوئے۔

اللغات قائمۃ من قام اللازم بمعنے استقام ای مستقیمۃ علی طاعۃ اللہ ثابتۃ علی امرہ لم تنزع عنہ ولم تترکہ کما ترکہ آخرون اٰناء ساعات واحدہ اَنا بوزن عصا وقیل کمعا وقیل بالفتح فسکون یسارعون المبادرۃ وتستعمل بمعنے الرغبۃ والمفاعلۃ للمبالغۃ قیل ولم یعبر بالعجلۃ للفرق بینہا وبین السرعۃ فان السرعۃ التقدم فیما یجوز ان یتقدم فیہ وہی محمودۃ وضدہا الابطاء والعجلۃ التقدم فیما لا ینبغی ان یتقدم فیہ وہی مذمومۃ وضدہا الاناۃ کلہ فی روح المعانی لن یکفروہ اصلہ الستر وتضمینہ معنے المنع والحرمان عدی الی مفعولین ۱۲ من الکبیر والبیضاوی

البلاغۃ فی الآیۃ استغناء بذکر احد الفریقین عن الآخر علی عادۃ العرب ای ومنہم من لیسوا کذلک قولہ فی الخیرات ایثارہا علی علی للایذان بانہم مستقرون فی اصل الخیر متقلبون فی فنونہ لا انہم خارجون منتہون الیہا روح المعانی قولہ من الصالحین رد لقول الیہود ما آمن بہ الا شرارنا کما فی بیان الروایات ۱۲ روح المعانی اختلاف القراءۃ فی قراءۃ یفعلوا ویکفروا بالغیبۃ وفی قراءۃ بالخطاب

الروایات اخرج ابن اسحٰق والطبرانی والبیہقی وغیرہم عن ابن عباس قال لما اسلم عبداللہ بن سلام وثعلبۃ بن شعبۃ واسید بن شعبۃ واسید بن عبید ومن اسلم من الیہود معہم فآمنوا وصدقوا ورغبوا فی الاسلام قالت احبار یہود واہل الکفر منہم ما آمن بمحمد وتبعہ الا شرارنا ولو کانوا من خیارنا ما ترکوا دین آبائہم وذہبوا الی غیرہ فانزل اللہ تعالیٰ لیسوا الی الصالحین وروی النسائی عن ابن مسعود رضی نزولہا فی تاخیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ صلوۃ العشاء وانتظار الناس لہ فخرج صلی اللہ علیہ وسلم وانزلت ہذہ الآیۃ آہ روح المعانی

قلت والظاہر ہو الاول ویحتمل الثانی قراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ذاک لاقتضاء المقام ۱۲

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

جو لوگ کافر ہیں　ہرگز ان کے کام نہ آوینگے ان کے مال اور نہ انکی اولاد　اللہ تعالٰی کے مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں　وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہینگے

مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اسکی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جسمیں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اسکو برباد کر ڈالے اور اللہ

وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝

تعالٰی نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپکو ضرر پہنچا رہے ہیں

وَقَدْ مَضٰی بَیَانُ مِثْلِ الْکَرِیْمَۃِ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ بیشک جو لوگ کافر ہیں ہرگز ان کے کام نہ آوینگے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالٰی کے (عذاب کے) مقابلہ میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں (اور) وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہینگے (کبھی نجات نہ ہوگی)۔ ف ایسی ہی ایک آیت آل عمران کے دوسرے رکوع کے شروع میں آچکی ہے اور چونکہ الفاظ عام ہیں اسلیئے سب کفار کا یہی حکم ہو رہا اور یہ فرمایا ہے کہ کفار کے اموال و اولاد کام نہ آوینگے چونکہ بعض کفار بزعم خود طاعات میں بھی خرچ کیا کرتے ہیں خواہ وہ طاعت اتفاقی ہو جیسے اطعام مساکین یا اختلافی ہو جیسے اپنے مذہب کی نصرت اور ظاہر نظر میں انکے بعض مواقع محتمل قبول و نفع کے سمجھے جاسکتے ہیں اسلیئے آگے عام الفاظ سے اس احتمال کو قطع فرماتے ہیں کہ انکا کوئی انفاق عند اللہ معتبر نہیں خواہ کسیطرح ہو اور وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ مصرف واقع ہی میں طاعت نہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر واقع میں طاعت ہی تو اسکے لئے ایمان شرط تھا اور وہ مفقود ہے اور اولاد کا نافع ہونا دوبارہ بیان نہیں فرمایا کیونکہ اسمیں انفاق فی الطاعۃ کا سا احتمال نہیں تھا وجہ یہ کہ اگر وہ اولاد بھی کفار ہیں تو خود ہی ہالک ہیں اور اگر مومن ہیں تو اور زیادہ دشمن ہونگے اور یہ دونوں امر بہت بدیہی تھے بخلاف انفاق فی الطاعۃ کے کہ اسکا نافع ہونا ذرا مخفی ہے جسپر فقدان شرط سے استدلال کیا جاتا ہے پس بیان ضیاع انفاق کفار ﴿مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ﴾ وہ (کفار) جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اسکی حالت (برباد و ضائع ہونے میں) اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی (یعنی پالا) ہو (اور) وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے (بد دینی سے) اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ (ہوا) اس (کھیتی) کو برباد کر ڈالے (اسی طرح ان لوگوں کا خرچ کرنا آخرت میں سب ضائع ہے) اور (اس ضائع کرنے میں) اللہ تعالٰی نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی (کفر کے ارتکاب سے جو کہ مانع قبول ہے) اپنے آپکو ضرر پہنچا رہے تھے (نہ وہ کفر کرتے اور نہ انکے سب نفقات ضائع جاتے)۔ ف ظاہر صحت تشبیہ کے لئے مشبہ بہ کی جانب میں اس قید کی حاجت نہ تھی ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کیونکہ جو شخص ظالم اور بد دین نہ ہو ایسی ہوا سے نقصان تو اسکی کاشت کو بھی پہنچ سکتا ہے اور غرض تشبیہ کی حاصل ہو سکتی ہے سو نکتہ اس تقیید میں یہ ہے کہ یہاں مقصود ہی تشبیہ دینا ضیاع محض میں اور ضیاع محض بد دین آدمی کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ دنیا میں ضائع ہو گیا اور آخرت میں کچھ بدلا بھی نہ ملیگا بخلاف مسلمان کے کہ اسکا دنیا میں جو کسی قسم کا نقصان ہوتا ہے اسکو اسکے عوض ثواب اور گناہوں کی معافی عطا ہوتی ہے جیسا حدیثوں میں تصریح ہے ربط اوپر اہل کتاب کے خصوص یہود کے مختلف قبائح و ذمائم مذکور ہوئے ہیں آگے اہل ایمان کو خطاب کرتے ہیں کہ یہ جب ایسے ہیں تو ان سے دوستی یا دوستانہ برتاؤ مت رکھو۔

ثانیا الترجمۃ قولہ بد دینی الخ وف سبب النفقات مرۃ جرفا العموم یا ربع لبعض المنافق بین المسلم مثلا ازدکان فی الشرع ۱۲

اللغات فی القاموس الصر بالکسر شدۃ البرد واجزاء... فی روح المعانی ... تجری عنہم ذلک من عذاب اللہ ... او الاتباع ... وعلیہ ترجمت الفعل والمفعول المطلق ... بالکسر شدۃ البرد او البرد کالصرۃ ... او البرد ... قلت فالصر کطلق علی البرد ... الریح البارد ... ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وہذا من التشبیہ المرکب الذی توجد فیہ الزبدۃ من منافاۃ ... والمجموع ولا یلزم فیہ ان یکون ما یلی الاداۃ ہو المشبہ بہ کقولہ تعالٰی انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ والانفاق کمثل حرث لان التشبیہ للمتعلق ... قلت ولکن علی ذکر ما ذکرت فی الآیۃ الواقعۃ علیہ ... تعالٰی مثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق الخ فتبصر واشکر ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِىْ

اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض ان کے منہ سے ظاہر

صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَـكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰۤاَنْتُمْ اُولَاۤءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم

لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ

تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجئے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں بیشک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی

تَسُؤْهُمْ ۖ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لیے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں

ع ۱۲

نہی مومنین از اختصاص با کفار يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِىْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَـكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰۤاَنْتُمْ اُولَاۤءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

اے ایمان والو اپنے (لوگوں کے) سوا (اور مذہب والوں میں سے کسی کو دشمن ہیں یا برتاؤ میں) صاحب خصوصیت مت بناؤ (کیونکہ) وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے (اور دل سے بھی) تمہاری مضرت (دنیوی و دینی) کی تمنا رکھتے ہیں (دلوں میں تمہاری طرف سے اسقدر بغض بھرا ہے کہ) واقعی (وہ) بغض (بعض اوقات) اُنکے منہ سے (بے اختیار بات چیت میں) ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے (چنانچہ) ہم (اُن کی عداوت کے) علامات (اور قرائن) تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان ہی علامات سے دیکھ لو) ہاں (سمجھو) تم ایسے ہو کہ اُن لوگوں سے محبت (کا برتاؤ) رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلا محبت نہیں رکھتے (نہ دل سے نہ برتاؤ سے) حالانکہ تم تمام (آسمانی) کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جن میں اُنکی کتابیں بھی آگئیں) اور وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر ایمان نہیں رکھتے مگر وہ تو باوجود اس تمہارے ایمان کے بھی تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم باوجود اُن کے اس عدم ایمان کے بھی اُن سے محبت رکھتے ہو اور (تم ان کے ان ظاہری دعوی ایمان سے شبہ مت کرنا کہ وہ بھی تو ہماری کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ) یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں (صرف تمہارے دکھانے کو منافقانہ طور پر) کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب (تم سے) الگ ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ (و غضب) کے (یہ کنایہ ہے شدت غضب جو مجبوری کے وقت ہو)

ملحقات ۱
له قوله فی ترجمة انگلیاں ہذا اخ المحاورة و ہی رؤس الاصابع

اللغات فی القاموس البطانة بالکسر السریرة و وسط الکورة والصاحب الوليجة ومن البطن خلاف الظهارة الالو فی روح المعانی التقصیر و ہو لازم یتعدی الی المفعول بالحرف وقد یستعمل متعدیا الی مفعولین فی قولهم لا آلوک نصحا ولا آلوک جهدا علی تضمین معنی المنع والخبل الفساد

النحو فی الروح ها انتم اولاء قیل انتم مبتدأ و اولاء خبره والجملة بعده مستانفة اھ ای للبیان قلت وہا للتنبیه علی خطاء المخاطبین فی اتخاذهم بطانة و راعیت کل ذلک فی الترجمة

البلاغة عضوا علیکم فی روح المعانی عض الانامل عادة النادم الآسف العاجز ولهذا اشیر به الی حال ہؤلاء ولیس المراد ان هناک عضا بالفعل ۱۲

اختلاف القراءة قرأ ابن کثیر و نافع و ابو عمرو و یعقوب لا یضرکم بکسر الضاد و جزم الراء علی انه جواب الشرط من ضاره یضیره بمعنی ضره یضره ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن اسحق وغیره عن ابن عباس قال کان رجال من المسلمین یواصلون رجالا من یهود لما کان بینهم من الجوار والحلف فی الجاهلیة فانزل اللہ تعالیٰ فیهم ینهاهم عن مباطنتهم تخوف الفتنة علیهم ہذہ الآیة واخرج عبد بن حمید انها نزلت فی المنافقین من اہل المدینة نہی المؤمنین ان یتولوہم اھ قلت والجمع بینهما ممکن ولا یخفی علیک ان سبب النزول اوضح دلیل علی ان المراد الموالاة والاتخاذ بطانة وان المراد عن قلب فانه منہی عنه مطلقا کالمصادقة و نحوها الظاہرة الا عن ضرورة المعیشة الشرع ۱۲

آپ (اُن سے) کہدیجیے کہ تم مر رہو اپنے غصہ مین (مراد یہ کہ اگر تم مر بھی جاؤگے تب بھی تمھاری مراد پوری نہ ہوگی) بے شک خدا تعالیٰ خوب جانتے
ہین دلون کی باتون کو (اسی لیے ان لوگون کے دلون مین جو رنج و غبار اور عداوت تمھاری طرف سے بھری ہوئی ہے سب بتلادی اور اُنکا یہ حال ہے کہ اگر
تمکو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (مثلاً تم مین باہم اتفاق ہو غیرون پر غلبہ ہو جاوے) تو اُن کے لیے موجب رنج ہوتی ہے (جسکا سبب اشد درجہ کا حسد
ہے) اور اگر تمکو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے (جو اُس اچھی حالت کی ضد ہو) تو اُس سے (بڑے) خوش ہوتے ہین (جس سے اُن کی شماتت ثابت ہوتی ہے سو
جب یہ حالات ہین تو وہ اس قابل کب ہین کہ اُن سے دوستی یا دوستی کا برتاؤ کیا جاوے یہ تقریر سننے والے کے دل سے دوستی کا خیال خشک کرنیکے لیے
تو بس ہی لیکن اسکے ساتھ ہی ان مخالفات پر آگاہ ہوکر اس فکر مین پڑسکتا ہے کہ جب یہ ایسے دشمن ہین تو کہین ہمکو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچا دین اسلیے آگے اسکے
متعلق تسلی ہے) اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو اُن لوگون کی تدبیر تمکو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکیگی (تم اس سے بے فکر رہو تو دنیا مین تو اُنکو یہ
ناکامی نصیب ہوگی اور آخرت مین سزای دوزخ ہوگی کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال پر (علمی) احاطہ رکھتے ہین (کوئی عمل ہم سے مخفی
نہین اسلیے وہان سزا سے بچنے کے لیے کسی حیلہ حوالہ کی گنجایش نہین) ف یہان جو غیر مذہب والون سے خصوصیت کی ممانعت فرمائی ہے اسمین یہ بھی
داخل ہے کہ انکو اپنا ہمراز بنایا جاوے چنانچہ روح المعانی مین حضرت حسن کا تائید کرنا ایک حدیث کی جو بروایت بیہقی مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت
مین آئی ہے اس آیت سے منقول ہے۔ اور اسمین یہ بھی داخل ہے کہ اپنے خاص امور انتظامی مین اُسکو دخل دیا جاوے چنانچہ کبیر مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار
فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے اور گو شان نزول خاص ہے مگر عموم الفاظ سے حکم عام ہے چنانچہ سلف کا استدلال اسکا مؤید
بھی ہے اور باقی تفصیل ضروری اس مسئلہ کی پارہ تلک الرسل کے نصف کے بعد آیت لایتخذ المؤمنون الکافرین کی تفسیر مین گذر چکی ہے ملاحظہ کرلیا جاوے
اور ما عنتم کے ترجمہ مین جو احقر نے مضرت دینی و دنیوی لکھی ہے دینی مضرت تو وہ ہے جسکو اس پارہ کے اول رکوع مین فرمایا ہے یردوکم بعد ایمانکم
کفرین اور دنیوی مضرت بہت سے امور ہین اور یہود نے جو مؤمنین مین تفریق پیدا کرنا چاہا تھا اسمین دونون مضرتین ہین۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ بات چیت مین
بغض ظاہر ہو پڑتا ہے سو یہ امر شاہد ہے کہ جب دلمین بہت غبار ہوتا ہے کتنا ہی زبان کو سنبھالے مگر کچھ نہ کچھ منہ پر آہی جاتا ہے۔ اور یہ کہنے کو جو فرمایا موتوا
بغیظکم اسمین ایک فن اخلاق کے متعلق ایک عظیم فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ جب کسی سے علایق قطع کرنا کسی مصلحت واجب الرعایت سے ضروری ہو تو کوئی
دلخراش بات اُس شخص کو کہدینا قطع علایق مین نہایت مؤثر ہے مگر یہ ایذاء عدا حدت شرعیہ سے متجاوز نہو تو یہان یہ نفع بھی ہے اور ہر چند کہ یہان کہنے
کا حکم ظاہراً صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر آپکے تابعین اس خطاب مین بھی تابع رہین گے۔ اور یہ جو اخیر مین فرمایا کہ انکے کید سے کچھ ضرر نہوگا اگر اس
خطاب کی خصوصیت پر نظر کیجاوے تب تو کوئی اشکال ہی نہین کیونکہ یہود صحابہ کو کوئی ضرر نہ پہونچا سکے اور اگر عام لیا جاوے جیسا صبر و تقوی سے کہ تعلیق
اسکو معلل فرمانا عموم کے مناسب بھی ہے تو اگر کہین صبر و تقوی کی کمی سے مخالف کو غلبہ ہو گیا ہے تب بھی اشکال نہین اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے اور اگر باوجود
استقلال و تقوی کے کاہی غلبہ ہوا ہے گو ایسا قلیل ہوا ہے اور وہ بھی بمصلحت ابتلا تو دفع اشکال کی یہ تقریر ہے کہ نفی ضرر حقیقی کی ہے نہ ضرر صوری کی سو چونکہ مؤمنین
کو اُسمین منافع دنیویہ مثل تہذیب اخلاق وغیرہ و منافع دینیہ مثل ثواب و قرب اُس ضرر ظاہری سے زائد مل رہتے ہین اور نیز اُس سے بوجہ رضا و توکل کے اُنکے قلوب مشوش نہین
ہوتے اور تشویش قلب ہی روح ضرر ہے اس لیے وہ ضرر معتد بہ اور حقیقی نہین محض صورۃ ضرر ہے جسکا حقیقت کے مقابلہ مین اعتبار نہین جیسا کہ کسی جماعت کا ایک شخص
قتل ہو جاوے باقیونکو فتح ہو جاوے عرف مین اسکو اسی بنا پر ضرر نہین کہتے خوب سمجھ لو ربط یہانتک مجاہدہ باللسان کا مضمون تھا آگے مجاہدہ بالسنان کا مضمون مذکور ہوتا ہے
جسکے ضمن مین تین قصون کی طرف اشارہ ہے غزوہ احد اور یہی زیادہ ہے اور غزوہ بدر ان آیتین ولقد نصرکم اللہ ببدر الخ اور غزوہ حمراء الاسد اس رکوع مین الذین
استجابوا للہ والرسول الخ اور علاوہ مناسبت مذکورہ مقابلہ کے ایک خاص مناسبت اگلے مضمون کی اوپر والے مضمون سے یہ بھی ہے کہ اوپر فرمایا ہے وان تصبروا وتتقوا
لا یضرکم کیدھم شیئا آگے کا مضمون بطور اسکی دلیل کے ہے کہ تم اپنے قصے مقابلہ کفار کے یاد کرو جہان صبر و تقوی پورا پورا کیا جیسے بدر وہان کید کفار سے کچھ ضرر نہ پہونچا
اور تم غالب رہے اور جہان اسمین کسیقدر کمی ہو گئی تھی وہان ضرر ہو گیا جیسے احد مین مغلوب ہو گئے پھر حمراء الاسد مین باوجودیکہ اہل احد سے تازہ زخم خوردہ تھے لیکن
استقلال و تقوے سے کام لیا پھر کامیاب ہوئے اس سے مضمون بالا کی پوری تائید ہو گئی **قصہ غزوہ احد** ۱۷ رمضان یوم جمعہ ۲ سنہ ہجری مین جب غزوہ بدر ہو چکا کہ
اول جہاد وہی ہے کفار قریش کو شکست ہوئی تو نصف شوال ۳ سنہ ھ مین پھر بدلا لینے کی غرض سے مدینہ پر چڑھ کر آئے تین ہزار آدمیونکا مجمع تھا رسول اللہ

ناشئت التراجمۃ
قولہ فی ترجمۃ حسنۃ
حالت ناالمراد بالحسنۃ
دنیا لا الاخرویۃ من
ات صرح بہ فی الکبیر
ولہذا نفت عموم الحکم
یحا بحنک ان آخر
اص بالمنافقین
لے اذا لقوکم
شا ونحوہ لما نفی
ثبتۃ فی اصول
اول الآیۃ اذا
وآخرہا خاصا
وص آخر الآیۃ
عموم اولہا ۱۲

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

اور جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقابلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سب سن رہے تھے سب جان رہے تھے جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا

وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور کہیں مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیے

صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار آدمیوں کو لیکر میدان میں مقابلہ کے لیے تشریف لائے میدان میں پہونچنے کے بعد عبد اللہ بن ابی منافق جو دبا دبایا ساتھ ہولیا تھا اپنے تین سو آدمیوں کو لیکر میدان سے واپس ہوگیا بعض صحابہ نے سمجھایا بھی مگر وہ کہنے لگا کہ اگر لڑائی کا موقع ہوتا تو ہم شریک ہوتے بیفائدہ کون اپنی جان دے بنی سلمہ اور بنی حارثہ دو قبیلے میں انصار کے اُسکو واپس ہوتے دیکھکر انکی ہمت میں بھی کچھ سستی پیدا ہونے لگی اور واپسی کا وسوسہ گذرنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اوس وسوسہ کو دفع کیا غرض سات سو آدمی رہ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکی موقع سے میدان میں احد پہاڑ کے قریب صف آرائی کی اور عبد اللہ بن جبیر صحابی کو پچاس تیراندازوں پر افسر کرکے ایک مورچہ پر پشت لشکر کی طرف مقرر فرمایا کہ اس مورچہ کی حفاظت رکھو تاکہ ہماری پشت کی طرف سے غنیم نہ آجاوے اور یہاں ہی سے تیراندازی کرتے رہو چنانچہ بہتر موقع سے لڑائی شروع ہوئی اور مسلمان غالب آگئے عبد اللہ بن جبیر کے ساتھی یہ سمجھکر کہ یہاں پر ٹھہرنا معلل تھا خوف ضرر کے ساتھ اب تو ہمارے بھائی غالب ہوگئے اب کیا اندیشہ رہا اس لئے وہ حکم ختم ہوگیا باستثنا بارہ آدمیوں کے سب اُس جگہ سے جدا ہوکر کفار کے تعاقب میں چلے اور غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہوگئے کفار نے موقع پاکر مورچہ پر قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کیا اب آگے بھی کفار پیچھے بھی کفار اور اسی حالت میں حضور کا دندان مبارک بھی یعنی اسکا ایک ریزہ شہید ہوگیا اور کسی کافر نے اُسمیں پکار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ان ناگہانی حوادث اور پریشانیوں سے اُسوقت مسلمان سراسیمہ ہوکر باستثنا ایک جماعت کے سب کے پاؤں اکھڑ گئے چونکہ ان اسباب قویہ پر نظر کرکے چنداں مستبعد نہیں قصہ اتنا ہی لکھا گیا جسکی ضرورت تفسیر میں واقع ہوگی شروع قصہ احد وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے (میدان کوہ احد کی طرف) چلے (کہ وہاں پہونچکر) مسلمانوں کو (کفار سے) مقابلہ کرنے کے لیے (مناسب) مقامات پر جما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ (اُس وقت کی باتیں) سب سن رہے تھے (اور اُسوقت کے حالات) سب جان رہے تھے جب (اسی کے ساتھ قصہ یہ بھی ہوا کہ) تم (مسلمانوں) میں سے دو جماعتوں نے (کہ وہ بنی سلمہ و بنی حارثہ ہیں) دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں (اور ہم بھی عبد اللہ بن ابی کی طرح اپنے گھر جا بیٹھیں) اور اللہ تعالیٰ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا (بھلا انکو کب ہمت ہارنے دیتا چنانچہ خدا تعالیٰ نے انکو اس خیال پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا) اور (ہم آیندہ کے لیے ان جماعتوں کو اور سب کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ جب تم مسلمان ہو) پس مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے (اور ایسی کم ہمتی کبھی نہ کرنا چاہیئے) ف صحابہ پر خدا تعالیٰ کی کیسی عنایت ہے کہ بیان جرم کے ساتھ انکو بشارت ولایت بھی سنادی جسمیں وعدہ معافی مفہوم ہوتا ہے اور جرم بھی کتنا خفیف بتلایا کہ واپسی نہیں صرف کم ہمتی پھر اسکا بھی وقوع نہیں بلکہ خیال پس یا تو صدور اتنا ہی ہوا ہو یا بعض صادر کو ذکر نہیں فرمایا اور تقدیر اول پر عتاب کی وجہ ان حضرات کا غایت تقرب ہے ع نزدیکان را بیش بود حیرانی " اور اس بشارت کی وجہ سے ان میں سے بعض صحابہ کا یہ قول صحاح میں آیا ہے کہ ہم باوجود اظہار عتاب کے اس آیت کے نازل نہ ہونے کے متمنی نہیں کیونکہ عتاب کے ساتھ عنایت کا کلمہ واللہ ولیہما بھی تو ہے خوب کہا گیا ہے - اگر یکبار گوید بندہ من ۔ از عرش بگذرد خندہ من فقط ربط تقریر ربط اوپر آیت

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ ریزہ گیا
حاشیہ البخاری
المجمع ۱۲

اللغات تبوئ فی القاموس بوأه منزلا وفیه انزله مقاعد محل القعود ثم توسع فیه فاطلق بطریق المجاز علی المکان مطلقا وان لم یکن فیه قعود کالمقام لا یلزم ان یکون فیه قیام من روح المعانی تفشلا فی القاموس فشل کفرح فهو فشل کسل وضعف وتراخی وجبن اه قلت فی الآیة ان شرطیا کما فی روح المعانی وکان المراد به هنا لازمه لانه الفعل الاختیاری الذی یتعلق الهم به لکن

النحو تبوئ حال لکن لا یحتاج الی التاویل بانها مقدرة لکون المقصود تذکیر الزمان المتسع لابتداء الخروج والتبوئة وما یترتب علیهما او هو المذکر للقصة من روح المعانی للقتال فی روح المعانی متعلق بالفعل قبله ای تبوئ او بمحذوف وقع صفة لمقاعد لا بالمقاعد لان المکان لا یعمل اذ همت فی روح المعانی قیل بدل من اذ غدوت مبین لما هو المقصود بالتذکیر ۱۲

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تمکو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سر و سامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم شکرگذار رہو جبکہ آپ مسلمانوں سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تمکو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ

رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اوتارے جاوینگے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہوگے اور متقی رہوگے اور وہ لوگ تم پر ایکدم سے آپہونچینگے تو تمہارا رب تمہاری امداد

رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

فرماویگا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے

ربع

واذ غدوت کی تمہید میں مذکور ہو چکی اب قصۂ بدر کی نصرت کا صبر و تقوی کی بدولت ہونا بیان فرماتے ہیں قصۂ نصرت بدر وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؀۱۲۳ اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تمکو (غزوہ) بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم (محض) بے سر و سامان تھے (کیونکہ مجمع بھی کفار کے مقابلہ میں کم تھا وہ ایک ہزار تھے اور مسلمان کل تین سو تیرہ تھے اور ہتھیار وغیرہ بھی بہت کم تھے) سو (جونکہ یہ منصور ہونا بدولت تقوی کے تھا جسمیں استقلال و صبر بھی داخل ہے تو تمپر لازم ہے کہ آیندہ بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو (اسی کا نام تقوی ہے) تاکہ تم (اس نعمت نصرت کے) شکرگذار رہو (کیونکہ شکرگذاری صرف زبان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پورا شکر یہ ہے کہ زبان و قلب بھی مشغول ہو اور طاعات کی بھی پابندی ہو بالخصوص جس طاعت کا اس نعمت میں دخیل ہونا بھی ثابت ہوجاوے) **ف** بدر اصل میں ایک کنوی کا نام ہے جو بدر بن قریش نے کھودا تھا کذا فی القاموس لڑائی اس کے قرب میں ہوئی تھی آگے اس نصرت کی کسیقدر تفصیل ہے تتمہ قصۂ بدر اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ؀۱۲۴ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (یہ نصرت اسوقت ہوئی تھی) جبکہ آپ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں سے (جبکہ وہ یہ خبر سنکر کہ مشرکین کی اور مدد آرہی ہے پریشان تھے بوحی الٰہی) یوں فرما رہے تھے کہ کیا تمکو (تقویت قلب کے لیے) یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو (اسی کام کے لیے آسمان سے) اوتارے جاوینگے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے درجہ کے فرشتے ہونگے ورنہ جو فرشتے پہلے سے زمین پر موجود تھے اُن سے بھی یہ کام لیا جاسکتا تھا اور اس کے قبل مسلمانوں کی دعا و استغاثہ پر ایکہزار ملائکہ کے بھیجنے کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا سورہ انفال میں ہے تو یہ مکرر وعدہ زیادت اور زیادہ تقویت قلب میں مؤثر ہے چنانچہ اوپر کے استفہام کا جواب خود ہی ارشاد ہوتا ہے کہ) ہاں کیوں نہیں (کافی ہوگا یعنی کافی ہوگا اب آگے ایک زیادت کا اور وعدہ ہے ایک خاص شرط سے وہ یہ کہ) اگر (مقابلہ کے وقت) مستقل رہوگے اور متقی (بنے) رہوگے (یعنی کوئی امر خلاف اطاعت نہ کروگے) اور (اگر) وہ لوگ تمپر ایکدم سے (بھی) آپہونچینگے (جسمیں عادۃً خلق سے مدد پہونچنا مشکل ہوتا ہے مگر جب بھی) تو تمہارا رب تمہاری امداد فرماویگا پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہونگے (جیسی عادت متعارفہ ہے کہ فوج کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے اسمیں اشارہ ہے کہ وہ فرشتے خاص اسی کام کے لیے بھیجے جاوینگے اس خبر دینے سے یہ فائدہ ہے کہ جو شخص کسی خاص کام کے لیے آتا ہے عادۃً اُس کام کی اُس سے زیادہ امید ہوتی ہے اس مکرر در مکرر وعدے سے اور زیادہ قلوب کی تقویت کا فائدہ ہوا) **ف** یہ تین وعدے تھے اول ایکہزار کا دوسرا تین ہزار کا تیسرا پانچ ہزار کا سو اول کا سبب تو آیت انفال میں استغاثہ و دعا کا ہونا مصرح ہے دوسرے کا سبب مشرکین کے لیے امداد آنے کی خبر سنکر پریشان ہونا روایت سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ روح المعانی میں ہے کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرہما نے شعبی سے روایت کیا کہ مسلمانوں کو بدر کے دن یہ خبر پہونچی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی امداد کا ارادہ رکھتا ہے یہ خبر بہت شاق معلوم ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی اور گو سبب یہ بتلانا ہے لیکن ...

ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ جسمیں صبر استقلال بھی داخل اشارہ الی وجہ الاکتفا بقولہ فاتقوا اللہ والتفصیل بقتضی معہ الصبر ایضا ۱۲

۲ قولہ بڑے درجہ کے فرشتے الخ کذا فی روح المعانی ۱۲

اللغات فی روح المعانی الفور مصدر من فارت القدر اذا اشتد غلیانها ویطلق علی الغضب لانہ یشبہ فور القدر وعلی اول کل شیٔ ثم استعیر للسرعۃ ثم اطلق علی الحال التی لا ابطاء فیہا ولا تراخی والمعنی یاتوکم فی الحال قولہ مسومین فی القاموس السومۃ بالضم والسیمۃ والسیماء والسیمیاء بکسرہن العلامۃ البلاغۃ قولہ اذلۃ جمع قلۃ للدلیل ... علی ذلائل لیدل علی قلتہم مع ذلتہم والمراد بہا عدم	العدۃ لا الذل المعروف فلا یشکل دخول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذا الخطاب ان قلنا بہ کذا فی روح المعانی قولہ الن یکفیکم فی روح المعانی اتی بلن لتاکید النفی بناءً علی ما ذہب الیہ البعض وفیہ اشعار بانہم کانوا کالآیسین من النصر لقلۃ عددہم وعُددہم ۱۲ اختلاف القراءۃ مسومین قرأ ابن کثیر وابو عمرو وعاصم بکسر الواو والباقون بفتحہا ... معلمین ... روح المعانی

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اسکے لئے کی کہ تمھارے لیے بشارت ہو اور تاکہ تمھارے دلونکو قرار ہو جاوے اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہین حکیم ہین تاکہ کفار مین سے ایک گروہ کو

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕـبِيْنَ ۝

ہلاک کردے یا انکو ذلیل و خوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاوین

جیسا کہ اس آیت کی وجہ ارتباط سے آیات بالا یعنی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ کے ساتھ جسکی تقریر شروع تمہید اذ غدوت مین گذر چکی ہے مفہوم ہوتا ہے یہ ہے کہ صبر و تقویٰ جسکے ساتھ یہ حضرات پہلے سے موصوف تھے وہ سبب ہوا ان پر رحمت متوجہ ہونیکا اور پریشانی رفع کرنیکا بلکہ اگر وعدہ اول کا سبب اصلی بھی اسی صبر و تقویٰ سابق کو کہا جاوے تو از بس مناسب ہے کیونکہ تقویٰ کی برکت قبول دعا مین بھی ظاہر ہوتی ہے اور تیسرے وعدہ کا سبب خود اس آیت مین مذکور ہے یعنی صبر و تقویٰ وقت قتال کا پس ظاہراً تینون وعدونکا سبب متعدد ہے اور اسی سے وعدے بھی متعدد ہوئے مگر حقیقت مین سبکا سبب ایک تقویٰ ہے جس کے اثبات کے لیے یہ آیات لائی گئی ہین۔ اور اسمین اختلاف ہوا ہے کہ آیا تیسرا وعدہ واقع ہوا یا نہین تو شعبی پر ح کا قول تو یہ ہے کہ اسمین ایک شرط یاتوکم من فورہم بھی تھی اور وہ واقع نہین ہوئی چنانچہ کرز مذکور کا گروہ نہین آیا اسلئے فوت شرط سے مشروط بھی فوت ہوگیا تو واقع مین بدون اس شرط کے وعدہ ہی نہ ہوا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ وعدہ یاتوکم کے ساتھ مشروط نہین بلکہ مقصود اس سے تاکید مبالغہ وعدہ کا ہے جیسا تقریر ترجمہ مین احقر نے اشارہ کردیا ہے اس لئے یہ وعدہ بھی واقع ہوا۔ اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ ہر وعدہ لاحقہ کا عدد مع عدد وعدہ سابقہ کے ہے یا اس کے علاوہ ہے یہ دونون اختلاف روح المعانی سے نقل کیے ہین اور اسی مین ابن عباس رض کا قول ابن اسحٰق و طبرانی سے منقول ہے کہ یہ وضع ملائکہ کی یوم بدر مین سفید عمامے تھے جنکا شملہ کمر پر پڑا تھا اور یوم حنین مین سرخ عمامے تھے فقط اور احد کے قصہ مین نصرت بدر کا قصہ یاد دلانا بقرینہ مقابلہ اشارہ ہے کہ احد مین عدم نصرت بسبب اختلال تقویٰ کے ہوا اور یہ اختلال ایک تو واقعہ سے پہلے ہوا کہ بدر مین کفار کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا جسکا قصہ سورۂ انفال مین ہے اور بعض مفسرین نے بعض نکسوا کی جو کہ اس پارہ کے نصف پر واقع ہے یہی تفسیر کی ہے اور ہو من عند انفسکم کی تفسیر مین حسن سے منقول ہے کما فی روح المعانی۔ اور دوسرا اختلال مورچہ سے ہٹ جانا ہے پس اس بنا پر حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ واقعہ بدر مین تقویٰ سابق و لاحق دونون کی برکت سے نصرت ہوئی اور احد مین تقویٰ کے اختلال سابق و لاحق کے اثر سے بے نصرتی ہوئی اور احد مین نزول ملائکہ کا قول کسی قوی دلیل پر مبنی نہین اور یون ملائکہ معین طور پر ساتھ رہتے ہی ہین لیکن کلام اس غرض کے لیے نزول مین ہے اور اس امداد بالملائکہ کی نسبت جو شبہہ کیا گیا ہے اسکا جواب عنقریب آتا ہے۔ آور نکتہ اس عدد مین یہ ممکن ہے کہ کافر ایک ہزار تھے اس لئے ایک ہزار فرشتے آئے پھر جیسے کافر مسلمانون سے تین گونہ تھے اسلئے فرشتے تین ہزار ہوگئے کہ کافرون سے تین گونہ رہین پھر پانچ ہزار مین یہ رعایت ہے کہ لشکر کے پانچون حصون کے ساتھ ایک ایک ہزار رہین واللہ اعلم ربط آگے امداد و نصرت مذکور کی حکمت کا بیان ہے حکمت واقعہ بالا وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۱۲۵ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕـبِيْنَ ۱۲۶ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد (مذکور جو ملائکہ سے ہوئی) محض اس (حکمت) کے لئے کی کہ تمھارے لیے (غلبہ کی) بشارت ہو (یعنی غلبہ کی توقع سے خوشی ہو جاوے) اور تاکہ تمھارے دلون کو (اضطراب سے) قرار ہو جاوے (پس ایک فائدہ جلب منفعت ہوا دوسرا دفع مضرت چونکہ طبعاً اسباب سے تسلی ہوتی ہے اس لئے اس سبب کا سامان کیا گیا) اور (واقع مین تو) نصرت (و غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہین (کہ ویسے بھی غالب کرسکتے ہین لیکن) حکیم (بھی) ہین (جب چاہین اسباب سے غلبہ دیتے ہین یہ تو حکمت ہوئی امداد بالملائکہ کی آگے حکمت ہے منصور و مظفر فرمانیکی کہ اللہ تعالیٰ نے بدر مین تمکو غلبہ اس لیے دیا) تاکہ کفار مین سے ایک گروہ کو (جانے سے) ہلاک کردے

اللغات فی القاموس الطرف الطائفة من الشیء والرجل الکریم فی روح المعانی القطع الاہلاک ویکبتہم فی القاموس کبتہ رد و اذل وانحنی و صرع و غیظ و غم النحو بشری مفعول لہ والاستثناء مفرغ من اعم العلل ای لشیء من الاشیاء الا للبشارة بالنصر و قیل لتطمئن معطوف علی بشری باعتبار الموضع قوله لیقطع متعلق بقوله تعالی ولقد نصرکم الله وما بینہما تحقیق بحقیقته ۱۲

البلاغة قوله لکم الخ فی روح المعانی وجه الخطاب نحو المؤمنین تشریفا لهم وایذانا بانهم هم المحتاجون لما ذکر وا ما رسوله صلی الله علیه وسلم فغنی عنه بما من به علیه من التائید الروحانی والعلم الربانی قوله او یکبتہم قلت فیه استخدام لان المقتول غیر المنهزم ۱۲

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَغْفِرُ

آپکو کوئی دخل نہیں یہانتک کہ خدا تعالیٰ انپر یا تو متوجہ ہو جاوین اور یا انکو کوئی سزا دیدین کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہین۔ اور اللہ ہی کی ملک ہی جو کچھ بھی آسمانون مین ہی اور جو کچھ کہ زمین مین ہی وہ

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

جسکو چاہین بخشدین اور جسکو چاہین عذاب دیدین اور اللہ تعالیٰ تو بڑی مغفرت کرنیوالے بڑی رحمت کرنیوالے ہین

(چنانچہ ستر کافر رئیس قتل کیے گئے) یا اُن (مین سے بعض) کو ذلیل خوار کردی (یعنی شکست دیدی) پھر وہ ناکام لوٹ جاوین (یعنی انمین سے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو جاوے اور اگر دونون ہو جاوین تو اور بھی بہتر چنانچہ دونون باتین ہوئین بلکہ تیسری ایک اور ہوئی کہ ستر قید ہوئے) ف یہان امداد کی حکمت نہایت تصریح کے ساتھ فرمائی جسمین غور کرنے سے اس مضمون پر کوئی شبہ باقی نہین رہتا کیونکہ حاصل اسکا یہ ہوا کہ اُن فرشتون کے نزول سے اصلی مقصود یہ تھا کہ مسلمانون کے قلب کو سکون ہو باقی طریق سکون کا کیا تھا سو سورہ انفال مین اس قصہ مین ہی فثبتوا الذین امنوا اور منجملہ وجوہ تثبیت کے یہ بھی ہی کہ اپنے روحانی تصرف سے قلوب مومنین مین قوت پہونچا دین جیسا کہ مشائخ اہل تصرف کیا کرتے ہین اور جیسا کہ ابتدا نزول وحی مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دبانیکی یہی توجیہ کیجاتی ہی پس اس بنا پر نہ تو فرشتون کا لڑنا ضروری ہی اور نہ یہ شبہ ہوسکتا ہی کہ ایک ہی فرشتہ سب کفار کو ہلاک کرسکتا تھا پھر کئی ہزار کی کیا ضرورت تھی اور پھر کئی ہزار نے بھی سب کفار کو ہلاک نہ کیا وجہ دفع یہ ہی کہ اصلی کام اُن کا قتال نہ تھا جیسا کہ حنین اور احزاب مین بھی ملائکہ آئے اور قتل انکا منقول نہین گو آیت انفال فاضربوا فوق الاعناق الخ کی ایک تفسیر مین ملائکہ کو خطاب کہا گیا ہی اور بعض روایات مین آیا بھی ہی کہ بعض مشرکین کو قتل کا ارادہ کیا مگر اُسکا سر از خود جدا ہو گیا اور وہ فی الکمالین عن سہل بن حنیف بروایۃ الحاکم وتصحیح البیہقی جس سے کچھ قتال کرنا بھی معلوم ہوتا ہی مگر یہ اصلی کام نہ تھا بلکہ اسمین یہ حکمت ہوسکتی ہی کہ ایک آدھ واقعہ ایسا ہو جاوے تو صحابہ کو آثار خارجیہ سے معیت ملائکہ کا اور زیادہ یقین ہو کر زیادہ قوت قلب کو پہونچے چنانچہ بعض صحابہ نے اقدم حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز بھی سُنی اور بعضے نے خود بعض ملائکہ کو دیکھا بھی رواہ مسلم اور گو اس مقصود یعنی تصرف روحانی کا حاصل ہونا اسپر موقوف نہ تھا کہ اُن کے نزول کی خبر بھی دیجاوے لیکن ظاہر ہی کہ اس سے اور زیادہ تقویت قلب کو ہوتی ہی خوب سمجھ لو اور اوپر بیان تھا سبب نصرت کا کہ تقویٰ ہی اور یہان بیان ہی حکمت کا کہ بشریٰ ہی پس باہم کچھ تعارض نہین ربط آگے پھر عود ہی قصہ احد کی طرف درمیان مین مجملاً قصہ بدر کا بمناسبت مقام کے مذکور ہو گیا تھا اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا کہ اس غزوہ احد مین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جو کہ سامنے کے دو اوپر دو نیچے کے دانتون کی کروٹون مین چار دانت ہوتے ہین دو اوپر داہنے بائین دو نیچے داہنے بائین ان چارون مین نیچے داہنی طرف کا دانت تھا شہید ہو گیا اور چہرہ مبارک مجروح ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہوگی جنھون نے اپنی نبی کے ساتھ ایسا کیا حالانکہ وہ نبی انکو خدا کی طرف بلا رہا ہی اسوقت یہ آیت نازل ہوئی کذا فی لباب النقول عن احمد ومسلم عن انس اور بخاری سے ایک قصہ اور بھی نقل کیا ہی کہ آپ نے بعض کفار کے لیے بددعا فرمائی تھی اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور وہ سب مسلمان ہو گئے یہ دونون قصے تو احد کے واقعہ کے متعلق ہوئے اور ایک روایت مسلم سے نقل کی ہی کہ رعل و ذکوان وعصیہ قبائل کفار کے لئے بددعا فرمایا کرتے تھے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی پھر اس مین اشکال کیا ہی کہ رعل و ذکوان کا واقعہ بعد احد کے ہوا ہی تو تطبیق نہین ہوسکتی پھر خود جواب دیا ہی کہ اس روایت مین اتنا مضمون مدرج منقطع ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی پس پہلی روایات صحیح ہین الخ لیکن یہ اشکال باقی رہا کہ پھر آپ نے کیون بددعا فرمائی اس لئے جواب صحیح یہی ہی کہ ممکن ہی آپ نے بقرینہ تخصیص ضمائر اس حکم کو اہل احد کے ساتھ خاص سمجھا ہو خصوص یتوب علیہم سے اشارہ انکے احتمال ایمان کا بھی معلوم ہوتا ہی رعل و ذکوان مین موانع ظاہر نہ تھے اسلئے بددعا فرمادی ہو اور وہی آیت دوبارہ وحی سے یاد دلائی گئی ہو تاکہ انکو حکم کا عموم معلوم ہو جاوے یا اشتراک علت یعنی احتمال ایمان اگرچہ غیر ناشی عن دلیل ہو اور جاننا چاہیے کہ انکا بددعا فرمانا یا اسکا قصد کرنا اجتہاداً تھا نہ وحی سے اور ثابت تھا نہ کہ اپنی عصمت کے متعلق کوئی اشکال لازم نہین آتا عو وبقصد احد لیس لک من الامر شیء او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظلمون ○ وللہ ما فی السموت وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ ٱلرِّبَوٰٓا۟ أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِىٓ أُعِدَّتْ

اے ایمان والو | سود مت کھاؤ | کئی حصے زائد | اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو | اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے

لِلْكَٰفِرِينَ ۝ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

لیے تیار کی گئی ہے اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپکو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں (خواہ علم کا دخل ہو یا قدرت کا بلکہ یہ سب خدا تعالیٰ کے علم اور قبضہ میں ہے آپکو صبر کرنا چاہیئے) یہانتک کہ خدا تعالیٰ انپر یا تو (رحمت سے) متوجہ ہو جاویں (یعنی انکو اسلام کی توفیق دیدیں تو اسوقت صبر مبدل بفرح وسرور ہو جاویگا) اور یا انکو (دنیا ہی میں) کوئی سزا دیدیں (تو اسوقت صبر مبدل بتشفی قلب ہو جاویگا اور سزا دینا کچھ بیجا بھی نہیں) کیونکہ وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں (مراد اس سے کفر و شرک ہے جیسا فرمایا ان الشرک لظلم عظیم آگے اس مضمون کی تاکید ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے وہ جسکو چاہیں بخشدیں (یعنی اسلام نصیب کر دیں جس سے مغفرت ہوتی ہے) اور جسکو چاہیں عذاب دیں (یعنی اسلام نصیب نہ ہو اور اس وجہ سے عذاب دائمی ہو) اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے (اور) بڑے رحمت کرنے والے ہیں (تو بخشنے کا تو وہ بھی تعجب نہیں کیونکہ رحمت تو انکی سابق ہی ہے اسی لیے عذاب دینے کی وجہ اوپر بیان فرمائی فانہم ظلمون) ف صبر کی حد اور انتہا دو چیزوں کو فرمایا ان کا مسلمان ہو جانا یا کسی ہلاکت و وبال میں مبتلا ہو جانا کیونکہ دونوں حالتوں میں صبر ختم ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ صبر ناگوار حالت پر ہوتا ہے اور یہ دونوں حالتیں موافق طبیعت کے ہیں اور مطلب نفی دخل کا یہ ہے کہ بدون اعلام الٰہی علم نہیں اسلیے احتمال مسلمان ہونیکا رہا پھر بددعا کب مناسب ہے چنانچہ بعضے مسلمان ہوئے اور بدون مشیت الٰہی بددعا میں اثر نہیں اسلیے اسکی فکر بھی نہ چاہیئے اور اس فکر اصلاح ہی سے غصہ و غم پیدا ہو جاتا تھا انتظار ربط آیہ واذ تقول للمؤمنین کے ذیل عنوان فائدہ میں لکھا گیا ہے کہ احد میں عدم نصرت بسبب اختلال تقوی کے ہوا ایک اختلال قبل واقعہ کے دوسرا عین واقعہ میں الخ اس سے یہ ثابت ہوا کہ بعض اوقات خطایا سے سابقہ دوسری اور خطاؤں کے صدور اور بعض طاعات میں خلل ہو جانیکا سبب ہو جاتی ہیں چنانچہ روح المعانی میں بھی تحت آیہ انما استزلہم کے اسکی تصریح ہے اور تجربہ بھی ہے اسلیے آگے تقوی کی تاکید اور اسکے بعض فروع مہمہ کی تصریح اور بعض بڑے معاصی سے مثل ربوا کے اجتناب کا حکم فرماتے ہیں تاکہ پابند حدود شرعیہ رہیں تو آئندہ پھر کسی موقع پر کوئی مضرت پیش نہ آوے **امر ببعض شعب تقوی و نہی از بعض معاصی**

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ ٱلرِّبَوٰٓا۟ أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِىٓ أُعِدَّتْ لِلْكَٰفِرِينَ ﴿۱۳۱﴾ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۳۲﴾

اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی مت لو اصل سے) کئی حصے زائد (کر کے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو (یعنی جنت نصیب ہو اور دوزخ سے نجات ہو) اور اس آگ سے بچو جو (در اصل) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (یعنی سود وغیرہ گناہ مت کرو جو دوزخ میں لیجانیوالے ہیں) اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور (اسکے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ گے (یعنی قیامت میں) ف یہ جو فرمایا کہ اصل سے کئی حصے زائد کر کے لیں تو یہ سود کے حرام ہونے کی قید نہیں کیونکہ سود قلیل ہو یا کثیر سب حرام ہے بلکہ اس زمانہ کا دستور اسیطرح تھا چنانچہ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے جو لباب النقول میں بتخریج فریابی مجاہد سے مروی ہے کہ لوگ باہم معاملہ بیع کا ایک میعاد معین پر دام دینے کے وعدے سے کیا کرتے تھے جب وہ میعاد معین آجاتی اور دام ادا نہ ہوتے تو دام بڑھا کر اور مہلت دیدیا کرتے اور نیز بسند مذکور عطا سے مروی ہے کہ جاہلیت میں قبیلہ ثقیف قبیلہ بنی نضیر سے معاملہ دین کا کرتے تھے جب میعاد آجاتی تو کہتے کہ ہم تمکو بڑھا کر دیدیں گے تم اور مہلت دیدو اسپر یہ آیت نازل ہوئی الخ غرض اسیطرح بڑھا کر لیتے تھے چنانچہ روح المعانی میں یہ لفظ بھی ہے وہکذا عند کل اجل آہ اسلیے اس آیت میں اسکا بیان کر دیا اور دوسری آیت میں مطلقاً بلا کسی قید کے حرام فرمایا جیسے سورہ بقرہ کی آیت وحرم الربوا گذر چکی ہے پس دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ یہ صورت بھی حرام ہے اور دوسری صورتیں جو اسکے علاوہ ہوں وہ بھی حرام ہیں خوب سمجھ لو آجکل بعضے ہوا پرست اس قید سے جو کہ واقعی ہے احترازی نہیں عام مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور دوسرا فائدہ اسلیے کہا گیا کہ گناہوں کی وجہ سے بعضے مسلمان بھی جاویں گے لیکن انکا اصل مسکن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعد سزا کے آخر میں برکت ایمان کے اس سے نکل آویں گے انتظار ربط آیۂ تتمہ ہے مضمون سابق کا یعنی ترغیب ہے تکمیل شعب تقوی کی مع وعدہ ثمرہ تقوی کے کہ مغفرت اور جنت ہے پس اوپر دوزخ سے بچنے کو فرمایا تھا یہاں جنت لینے کو فرماتے ہیں

ولتحقیقنا الذین
۱ے قولہ فی ... لاک خودفانا مذکور فی سنن البغ اعلام وقولہ ...
۲ے قولہ فی ... اسلیے کہا آخر روح المعانی ... الاکثر رضی اللہ عنہ انہ کان یقول ہذہ الآیۃ ... فی القرآن حیث اللہ تعالیٰ المؤ بالنار المعدۃ ان لم یتقوہ فی محارمہ اھ

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي

اور دوڑو طرف مغفرت کی جو تمہارے پروردگار کی طرف ہو اور طرف جنت جسکی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنیوالون کے لیے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہین

السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً

فراغت مین اور تنگی مین　اور غصے کے ضبط کرنے والے　اور لوگون سے درگذر کرنے والے　اور اللہ تعالی ایسے نکوکارون کو محبوب رکھتا ہے　اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہین جسمین

اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ

زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہین تو اللہ تعالی کو یاد کر لیتے ہین پھر اپنی گناہون کی معافی چاہنے لگتے ہین اور اللہ تعالی کے سوا اور ہے کون جو گناہون کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہین کرتے

يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور وہ جانتے ہین　ان لوگون کی جزا بخشش ہے انکے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہین نیچے سے نہرین چلتی ہون گی کہ ادمین　اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والون کا

امر بہ شعب تقوی و وعدہ جزای — وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۱۳۳ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۳۴ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۱۳۵ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۱۳۶ اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے (نصیب) ہو اور (دوڑو) طرف جنت کے (مطلب یہ کہ ایسے نیک کام اختیار کرو جس سے پروردگار تمھاری مغفرت کر دین اور تمکو جنت عنایت ہو) اور وہ جنت ایسی ہے جسکی وسعت ایسی (تو) ہے ہی، جیسے سب آسمان اور زمین (اور زیادہ کی نفی نہین چنانچہ واقع میں زائد ہونا ثابت ہے اور) وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والون کے لئے (یعنی مسلمانون کے لیے جنمین ایک تو اعلی درجہ کے مسلمان، ایسے لوگ ہین جو کہ (نیک کاموں مین) خرچ کرتے ہین (ہر حال مین) فراغت مین (بھی) اور تنگی مین (بھی) اور غصہ کے ضبط کرنیوالے اور لوگون (کی تقصیرات) سے درگذر کرنے والے اور اللہ تعالی ایسے نکوکارون کو (جنمین یہ خصال ہون بوجہ اکمل) محبوب رکھتا ہے اور (ایک ان مذکورین کے اعتبار سے دوسرے درجے کے مسلمان) ایسے لوگ (ہین) کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہین جسمین (دوسرون پر) زیادتی ہو یا (کوئی گناہ کر کے خاص) اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہین تو (معا) اللہ تعالی (کی عظمت اور عذاب) کو یاد کر لیتے ہین پھر اپنی گناہون کی معافی چاہنے لگتے ہین (یعنی اس طریقہ سے جو معافی کے لئے مقرر ہے کہ دوسرون پر زیادتی کرنے مین ان اہل حقوق سے بھی معاف کرائے اور خاص اپنی ذات کے متعلق گناہ مین اسکی حاجت نہین اور اللہ تعالی سے معاف کرانا دونون مین مشترک ہے) اور (واقعی) اللہ تعالی کے سوا اور ہے کون جو گناہون کو بخشتا ہو (رہا اہل حقوق کا معاف کرنا سو وہ لوگ اسکا اختیار تو نہین رکھتے کہ عذاب سے بھی بچا لین اور حقیقی بخشش اسیکا نام ہے) اور وہ لوگ اپنے فعل (بد) پر اصرار (اور ہٹ) نہین کرتے اور وہ ان باتون کو) جانتے (بھی) ہین (کہ فلان کام ہم نے گناہ کا کیا اور یہ کہ توبہ ضرور ہے اور یہ کہ خدا تعالی غفار ہے مطلب یہ کہ اعمال کی بھی درستی کر لیتے ہین اور عقائد بھی درست رکھتے ہین) ان لوگون کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور (بہشت کے) ایسے باغ ہین کہ ان کے (درختون اور مکانون کے) نیچے سے نہرین چلتی ہونگی (اور اسی مغفرت اور جنت کی تحصیل کا شروع آیتون مین حکم تھا بیچ مین طریقہ اسکا بتلایا ختم پر اسکا وعدہ فرمایا) اور (یہ) اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنیوالون کا (وہ کام استغفار اور حسن اعتقاد ہے اور استغفار کا متمم آئندہ طاعات کی پابندی ہے جسپر عدم اصرار دلالت کرتا ہے **ف** ان آیتون مین دو درجون کے مسلمانون کا بیان ہے ایک اعلی درجہ کے ایک ان سے کم اور خدا سے ڈرنے والون مین سب آگئے کیونکہ توبہ بھی خدا کے ڈر ہی سے ہوتی ہے اور یحب کے ترجمہ مین بوجہ اکمل اس لئے قید لگائی کہ نفس محبوبیت سب اہل اسلام مین مشترک ہے البتہ اعلی درجہ کے لوگون کے لئے اکمل درجہ کی محبوبیت خاص ہے باقی ضروری قیود اور فوائد خود تقریر ترجمہ سے واضح ہین ربط آگے پھر عود ہے قصہ غزوہ احد کی طرف بطور تسلی دہی مسلمانون کے کہ ہمیشہ سے طریقہ الہی چلا آیا ہے کہ انجام کار کفار ہی خائب و خاسر ہوتے ہین سو تم گو اسوقت اپنی بے عنوانی سے مغلوب ہو گئے لیکن اگر تم اپنے مقتضیات ایمان یعنی ثبات و تقوی پر قائم رہے تو اخیر مین

[حاشیہ]

تحقیقات الترجمہ
قولہ فی ترجمہ سارعوا
مغفرۃ ایسے نیک کام
(منقدیرالی موجبات المغفرۃ)
قولہ فی ترجمہ
... سب آسمان
الاستغراق قولہ
عرضہا زیادہ کی نفی
تخصیص للمتقین ۵
فی ترجمۃ المتقین کی
... لان کل مومن
بتفاوت المراتب
قولہ فی ترجمۃ المحسنین
اشارۃ الی کون اللام
قولہ فی ترجمۃ
... زیادتی ہو
... فی البیضاوی
... فی توضیح وعن
... الذنوب اسکا
... رکھتے محصلہ
... العباد شرط للمغفرۃ
... خاصۃ باللہ
قولہ فی ترجمۃ
اشارۃ الی حدیث
... المدح ای نیک
... ۹ قولہ
... حسن اعتقاد
... لذلک التقیید
... توبۃ لا تقبل الا
... اعتقاد ۱۲

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى

بالتحقیق تم سے قبل مختلف طرق گذر چکے ہیں تو تم روی زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا — یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لیے اور ہدایت

وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ○ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ

اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنیوالوں کے لیے اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے اگر تم کو زخم پہونچ جاوے تو

مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ

اُس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہونچ چکا ہے اور ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان اولتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لیویں اور تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ○

تھا اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے اور تا کہ میل کچیل سے صاف کر دیں ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو

کفار ہی مغلوب ہونگے عود بسوی قصۂ احد و تسلیہ مسلمانان قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۱۳۷ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ۱۳۸ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۱۳۹ بالتحقیق تم سے قبل (زمانوں میں) مختلف طرق کے لوگ گذر چکے ہیں (ان میں مسلمان بھی تھے کفار بھی تھے اور اُن میں اختلاف و مقابلہ و مقاتلہ بھی ہوا لیکن انجام کار کفار ہی ہلاک ہوئے چنانچہ اگر تم آثار کا مشاہدہ کرنا چاہو) تو تم روی زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ اخیر انجام تکذیب کرنے والوں کا (یعنی کفار کا) کیا ہوا (یعنی ہلاک و برباد ہوئے چنانچہ اُن کی ہلاکت کے آثار اسوقت تک بھی باقی تھے جسکو دوسری آیات میں فرمایا ہے فتلک بیوتہم خاویۃ الخ فتلک مساکنہم لم تسکن الخ وانہما لبامام مبین الخ) یہ (مضمون مذکور) بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لیے (کہ اگر یہ غور کریں تو عبرت حاصل کر سکتے ہیں) اور ہدایت اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنیوالوں کے لیے (یعنی ہدایت اور نصیحت یہی لوگ حاصل کرتے ہیں ہدایت یہ کہ حق و باطل کو سمجھیں اور نصیحت یہ کہ اُس کے موافق عمل کریں) اور تم (اگر اسوقت مغلوب ہو گئے تو کیا ہوا) ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور (آخر کو) غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے (یعنی اُسکے مقتضیات پر ثابت رہے) ف بقیہ تقریر مضمون آیت کی بیان ربط میں لکھی جا چکی ہے دیکھ لیا جاوے ربط اگلی بھی تسلی ہے دوسرے طور پر جسکی تقریر ترجمہ ہی سے معلوم ہو جاوے گی تسلی مسلمانان بتقریر دیگر اِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۱۴۰ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۱۴۱ اگر تم کو زخم (و صدمہ) پہونچ جاوے (جیسا احد میں ہوا) تو (کوئی گھبرانے کی بات نہیں کیونکہ اس میں چند حکمتیں ہیں ایک تو یہ کہ) اُس قوم کو بھی (جو کہ تمہارے مقابل تھی یعنی کفار) ایسا ہی زخم (و صدمہ) پہونچ چکا ہے (چنانچہ گذشتہ سال بدر میں وہ صدمہ اٹھا چکے ہیں) اور (ہمارا معمول ہے کہ) ان ایام کو (یعنی غالب و مغلوب ہونیکے زمانہ کو) ان لوگوں کے درمیان اولتے بدلتے رہا کرتے ہیں (یعنی کبھی ایک قوم کو غالب اور دوسری کو مغلوب کر دیا کبھی اس کا عکس کر دیا سو اسی معمول کے موافق پارسال وہ مغلوب ہوئے تھے اب کی تم ہو گئے ایک حکمت تو یہ ہوئی) اور (دوسری حکمت یہ ہے) تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو (ظاہری طور پر بھی) جان لیویں (کیونکہ مصیبت کے وقت مخلص اور منافق کا امتحان ہو جاتا ہے) اور (تیسری حکمت یہ ہے کہ) تم میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا (بقیہ حکمتیں آگے آتی ہیں درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ظلم (یعنی کفر و شرک) کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے (پس اسکا احتمال نہ کیا جاوے کہ شاید انکو محبوب ہونیکی وجہ سے غالب فرما دیا ہو ہرگز نہیں) اور (چوتھی حکمت یہ ہے) تا کہ (گناہوں کے) میل کچیل سے صاف کر دے ایمان والوں کو (کیونکہ مصیبت سے اخلاق و اعمال کا تصفیہ

اللغات فی القاموس دالت الایام دارت۔ واللہ یداولہا بین الناس۔ وفیہ محص الذھب بالنار خلصہ مما یشوبہ ۱۲

النحو والبلاغۃ قولہ ان یمسسکم فی روح المعانی ان ان قد تجیٔ للمجرد التعلیق من غیر نقل فعلہ من الماضی الی المستقبل۔ قولہ تعالیٰ وتلک الایام فی روح المعانی اسم الاشارۃ مشار بہ الی ما بعدہ

کما فی الضمائر المبہمۃ التی یفسرہا ما بعدہا لخبریہ مجملا و مثلہ یفیدہا التفخیم والتعظیم والایام بمعنے الاوقات لا الایام العرفیۃ و تعریفہا للعہد اشارۃ الی اوقات الظفر والغلبۃ الجاریۃ فیما بین الامم الماضیۃ والآتیۃ و بوبا بعد واحد داخلات فیہا دخولا اولیا و اسم الاشارۃ مبتدأ والایام صفۃ و نداولہا ہو الخبر و بین الناس ظرف لہذا ولہا ۱۲

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ فی ترجمۃ اگر تم مشاہدہ کرنا چاہو روح المعانی قبلہ الشرط ای ان شککتم علیہ المراد وانظروا کذا فی الکبیر ۱۲ سلہ
بیان کافی فالتنوین
سلہ قولہ ہدایت یہ حصل الفرق بین الثلاثۃ ۱۲ سلہ قوا
صاحب التفسیر الا سو ۱۲ الکبیر۔ والقت
الانہزام ولویدہ
المعانی من الجرح
القرح بالانہزام
المثلیۃ باعتبار کثرۃ
فی الجملۃ من غیر
فی العدد ۱۲ سلہ کما
مہین اشارۃ الی
الجزاء ای فلا تحزنوا کذا
المعانی ۱۲ سلہ قو
دوسری حکمت ا
الی کونہ معطوفا
الجزاء المحذوف
الکلام تسلوا الا
المداولۃ ولیعلم
ولیمحص ولیمحق
قولہ فی ترجمۃ
کو اشارۃ الی کو

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ

ہان کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت مین جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کو تو دیکھا ہی نہین جنھون نے تم مین سے جہاد کیا ہو اور نہ انکو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہون اور تم تو

الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو اسکو تو کھلی آنکھون دیکھ لیا تھا۔

ع ۱۴

ہو جاتا ہی اور (پانچوین حکمت یہ ہی کہ) مٹا دیوے کافرون کو (یہ دو طور پر ہی ایک یہ کہ غالب آجانیسے جرأت بڑھے گی پھر مقابلہ مین آوینگے اور ہلاک ہونگے دوسرے یہ کہ مسلمانون پر ظلم کرنیسے قہر خداوندی مین مبتلا ہو کر ہلاک ہونگے ف اس اخیر وجہ کا مضمون خوب ادا کیا گیا ہی سہ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ۔ اور اول حکمت جو نداول کو فرمایا خود اس نداول مین بہت سے مصالح و حکم ہین جنمین سے ایک بڑی حکمت یہ معلوم ہوتی ہی کہ اس عالم مین مکلف کا ابتلا باقی رہے اور اگر ہمیشہ مسلمان ہی غالب رہتے تو ایمان لانا کچھ بھی کمال نہ ہوتا بنی بر بصیرت نہ ہوتا اور عکس مین بھی ضعفا فتنہ شدیدہ مین پڑ جاتے جیسا سورہ زخرف مین فرمایا ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الی قولہ وزخرفا الآیۃ اور لیعلم کے ترجمہ مین جو یہ قید لگائی کہ ظاہری طور پر اسکی توضیح پارہ سیقول کے رکوع اول تفسیر لنعلم من یتبع الرسول کے فائدہ مین گذر چکی ہی ربط اوپر کی آیتون مین تسلی تھی گذشتہ مصائب کے بارہ مین آگے تقویت قلوب مومنین کی فرماتے ہین آیندہ مشقتون کے وقوع پر تقویت قلوب بہ مشاق أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۴۲﴾ ہان (اور سنو) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت مین (خصوصیت کے ساتھ) جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے (ظاہری طور پر) ان لوگون کو تو دیکھا ہی نہین جنھون نے تم مین سے (خوب) جہاد کیا ہو اور نہ انکو دیکھا جو (جہاد مین) ثابت قدم رہنے والے ہون ف ظاہری طور پر کی قید کا موقع بیان تو ابھی اوپر کی آیت کے فائدہ مین مذکور ہو چکا ہی اور خصوصیت کے ساتھ داخل ہونیکا مطلب یہ ہی کہ اول ہی چلا جاوے اور درجات عالیہ پر بھی پہونچ جاوے یہ بدون مشقت کے نہین ہوتا جیسا کہ دوسری نصوص سے معلوم ہوتا ہی اور باقی نفس دخول بعض مومنین کے لیے محض فضل و کرم سے بھی ہو سکتا ہی جیسا یغفر لمن یشاء سے اہل حق نے سمجھا ہی اور جہاد مین خوب کی قید اسلیے لگائی کہ تھوڑا بہت تو جہاد ہوا ہی تھا اور نا تمام ثبات بھی رہا مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ابھی تم سے زیادہ جہاد اور ثبات قدم واقع نہین ہوا اور خصوصیت کے ساتھ جنت مین جانا اس پر موقوف ہی پس آیندہ کے لیے اسمین کوشش کرنا ضرور ہی ربط اوپر نصیحت تھی آگے ایک گونہ ملامت ہی یعنی الزام پر ملامت بر انہزام وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۱۴۳﴾ اور تم تو شہید ہو کر مرنے کی (بڑی) تمنا کر رہے تھے موت کے سامنے آنے کے پہلے سے سو (تمنا کے بعد) اُس (کے سامان) کو تو کھلی آنکھون دیکھ لیا تھا پھر اسکو دیکھکر کیون بھاگنے لگے اور وہ تمنا کہان بھول گئے) ف شان نزول اس آیت کا یہ ہی کہ سال گذشتہ بعض صحابہ جو بدر مین شہید ہوئے اور اُن کے بڑے فضائل معلوم ہوئے تو بعض نے تمنا کی کہ کاش ہمکو بھی کوئی ایسا موقع پیش آوے کہ اس دولت شہادۃ سے مشرف ہون آخر یہ احد کا غزوہ واقع ہوا تو پاؤن اکھڑ گئے اسپر یہ آیت آئی کذا فی لباب النقول بسند ابن ابی حاتم عن ابن عباس ربط جب اس غزوہ احد مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور سر مبارک زخمی ہوا اسوقت کسی دشمن نے پکار دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کیے گئے مسلمان لڑائی بگڑ جانیسے بدحواس اور منتشر ہو ہی رہے تھے اس خبر سے اور بھی کمر ٹوٹ گئی کسی نے تو یہ تجویز کیا کہ اب کفار سے امن لے لینا چاہیے

بلقت الترجمہ

سلہ قولہ فی ترجمۃ ام ہان الخ اشارۃ الی کون ام منقطعۃ بمعنی بل للاستقبال من کلام الی کلام والہمزۃ للانکار الانکاری فان کلمۃ ہان فی لساننا لتنبیہ الاستقبال ۱۲

سلہ قولہ فی ترجمۃ لما یعلم دیکھا ہی نہین بناء علی ان الرؤیۃ القلبیۃ مرادۃ بعلم ولما کان مادۃ یا نشأ موشاعند القدیۃ زکرہ ۱۲

سلہ قولہ فی ترجمۃ رأیتموہ اس کے سامان الخ لان المنتہی من بحر لی نفی الکلام ۱۲

النحو قولہ ویعلم الصابرین فی روح المعانی نصب باضمار ان وقیل بواو الصرف و الکلام من باب لا تاکل السمک وتشرب اللبن ای ام حسبتم والحال انہ لم یتحقق منکم الجمع بینہما اذ فلت نفی الجمع قد یکون بنفی کل واحد من الجزئین وقد یکون بنفی احدہما والمقام یحتمل کلیہما فان الثبات لم یتحقق واما الجہاد فقد وقع لکن لو نظر الی الغایۃ صح الاستغراق ۱۲

البلاغۃ قولہ تعالیٰ لما یعلم فی روح المعانی فی اختیار لما علی لم اشارۃ الی ان الجہاد متوقع منہم فیما یستقبل بناء علی ما یفہم من کلام سیبویہ ان لما تدل علی توقع الفعل المنفی بہا والایثار الصابرین علی الذین صبروا الایذان بان المعتبر ہو الاستمرار علی الصبر وللحیا فظۃ علی رؤس الآی ۱۲ قلت یخالفہ الجہاد فانہ یکفیہ عن قریب اما عن الفرح او عن الترح واشنہم

تنظرون ای رأیتموہ معاینین لہ وہو علی حد قولک رأیتہ ولیس فے عینی علۃ ای رأیتہ رؤیۃ حقیقیۃ لا خفاء فیہا ولا شبہۃ ۱۲

الکلام ربما قررت معنی دخول الجنۃ لم یبق مساغ للمعتزلۃ ان یتمسکوا بالآیۃ علی امتناع دخول الجنۃ بدون العمل ۱۲

الفقہ فی روح المعانی المقصود من ہذا الکلام تنبیہم الشہادۃ والحرب ثم جبنہم لا علی تمنی الشہادۃ نفسہا لان ذلک مما لا عتاب علیہ کما وہم ۱۲

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ

اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر

عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ○ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ

جاویگا تو خدا تعالی کا کوئی نقصان نہ کریگا اور خدا تعالی جلدی ہی عوض دیگا حق شناس لوگوں کو اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکم خدا کے اسطور سے کہ اسکی میعاد معین

وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ○

لکھی ہوئی ... اور جو شخص دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص اخروی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو آخرت کا حصہ دینگے اور ہم بہت جلد عوض دینگے حق شناسوں کو

بعضے ہمت ہار کر بیٹھ رہے اور ہاتھ پاؤں چھوڑ دیے اور بعضے بھاگ کھڑے ہوئے بعضے منافق بولے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو پھر اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا جاوے بعض نے کہا کہ اگر نبی ہوتے تو قتل کیوں ہوتے اور بعضوں نے کہا کہ اگر آپ ہی نہ رہے تو ہم جیکر کیا کرینگے پھر آپ نے جان ہی اپنی جان دینا چاہیے اور اگر آپ قتل ہو گئے تو کیا ہے اللہ تعالی تو قتل نہیں ہوا اس پریشانی میں اول حضرت کعب بن مالک نے دیکھ کر پہچانا اور پکار کر کہا کہ ای مسلمانو یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ صحیح سلامت غرض اس وقت پھر مسلمان مجتمع ہوئے آپ نے انکو ملامت فرمائی عرض کیا یا رسول اللہ یہ خبر سنکر ہمارے دلوں میں ہول بیٹھ گئی اسلیے ہمارے پاؤں اکھڑ گئے اس موقع پر یہ آیتیں آیندہ نازل ہوئیں کذا فی روح المعانی ولباب النقول عن ابن ابی حاتم وتتمہ ملامت بر انہزام وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿۱۴۵﴾ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں (خدا تو نہیں جس پر موت یا قتل ممتنع ہو) آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں (اسیطرح آپ بھی ایک روز آخر گذر ہی جاوینگے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ (جہاد یا اسلام سے) الٹے پھر جاؤ گے (چنانچہ اس واقعہ میں بعضے مسلمان میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور منافقین ترغیب ارتداد کی دے رہے تھے) اور جو شخص (جہاد سے خواہ اسلام سے) الٹا پھر بھی جاویگا تو خدا تعالی کا کوئی نقصان نہ کریگا (بلکہ اپنا ہی کچھ کھوئیگا) اور خدا تعالی جلدی ہی (بہت) عوض دیگا حق شناس لوگوں کو (جو ایسے موقع پر اللہ تعالی کے انعامات کو یاد رکھکر اسکی اطاعت پر قائم رہے [illegible] قیامت کو ملنا جلدی ہی ملنا ہے کیونکہ روز بروز قریب ہو رہی ہے) اور (نیز کسی کے مرنے سے اتنا گھبرانا بھی فضول ہے کیونکہ اول تو کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں (خواہ طبعاً خواہ قتلاً) بدون حکم خدا کے (پھر جب خدا کے حکم سے ہے تو اسپر راضی رہنا ضرور ہے دوسرے یہ کہ جسکی موت آتی بھی ہے تو) اسطور سے کہ اسکی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے (جس میں تقدیم وتاخیر نہیں ہو سکتی تو پھر ارمان اور حسرت محض بیکار ہے وہ تو وقت پر ضرور ہوگی اور وقت سے پہلے ہرگز نہ ہوگی) اور (پھر یہ کہ اس توحش پر بھاگنے کا اصل نتیجہ کیا سمجھا اس سے کہ یہ ایک ناکافی تدبیر ہے [illegible] اور زندگی دنیوی کی سو ایسی تدبیر کا اثر سن لو کہ) جو شخص (اپنے اعمال وتدبیرات میں) دنیوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اسکو دنیا کا حصہ (بشرط اپنی مشیت کے) دیدیتے ہیں (اور آخرت میں اس کے لیے کچھ حصہ نہیں) اور جو شخص (اپنے اعمال وتدبیرات میں) اخروی نتیجہ چاہتا ہے (مثلاً جہاد میں اسلیے ثابت قدم رہا کہ یہ تدبیر ہے ثواب آخرت کی) تو ہم اسکو آخرت کا حصہ (وعدہ اور ذمہ کر کے) دینگے اور ہم بہت جلد (یعنی بعد مرگ) عوض دینگے (ایسے) حق شناسوں کو (جو اپنے اعمال میں آخرت کی نعمت کہ رضا ولقا ہے چاہیں) ف پہلی جگہ اعمال نیک پر ثابت رہنے کو شکر کہا تھا یہاں ان اعمال میں آخرت کی نیت کرنے کو شکر کہا تو کلام میں تکرار نہیں ہے فائدہ قد خلت من قبله الرسل سے عیسی علیہ السلام کے انتقال فرما چکنے پر استدلال کرنا محض باطل ہے کیونکہ آسمان پر زندہ اوٹھ جانا بھی دنیا سے گذر جانا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اسیطرح بھی اٹھ جاتے تب بھی صحابہ کو صدمہ موت ہی کا سا ہوتا اسلیے التسلی میں اسکو دخل تام ہے ربط آگے بھی تتمہ ہے ملامت کا مخلصین امم سابقہ کا حال یاد دلا کر [illegible]

وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جنکے ساتھ ہوکر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو انپر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ انکا زور گھٹا اور نہ وہ دبے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا

اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے اور انکی زبان سے بھی تو اسکے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانیکو بخشدیجیے اور ہمکو ثابت قدم

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

رکھیے اور ہمکو کافر لوگوں پر غالب کیجیے سو انکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نکوکاروں سے محبت ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

اگر تم کہنا مانوگے کافروں کا تو وہ تمکو الٹا پھیر دینگے پھر تم ناکام ہو جاؤگے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنیوالا ہے

ذکر استقلال مخلصین امم سابقہ

وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىھُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جنکے ساتھ ہوکر بہت بہت اللہ والے (کفار کے ساتھ) لڑے ہیں (اور ان میں بعض نبی قتل بھی ہوئے ہیں) سو نہ ہمت ہاری انہوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) واقع ہوئیں اور نہ ان (کے قلب یا بدن) کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے (جو دین کے کام میں ایسے ثابت رہیں) اور (افعال میں تو انکی کیا لغزش ہوتی) انکی زبان سے بھی تو اسکے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے (جناب باری میں) عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانیکو بخشدیجیے اور ہمکو (کفار کے مقابلہ میں) ثابت قدم رکھیے اور ہمکو کافر لوگوں پر غالب کیجیے سو (اس استقلال اور دعا کی برکت سے) انکو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلا دیا (یعنی فتح و ظفر) اور آخرت کا بھی عمدہ بدلا دیا (یعنی ثواب جنت) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے نکوکاروں سے محبت ہے (ف) اس میں تعلیم ہے کہ جب مصیبت آوے ظاہری تدبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرو اور اپنے گناہ بخشواوے کہ اکثر مصیبت کا سبب گناہ ہوتا ہے اور غم ہو بھی تو دفعتا لیکن ہم بامر خالق آمدکار کن اور اس میں تعریض ہے کہ احد میں مصیبت بوجہ عدول حکم کے ہوئی اور اگر یہ اشکال ہو کہ وہ لوگ تو اللہ والے تھے پھر ان سے گناہ کیا ہوں گے جواب یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے اور ایسے اتفاقات سے اللہ والے ہونے میں خلل نہیں پڑتا خصوصاً اسوجہ کہ وہ فوراً معذرت کر لیتے ہیں اور فتح و ظفر کو ثبات و دعا پر مرتب فرمانا مشعر ہے کہ یہ امور دراصل اس کے اسباب سے ہیں اور کسی عارض سے تخلف ہوجانا منافی سببیت کے نہیں خوب سمجھ لو ربط چونکہ لڑائی بگڑنے کے وقت بعض منافقین مسلمانوں سے کہنے لگے تھے کہ جب آپ ہی نہ رہے تو اپنا پہلا ہی دین کیوں نہ اختیار کر لیا جاوے اور اس سے ان منافقین کی خباثت اور انکا دشمن بدخواہ ہونا ظاہر ہے اسلئے اگلی آیت میں مسلمانوں کو کسی امر میں انکے مشورے کے اتباع سے ترہیب ہے جیسا اوپر مخلصین سابقین کی اتباع کی ترغیب تھی

ترہیب مومنین از قبول مشورہ کفار و منافقین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَھُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝

اے ایمان والو اگر تم کہنا مانوگے کافروں کا تو وہ تمکو (کفر کی طرف) الٹا پھیر دینگے (یعنی انکا اصل مطلب یہی ہے سو کبھی وہ صراحۃً انکی طرف

اللغات فی روح المعانی ربیون منسوب الی الرب کربانی علی خلاف القیاس اخرج سعید بن منصور عن الحسن انہم العلماء الفقہاء واخرج ابن جبیر عن ابن عباس انہم جموع وعلیہ فہو منسوب الی الربۃ بکسر الراء وہی الجماعۃ وفی البیضاوی ان الکسر من تغیرات النسب ... وفی البیضاوی وہی اصلہ ... من السکون لان الخاشع یسکن لصاحبہ لیفعل بہ ما یریدہ والالف من اشباع الفتحۃ او من الکون لانہ یطلب من نفسہ ان یکون لمن یخضع لہ ... الوہن انفعال عن الضعف ... ضد القوۃ ... فان الوہن کسر الجبن ... سلب القوۃ عن ارکان البعل ... الجبن لاستکانہ بحضرۃ العدو ... ہذا فی ترجمتی ۱۲

النحو قاتل اسنادہ الی ربیون او ضمیر النبی ومعہ ربیون حال عنہ واخترت الاول فی الترجمۃ ... فروا القتل مجردا ... والاصل فی القرأتان تتوافق ولا ینفی اسناد المقتولیۃ الی النبی لما اخرجہ ابن المنذر عن ابن جبیر کان یقول ما سمعنا قط ان نبیا قتل فی القتال ویقول الحسن وجماعۃ لم یقتل نبی فی الحرب فقط نقل ہذہ الروایات فی روح المعانی وفیہ ان من دعی بناہ الی النبی وانہ فی البحر ... علی الشجرۃ المقام حل النصرۃ ... فی قولہ تعالیٰ انا لننصر رسلنا ... اعلاء الکلمۃ ... البلاغۃ وانما جعل قولہم خبرا لان ان قالوا اعرف لدلالتہ علی جہۃ النسبۃ وزمان الحدث وخص ... الآخرۃ بالحسن اشعارا بفضلہ وانہ المعتد بہ عندہ کذا فی البیضاوی قولہ ربنا اغفر لنا ولی زیادۃ لنا اشعار ... من روح المعانی فی آخر آل عمران ۱۲

ملحقات الترجمۃ

سلہ قولہ تو نہ ہمت ہاری ... زبان ... اللسان ... سلہ قولہ فی ترجمۃ ... حد ... الذنوب ... لانہ تعمد ... سلہ قولہ فی ترجمۃ ثواب الدنیا یعنی فتح و ظفر ... لا بالغنیمۃ لما ورد فی الاحادیث ان الغنائم لم تحل للامم السابقۃ بل تاکلہا النار ... من قبیلہا ... قلت ... ان عدم اکل النار لہا لا یستلزم کونہ للغانمین ... فی المقتدر وانا فہم ۱۲

سلہ قولہ کہنا مانوگے ... نصیحۃ کما ... بالنظر الی قولہ یردوکم ... بالکفر لا ... یعنی ... کا مطلب ... علی مطلق ... فافہم

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَ

وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تمکو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تمکو پاداش میں غم دیا بسبب غم دینے کے تاکہ تم

لَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی

بعض نے غلطی فہم سے اس کے خلاف رائے دی کہ اب ہمکو بھی کفار کا تعاقب کرنا چاہیے جیسا او پر شرح قصہ میں گذر چکا) اور باہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں اختلاف کرنے لگے (کہ بعض تو اسی پر ثابت رہے اور بعضے دوسری تجویز کرنے لگے) اور انکار و ملامت آگے جزو پر ہے) اور تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) کہنے پر نہ چلے بعد اسکے کہ تمکو تمہاری دلخواہ بات (آنکھوں سے) دکھلادی تھی (یعنی مسلمانوں کا غلبہ دکھلا دیا تھا اور تمہاری اسوقت یہ حالت تھی کہ) تم میں سے بعضے تو وہ شخص تھے جو دنیا (کا لینا) چاہتے تھے (یعنی کفار کا تعاقب کر کے غنیمت جمع کرنا چاہتے تھے) اور بعضے تم میں وہ تھے جو (صرف) آخرت کے طلبگار تھے (چونکہ بعض سے رائے کی کمزوری اور خلاف حکم رسول دوسری تجویز اور آپکے کہنے پر نہ چلنا اور طلب دنیا ایسے امور صادر ہوئے) اسلئے اللہ تعالیٰ نے آیندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کر لیا اور پھر تمکو ان کفار (پر غالب آنے) سے ہٹا دیا (اور باوجودیکہ یہ مغلوبیت تمہارے فعل کا نتیجہ تھا مگر صرف یہ ابطا ہر سزا نہیں ہوا بلکہ اس مصلحت سے) تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمایش (ایمانکی) فرماوے چنانچہ اسوقت منافقین کا نفاق کھلگیا اور مخلصین کی قدر بڑھگئی اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو معاف کر دیا (اب آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں (کے حال) پر ف اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حال پر بڑی عنایت معلوم ہوئی کہ عتاب میں بھی چند در چند تسلیاں فرمائیں ایک یہ کہ یہ سزا تھی بلکہ اسمیں بھی تمہاری مصلحت تھی پھر مواخذہ آخرت سے بے فکر کر دیا چونکہ ظاہر ہے کہ ایسے حضرات جو ایسی عنایات کے مورد ہوں طالب دنیا نہیں ہوسکتے اسلئے یرید الدنیا میں دنیا کا مراد بالذات ہونا مراد نہیں ہو سکتا اور اسپر قرینہ عقلی بھی ہے وہ یہ کہ اگر یہ حضرات غنائم کو جمع نہ بھی کرتے تب بھی حسب قانون شریعت شرکاء اور مستحق غنیمت یقیناً تھے اس سے معلوم ہوا کہ اسمیں بھی آخرت ہی مقصود تھی کہ حفاظت سورچہ کا ثواب حاصل کریں کہ اب ترہیب و تخریب کفار کا ثواب ہے لیکن اسی لئے بعض اقطاب نے اس آیت میں فرمایا یرید الدنیا للآخرۃ و منکم من یرید الآخرۃ الصرفۃ مگر چونکہ یہ طریق ثواب کا نص کے خلاف تھا اسلئے مجموعہ ہو کر خطا اجتہادی تھی مخالفت نص کے مجرم نہ کہے جاوینگے اور آزمانے کے معنی کی تحقیق آخر پارہ الم آیت واذ ابتلیٰ ابراہیم میں دیکھ لیجیو اور ربط آگے بھی تتمہ اسی مغلوبیت کے قصہ کا ارشاد ہے تتمہ قصہ مغلوبیت اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وہ وقت یاد کرو کہ جب تم (بھاگنے میں جنگل کو) چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پیچھے کی جانب سے تمکو پکار رہے تھے (کہ ادھر آؤ ادھر آؤ مگر تمنے سنا ہی نہیں) سو خدا تعالیٰ نے تمکو پاداش میں غم دیا بسبب تمہارے غم دینے کے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) تاکہ (اس پاداش و مصیبت سے تم میں پختگی پیدا ہو جاوے جس سے پھر) تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی (اسلئے جیسا کام کرتے ہو ویسے مناسب پاداش تجویز فرماتے ہیں) ف آیت وما محمد الا رسول کی تمہید میں گذر چکا ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پکارا تو مسلمان جمع ہو گئے اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا مذکور ہے اور مسلمانوں کا نہ سننا مفہوم ہے سو صاحب روح المعانی نے بہت اچھا جواب دیا ہے کہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا صحابہ نے نہ سنا اور دور نکلے چلے گئے اسوقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پکارا اور سنکر سب جمع ہو گئے اور میں کہتا ہوں کہ اصل وجہ گھبراہٹ کی خبر قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی سو آپکے پکارنے میں اس خبر سے تعرض نہ تھا اور آپکی آواز کو پہچانا نہ ہوگا حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پکارنے میں اس خبر کی تکذیب تھی اس سے تسلی ہو گئی باقی عتاب اللہ تعالیٰ کا آپ کے پکارنے سے نہ آنے پر اس لئے ہو سکتا ہے کہ استقلال سے ادھر توجہ کرتے تو آواز پہچان سکتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر سے غم ہوا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اسوجہ سے انکو غم دیا۔ اور یہاں بھی لیتلیکم میں صحابہ کے حال پر عنایت ہے

ملحقات الترجمۃ
سلہ قولہ نی ترجمۃ الا حق[illegible] صرف فائدۃ تظہر من تقریر قولہ یرید الدنیا فی التمتہ فائدۃ التفسیر سلہ قولہ قبل ترجمۃ ثم صرفکم [illegible] انصرت کو بند کرلیا [illegible] انما اختارہ الزمخشری وعلق علیہ ثم صرفکم [illegible] یصح معنی الغایۃ فی حتی الذی وعدکان بالنصر فانتھی نصرکم حتی اذا کان کذا و الم ینصرکم ولما کان [illegible] ساغ وذا جعل جزء الشرط حتیٰ
سلہ قولہ پختگی پیدا ہو جاوے الخ روح المعانی لتتمرنوا الصبر فی الشدائد فلا تحزنوا علی نفع فات او ضر آت فلا غیر زائدۃ [illegible] لان المجازاۃ بالغم بسبب الحزن لا لماہر اسلہ قولہ بسبب تمہارے غم دینے الخ رجحہ کون الفعیل وکون باللعموم لہ فی الفائدۃ منہم ما ذکرتہ لانہ لیس بنعم نعم من العتاب

الملحقات فی روح المعانی اصعاد الذہاب والابعاد فی الارض [illegible] وفسر ایضا بالانتہا [illegible] الامام [illegible] فی اخراکم [illegible] اخراکم واخرہم [illegible]

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اسکا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ

خیالات کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجیے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے

لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ

سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف

مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ

نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں اور جو کچھ ہوا اسلیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف کر دے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں تم میں جن لوگوں نے

الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں یہ اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ انکو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے انکو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت

نصف

ہوتی ہے کہ اس سے مقصود تربیت تھی اخلاق کی تاکہ ایسے مصائب کے عادی ہو کر استقلال و ثبات پیدا ہو اور خواص عباد پر جو مصائب آتی ہیں یہی حکمتیں ہوتی ہیں ع این بلا سے دوست تطہیر شماست ❊ چونکہ قبض آمد تو دروی بسط بین ❊ تازہ باش و چین میفگن بر جبین ❊ چونکہ قبض آید اے راہرو ❊ آن صلاح تست آیس دل مشو ❊ ربط اوپر غم کا بیان تھا آگے اس غم کے ازالہ کا بیان ہے ظاہراً بھی کہ راحت بدنی نعاس سے حاصل ہوئی اور باطناً بھی کہ راحت روحانی بشارت معافی سے حاصل ہوئی اور اسکے ضمن میں منافقین کی بدحالی اور اس بدحالی کی وجہ ان راحتوں سے محروم رہنا مذکور ہے

عفو و عافیت مومنین ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم مذکور کے بعد تم پر چین (اور راحت) بھیجی یعنی اونگھ (جبکہ کفار میدان سے واپس ہو گئے اور تشویش غیب

اللغات مضاجعهم في روح المعاني جمع مضجع فان كان بمعنى المرقد فهو استعارة للمصرع وان كان بمعنى محل امتداد البدن مطلقا للحي والميت فهو حقيقة ۱۲

النحو قوله امنة مفعول به وقوله نعاسا بدل. قوله طائفة قد اهمتهم في روح المعاني طائفة مبتدء وجملة قد اهمتهم خبره وجاز ذلك مع كونها نكرة لوقوعها موقع التفصيل يظنون في روح المعاني حال من ضمير اهمتهم لا من طائفة وان تخصصت لمالي مجيء الحال من المبتدأ من المقال قوله وليبتلي الله في روح المعاني اللام للتعليل لفعل مقدر كانه قيل فعل ما فعل لمصالح جمة وليبتلي ۱۲

البلاغة قوله من بعد الغم في روح المعاني والتصريح بتاخر الانزال من الغم مع دلالة ثم عليه وعلى تراخيه عنه لزيادة البيان وتذكير عظم المنة. قوله وليمحص في روح المعاني وانما عبر بالقلوب هاهنا كما قيل لان التمحيص متعلق بالاعتقاد على ما اشير اليه وقد شاع استعمال القلب مع ذلك فيقال اعتقده بقلبه ولا كذا وسمعهم يقولون اعتقده بصدره نعم يذكر الصدر مع الاسلام كما في قوله افمن شرح الله صدره للاسلام وربما يقال عبر بذلك للتفنن بناء على ان المراد بالجمعين واحد قوله اهمتهم انفسهم في روح المعاني ان العرب تطلق هذا اللفظ على الخائف الذي شغله هم نفسه عن غيره ۱۲ **اختلاف القراءة** قرأ ابو عمرو ويعقوب كله بالرفع على الابتداء ولله خبره والجمهور بالنصب ۱۲ **الروايات** في روح المعاني اخرج ابن جرير عن السدي ان المشركين انصرفوا يوم احد بعد الذي

كان من امرهم وامر المسلمين فلما انصرفهم رسول الله صلى الله عليه وسلم نادى باسفلهم بذلك بهم فلما رأى المؤمنون ذلك صدقوا نبي الله صلى الله عليه وسلم فناموا وبقي اناس من المنافقين يظنون ان القوم ياتونهم فذلك قوله تعالى ثم انزل عليكم الخ مختصرا وفي روح المعاني ذكر ابو القاسم البلخي انه لم يبق مع النبي صلى الله عليه وسلم يوم احد الا ثلاثة عشر نفسا خمسة من المهاجرين ابو بكر وعلي وطلحة وعبد الرحمن بن عوف وسعد ابن ابي وقاص والباقون من الانصار رضي الله عنهم اجمعين اه وفيه واما سائر المنهزمين فقد اجتمعوا في ذلك اليوم على الجبل وعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه بين هؤلاء المنهزمين كما في خبر ابن جرير. وفي الترمذي عن ابي طلحة قال رفعت راسي يوم احد فجعلت انظر ما منهم يومئذ احد الا يميد تحت حجفته من النعاس وعنه في رواية اخرى قال فجعل سيفي يسقط من يدي وآخذه ويسقط من يدي وآخذه الحديث ۱۲

لطيفة هذه الآية جامعة لجميع حروف الهجاء وكذا آية محمد رسول الله الخ في سورة الفتح وتخفيز بان الآيتان ۱۲

مسلمانوں پر اونگھ غالب ہوئی جس سے سب غم غلط ہوگیا) کہ تم میں سے ایک جماعت پر (یعنی مسلمانوں پر) تو اسکا غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی (یعنی منافقین) کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی (کہ دیکھیے یہاں سے بچکر بھی جاتے ہیں) وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلاف واقع خیالات تجویز کر رہے تھے جو کہ محض حماقت کا خیال تھا (وہ خیال آگے اونکے قول سے معلوم ہوتا ہے اور اسکا ناشی عن الحماقت ہونا اس قول کے جواب سے) اس قول کا بیان یہ ہے کہ) وہ یوں کہہ رہے تھے کیا ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے (یعنی کچھ نہیں چلتا اس اختیار سے مراد یہ ہے کہ قبل قتال یہ لوگ جہاد سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے مطلب یہ کہ ہماری کسی نے نہ سنی خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے) آپ فرما دیجیے کہ اختیار تو سب اللہ ہی کا (چلتا) ہے (مطلب یہ کہ اگر تمہاری رای پر عمل بھی ہوتا جب بھی قضا الٰہی غالب رہتی اور جو آفت آنے والی تھی آ کر رہتی چنانچہ آگے ان کے قول کا مطلب اور جواب کا مطلب مفصل آتا ہے) وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جسکو آپ کے سامنے (صاف طور پر) ظاہر نہیں کرتے (کیونکہ ظاہر میں تو اس کہنے کا کہ کیا ہمارا اختیار الخ یہ ہو سکتا ہے کہ تقدیر الٰہی کے سامنے بندہ کی تدبیر نہیں چلتی تو یہ عین ایمان کی بات ہے اور جواب بھی ایسا لطیف ہے کہ اسمیں اس معنی کی تصدیق ہے کہ واقعی اختیار اللہ ہی کا غالب ہے مگر انکا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ وہ اس معنی کر کہتے تھے کہ اگر ہمارا کچھ اختیار چلتا (یعنی ہماری رای پر عمل ہوتا) تو ہم (یعنی جو لوگ مقتول ہوئے وہ) یہاں مقتول نہ ہوتے (چونکہ ان کے قول کا یہ مطلب تھا آگے جواب کی تفصیل ہے جس سے انکے قول کی تکذیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ) آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی جن لوگوں کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف (آنیکے لیے) نکل پڑتے جہاں وہ (قتل ہو ہو کر) گرے ہیں (غرض یہ ظاہری جسقدر مضرت ہوئی وہ تو ٹلنے والی نہ تھی) اور (منافع تھے اس میں عظیم کیونکہ یہ جو کچھ ہوا اسلیے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات (یعنی ایمان) کی آزمائش کرے (کیونکہ اس مصیبت کے وقت منافقین کا نفاق کھلگیا اور مومنین کا ایمان اور زیادہ موکد اور محقق ہو گیا) اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات (یعنی اسی ایمان) کو (شائبہ وساوس سے) صاف کر دے (کیونکہ مصیبت سے مومن توجہ الی غیر اللہ سے منزہ ہو جاتا ہے اور اس سے ایمان و عقیدہ کا تصفیہ ہونا ظاہر ہے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں (انکو آزمائش کی حاجت نہیں مگر اسلیے کہ عام طور پر اسکا انکشاف ہو جاوے ایسے امور کو واقع کر دیتے ہیں) یقیناً تم میں جن لوگوں نے (میدان جنگ سے) پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں (مسلمانوں اور کفار کی) باہم مقابل ہوئیں (یعنی احد کے روز) اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ انکو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض اعمال (گذشتہ) کے سبب سے (یعنی ان سے کچھ خطا و قصور ایسے ہو گئے تھے جس سے شیطان کو ان سے (معصیت کرانے کی بھی طمع ہو گئی اور اتفاق سے وہ طمع پوری ہو گئی) اور یقین سمجھو کہ (اب) اللہ تعالیٰ نے انکو معاف فرما دیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں (کہ اخیر میں بخشدیا) بڑے حلم والے ہیں (کہ صدور خطا کے وقت بھی کوئی عقوبت نہیں دی) ف چند امور سمجھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ ابتلا اور تمحیص اور عفو کا ذکر پہلے بھی آ چکا اور یہاں پھر کیا گیا سو اس تکرار کی وجہ یہ ہے کہ اوپر تو مسلمانوں کی تسلی کرنا منظور تھا اور یہاں منافقین کے اس خیال کا ابطال ہے کہ ہماری رای پر عمل کرنے سے کیسے نقصان اٹھانے کو بتلا دیا کہ نقصان میں یہ منافع تھے لہذا وہ نقصان نہ تھے اور جو حقیقی نقصان تھا گناہ وہ معاف ہو گیا پس اختلاف غرض سے تکرار نہ رہا۔ دوسرے یہ کہ لیبتلی اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کی وجہ ابتلا تھی اور انما استزلہم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ما کسبوا وجہ تھی۔ سو بات یہ ہے کہ بعض ما کسبوا تو سبب ہے فرار کا اور وہ امور حکمتیں ہیں مصائب کی پس سبب بدل گیا اگر کہا جاوے کہ فرار سبب تھا مصائب کا اور سبب السبب سبب ہے تو بعض ما کسبوا سبب ہوا مصائب کا بھی۔ تو جواب یہ ہے کہ سبب مصائب کا بعض ما کسبوا ہوا اور حکمت وہ امور ہوں تو تعارض نہیں کیونکہ سبب وجود مقدم ہوتا ہے اور حکمت وجود کا موخر تیسرے یہ کہ حلیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ عقوبت نہیں ہوئی حالانکہ اثابکم وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاداش ہوئی جواب یہ ہے کہ عقوبت قہریہ نہیں ہوئی پاداش اصلاحی ہوئی فائدہ بعض معاندین صحابہ نے اس واقعہ سے صحابہ پر خصوصاً حضرت عثمان پر طعن کیا ہے اور اس سے عدم صلاحیت خلافت کی مستنبط کی ہے لیکن محض مہمل بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اب دوسروں کو مواخذہ کرنیکا کیا حق رہا چنانچہ حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو یہی جواب دیا تھا رواہ البخاری رہا قصہ خلافت کا سو اہل حق کے نزدیک خلافت کے لیے عصمت شرط نہیں ہے پس شبہ ساقط ہے فائدہ اور بعض ما کسبوا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے ربط اوپر منافقین کا قول نقل کیا تھا لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھھنا جس کا حاصل یہی تھا جسکو اس عبارت سے نقل کیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا چونکہ ایسے اقوال کے سننے سے احتمال ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس قسم کے وساوس پیدا ہو گئے ہیں اسلیے حق تعالیٰ آیت آیندہ میں مسلمانوں کو ایسے اقوال اور ایسے احوال سے ممانعت فرماتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا

اے ایمان والو　تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس

مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ

رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے۔　تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو انکے قلوب میں موجب حسرت کر دیں۔ اور مارتا جلاتا تو اللہ ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور اگر تم لوگ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مرجاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔

نہی مومنین از تقلید اقوال منافقین　يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جانا (یعنی اُن لوگوں کی سی بات مت کرنا) جو کہ (حقیقت میں) کافر ہیں (گو ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں یعنی منافق ہیں) اور کہتے ہیں اپنے (ہم نسب یا ہم مشرب) بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں (اور وہاں اتفاقاً مرجاتے ہیں) یا وہ لوگ کہیں غازی بنتے ہیں (اور کہیں قضاءً قتل ہو جاتے ہیں تو وہ منافقین کہتے ہیں) کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے (اور سفر اور غزوہ میں نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ بات انکے دل و زبان پر اسلئے آتی ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو (بنا بر اس خیال کے جس سے یہ بات انکی زبان پر آتی ہے) اُن کے قلوب میں موجب حسرت کر دیں (یعنی نتیجہ اسکا بجز حسرت کے کچھ نہیں) اور مارتا جلاتا تو اللہ ہی ہے (خواہ سفر ہو یا حضر خواہ لڑائی ہو یا امن) اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں (سو اگر تم بھی ایسی باتیں کرو گے یا دل میں سمجھو گے اللہ تعالیٰ سے مخفی نہ رہیگا) اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ (اللہ کی راہ میں) مرجاؤ تو خوب نفع میں رہو کیونکہ) بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت (دنیا کی) اُن چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں (اور جسکی لالچ میں زندگی کو محبوب رکھتے ہیں) اور اگر تم (ویسے بھی) مر گئے یا مارے گئے (تب بھی) بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کیے جاؤ گے (پس اول تو قضا نہیں ٹلتی دوسرے اللہ کے پاس جانے سے کسی حال میں بچتے نہیں اور دین کی راہ میں مرنا مارا جانا موجب مغفرت و رحمت ہے تو ویسے مرنے سے تو دین کی راہ میں جانا ہی بہتر ٹھیرا پس ایسے اقوال محض بیکار اور عاجلاً موجب حسرت اور آجلاً موجب نار)۔ ف اس مقام پر اُن کے قول کے دو جواب ہیں۔ اول وَاللّٰهُ يُحْيٖ الخ۔ اور دوسرا وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ الخ۔ یہ جو فرمایا کہ جب وہ سفر کرتے ہیں میرے نزدیک اس سفر سے دینی کام کے لیے سفر کرنا مراد ہے جیسا کہ جواب میں اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ کیونکہ یہاں اگر مطلق سفر مراد لیا جاوے تو اس جواب میں انکے قول کے ایک جزو سے تعرض ہوگا تو پہلا جواب وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ اُس سے متعرض ہے لیکن اگر اس دوسرے جواب میں بھی دونوں جزو سے تعرض ہو تو زیادہ بلیغ ہے اور اگر وسوسہ ہو کہ جواب میں تو مطلق مُتُّمْ فرمایا ہے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کی اس میں قید نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ مغفرت و رحمت کا ترتب قرینہ ہے اس تقیید کا پس جب موت کا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کی قید سے مقید ہونا اور دونوں جواب میں دونوں جزوں سے تعرض مناسب ہونا ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ سفر سے مراد دینی سفر ہے واللہ اعلم۔ اور اِخْوَانِهِمْ کے ترجمہ میں جو تعمیم کی ہے کہ ہم مشرب یا ہم نسب بھائی الخ مراد ہم مشرب سے منافقین ہیں اور ہم نسب مسلمان بھی تھے پس اگر مراد ثانی ہو تو انکا سفر دینی اور انکا غزوہ اور اُن کے لیے مغفرت و رحمت کا وعدہ سب ظاہر ہے لیکن یہ بات قابل تحقیق ہے کہ انکے مرنے یا مارے جانے سے منافقین کو حسرت کیا ہوتی جواب یہ ہے کہ یا تو حسرت اسلیے ہوتی کہ آخر قرابت سے کچھ اضطراری تعلق تو ہوتا ہی ہے اور یا یوں کہا جاوے کہ مومنین کی موت یا قتل سے حسرت نہ ہوتی ہو لیکن اس قول اور اس قول کی منشا یعنی اعتقاد

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی ترجمہ ضربوا او کانوا غزی مرجاتے ہیں یا قتل ہو جاتے ہیں اشارۃ الی الکیبر عن المقاد ۲ قولہ فی ترجمہ لیجعل یعنی نتیجہ اشارۃ الی ان اللام للعاقبۃ ۱۲ ۳ قولہ فی ترجمہ خیر بدرجہا ان خیرا اسم التفضیل

اللغات الحشر الجمع قاموس　　کما یدل علیہ فی سبیل اللہ القتل والغالب فی غیر الجہاد الموت ۱۲

البلاغۃ قولہ تجمعون فیہ التفات وفی قراءۃ تجمعون بالخطاب فالمآل واحد قولہ لئن قتلتم الخ قدم فی الآیۃ الاولی القتل وفی الثانیۃ الموت لان الغالب فی الجہاد　　فائدۃ الالف فی لا الی اللہ بین اللام والی مرسومۃ فی الخط للدلالۃ علی فتح اللام ۱۲

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ انکو معاف کر دیجیے اور آپ انکے لیے استغفار کر دیجیے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ○

اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر جب آپ رائے پختہ کر لیں سو خدا تعالی پر اعتماد کیجیے بیشک اللہ تعالی ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

فاسد سے یہ امر متیقن ہوا کہ وہ اسباب عادیہ کو موثر حقیقی سمجھتے ہیں تو ایسا شخص اگر کسی وجہ سے ایک واقعہ میں نہیں تو دوسرے واقعات کثیرہ میں ہمیشہ متحسر رہا کریگا اور اسی درجہ اعتقاد تا ثیر میں تو کہنا حدیث میں ممنوع آیا ہے اور اگر مراد اول ہے تو حسرت کی توجیہ تو بہت ظاہر ہے لیکن ورا مو قابل تحقیق ہونگے سو کسی میں کہا ہے کہ شاید اتفاقا کوئی منافق مقتول ہو گیا ہوگا اور میں کہتا ہوں اسیطرح کوئی دینی سفر میں وبا دیا یا چلا گیا ہوگا اور ترتب مغفرت ورحمت کی تقریر یوں ہو گی کہ ان اقوال کو چھوڑ کر اگر ایمان واعتقاد درست کرلیں تو انکے کام بھی فی سبیل اللہ ہونے سے موجب مغفرت ورحمت ہوجائینگے اوپر ذکر ہو چکا ہے بعض مسلمانوں کی لغزش کا جو احد کے روز صادر ہو گئی تھی کہ میدان سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ٹھہلا دیا تھا وہاں نہ ٹھہرے سو ظاہر ہے کہ اس قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غم پہنچا جیسا کہ آیۃ غما بغم کی تفسیر مذکور بھی اسپر دال ہے گو آپ اپنی وسعت اخلاق سے اور انکی دلشکنی کے خیال سے ان حضرات کے ساتھ سختی وملامت سے پیش نہیں آئے لیکن اللہ تعالی کو منظور ہوا کہ ان صاحبوں کی طرف سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کچھ انقباض نہ رہے اور نیز ان صاحبوں کے دل سے بھی یہ کلفت دھل جاوے اسلیے اول آیات گزشتہ میں انکی معافی کی بشارت سنا کر آیندہ آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم فرماتے ہیں جن سے غرض مذکور حاصل ہو جاوے **خطاب برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابت عفو از صحابہ** فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۞ بعد اسکے کہ ان صاحبوں سے ایسی لغزش ہوئی کہ آپ کو اونپر حق ملامت حاصل تھا) خدا ہی کی رحمت کے سبب (جو کہ آپ پر ہے) آپ ان کے ساتھ نرم رہے (اس نرم اخلاقی کو رحمت کے سبب اسلیے فرمایا کہ حسن اخلاق عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدا تعالی کی رحمت سے ہوتی ہے) اور اگر آپ (خدانخواستہ) تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ (بیچارے) آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے (پھر انکو یہ فیوض وبرکات کیسے میسر ہوتے) سو (جب آپ نے ان کے افاضہ کے لیے انکے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی تو آپکے حکم میں جو انسے کوتاہی ہوئی اسکو آپ دل سے بھی) انکو معاف کر دیجیے اور (چونکہ ان سے خدا تعالی کے حکم میں کوتاہی ہو گئی تھی) آپ ان کے لیے (حق تعالی سے) استغفار کر دیجیے (گو اللہ تعالی نے اس لغزش کو معاف فرما دیا ہے مگر آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت ہوگی آپکی زیادہ شفقت کی جس سے انکی اور زیادہ تسلی ہوگی) اور (بدستور) ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے (تاکہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو) پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں (خواہ وہ انکے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو) سو خدا تعالی پر اعتماد (کرکے اس کام کو کر ڈالا) کیجیے بیشک اللہ تعالی ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالی پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں **ف** یہ جو کہا گیا کہ خاص خاص باتوں مراد اس سے وہ امور ہیں جن میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی ہو ورنہ بعد وحی کے پھر مشورہ کی کوئی گنجایش نہیں اور یہ جو کہا گیا کہ اس سے اور دونا ان کا جی خوش ہو یہ اس مقام کے مناسب ایک حکمت ہے منجملہ فوائد مشورہ کے ابن جریر نے اسکو قتادہ سے نقل کیا ہے اور دوسری حکمتیں بھی ہیں مثلا یہ کہ آپکی امت کے لیے یہ سنت قرار پاوے اسکو بیہقی نے حسن سے نقل کیا ہے اور اسکی تائید میں ابن عدی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ورسول کو تو اس مشورہ کی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالی نے اسکو میری امت کے لیے ایک رحمت بنائی ہے اور یہ کہ کسی درجہ میں ممکن ہے کہ مشورہ سے تقویت رائے کی بھی حاصل ہو جاوے جیسا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ تو میں اسکے خلاف نہ کروں اخرجہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم لہذہ الروایات کلہا مذکورۃ فی روح المعانی وہذہ تقویت عدم حاجت مشورہ کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ عدم حاجت باعتبار غالب کے ہو اور یہ تقویت باعتبار بعض احیان کے ہو اور یہ جو کہا گیا کہ خواہ وہ انکے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف

لحقات الترجمۃ
۱۰ قولہ فی ترجمۃ فبما بعد اسکے الخ اشارۃ الی کون الفاء للترتیب مضمون الکلام علی ما قبلہ حسب السیاق من استحقاق الفاریں الملامۃ وللتعقیب منہ صلی اللہ علیہ وسلم لما فی روح المعانی ۱۱ قولہ فی ترجمۃ اعف واستغفر لہم میں اشارۃ الی وجہ ترتیبہما بل العفو والاستغفار فی روح المعانی ۱۲ قولہ فی ترجمۃ الامر خاص اشارۃ الی اللام للعہد وتخصیصہ فی الفائدۃ ۱۲

اللغات الفظ فی القاموس الغلیظ الجانب السیء الخلق القاسی الخشن الکلام ۱۲ | النحو فبما ما زائدۃ ۱۲

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اسکے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے

وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ ؕ وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کریگا پھر ہر شخص کو اسکے کیے کا پورا عوض ملیگا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا

دلیل اسکی یہ ہے کہ لفظ عزم میں کوئی قید نہیں لگائی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ امور انتظامیہ متعلقہ بالرای والمشورہ میں کثرت رای کا ضابطہ محض بے اصل ہے اور یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرت رائے کے خلاف نہ ہو۔ اور مشورہ وعزم کے بعد جو توکل کا حکم فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ تدبیر منافی نہیں توکل کے کیونکہ مشورہ وعزم کا داخل تدبیر ہونا ظاہر ہے اور جاننا چاہیے کہ مرتبہ توکل کا کہ باوجود تدبیر کے اعتقاداً اعتماد رکھے اللہ تعالیٰ پر یہ ہر مسلمان کے ذمہ فرض عین ہے اور توکل بمعنے ترک تدبیر کے اسمیں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ تدبیر دینی ہے تو اوسکا ترک مذموم ہے۔ اور اگر دنیوی یقینی عادۃً ہے تو اسکا ترک بھی ناجائز اور اگر ظنی ہے تو قوی القلب کو جائز ہے اور اگر وہمی ہے تو اسکا ترک مامور بہ ہے فقط ربط اوپر اُن حضرات کی تسلی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند امور کا حکم تھا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کا وسوسہ تو زائل ہوگیا لیکن چونکہ ان حضرات کو اس واقعہ مغلوبیت سے حسرت بھی تھی اسلیے آیندہ آیت میں انکی تسلی فرماتے ہیں جس سے اس حسرت کو اُٹھاتے ہیں ازالہ حسرت مغلوبیت از قلوب صحابہ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۵۹ اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اسکے بعد ایسا کون ہے جو تمہارا ساتھ دے (اور تم کو غالب کردے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے۔ ف حاصل ازالہ حسرت کا یہ ہوا کہ غالب مغلوب کرنا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے مثلاً بدر میں اپنی رحمت سے غالب کردیا احد میں اپنی حکمت سے مغلوب کردیا پس جب پورا پورا یہ امر تمہاری قدرت میں نہیں تو افسوس اسکے پیچھے اپنی جی کو نہ ڈالو جو ہوگیا ہوگیا اسمیں جو آفت معصیت سے آئی اس سے توبہ کرلو آیندہ کے لیے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو یعنی اُس سے توفیق مانگو کہ معصیت سے محفوظ رکھیں اور پھر جو مصیبت نازل ہو اسکو اُس کارساز کی طرف سے خیر اور مصلحت سمجھو فقط ربط آیت آیندہ کا شان نزول حسب روایت ترمذی گو خاص ہے وہ یہ کہ بدر کے روز مال غنیمت میں ایک چادر گم ہوگئی بعض کم سمجھ یا منافق لوگوں نے کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلی ہو (اگر یہ قول منافقین کا تھا تب تو انکی بیہودگی تھی اور اگر کسی مسلمان کا قول تھا تو اس بنا پر ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تصرف کا اختیار حاصل ہے) اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ امر حقیقۃً یا صورۃً خیانت ہے نبی کی شان اس سے منزہ ہے لیکن چونکہ لفظ غلول بمعنے خیانت عام ہے خواہ حقیقۃً یا بطور عموم مجاز کے فصح علی کلا القولین فی القاموس اسلیے ہر قسم کی خیانت کو شامل ہے اس عموم معنی کے اعتبار سے وجہ ربط ظاہر ہے کہ اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کا مذموم اور موجب وبال ہونا بیان فرمایا تھا اس آیت میں آپ کا امین کامل ہونا مذکور فرمایا تاکہ ثابت ہوجاوے کہ آپ جو کچھ حکم فرماتے ہیں اسمیں آپکی کوئی نفسانی غرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ ایک قسم کی خیانت ہے اور آپ اس سے مبرا ہیں لہذا ایسے حکم کی مخالفت ضرور موجب وبال و مذموم ہوگی اس ارتباط سے ترتیب آیات جو کہ توقیفی ہے اس آیت کا اس موقع پر ہونا مناسب ہوا اثبات امین بودن حضرت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ ؕ وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ

النحو قولہ وَمَنْ یَّغْلُلْ فی روح المعانی جوز ان یکون حالا ویکون التقدیر فی حال علم الغال بعقوبۃ الغلول قلت واشرت الی ذلک فی الترجمۃ نعم لم احمل علی العلم بل علی عدم التامل بینہما بقرینۃ ما بعدہ من قولہ افمن اتبع الخ ۱۲

البلاغۃ والعربیۃ قولہ فلا غالب لکم فی روح المعانی المفہوم من ظاہر النظم وان کان نفی مغلوبیتہم من غیر تعرض لنفی المساوات ایضا لکن المفہوم منہ فہما قطعیا ہو نفی المساوات واثبات الغالبیۃ للمنصورین فاذا قلت لا اکرم من فلان فالمفہوم منہ حتما انہ اکرم من کل کریم وہذا امر مطرد فی جمیع اللغات اھ

قلت قولہ فہما قطعیا لان من نصرہ اللہ تعالیٰ کیف یساویہ احد من لم ینصرہ اللہ تعالیٰ قولہ من بعدہ فی روح المعانی ای من بعد خذلانہ قلت واشرت الیہ فی الترجمۃ الکلام۔ اعلم ان ہذہ الآیات وامثالہا مما وردت فی وعید العصاۃ معناہا علی الاستحقاق لا علی الوقوع لاحتمالہ فانہ موقوفۃ علی المشیۃ فلا حجۃ للمعتزلۃ فیہا فافہم ۱۲

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہو اور وہ جانیکی بری جگہ ہے یہ مذکورین درجات میں مختلف ہونگے اللہ تعالیٰ

بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

ان کے اعمال کو۔　حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں　انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں　اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے -

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَن بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝[1] هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (۱۶۲)

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) خیانت کرے حالانکہ (خائن تو قیامت میں فضیحت ہوگا کیونکہ) جو شخص خیانت کریگا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن (میدان محشر میں) حاضر کریگا تاکہ سب خلائق مطلع ہوں اور سب کے روبرو فضیحت ہو پھر (میدان قیامت کے بعد) ہر شخص کو (ان خائنوں میں سے) اسکے کیے کا (دوزخ میں) پورا عوض ملیگا اور انپر بالکل ظلم نہ ہوگا کہ جرم سے زیادہ سزا ہونے لگے غرض خائن تو مغضوب اور مستحق جہنم ہوا اور انبیاء علیہم السلام بوجہ رضاجوئی حق کے قیامت میں سربلند ہوں گے پس دونوں امر جمع کیسے ہونگے جیسا آگے ارشاد ہے سو ایسا شخص جو کہ رضاء حق کا تابع ہو (جیسے نبی) کیا وہ اس شخص کے مثل ہو جاویگا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہو (جیسے خائن) اور وہ جانیکی بری جگہ ہے ہرگز دونوں برابر نہیں ہوں گے بلکہ یہ مذکورین (یعنی متبعان رضای حق اور مغضوبین) درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک (کہ متبع محبوب اور جنتی ہے اور مغضوب دوزخی ہے) اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو اسلیے ہر ایک کے مناسب معاملہ فرماویگا۔

ف انبیاء علیہم السلام کا امین ہونا یہاں دلیل سے ثابت کیا گیا تقریر استدلال ترجمہ سے ظاہر ہے اور یہ جو فرمایا کہ خیانت کی چیز کو قیامت میں حاضر کریگا حدیث میں اسکی شرح آئی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابی ہریرۃ رضہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو قیامت میں کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اسکی گردن پر ایک اونٹ لدا ہوا اور بولتا ہو اور مجھ سے آکر طالب امداد ہو اور میں صاف جواب دیدوں کہ میں اب کچھ نہیں کر سکتا میں حکم پہونچا چکا تھا اور ایسا ہی مضمون گھوڑے اور کپڑے اور روپیہ پیسہ کے بارہ میں فرمایا اھ روح المعانی میں ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ کسی نے حضرت ابوہریرہ سے بطور استبعاد کے کہا کہ اگر کسی نے سو اونٹ چرائے ہوں گے وہ سب کو گردن پر کیسے لادیگا آپ نے جواب دیا کہ جس شخص کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو اور ربذہ سے مدینہ تک کے برابر بیٹھنے کی جگہ ہو کیا وہ اتنی چیز کو نہیں اٹھا سکتا اھ آجکل جن صاحبوں کو ایسے شبہات واقع ہوتے ہیں وہ اس جواب سے اپنا اطمینان کرلیں اور قدرت الٰہیہ کے نزدیک بدن کے بڑے ہونیکی بھی ضرورت نہیں اور کوئی عقلی دلیل اسکے خلاف پر قائم نہیں - اور جاننا چاہیے کہ اگر وہ خیانت کی چیز اجسام میں سے نہو تو اسکا لانا دو طرح ممکن ہے یا تو محض اظہار و اعلان کو لانا کہا جاوے جیسے بولتے ہیں کیا خبر لائے اور یا اس عالم میں معانی بشکل اجسام متمثل ہو جاویں جیسا بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے مثلاً موت بشکل دنبہ لاکر ذبح کردیجاویگی اور عمل نیک حسین آدمی کی صورت میں آویگا اس توجیہ پر اگر وہ کبھی گردن پر لدا ہو بعید نہیں واللہ اعلم ربط اوپر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت امانت کا اور وسوسہ خذر دا کے غلط ہونیکا بیان تھا آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با جود کا نعمت عظمی ہونا اور آپ کی بعثت منت کبری ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ اس نعمت کی قدر کریں اور آپکی تعظیم کریں اور بار دیگر کسی ایسے امر کا وسوسہ لاویں جو حضور اقدس کی شان رفیع کے مناسب نہ ہو

منت بر مومنین بعثت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۱۶۴)

ملحقات الترجمہ

[1] قوله فی ترجمة کل نفس ان خائنوں میں قیدت بالقرينة المقام والمراد عموماً فیکون المعنی اذا کان کل کاسب مجزیا بعمله وان کان جرمه فی غاية القلة فالخائن مع عظم جرمه بذلک اولی ۱۲

[2] قوله فی ترجمة افمن سو الی قوله کیا قدم ترجمة الفاء علی ترجمة الهمزة لما فی حاشیة البیضاوی ان الفاء مقدمة فی الحقیقة علی الهمزة الاستفهام وقد مر توضیحه فی قوله تعالیٰ افان مات او قتل انقلبت الخ فاذا کون الفاء مقتضیا ثم الشبهة بسبب العدل الالٰهی ... النبی الذی یکون فی غاية الرفعة وقد فصل المعنی فی هذه الآية ۱۲

[3] قوله فی ترجمة هم ... درجات میں الخ ... وحذف المضاف ای ذو درجات ... الدرجات ... المقام ... روح المعانی ... ودرجات ای منازل ل ... ۱۲

اللغات فی روح المعانی اصل المن القطع وسمیت النعمة به لانه یقطع بها عن البلیة و کذا الاعتداد بالصنیعة سنا لانه قطع لها عن وجوب الشکر علیها انتهی قلت والمراد ههنا الاول فقطع لها اذا کان من المخلوق لامن الخالق والسر فیه ان المخلوق لا ینقطع به ایصال النفع حقیقة ولهذا نهی عن المن الا الخ فیلحقه حقیقة ولهذا کان المن صفاله واذا ثبت هذا فالآية تحتمل کلا المعنیین فتبصر ولتشکر ۱۲

النحو فی روح المعانی اذ ظرف لمن وهو ان کان بمعنی الوقت لکن وقع فی معرض التعلیل کما اشار الیه الخ قوله وان کانوا فی البیضاوی ان هی المخففة واللام هی الفارقة اه ای الفارقة بین المخففة وبین النافیة والشرطیة ۱۲

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز

قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پر پوری قدرت ہے اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں۔

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جبکہ انہیں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے عظیم الشان پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں (اور احکام) پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور (خیالات و رسوم جہالت سے) ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) قبل سے صریح غلطی (یعنی شرک و کفر) میں (مبتلا) تھے ف اس آیت کے اکثر الفاظ اسکے قبل دو آیتوں میں آچکے ہیں ایک اخیر پارہ الم میں دوسری شروع پارہ سیقول میں وہاں ان کی تفسیر ملاحظہ فرمالی جاوے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ان ہی کی جنس سے اس میں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض نے کہا ہے کہ ان کے نسب سے یعنی قریشی اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ اخیر پارہ الم میں اختصار لکھا گیا ہے بعض نے کہا ہے کہ عرب اس تفسیر پر اس صفت کا فائدہ بھی قریب قریب تفسیر اول کے ہے جو ملاحظہ فرمانے سے واضح ہوگا بعض نے کہا کہ بنی آدم سے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ لفظ مومنین اس جگہ عام ہے اور انفسہم کی ضمیر اسی طرف عائد ہے پس صفت عام کے ساتھ تفسیر کرنا اوفق ہے۔ اس تفسیر پر اس صفت کا حسب تقریر روح المعانی یہ فائدہ ہوگا کہ آدمی کو آدمی سے بہ نسبت فرشتہ اور جن کے انس زیادہ ہوتا ہے تو فیض علم لینے میں زیادہ سہولت ہوگی اور غیر ابنائے جنس ہونے میں وحشت کا احتمال تھا اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ پھر جنات کو آپ سے فیض لینے میں دشواری ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ انسان جامع ہے عالم کے اسلیے اسکو جن سے بھی مناسبت ہے پس اسلیے انسان جن کو بسہولت فیض دے سکتا ہے بخلاف جن کے کہ وہ جامع نہیں ہے اسلیے انسان کو بسہولت فیض نہیں دے سکتا اور یہ مناسبت استفادہ انسان من الجن میں اسلیے کافی نہیں کہ مفیض اقوی ہونا چاہیے مستفیدین سے دوسرے اگر سہولت سے قطع النظر کیجاوے تب بھی انسانوں کے مصالح کو مصالح جن پر مقدم رکھنے میں کوئی مصلحت و حکمت ہوگی پس اس صورت میں مومنین کو مخاطبین انس کے ساتھ خاص کہنا ہوگا جیسا اکثر جگہ خطاب بنی آدم کو ہے اور یہ منافی نہیں ہے عموم بعثت کے کیونکہ اس پر دوسرے دلائل قائم ہیں۔ اور اگر مومنین کو جمیع مکلفین کے لئے عام کہا جاوے تو جنس سے جنس قریب منطقی مراد لیا جاویگا چنانچہ انسان اور جن دونوں حیوان کے تحت میں داخل ہیں بخلاف ملائکہ کے کہ وہ ان کی طرح مکلف ہی نہیں خواہ حیوان میں داخل ہوں یا نامی کی قید سے خارج ہوں کیونکہ انکا نمو ثابت نہیں۔ اور روح المعانی میں ہے کہ آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین سے ثابت ہے کہ آپکی تشریف آوری رحمۃ عامہ ہے جس سے کفار بھی دنیا میں بہرہ یاب ہیں چنانچہ امم سابقہ کے سے عذاب نہیں آتے۔ جواب یہ ہے کہ چونکہ زیادہ نفع مومنین نے حاصل کیا اور نفع اخروی ہی ہے اسلیے اس آیت میں مومنین کی تخصیص کی گئی جیسا اس آیت میں ھدی للمتقین باوجودیکہ ھدی للناس ہونا بھی ثابت ہے فقط ربط اور پہلی مواقع پر ہزیمت مومنین کی علت اور حکمت مذکور ہو چکی ہے مثلاً اس آیت میں ان یمسسکم قرح الخ اور اس آیت میں ولقد صدقکم اللہ وعدہ الخ اور ان آیتوں میں و لیبتلی اللہ ما فی صدورکم الی قولہ ان اللہ غفور حلیم چونکہ مومنین کو ہزیمت کی سخت کلفت تھی اسلیے اگلی آیتوں میں اور عنوان سے اسی مضمون کی مکرر تاکید و تقریر فرماتے ہیں اور اسکے ضمن میں منافقین کی تشنیع بھی اور گو پہلے بھی ان کی تشنیع ہو چکی ہے لیکن یہاں دوسرے طور پر ہے تقریر علت و حکمت ہزیمت احد و تشنیع منافقین اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۶۵

النحو ولیعلم المومنین فی حاشیۃ البیضاوی عطف علی معنی فباذن اللہ عطف سبب علی سبب باعتبار لکن المعطوف علیہ سبب علۃ والمعطوف سبب حکمۃ ویحتمل ان یکون المعطوف علیہ مقدرا ویجعل حکمۃ للاذن تقدیرہ الکلام فباذن اللہ لیکون کذا من التمحیص واتخاذ الشہداء مثلا ولیعلم المومنین الخ واشرت الی ہذا الوجہ فی الفائدۃ الغویۃ تحویلا فافہم البلاغۃ قولہ فباذن اللہ سمی الارادۃ اذنا لانہا من لوازمہ من البیضاوی ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطاب قال عوقبوا یوم احد بما صنعوا یوم بدر من اخذہم الفداء فقتل منہم سبعون وفر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکسرت رباعیتہ وہشمت البیضۃ علی راسہ وسال الدم علی وجہہ فانزل اللہ اولما اصابتکم مصیبۃ الآیۃ الخ قلت والذی اخرجہ ایضا ہذا ولا تعارض فی الاسباب المتعددۃ للمسبب الواحد فافہم ۱۲

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ

اور اُن لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور اُن سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے

يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ

منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اُس حالت کے کہ وہ ایمان سے نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے

وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٦٨﴾

بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کیے جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو

وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۗ قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ اور جب (احد میں) تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم (بدر میں) جیت چکے تھے (کیونکہ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور بدر میں ستر کافروں کو قید اور ستر کو قتل کیا تھا) تو کیا ایسے وقت میں تم (تعجبانہ کہ اعتراضاً) یوں کہتے ہو کہ (باوجود ہم کہ مسلمان ہو چکے) یہ ہار کدھر سے ہوئی (یعنی کیوں ہوئی) آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف کرنے اور نہ ہارتے کیونکہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا) بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (جب تم نے اطاعت کی اپنی قدرت سے تمکو غالب کر دیا اور جب خلاف کیا اپنی قدرت سے تمکو مغلوب کر دیا) اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ دونوں گروہ (مسلمان اور کفار) باہم (مقاتلہ کے لیے) مقابل ہوئے یعنی احد کے دن سو (وہ مصیبت) خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی (چونکہ اس میں چند در چند مصلحتیں تھیں جن کا بیان اوپر بھی آ چکا ہے اور ان میں سے ایک حکمت یہ بھی) تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں (کیونکہ مصیبت کے وقت اخلاص و عدم اخلاص ظاہر ہو جاتا ہے جیسا گذر بھی چکا ہے) اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور انہی نے شروع کام کے وقت جبکہ تین سو آدمیوں نے اُن میں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا جیسا پہلے آ چکا ہے) یوں کہا گیا کہ (میدان جنگ میں) آؤ (پھر ہمت ہو تو) اللہ کی راہ میں لڑنا یا (ہمت نہ ہو تو گنتی ہی پوری کر کے) دشمنوں کا دفعیہ بن جانا (کیونکہ بہت سی بھیڑ دیکھ کر کچھ تو اُن پر رعب ہوگا اور اس سے شاید ہٹ جاویں) وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے (لیکن یہ کوئی لڑائی ہے کہ وہ لوگ تم سے تین چار حصے زیادہ پھر ان کے پاس سامان بھی زیادہ ایسی حالت میں لڑنا ہلاکت میں پڑنا ہے لڑائی اسکو نہیں کہتے حق تعالیٰ اس پر ارشاد فرماتے ہیں کہ) یہ منافقین اس روز (جبکہ ایسا خشک جواب دیا تھا) کفر سے (ظاہر بھی) نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ (پہلے سے ظاہراً) ایمان سے (کسیقدر) نزدیک تھے (کیونکہ پہلے سے گو وہ دل سے تو مومن نہ تھے مگر مسلمانوں کے سامنے موافقت کی باتیں بناتے تھے اس روز طبیعت پر غصہ غالب ہوئی کہ کھلم کھلا مخالفت کی باتیں منہ سے نکلنے لگیں اسلیے وہ پہلا اقرب الی الایمان بھی مبدل بہ قرب الی الکفر ہو گیا اور یہ قرب اُس قرب سے زیادہ اسلیے ہے کہ موافقت کی باتیں بے تھیں اسلیے زور دار نہ تھیں اور دل سے تھیں اسلیے عبارت بھی زور دار تھی) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں (یعنی دل میں تو یہ ہے کہ ان مسلمانوں کا کبھی ساتھ نہ دیں گو لڑائی ڈھنگ ہی کی کیوں نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دل میں رکھتے ہیں (اس لیے ان کے اس قول کا غلط ہونا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) یہ ایسے لوگ ہیں کہ (خود تو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور) اپنے بھائیوں کی نسبت (جو کہ مقتول ہو گئے گھر میں) بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے (یعنی ہمارے منع کرنے پر نہ جاتے) تو (بے فائدہ) قتل نہ کیے جاتے آپ فرما دیجیے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم (اس خیال میں) سچے ہو کہ میدان میں جانے سے ہی ہلاکت ہوتی ہے کیونکہ قتل سے بچنا تو موت ہی سے بچنے کے لیے مقصود ہے جب وقت مقدر پر موت گھر بیٹھے بھی آ جاتی ہے تو قتل بھی مقدر وقت پر نہیں ٹل سکتا اس واقعہ میں صحابہ کی عتاب کے بعد بھی تسلی کی گئی اس نافرمانی کے جواب

التحو قوله وقيل عطف على نافقوا قوله قالوا لو نعلم في روح المعاني استيناف بياني كانه قيل فما صنعوا حين قيل لهم ذلك فقيل قالوا الخ قوله الذين قالوا لاخوانهم في روح المعاني اذخبر لمبتدأ محذوف اي هم الذين او نعت للذين نافقوا او بدل منه قلت ثم اعمل الترجمة على اي وجه شئت والكل ان كان ظاهر السياق الاول لكنه يكون اخذا بالاصل على الوجهين الاخيرين لا يعين الترجمة ولا باس ۱۲ البلاغة وليعلم الذين نافقوا في روح المعاني اعادة الفعل لتشريف المؤمنين م

تشريبهم عن الانتظام في قرن المنافقين قوله لاتبعناكم لم يعبر به اي بالقتال او الدفع لان استنهم لكمال قبطهم عند التساعدهم على الافصاح من روح المعاني قلت ولو تاملت في الترجمة لذقت فيه هذا. قوله قاتلوا في سبيل الله المقصود فيه عندي الجزء الاول اي قاتلوا واما قيد في سبيل الله فواقعي باعتبار البعض او المجموع كناية عن الجهاد مطلقا باعتبار ان حمله يكون لوجه الله تعالى لان المنافقين يستبعد منهم ارادتهم وجه الله ۱۲

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے انکو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں انکو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے

فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

وقف لازم

عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں انکی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ انپر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونیوالا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں۔

دیکھو کہ گناہ میں کہ ہم سے جو گناہ ہوتے ہیں انہیں بھی مشیت و حکمت الٰہیہ ہوتی ہے پھر غم کی کوئی بات نہیں بات یہ ہے کہ اول تو صحابہ جنگا ایسا ہو قصد مخالفت نہ تھا دوسرے اونپر ندامت اور غم کا بیحد غلبہ تھا جو اعلیٰ درجہ ہے توبہ کا اسلیے انکی تسلی کی گئی اور جو قصداً گناہ کرے پھر اسپر کرے جرأت وہ مستحق تسلی نہیں بلکہ مستحق تخویف و وعید ہے خوب سمجھ لو اور ہو من عند انفسکم کے ترجمہ میں جو کہا گیا کہ اس قید کے ساتھ وعدہ نصرت ہو چکا تھا او قید یہ تھا علی الاطاعۃ ہے جیسا ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے وقد وعدہم الفتح ان صبروا الخ کذا فی روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ اور یہاں اسکی تصریح اسلیے کی تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ جب وعدہ فتح تھا پھر کیوں شکست ہوئی اور یہ شبہ بھی نہ ہو کہ بعض جگہ باوجود استقلال اطاعت احکام کے مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں یہ شبہ اسلیے دفع ہو گیا کہ موعود لہم خاص حضرات تھے اس وعدہ خاص کا مطرد اور کلیہ ہونا لازم نہیں آتا۔ اور اس مقام پر مسلمانوں کے اس قول کے انی ہذا کی جواب میں اور چند وجوہ سے تسلی فرمائی۔ اول اصبتم مثلیہا کی قید بڑھائی اس میں اشارہ ہے کہ جس شخص کی دونی جیت ہو چکی ہو اگر ایکبار آدھی ہار ہو جاوے تو تعجب نہ چاہیے یا جیت تو لوازم انقلاب ایام سے ہے یہ مضمون قریب قریب اسکے ہے وتلک الایام نداولہا بین الناس دوسرا جواب من عند انفسکم میں ہے جو حاصل ہے حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم اور استزلہم الشیطان کا تیسرا جواب فباذن اللہ میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسمیں حکمت تھی اسلیے مشیت متعلق ہوئی جسمیں ایک حکمت کا بیان بھی مابعد میں فرمادیا۔ و لیعلم المؤمنین و لیعلم الذین نافقوا جو حاصل تھا ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم کا اور بعض حکمتوں کو مجمل چھوڑ دیا ہے جن میں سے بعض اوپر مذکور ہو چکیں تھیں مثلاً ویتخذ منکم شہداء۔ و لیمحص اللہ الذین آمنوا و یمحق الکافرین۔ و لیمحص ما فی قلوبکم اور جاننا چاہیے کہ اس آیت میں جو لیعلم المؤمنین و لیعلم الذین نافقوا آیا ہے اس کے معنی کی تحقیق شروع پارہ سیقول میں ذیل الا لنعلم من یتبع الرسول الخ اور اسی پارہ کے رکوع ہشتم میں ذیل آیت و لیعلم الذین آمنوا و یتخذ منکم شہداء گذر چکی ہے ضرور ملاحظہ فرما لیا جاوے۔ اور اخوانہم کے ترجمہ میں جو صرف ہم نسب کہا گیا بخلاف سابق کے کہ وہاں تعمیم کی گئی وجہ اسکی یہ ہے کہ وہاں لیجعل اللہ ذلک حسرۃ قرینہ مجوزہ تھا ہم مشرب بھائیوں کے مراد لینے کے لیے جیسا کہ وہاں اسکی تقریر گذر چکی بخلاف یہاں کے کہ آیت مابعد میں شہدا کی فضیلت مذکور ہے قرینہ مانعہ ہے اس احتمال مذکور سے تو اس صورت میں منافقین کا یہ کہنا لو اطاعونا ما قتلوا تاسفاً ہو گا کہ مقتولین کی تسفیہ و تحمیق و تخسیر کی غرض سے ہو گا اسی لیے اگلی آیت میں انکی اعلیٰ درجہ کی کامیابی بیان کر کے جواب دیا جاتا ہے اور جنہوں نے اخوانہم میں تعمیم لی ہے وہ آیت آیندہ کو اسپر محمول کرینگے کہ منافقین کے مقتولین گو شہدا نہ تھے لیکن چونکہ ان کے قول سے یہ بھی لازم آتا تھا کہ شہدا خسارہ میں پڑتے ہیں اسلیے اس آیت میں اسکا ابطال کیا گیا اور نیز تعریض کو بھی مفید ہے کہ ان کے اخوان المشرب فی سبیل اللہ مقتول نہیں اگر ہوتے تو ان کو یہ فضائل نصیب ہوتے واللہ اعلم ربط اوپر کی آیتوں میں منافقین کے اس قول سے لو اطاعونا ما قتلوا دو امر مفہوم ہوتے تھے ایک یہ کہ گھروں میں بیٹھا رہنا ہلاکت سے نجات کا سبب ہے اسکا جواب تو فادرء وا عن انفسکم الموت میں ارشاد فرمایا گیا دوسرا امر یہ کہ وہ ان شہدا کی موت کو موجب ناکامی و حرمان عن الحیوۃ و اللذات بتلاتے تھے اس کے جواب کے لیے اگلی آیت میں ان حضرات کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور حیوۃ حقیقیہ و تنعمات باقیہ کا اثبات فرماتے ہیں **اثبات حیات و تلذذ شہدا** ولا تحسبن

الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

ملحقات الترجمہ ۱۵ قولہ فی اخوانہم تشنیعہ اھ و شرحہ الی آخرہ المعنی المقول فی ترجمۃ ما قتلوا آہ

الملاحقۃ یرزقون تاکید لحیوتہم ای انہا حقیقیۃ بحیث یاکلون بہا ویشربون ۱۲
الروایات فی لباب النقول روی احمد وابو داود والحاکم عن ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحہم فی اجواف
طیر خضر ترد انہار الجنۃ وتاکل من ثمارہا وتاوی الی قنادیل من ذہب فی ظل العرش

فلما وجدوا طیب ماکلہم ومشربہم وحسن منقلبہم قالوا یا لیت اخواننا یعلمون ما
صنع اللہ لنا لئلا یزہدوا فی الجہاد ولا ینکلوا عن الحرب فقال اللہ انا ابلغہم
عنکم فانزل اللہ ہذہ الآیات ولا تحسبن الذین قتلوا الآیۃ وما بعدہا ۱۲

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے اور بوجہ اسکے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضایع نہیں فرماتے -

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞ آور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے واسطے) قتل کیے گئے انکو (اور مردوں کی طرح) مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں (اور) اپنے پروردگار کے مقرب (یعنی مقبول ہیں) انکو رزق بھی ملتا ہے (اور) وہ خوش ہیں اس چیز سے جو انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم) سے عطا فرمائی (مثلاً درجات قرب وغیرہ یعنی رزق حسی بھی ملتا ہے اور رزق معنوی یعنی مسرت بھی) اور جسطرح وہ اپنے حال پر خوش ہیں اسیطرح جو لوگ (ابھی دنیا میں زندہ ہیں اور اسوجہ سے) انکے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) ان کے پیچھے (دنیا میں) رہ گئے ہیں انکی بھی ان حالت پر وہ (شہدا) خوش ہوتے ہیں کہ (اگر وہ بھی شہید ہوجاویں تو ہماری طرح) ان پر بھی کسی طرح کا خوف (ناک سانحہ) واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ (کسی طرح) مغموم ہونگے (غرض انکو دو خوشیاں ہیں اپنی بھی اور اپنے تعلق والونکی بھی آگے ان دونوں خوشیوں کا سبب بتلاتے ہیں) وہ (اپنی حالت پر تو) خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے (جو انکے ساتھ مبذول ہے) اور (دوسروں کی حالت پر خوش ہوتے ہیں) بوجہ اس کے کہ (وہاں جاکر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ) اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضایع نہیں فرماتے (بلکہ جس درجہ کا عمل ہوتا ہے اسی درجہ کا اجر دیتے ہیں پس شہادت کہ افضل الاعمال ہے اسپر افضل اجر ملیگا جسکے لوازم میں سے ہے کہ اصلاً خوف وحزن نہو) **ف** حیات شہدا کی تحقیق شروع سیقول رکوع سوم میں گذر چکی ہے وہان ملاحظہ کرلیا جاوے اور رزق ملنے کی کیفیت احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ انکی ارواح قنادیل عرش میں رہتی ہیں اور جنت کی انہار سے پانی پیتی ہیں اور اسکے اثمار سے کھاتی ہیں رواہ احمد وابوداود والحاکم عن ابن عباس مرفوعاً کذا فی لباب النقول میں کہتا ہوں کہ یہ حصہ انہار وثمار کا کسی ایسے مقام سے ملتا ہوگا جو جنت کے متعلق ہوگا پس یہ اشکال لازم نہیں آتا کہ جنت میں جاکر پھر حشر کے وقت کیسے نکالے جاوینگے ربط اوپر غزوہ احد کا قصہ مذکور ہو چکا آگے اسی کے متعلق ایک دوسرے غزوہ کا ذکر ہے جو غزوہ حمراء الاسد کے نام سے مشہور ہے جسکی ابتدائی خبر کی طرف اس پارہ کے نصف کے ذرا قبل آیت سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب الخ میں اشارہ تھا وہ یہ کہ جب کفار میدان سے مکہ کو واپس ہوئے تو رستہ میں جاکر افسوس کیا کہ ہم باوجود غالب آجانے کے ناحق لوٹ آئے سواب چلکر سب کا استیصال کردیں اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا اور پھر وہ مکہ ہی کی طرف ہولیے لیکن بعض راہگیروں سے کہہ گئے کہ کسی تدبیر سے مسلمانوں کے دلمیں ہمارا رعب جما دیا جاوے آپکو وحی سے یہ امر معلوم ہوگیا اور آپ انکے تعاقب میں مقام حمراء الاسد تک پہنچے اخرجہ ابن جریر عن السدی کذا فی روح المعانی بقیہ قصہ اوسکا یہ ہے کہ حمراء الاسد مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے وہاں آپنے تین روز ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ شوال یوم دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ قیام فرمایا اور کفار مکہ کو رستہ میں اول معبد خزاعی مسلمانوں کے قیام گاہ کی طرف سے جاتے ہوئے مقام روحا میں ملے اسوقت تک معبد اسلام نہ لائے تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیرخواہ تھے کفار مکہ نے اُنسے مسلمانوں کی خبر پوچھی انہوں نے مسلمانوں کی خدا داد شان وشوکت کو پورے الفاظ میں ادا کیا اس سے کفار کے حوصلے بالکل پست ہوگئے اور بدستور مکہ ہی جانے کے عزم پر قائم رہے پھر اتفاق سے انکو ایک قافلہ قبیلہ عبدالقیس کا مل گیا جو مدینہ کو آتا تھا اُن لوگوں سے کفار مکہ نے کہا کہ تم اتنا کام کرنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکر اُن لوگوں کے دلوں میں ہمارا خوف بٹھلا دینا اور کہدینا کہ انہوں نے یعنی ہمنے مسلمانوں کے استیصال کے لیے بڑا سامان جمع کیا ہے اور ہم عنقریب آکر انکا کام تمام کردینگے چنانچہ جسوقت ان لوگوں نے خبر مسلمانوں کو پہونچائی سب نے بالاتفاق نہایت استقلال کے ساتھ کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل یعنی انکے سامان وجمعیت سے کچھ اندیشہ نہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ بس ہے پھر خیریت سے مدینہ آگئے اور وہ فی روح المعانی عن ابن اسحق اور اتفاق سے اس مقام پر ایک قافلہ تجار کا گذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال تجارت خرید فرمالیا اللہ تعالیٰ نے اسمیں نفع دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نفع ہمراہی مسلمانوں کو تقسیم فرما دیا رواہ البیہقی عن ابن عباس کذا فی روح المعانی آیات آیندہ میں اس قصہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ اصابہم القرح میں ان ہمراہیوں کے تازہ زخمی ہونے کی طرف اور قال لہم الناس میں عبدالقیس کی تخویف کی طرف اور ان الناس قد جمعوا لکم میں کفار مکہ کے مضمون مجوزہ کی طرف اور فزادہم ایمانا الخ میں مسلمانوں کے استقلال کی طرف دفانقلبوا بنعمۃ الخ میں نفع کی طرف

البلاغۃ قولہ بنعمۃ وفضل لعلہ تفنن للتاکید او کذلک ان یحمل ایہما شئت علی النعمۃ الحسیۃ والآخر علی المعنویۃ الکلام قولہ اجر المؤمنین دل علی ان الایمان شرط قبول الاعمال لذا لم یقل المقتولین مع ان المراد بقرینۃ المقام ہم کما ہو شرط القبول

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

جن لوگون نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگون مین جو نیک اور متقی ہین ان کے لیے ثواب عظیم ہے

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ

یہ ایسے لوگ ہین کہ لوگون نے ان سے کہا کہ ان لوگون نے تمہارے لیے سامان جمع کیا ہے سو تمکو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہدیا کہ ہم کو حق تعالےٰ کافی ہے اور وہی

وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ

سب کام سپرد کرنیکے لیے اچھا ہے پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا پیش نہین آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالےٰ

ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

بڑا فضل والا ہے — اس سے زیادہ کوئی بات نہین کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستون سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو

ہین ثواب و نفع تجارت کی طرف اشارہ ہے۔ اور بعض مفسرین نے ان آیات کے متعلق دوسرا قصہ ذکر کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ احد کے لوٹتے وقت کفار مکہ نے کہا کہ سال آیندہ پھر بدر مین لڑائی ہوگی جہان سال گذشتہ بھی ہو چکی تھی لیکن پھر ان کی ہمت نہ پڑی ایک اعرابی کو کچھ روپیہ دیدیا کہ تو مسلمانون کو ڈرا دے تاکہ وہ ڈر کر نہ آوین تو الزام انکے سر رہے لیکن مسلمان نہ ڈرے اور وقت پر پہونچ گئے اور کفار نہ آئے وہان بازار لگا کرتا تھا مسلمانون نے خوب خرید و فروخت کیا جسمین نفع بھی ملا پھر صحیح سلامت اپنے گھر آپہونچے اس غزوہ کا نام بدر صغریٰ مشہور ہوا اور بعض نے اس بدر صغریٰ کے قصہ کو غزوہ احد کے بعد ہی واقع کہا ہے باقی قصہ بحالہ کہا ہوا ہے لیکن احقر نے پہلے قصہ کو اسلیے اختیار کیا کہ روح المعانی مین کہا ہے والیٰ ہذا ذہب اکثر المفسرین دوسرے من بعد ما اصابہم القرح سے متبادر زخمون کی تکلیف کا اسوقت تک باقی رہنا ہے گو دوسری تفسیر پر یہ معنی ہو سکتے ہین کہ باوجودیکہ سال گذشتہ تکلیف اٹھائی تھی جس سے اندیشہ تھا خوف زدہ ہو جانیکا الخ واللہ اعلم اور اس تفسیر کے اختیار کر لینے سے غزوہ بدر صغریٰ کا انکار نہین کرتے لیکن اسکو مدلول آیات قرآنیہ نہین کہتے۔ **قصہ غزوہ حمراء الاسد** الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾ جن لوگون نے اللہ و رسول کے کہنے کو (جبکہ تعاقب کفار کے لیے بلائے گئے) قبول کر لیا بعد اسکے کہ انکو (ابھی تازہ) زخم (لڑائی مین) لگا تھا ان لوگون مین جو نیک اور متقی ہین (اور واقع مین سب ہی ایسے ہین) ان کے لیے (آخرت مین) ثواب عظیم ہے یہ ایسے (مخلص) لوگ ہین کہ (بعض) لوگون نے (یعنی عبد القیس والون نے جو) ان سے آکر کہا کہ ان لوگون نے (یعنی اہل مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے) لیے (بڑا) سامان جمع کیا ہے سو تمکو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس (خبر) نے ان کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ ہمکو حق تعالیٰ (سب مہمات مین) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے) پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے (یعنی ثواب اور نفع تجارت) بھرے ہوئے واپس آئے کہ انکو کوئی ناگواری ذرا پیش نہین آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ مین) رضائے حق کے تابع رہے (اسکی بدولت مجموعہ نعم سے سرفراز ہوئے) اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے (مسلمانو) اس سے زیادہ کوئی (قابل اندیشہ) بات نہین کہ یہ (مخبر فقط) شیطان ہے کہ اپنے (ہم مذہب) دوستون سے (تمکو) ڈرانا چاہتا ہے سو تم ان سے کبھی مت ڈرنا اور (صرف) مجھی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو ف شرح مضمون کی تقریر ربط مین مفصل گذر چکی ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ و رسول کے کہنے کو حالانکہ ظاہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعاقب کے لیے فرمایا تھا وجہ اسکی یہ ہے کہ آپکا فرمانا خدا کے فرمانے سے ہوتا تھا اسلیے اللہ و رسول کی طرف نسبت صحیح ہوئی اور یہ جو فرمایا کہ ان مین جو نیک اور متقی ہین حالانکہ نصوص و اخبار سے ان سب حضرات کا اس صفت کے ساتھ موصوف ہونا یقینی ہے اور خود آیت مین بھی جب ان سب کے لیے استجابت ثابت کی گئی پھر محسن و متقی ہونے مین کیا شبہ رہا پس مقصود اس فرمانے سے تقیید نہین بلکہ انکی مدح اور انکے لیے ان وصفون کا ثابت کرنا اور اجر عظیم کی علت بیان کرنا ہے کہ یہ حضرات مستحق اجر عظیم ہین

النحو الذین استجابوا مبتدأ والخبر للذین احسنوا وضعا للمظہر موضع المضمر ای لہم ۱۲

ملحقات الترجمہ
۱؎ قولہ فی ترجمۃ قال لہم الناس بعض لوگون نے اشارۃ الی ان اللام للجنس الشامل للقلیل و الکثیر فصح ارادۃ واحد و متعدد من نعیم بن مسعود او غیرہ علی اختلاف الاقوال
۲؎ قولہ فی ترجمۃ ان الناس ان لوگون نے جمع کیا اشارۃ الی ان اللام للعہد ۱۲
۳؎ قولہ فی ترجمۃ فاخشوہم اندیشہ بالتہیج انسب لہ لتحاوزہ فی مثل ذلک ۱۲
۴؎ قولہ فی ترجمۃ فزادہم ایمانا جوش ایمان اشارۃ الی ان المراد بالایمان ثمرتہ و آثارہ لا نفس التصدیق لم یوجد لذلک شیئ ثمرتہ و نتیجتہ کالصلوٰۃ و
۵؎ قولہ فی ترجمۃ الوکیل وہی سب کا اخذ الحصر من المقابلۃ الوکیل من الفعیل لان الموکول الیہ ۱۲
۶؎ ترجمۃ قولہ سوء ذرا ناگوار العموم النکرۃ تحت النفی
قولہ بعد ترجمۃ رضوان مجموعۃ نعم سے الخ مجموع ما عسی الخ بعض غیر المنصبیر لا وجہ للرفع ظاہرا الا بتنبیہ الاعلیٰ توہم ان بعض لم بعض سور فانہ ہذا الاتباع سبب لا ینبغی التخلف
۷؎ فافہم ۱۲
ترجمۃ ذلکم ہذا ضمیر الخطاب

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ

اور آپ کے لیے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہییں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں ان کو اصلاً بہرہ

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ

نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی — یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لیے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہو جاوے اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی

اسکی علت ان کا محسن و متقی ہونا ہے کیونکہ استجابت بھی احسان اور تقویٰ کا اثر ہے خوب سمجھ لو ربط اوپر منافقین کی بے وفائی اور بد خواہی کا مذکور ہو چکا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر انکی ان حرکات سے رنج ہوا ہو گا حق تعالیٰ آیت آیندہ میں آپکو تسلی دیتے ہیں اور اسکے ضمن میں ضمناً و طبعاً جمیع کفار کے معاملہ کے متعلق خواہ کوئی ہو آپکی تسلی فرماتے ہیں تاکہ آپکے قلب پر اب یا آیندہ ان کی اور دوسروں کی طرف سے کبھی صدمہ غالب نہ ہو تسلیہ قلب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در معاملہ منافقین و کفار وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور آپ کے لیے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہییں جو جلدی سے کفر (کی باتوں) میں جا پڑتے ہیں (جیسے منافقین کہ ذرا مسلمانوں کا پلہ ہلکا دیکھا فوراً ہی کفر کی باتیں کھلم کھلا کرنے لگتے ہیں جیسا انکے اقوال و احوال مذکورہ بالا سے معلوم ہوا) یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے (اور آپکو زیادہ رنج اس سے ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی مخالفت سے دین اسلام کی قوت و ترقی میں کچھ ضعف و خلل نہ آجاوے پس جب یقیناً معلوم ہو گیا کہ دین کو اس سے کچھ ضرر نہیں ہو سکتا پھر آپ کیوں رنج کریں اور اگر وجہ رنج کی یہ ہے کہ گو دین کو ضرر نہیں مگر خود ان کا تو ضرر ہے پھر یہ ایسے کام کیوں کرتے ہیں جس سے انکی عاقبت برباد ہو تب بھی رنج نہ کیجیے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کو (تکوینا) یہ منظور ہے کہ آخرت میں ان کو اصلاً بہرہ نہ دے (جب یہ امر مقدر ہو چکا تو پھر ان سے امید موافقت کی بیکار ہے اور رنج امید کے خلاف سے ہوتا ہے جب ان سے امید ہی نہ رکھی جاوے پھر رنج بھی نہ ہوگا) اور (کچھ صرف یہی نہیں کہ آخرت میں نعمتوں سے خالی محروم ہی رہیں مگر سزا نہ ہو بلکہ حرمان کے ساتھ) ان لوگوں کو سزائے عظیم (بھی) ہوگی (اور جیسا یہ گروہ خاص دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتے اسیطرح) یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان (کو چھوڑ کر اس) کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے (خواہ منافق ہوں خواہ کافر مجاہر ہوں خواہ پاس کے ہوں خواہ دور کے ہوں) یہ لوگ (بھی) اللہ تعالیٰ (کے دین) کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے (پس آپ کو کسی کی طرف سے فکر و رنج نہ چاہیے) اور ان (سب) کو (پہلوں کی طرح) دردناک سزا ہوگی ف اگر کسی کی طبیعت میں اس جگہ مسئلہ تقدیر کے متعلق خلجان پیدا ہو تو شروع سورہ بقرہ آیت ان الذین کفروا الی قولہ عذاب عظیم کی تفسیر ملاحظہ فرمالیں ربط اوپر کی آیتوں میں اہل کفر کو مستحق عذاب عظیم و الیم فرمایا ہے چونکہ وہ لوگ اسکے منکر تھے اور یہ استدلال کیا کرتے کہ جب ہم یہاں آرام و آسایش میں ہیں تو معلوم ہوا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ ناخوش نہیں ہیں پس وہاں بھی اگر آخرت کوئی چیز ہے تو آرام میں رہینگے ورنہ یہاں عذاب سے کیوں چھوڑے جاتے جیسا یہ مضمون ان آیات سے معلوم ہوتا ہے لو شاء اللہ ما اشرکنا ۔ لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء ۔ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الخ وغیرہا حق تعالیٰ آیت آیندہ میں اس خیال کا ابطال فرماتے ہیں ابطال زعم اہل کفر در باب امہال از عذاب در دنیا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

اللغات فی روح المعانی الاملاء فی الاصل اطالۃ المدۃ والملا الحین الطویل ومنہ الملوان للیل والنہار لطول تعاقبہما ۱۲
النحو الذین کفروا فاعل یحسبن و ما فی انما المفتوحۃ مصدریۃ وہی مع خبرہا ای خیر ساد مسد المفعولین والتقدیر ولا یحسب الکافرون ان املاءنا خیر لہم وفی قراءۃ ولا تحسبن بالخطاب عطف علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الا ان المقصود التعریض بہم اذ حسبوا ما ذکر او لکل سامع

فالفاعل ضمیر الخطاب والذین مفعول لہ وانما نملی الخ بدل اشتمال منہ وحیث کان المقصود بالذات ہو البدل وکان ہہنا مما یسد مسد المفعولین جاز الاقتصار علی مفعول واحد وکلمۃ انما الثانیۃ بالکسر ای للحصر ۱۲ البلاغۃ فی روح المعانی والتعبیر بصیغۃ المسارعۃ بمعنی الوقوع تعدیہ بفی دون الی الشائع تعدیتہا بہا کما فی سارعوا الی مغفرۃ واثر ذلک للاشعار باستقرارہم فی الکفر ودوام ملابستہم لہ فی مبدا المسارعۃ ومنتہاہا کما فی قولہ تعالیٰ فی المومنین یسارعون فی الخیرات واما ایثار الی فی آیتہا فلان المغفرۃ والجنۃ منتہی المسارعۃ وغایتہا الخ اختلاف القراءۃ یحزنک من الافعال وحزن و احزن بمعنی واحد ۱۲

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ بعد ترجمہ یسارعون جیسے منافقین اشارۃ الی ان المسارعین لا ینحصرون فیہم بقولہ تعالیٰ علی بعض التراکیب ... لا یحزنک الذین یسارعون ... الکفر من الذین قالوا آمنا بافواہہم ولم تؤمن قلوبہم ومن الذین ہادوا ... خاصۃ منہم ... لان المقام ... ج کو شہر مراد ۱۲ ۲ قولہ ... ترجمہ لن یضروا اللہ دین ... ۃ الی ان المراد باضرار اللہ ... اضرار دینہ اما مجازا او باتقدیر قولہ فی ترجمۃ شیئا ذرہ ... ضرر اشارۃ الی انہ مفعول ... ای ضررا شیئا دالی ان ... فادہم دم ۱۲ ۳ قولہ ... لن یضروا اللہ الخ ... اشارۃ الی سبب ... علیہ وسلم لیرتبط الکلام ... ۴ قولہ فی ترجمۃ ... شیئا قید بہ لان لفظ ... لسا شا قد یطلق علیہ ... محتملا ہناک ۱۲ ... فی ترجمۃ حظا اصلا ... تحت النفی ۱۲ ... فی ترجمۃ اشتروا ... جگہ اشارۃ الی ... لا اشتراء ہناک ... لہم الایمان و ... یومن باہل الاسلام ... ۵ قولہ ... اللہ یسلون ... امرین اسلے ... الیم والی ان ... فائدۃ ذکر النفی ... تعدد الاحوال ... العذاب ... الکبر ۱۲

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جسپر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے تمیز نہ فرمادیں — اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تمکو مطلع نہیں کرتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

ولیکن ہان جسکو خود چاہین اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہین انکو منتخب فرما لیتے ہین پس اب اللہ پر اور اسکے سب رسولون پر ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تمکو اجر عظیم ملے

اور جو لوگ کفر کر رہے ہین وہ خیال ہرگز نہ کرین کہ ہمارا اُن کو (عذاب سے) مہلت دینا کچھ اُن کے لیے بہتر (اور مفید) ہے (ہرگز نہین بلکہ) ہم انکو صرف اسلیے مہلت دے رہے ہین جسمین (زیادت عمر کی وجہ سے) جرم میں انکو اور ترقی ہوجاوے (تاکہ یکبارگی پوری سزا ملے) اور (دنیا میں اگر سزا نہ ہوئی تو کیا ہے آخرت مین ضرور) انکو توہین آمیز سزا ہوگی ف اس آیت سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسی لیے مہلت دی ہے کہ اور زیادہ جرم کرین تو پھر زیادہ جرم کرنے سے خفا کیون ہونگے اصل یہ ہے کہ یہ فرمانا ایسا ہے جیسے کوئی لڑکا سبق مین بیٹھا کھیلتا رہے اور استاد کے کئی بار سمجھانے نہ مانے استاد غصہ میں آکر خاموش ہو جاوے اور یہ سبق سننے کا وقت آویگا اسوقت کہتا سمجھیگا اور یہ بیہودہ نادان لڑکا فخر کرے کہ استاد مجھکو اسلیے نہیں مارتا کہ مجھکو بہت چاہتا ہے اور اسوقت اس لڑکے کہا جاوے کہ نہ مارنا اسلیے نہین بلکہ اسلیے ہے تاکہ تو خوب بیٹھا کھیلتا رہے اور وقت پر سبق یاد نہ نکلے اور خوب پیٹا جاوے پس عدم عقوبت کا اصل سبب تو ارادہ شرکی تکثیر ہے جو کہ سبب السبب ہے کلام مین قائم مقام سبب کے کردیا گیا اسی طرح اصل سبب اہمال کا ارادہ زیادہ عقوبت ہے لیکن اس سبب کے سبب یعنی زیادۂ اثم کو جو باختیار عبد ہے قائم مقام سبب بغرض افادہ بلاغت کلام کردیا گیا اور جاننا چاہیے کہ اہمال کے غیر نافع ہونے مین جو تخصیص کفار کی کیگئی وجہ اسکی یہ ہے کہ مسلمان کو جسقدر عمر زیادہ ملتی ہے اگر چہ نہین باقتضا اسلام فائدہ ہی ہے کہ زیادہ طاعت کرے اور زیادہ مستحق درجات ہو البتہ اگر اسلام کے اس اقتضا ہی پر کوئی عمل نہ کرے تو اور بات ہے مومن کو بحیثیت ایمان فائدہ ہی ہے بخلاف کافر کے کہ اسکو بحیثیت کفر کے ضرر ہی البتہ اگر کفر سے اس اقتضا پر عمل نہ کرے اور تو به و ایمان سے مشرف ہو جاوے تو اور بات ہے اور چونکہ اہل کفر پر عذاب نہ آنے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ مردود نہ ہونگے ورنہ عذاب آجاتا اوپر کی آیت میں یہ شبہ رفع فرمایا اسی طرح مسلمانون پر بھی سختیان آنے سے جیسا احد مین آئین وسوسہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقبول ہوتے تو ان پر سختیان کیون آتین اگلی آیت مین ان شدائد کی حکمتین اور مصلحتین بیان کرنے سے اس وسوسہ کو دفع فرماتے ہین حکمت شدائد بر مومنین در بعض احیان مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانون کو اس حالت (اختلاط و عدم امتیاز منافقین و مخلصین) پر رکھنا نہیں چاہتے جسپر تم (سب) اب (موجود) ہو (بلکہ واقعات و شدائد کا نازل ہونا اسوقت تک ضروری ہے) جب تک کہ ناپاک (یعنی منافق) کو پاک (یعنی مومن مخلص) سے تمیز نہ فرمادیں (اور یہ تمیز شدائد سے خوب ظاہر ہو جاتا ہے جیسا کئی بار اسکی تقریر آچکی ہے) اور (اگر کسیکو یہ وسوسہ ہو کہ بلا نزول شدائد بھی نزول وحی الی الرسول سے یہ تمیز سہل ہے کہ بتلا دیا جاتا فلان فلان منافق ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ (بمقتضائے حکمت) ایسے امور غیبیہ پر تمکو (بلا واسطہ وقوع حوادث و غیرہ) مطلع نہیں (کرنا چاہتے) ولیکن ہان جسکو (اسطرح مطلع کرنا) خود چاہین اور (ایسے حضرات) وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہین انکو (اسطرح مطلع کرنیکے لیے اپنے بندون مین سے) منتخب فرمالیتے ہین (اور تم پیغمبر ہو نہین سو تمکو ہم اسطرح ایسے امور کی کیون اطلاع دیدین البتہ واقعات ایسے نازل فرماتے ہین جسکے واسطے سے بطور استدلال کے یہ تمیز ظاہر ہو جاوے اور جب کفار پر دنیا مین عذاب نازل نہ ہونے کی اور مومنین پر بعض شدائد نازل ہونیکی حکمت

[illegible]

وقف لازم

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ

بے شک اللہ تعالی نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالی مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں ہم انکے کہے ہوئے کو لکھ کر رہیں گے اور انکا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے

وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝

کہ چکھو آگ کا عذاب — یہ اُن اعمال کی وجہ سے ہے جو تمنے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالی بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں

حدیث بخاری میں آئی ہے حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکو خدا تعالی مال دے اور وہ اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ اوسکا مال قیامت کے روز ایک زہری سانپ کی شکل بنا کر اُسکے گلے میں ڈال دیا جاویگا اور وہ اوس شخص کی باچھیں پکڑیگا اور کہیگا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا سرمایہ ہوں پھر حضور نے یہ آیت پڑھی احقر کہتا ہے کہ ترجمہ میں جو یہ قید لگائی گئی کہ ضروری موقعوں پر ان سے ایسے ہی حقوق واجبہ زکوٰۃ وغیرہ مراد ہیں پس حدیث میں تخصیص زکوٰۃ کی تمثیلا ہے حصر نہیں چنانچہ روح المعانی میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں ایسی ہی وعید ذی رحم کو نہ دینے پر آئی ہے کیونکہ ذی وسعت پر ذی رحم عاجز کی اعانت بھی واجب ہے۔ اور کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ گو آیت بوجہ عموم الفاظ کے یہود کو شامل ہو سکتی ہے لیکن کفار کا مکلف بالفروع نہ ہونا قرینہ مانعہ ہے جواب یہ ہے کہ جو علما اسکے قائل ہیں انکے قول پر یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہود کا یہ بخل ناشی تھا اُن کے کفر بالآیات و تکذیب وعدہ جزا سے پس یہ وعید معنی کفر پر ہے جسکے ترک کے وہ مکلف ہیں خوب سمجھ لو ربط اس تمہید کے بعد آگے مقصود مقام کا بیان ہے یعنی بیان گستاخی یہود لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ بے شک اللہ تعالی نے سن لیا ہے اُن (گستاخ) لوگوں کا قول جنہوں نے (ازراہ تمسخر) یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالی مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں (اور صرف سننے پر اکتفا نہیں کیا جاویگا بلکہ) ہم ان کے کہے ہوئے کو (ان کے نامۂ اعمال) لکھ کر رہیں گے اور (اسیطرح) ان کا (حضرات) انبیاء (علیہم السلام) کو ناحق قتل کرنا بھی (ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جاویگا) اور ہم (انپر سزا جاری کرنے کے وقت بطور جتلانے کے) کہیں گے کہ (لو) چکھو آگ کا عذاب (اور انکو روحانی الم دینے کے لیے یہ بھی اُسوقت اُن کہا جاویگا کہ یہ (عذاب) اُن اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالی بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں (سو اللہ تعالی نے بے جرم تمکو سزا نہیں دی) ف ظاہر ہے کہ یہود کا اس بیہودہ قول کے موافق اعتقاد تو نہ ہوگا لیکن یہ بات انہوں نے استہزاءً کہی اور مقصود اس سے تکذیب تھی آیات قرآنیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چنانچہ آگے آیت فان کذبوک سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے پس اُن کا مطلب یہ ہوگا کہ ان آیتوں کا مضمون اگر صحیح ہو تو اس سے خالق کا فقیر اور مخلوق کا غنی ہونا لازم آتا ہے اور یہ لازم باطل ہے پس ان آیتوں کا مضمون صحیح نہیں خود یہ تکذیب قرآن بھی کفر ہے پھر اسکی بصورت استہزاء تقریر کرنا یہ اور کفر پر مزید کفر ہے کیونکہ خود استہزاء بلا تکذیب بھی کفر ہوتا ہے سو دونوں کا جمع ہونا اور اشد ہو گیا اور گو مناظرات میں اہل حق کے کلام میں بھی ایسی تقریرات سے لوازم کے ابطال سے ملزومات کا ابطال کیا جاتا ہے لیکن وہاں تکذیب یا استہزاء امر باطل کے ساتھ متعلق ہوتا ہے لہذا وہ موجب محذور نہیں اور یہاں تکذیب و استہزاء امر حق کا تھا لہذا محل وعید ہوا خوب سمجھ لو۔ اور نامۂ اعمال میں درج کرا دینے میں یہ حکمت ہے کہ عادۃً مجرم پر زیادہ حجت ہو جاتا ہے ورنہ حق تعالی کو احتیاج نہیں پس ایسے امر کا انکار یا تاویل کرنا محض کفر یا بدعت ہے

ملحقات الترجمہ
سلہ قولہ فی ترجمۃ وان اللہ اور یہ امر ثابت ہی ہے الخ اشارۃ الی انہ فی محل الرفع علی انہ خبر لمبتدا محذوف والجملۃ اعتراض تذییلی مقرر لمضمون ما قبلہا ای والامر انہ تعالی لیس بمعذب لعبیدہ من غیر ذنب منہم نقلہ فی روح المعانی عن شیخ الاسلام واختصرتہ علی ترکیب البطلہ وان لم یکن فیہ حذفا لانی رأیتہ اسہل وابلغ الامراد انہ وانجواب نقلت فی روح المعانی

البلاغۃ قولہ لقد سمع اللہ تخصیص ہذا القول بالسماع مع انہ تعالی سمیع لجمیع المسموعات کنایۃ تلویحیۃ عن الوعید لان السماع لازم العلم بالمسموع وہو لازم الوعید فی ہذا المقام اھ قلت اما تخصیص مادۃ السماع لانہ یناسب القول۔ قولہ سنکتب ای فی الصحائف فالاسناد مجازی لان الکاتبین ہم الملائکۃ والکتابۃ حقیقیۃ او مستعارۃ فی علمنا ولا یہولہ فالاسناد حقیقیۃ والکتابۃ مجاز والسین للتاکید۔ قولہ عذاب الحریق والحریق بمعنی المحرق والاضافۃ بیانیۃ او الاضافۃ للسببیۃ المنزلیہ منزلۃ الفاعل قولہ ذوقوا ہو وجود الطعم فی الفم واصلہ فی تناول القلیل کالاکل فی الکثیر ثم اتسع فیہ فاستعمل لمطلق الادراک لسائر المحسوسات والحالات والنکتۃ فیہ ہہنا لان العذاب علیہ مجلہم فی المآل وغالب حاجۃ الانسان الیہ لتحصیل المطاعم کذا من روح المعانی قولہ ذلک بما قدمت قلت واتی بالاشارۃ البعیدۃ لان العذاب اذ ذاک یکون مشاہدا محسوسا قولہ لیس بظلام وصیغۃ المبالغۃ لتاکید معنی کمال نزاہتہ تعالی عن ذلک باراز التعذیب بغیر ذنب فی صورۃ المبالغۃ فی الظلم اخذتہ من روح المعانی وتقریرہ ان کثرۃ الظلم قبیح لتبیینا و نفی عنہ تعالی القبح ولما کان تعالی کاملا فی التنزہ نفی الظلم مع کثرتہ فانتفی باستحالہا فافہم حق الفہم۔ وبوجہ الخ بالظلم للتنبیہ کما رای لا نسب الیہ الظلم اصلا ۱۲

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے نے ہمکو حکم فرمایا تھا　کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجیے کہ بالیقین

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو

اور انبیا علیہم السلام کے قتل کا مضمون اسکے ساتھ ذکر فرمانا اس امر کے بتلانے کیلیے ہے کہ اس قول ہیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تکذیب ہی کی ہے تو جرائم میں ایسے بے باک ہیں کہ تکذیب سے گذر کر انبیا کو قتل تک کر چکے ہیں سو ایسوں سے نری تکذیب و یا استہزا کا کیا تعجب ہے۔ اور یہ شبہ کہ قتل تو انکے بڑوں نے کیا تھا انہوں نے تو نہیں کیا اسکا جواب پارہ الم کے نصف پر معاملہ نوزدہم کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ اور بے جرم سزا دینا گو حق تعالی کی مالکیت اور مختار ہونے کے اعتبار سے واقع میں ظلم نہیں لیکن ارحم الراحمین میں صورۃً ظلم بھی منتفی ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ اس مقام پر اُن کی گستاخی پر صرف وعید فرمائی ہے اور اُن کے اعتراض کے مقدمات کے جواب کی تصریح نہیں فرمائی گئی کیونکہ وہ مقدمات بدیہی البطلان ہیں اور وہ اعتراض محض مغالطہ ذہانہ القصد تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ حق تعالی کا ترغیب انفاق فرمانا ہمارے ہی نفع کے لیے ہے نہ کہ اپنے نفع کے لیے اگر اسکو سوال بتشارت کیا جاوے اور اسکو قرض و غیرہ کہہ دینا مجاز محض ہے مبالغۃ ایثار جزا کے لیے ربط اوپر کی آیت میں شنایع یہود میں سے ایک امر مذکور تھا دوسرا امر ان ہی شنایع میں سے آگے مذکور ہوتا ہے افترا یہود وَالَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وہ یہود ایسے لوگ ہیں کہ بالکل جھوٹ تراش کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ہمکو بواسطہ انبیا ارشاد و حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر (جو پیغمبری کے مدعی) پر اعتقاد (اسکے پیغمبر ہونے کا) نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ خاص نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اسکو آسمانی آگ کھا جاوے (پہلے بعض انبیا علیہم السلام کا یہ معجزہ ہوا ہے کہ کوئی چیز جاندار یا غیر جاندار اللہ کے نام کی نکال کر کسی میدان یا پہاڑ پر رکھ دی سو ایک آگ نمودار ہوئی اور اس چیز کو جلا دیا مطلب یہ کہ آپ نے یہ معجزہ ظاہر نہیں فرمایا اسلیے آپ پر ایمان نہیں لائے حق تعالی اسکا جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ فرما دیجیے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل (معجزات وغیرہ) لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جسکو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم (اس امر میں) سچے ہو (جو تمہارے اس قول کا مطلب اور اس سے لازم آتا ہے) ف اُن یہود کے اس دعوی کے دو جزو ہیں۔ ایک صریح ان اللہ عہد الینا دوسرا اس سے لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر آپ یہ معجزہ ظاہر فرماتے تو ضرور آپ پر ایمان لے آتے پس جزو اول کا جواب تو یہ ہے کہ تم مدعی ہو تمہی دعوی کا اثبات ضروری ہے ورنہ دعوی بلا دلیل غیر مسلم ہے اور یہود کے پاس اسکی کوئی دلیل نہ تھی افترا محض تھا البتہ بعض انبیا سے یہ معجزہ ظاہر ضرور ہوا لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ سب انبیا پر ایمان لانے کیلیے یہ شرط بھی ہو البتہ مطلق معجزہ یا کسی نبی ثابت النبوت کی علامت کا مصداق ہونا واقعی شرط ہے سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں یہ دونوں امر علی وجہ الکمال والوضوح مجتمع تھے لیکن یہ جواب اسلیے ذکر نہیں کیا گیا کہ بہت ظاہر تھا اسلیے صرف دوسرے جزو کے جواب پر اکتفا کیا گیا جسکی تقریر آیت میں موجود ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر تم اس امر میں صادق ہو تو جن انبیا میں یہ معجزہ موجود تھا اُن پر کیوں نہ ایمان لائے یہاں تک کہ تکذیب سے گذر کر قتل تک کر دیا خصوص ایسی حالت میں کہ اُن میں اور معجزات بھی تھے جن سے اقتضا وجوب ایمان کا اور بڑھ گیا تھا اور یہ شبہ کہ قتل ان کے بڑوں نے کیا اسکا جواب اوپر کی آیت کے ذیل میں دیکھ لیا جاوے۔ اور یہ شبہ کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہو جاتا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ درخواست محض عناداً تھی دل سے انکا قصد نہ تھا کہ ایسا ہونے سے ایمان لے آویں گے۔ دوسرے مدعی کے ذمہ مطلق دلیل ہے دلیل خاص نہیں ہے پارہ الم میں معاملہ سی و سوم و چہلم دیکھ لینے سے اسکی اور توضیح ہو سکتی ہے فقط ربط چونکہ اوپر یہود کے دو قول جو مذکور ہیں قالوا ان اللہ فقیر الخ قالوا ان اللہ عہد الینا الخ ان سے مقصود انکا تکذیب کرنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے طبعاً آپ کو رنج ہوتا تھا نیز اور کفار بھی اس تکذیب میں شریک تھے جس سے اور رنج بڑھتا تھا لہذا آیت آیندہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں

وہ المعجزۃ الی البینات وقولہ بالذی قلتم یکون تخصیصا بعد تعمیم اہتماما بشانہ لکون الکلام فیہ ۱۲

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کیجا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر ہر جان کو موت کا

الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا

مزہ چکھنا ہے　اور تمکو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملیگی　تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا　اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے

تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در تکذیب کفار فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ سو اگر یہ (کفار) لوگ آپ کی تکذیب کریں تو (آپ غم نہ کیجیے کیونکہ) بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کیجا چکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور (چھوٹے چھوٹے) صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر (جب اونکی بھی تکذیب ہو چکی ہے تو آپ کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں پھر کیا غم) ف یعنی بعضے صرف معجزے لائے بعضے چھوٹی کتابیں بعضے بڑی کتاب جیسے توراۃ و انجیل اور چونکہ کتاب سے بڑی کتاب مراد ہو اور بڑی کتاب شان اور مضامین میں زیادہ ہوگی اسلیے اسکی صفت میں منیر بڑہایا کہ اسمیں شان و مضامین دونوں کے اعتبار سے معنی ظہور کے زیادہ ہیں ربط اوپر مکذبین کا بیان تھا آگے مکذبین کی وعید ایک عام عنوان سے مذکور ہے جسمیں مصدقین کے لیے بشارت بھی آگئی وعید مکذبین و وعد مصدقین كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ (تم میں) ہر جان (دار) کو موت کا مزہ چکھنا (ضرور) ہے اور (مرنیکے بعد) تمکو پوری پاداش تمہاری (بھلائی برائی کی) قیامت ہی کے روز ملیگی (سو دنیا میں اگر اسکا ظہور نہ ہوا تو مکذب مامون نہ ہو اور مصدق مایوس نہ ہو کیونکہ اس پاداش کی تفصیل ہے) تو (قیامت کے روز) جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا (علی ہذا القیاس جو جنت سے جدا رہا اور دوزخ میں بھیجا گیا پورا ناکام وہ ہوا) اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف (ایسی چیز ہے جیسے) دھوکہ کا سودا (ہوتا) ہے (جسکی ظاہری آب و تاب کو دیکھکر خریدار پھنس جاتا ہے بعد چندے اسکی قلعی کھل جاتی ہے اسیطرح دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ کھا کر آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیے) ف تقریر آیت کی ظاہر ہے اتنا جان لینا چاہیے کہ یہ جو فرمایا ہے جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا مراد اس سے عام ہے خواہ ابتداءً بچالیا جاوے یا بعد سزا کے اسمیں سب مسلمان آگئے اور انکے پورے کامیاب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ جنت میں ہمیشہ کے لیے ہر طرح کی نعمتیں پاوینگے پس اس بنا پر اسکے مقابل میں جو واقع ہے کہ جو جنت سے جدا رہا اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہمیشہ کے لیے جدا رہا پس یہ خاص ہوگا کفار کے ساتھ اور اسکا پورا ناکام ہونا اسلیے ہے کہ کبھی تکلیف سے نجات نہ ہوگی اور کبھی راحت نصیب نہ ہوگی۔ اور یہ جو فرمایا کہ دھوکہ کا سودا اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ دنیوی زندگی سب کے لیے مضر ہے مطلب تشبیہ سے صرف یہ ہے کہ یہ اصلی مقصود بنانے کے قابل نہیں بلکہ اگر کوئی کریم عقلمند یہ سودا عمدہ داموں کو خریدنے لگے تو اس سودے سے محبت نہ کرے بلکہ غنیمت سمجھکر بیچ ڈالے چنانچہ اہل عقل اس حیٰوۃ اور اسکے متعلقات کے عوض اللہ تعالی سے اعمال صالحہ اور جنات عالیہ لے لیتے ہیں قال اللہ تعالٰی اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ تم غم نہ کیجیے اشارۃ الی حذف الجزاء لان المذکور لا یصلح ان یکون جزاء ۱۲

۲ قولہ تم میں جاندار للاشارۃ بان الکلام فی الثقلین فلا یشعر استثناء من شاء اللہ من الملئکۃ عموم لنفس فافہم ۱۲

۳ قولہ تمہاری بھلائی برائی اشارۃ الی ان الاجور فی الآیۃ عام شامل الخیر کما فی روح المعانی ۱۲

۴ قولہ قیامت ہی الحصر مستقا من انما ومعناہ ان الجزاء لا یوفی قبل القیامۃ کملا نعم قد یوجد من الجزاء بعضہ اما فی الدنیا واما فی القبر

اللغات الزبر فی القاموس الزبر المنع والنہی وبالکسر المکتوب الزبور والکتاب بمعنی المزبور اھ قلت وقال بعضہم سمی الکتاب بہ لانہ یزجر ویمنع بما فیہ من المواعظ عن القبیح وفسرہہنا بالصحف لتقریبۃ المقابلۃ ولہ بہ القرائۃ وبالزبر بإعادۃ الجار فانہ قطع لاحتمال الاتحاد منیر فی القاموس نار لوزا وانار استنار اھ فکلہا لازم۔ فی روح المعانی المتاع ما یتمتع بہ وینتفع بہ مما یباع ویشتری وقد شبہہا سبحانہ بذلک المتاع الذی یدلس بہ علی المستام ویغبر حتی یشتریہ اشارۃ الی غایۃ روحہا عند من انظر فیہا والغرور مصدر اھ قلت وقد اوضحت المراد من کونہا متاع غرور قلت لو قدر المضاف قبل الحیوٰۃ ای شہواتہا ولقیدہ بالمذموم منہا لترجح الی توجیہ ما یوہم الظاہر من کونہا مضرۃ بل یلتزم ہذا الظاہر لان الشہوات المذمومۃ مضرۃ لا محالۃ وانما لم اختر ہذا الوجہ فی الترجمۃ لما فیہ من تکلف الحذف الذی ہو خلاف الاصل وہذا معنی قول من قال ان ہذا التشبیہ بالنسبۃ لمن آثرہا علی الآخرۃ واما من طلب بہا الآخرۃ فہی لہ متاع البلاغ وفی الخبر نعم المال الصالح للرجل الصالح کذا فی روح المعانی۔ قلت کان ہذا القائل اشار الی ما ذکر الی تقدیر المضاف وتخصیصہا بالمذموم فتدبر ۱۲

البلاغۃ ذائقۃ الموت المراد بہ نازل بہا وعبر بالذوق مبالغۃ ۱۲

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى

البتہ آگے اور آزمائے جاؤگے اپنے مالونمین اور اپنی جانونمین اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتین دل آزاری کی ان لوگون سے جوتم سے پہلے کتاب دیے گئے ہین اور ان لوگون

كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ

سے جوکہ مشرک ہین اور اگر صبر کروگے اور پرہیز رکھوگے تو یہ تاکیدی احکام مین سے ہی　اور جبکہ اللہ تعالی نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگون روبرو

لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝

ظاہر کردینا اور اوسکو پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگون نے اسکو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اسکے مقابلہ مین کم حقیقت معاوضہ لے لیا　سو بری چیز ہے جسکو وہ لوگ لے رہے ہین

ربط اوپر یہود کی گستاخی کا بیان تھا جسکا قصہ تقریر ربط آیت ولا تحسبن الذین یبخلون مین مذکور ہوا اس قصہ مین یہ بھی ہو کہ یہی گفتگو فنحاص یہودی نے حضرت ابو بکر صدیق رض کے روبرو کی تھی آپکو سخت غصہ آیا اور اسکے ایک طمانچہ بھی مارا اس قصہ مین یہ اگلی آیت نازل ہوئی جسمین ہدایت ہو کہ ایسی ایسی اور بہت سی سنوگے تحمل کرنا چاہیے اور وہ فی لباب النقول بروایۃ ابن ابی حاتم و ابن المنذر عن ابن عباس اور لباب ہی مین ایک اور شان نزول بھی مذکور ہو کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رض کی شان مین ہجو کے اشعار کہا کرتا اسپر یہ اگلی آیت نازل ہوئی کذا ذکرہ عبد الرزاق عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک مین کہتا ہون کہ دونون قصون مین امر مشترک ایک ہی ہو کہ آیت مین قبائح یہود کا بیان ہی اور مسلمانونکو تعلیم صبر اور چونکہ یہود کے ساتھ ایذاء مسلمین مین مشرکین بھی شریک تھے انکا بھی ساتھ مین ذکر بڑھا دیا اور چونکہ صبر و ثبات کچھ ایذا ہی کے ساتھ خاص نہین بلکہ جمیع حوادث مین مامور بہ ہی لہذا اموال و انفس کا ذکر بھی ملا دیا اور اسمین بالخصوص ایک لطافت اور بڑھ گئی کہ واقعہ احد مین جسپر بڑا حصہ سورت کا مشتمل ہی مسلمانون کو جانی اور مالی نقصان بہت پہونچا تھا قتل بھی ہوئے غنائم بھی فوت ہوئے **تعلیم صبر مسلمانان در تاذی از یہود** لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ابھی کیا ہی البتہ آگے کو (آگے) اور آزمائے جاؤگے اپنے مالون (کے نقصان) مین اور اپنی جانون (کے نقصان) مین اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتین دل آزاری کی ان لوگون سے (بھی) جو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دیے گئے ہین (یعنی اہل کتاب سے) اور ان لوگون سے (بھی) جوکہ مشرک ہین اور اگر (ان مواقع پر) صبر کروگے اور (خلاف شرع امور سے) پرہیز رکھوگے تو (تمہارے لیے اچھا ہوگا کیونکہ) یہ (صبر و تقوی) تاکیدی احکام مین سے ہی (اور تاکیدی احکام پر عمل کرنا ہی اچھا ہی) **ف** آزمانے کا مطلب یہ ہی کہ ایسے حوادث پیش آتے رہینگے وقتاً فوقتاً واقع ہوا کرینگے اسکو مجازاً آزمانا کہدیا ورنہ اللہ تعالی آزمانیکے حقیقی معنی سے پاک ہی کیونکہ وہ عالم الغیب ہی اور صبر کرنیکا یہ مطلب نہین کہ تدبیر نہ کرو یا موقع انتقام مین انتقام نہ لو یا موقع قتال مین قتال نہ کرو بلکہ حوادث سے دل تنگ نہ ہو کیونکہ انمین تمہارے لیے منافع و مصالح ہین اور تقوی یہ کہ خلاف شرع امور سے بچو گو تدبیر بھی کیا کرو پس آیات صبر آیات قتال کے معارض نہین کہ احتیاج نسخ ہو اسیطرح حضرت صدیق کا غضب بھی تادیب تھا خلاف صبر نہ تھا اور پہلے سے ان حوادث کی خبر دیدی کہ پہلے سے آمادہ رہین تا کہ وقوع کے وقت پریشان نہون فقط ربط جیسا اوپر کی آیت مین یہود کے قبائح کا بیان ہی اگلی آیت مین بھی انکی ایک خصلت قبیحہ کا ذکر ہی کہ وہ نقض معاہدہ اظہار احکام و عدم کتمان حق کا ہی **مذمت اہل کتاب در کتمان حق** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ اور یہ حالت بھی قابل ذکر ہی جبکہ اللہ تعالی نے کتب سابقہ مین

ثقات الترجمۃ ۵ قولہ اور آزمائے... اشارہ الی ان... ن قبلہ کان من جملۃ... الا ۱۲ ۲ قولہ... سے لیے اچھا ہوگا... الی حذف دیجزاء... جبرلان المذکور... جزاء لان الصبر... وا رصبر احداد... للہم الا ان نقال... صبر یلقی علیہن... جمیلۃ ان یکون... الشرط ۱۲ ۳... لہ عمل کرنا ہی... نا کھیرلان... بالواجب قبیح

اللغات عزم الامور ای من العزم بمعنی توطین النفس و عقد القلب فالمعنی من الامور التی ینبغی ان یعزمہا کل احد او من العزم بمعنی الارادۃ والایجاب فالمعنی من الامور التی عزمہا اللہ تعالی و امر بہا اوجبہا ۱۲

النحو لتبیننہ جواب میثاق لتضمنہ معنی القسم وقرأ ابن کثیر و ابو عمرو لیبیننہ بیاء الغیبۃ و قد قرر علماء العربیۃ انک اذا اخبرت عن یمین حلف بہا فلک فی ذلک ثلثۃ اوجہ احدہا ان یکون بلفظ الغائب کانک تخبر عن شی کان تقول استحلفتہ لیقومن الثانی ان تاتی بلفظ الحاضر ترید اللفظ الذی قیل لہ فتقول استحلفتہ لتقومن کانک قلت قلت لہ لتقومن الثالث ان تاتی بلفظ المتکلم فتقول استحلفتہ لاقومن کذا فی روح المعانی ۱۲

البلاغۃ و ترک الکتاب التعبیر عنہم بذلک اما للاشعار بمدار النفاق والایذان بان ما یسمعونہ منہم مستند علی زعمہم الی الکتاب و اما الاشارۃ الی عظم صدور ذلک المسموع منہم و شدۃ وقعہ علی الاسماع حیث انہ کلام صدر ممن لا یتوقع صدورہ منہ لوجود زاجر عنہ معہ وہو ایتاء الکتاب کما قیل کذا فی روح المعانی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ

جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ انکی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے اور انکو دردناک سزا ہوگی

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۹ / ۹ / ۱۰

اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالی ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

اہل کتاب سے یہ عہد لیا یعنی انکو حکم فرمایا اور انہوں نے قبول کر لیا کہ اس کتاب (کے سب مضامین) کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا اور اسکے کسی مضمون کو دنیوی غرض سے پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگوں نے اس (عہد) کو اپنے پس پشت پھینک دیا (یعنی اس پر عمل نہ کیا) اور اسکے مقابلہ میں دنیا کا کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہے جسکو وہ لوگ لے رہے ہیں (کیونکہ انجام اسکا سزائے دوزخ ہے) ف اس کے ربع اول یعنی اہل میں ان عہد کا اور ان لوگوں کے دنیا اختیار کرنے کا مضمون مذکور ہو چکا ہے۔ اور دنیوی غرض کی قید اسلیے لگا دی گئی کہ اگر کسی دقیق مسئلہ کو کسی دینی مصلحت سے کسی بدفہم کے روبرو ذکر نہ کیا جاوے تاکہ اسکے لیے افتتان کا باعث نہ ہو جاوے اور اس وقت اسکی حاجت بھی نہ ہو تو یہ جائز بلکہ ضروری ہے اور جن مضامین کو یہ اہل کتاب پوشیدہ کرتے تھے ان میں سے بڑا امر یہی تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو کچھ خود انکو بیان [illegible] تھا اسلیے اور وہ کبھی اسکو چھپاتے تھے ربط اوپر یہود کے کتمان حق کا بیان تھا چونکہ ان لوگوں کو اپنی اس حرکت شنیعہ پر بجائے ندامت کے خوشی اور برعکس فرحت اور فخر تھا اگلی آیت میں اسکی وعید مذکور ہوتی ہے وعید فرح بر معصیت لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اے مخاطب) جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو (نیک) کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ انکی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ (دنیا میں) خاص طور کے عذاب سے بچاؤ اور حفاظت میں رہیں گے (یعنی ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں بھی کچھ سزا ہوگی) اور (آخرت میں بھی) انکو دردناک سزا ہوگی ف یہود کا کردار یہی تھا کہ احکام حقہ کو چھپاتے تھے اور جو نیک کام نہیں کیا اس سے مراد اظہار حق جسکو وہ نہ کرتے تھے لیکن دوسروں کو یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہم اظہار حق کرتے ہیں تاکہ انکا خداع معلوم نہ ہو چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بھی یہ حرکت کی رواہ البخاری اور اکثر یہود [illegible] منافقین تھے وہ بھی [illegible] غزوات سے بچ کر عذر کر کے ایسا ہی فریب دینا چاہتے تھے رواہ الشیخان یہ آیت ان سب افعال پر نازل ہوئی اور آیت [illegible] دوسرا کوئی بھی شامل ہے جو ایسی حرکت کرے لیکن مراد اس فرح سے فرح علی المعصیت اور حب حمد سے اہتمام حمد ہے اور فرح علی الحسنہ بھی اگر بالاہتمام ہو تو قواعد شرعیہ کی رو سے وہ بھی مذموم ہے البتہ جو فرح علی الحسنہ طبعاً ہو اسیطرح حب حمد بالفعل طبعاً ہو وہ معصیت نہیں خوب سمجھ لو۔ دنیا کی سزا ان یہود کو یہ ہوئی کہ بعضے قتل ہوئے بعضے جلاوطن ہوئے اور منافقین کو یہ ہوئی کہ رسوا و فضیحت ہوئے ربط اوپر اہل کفر کی سزا کا ذکر تھا چونکہ سزا دینے کے لیے اختیار اور قدرت لازم ہے اسلیے آیت آئندہ میں اسکا اثبات ہے اثبات سلطنت و قدرت الٰہیہ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ ہی کے لیے ہے (خاص) سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالی ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں ف پس چونکہ وہ سلطان حقیقی ہیں پس انکا حکم ماننا ضروری ہے اور نافرمانی جرم ہے اور چونکہ وہ قادر ہیں اسلیے مجرم کو سزا دے سکتے ہیں اور چونکہ انہوں نے اس سزا کی خبر دی ہے اسلیے ضرور سزا دیں گے اور چونکہ یہ صفات انکے ساتھ خاص ہیں لہذا انکے سزا دیے ہوئے کو کوئی بچا نہیں سکتا پس ان مقدمات سے اوپر کے مضمون کی تاکید ہو گئی ربط چونکہ اوپر اختصاص سے توحید مفہوم ہوئی اگلی آیت میں توحید پر دلیل لاتے ہیں اور اسکے ساتھ توحید کے کامل اقتضا پر عمل کرنے والوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جس میں اشارۃً دوسروں کو بھی ترغیب ہے اس اقتضا پر عمل کرنے کی اور اوپر جو کفار سے ایذا میں پہنچنے کا مضمون تھا آیت آئندہ کو اس سے بھی مناسبت ہے [illegible]

اللغات فی روح المعانی المفازة مصدر میمی بمعنی الفوز والتاء لیست للوحدة لبناء المصدر علیه ومن العذاب متعلق به ای متلبسین بنجاة منه ۱۲ النحو لا تحسبن فی الجلالین بالتاء والیاء فلا تحسبنهم بالوجهین ومفعول لا یحسب الاول دل علیه مفعولا یحسب الثانیة علی قراءة التحتانیة وعلی الفوقانیة حذف الثانی فقط [illegible] بالتحتانیة فتح الباء فی الفعل الاول وضم الباء فی الثانی کذا فی روح المعانی ۱۲ البلاغة قوله فلا تحسبنهم [illegible] فی روح المعانی قال الزجاج [illegible] وما اشبهها اعلاما بان الذی یجری متصل بالاول وتوکید له [illegible] وکلمک بکذا وکذا فلا [illegible] صادقا فالفاء زائدة ۱۲

ملحقات الترجمہ
۱ قوله خاص طور کے سے بناء علی کون اللام [illegible] فسر به هو الذی اختیر فی الخازن وعلیه فیکون [illegible] فی ولهم للعطف ۱۲
۲ قوله [illegible] البخاری لفظه عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سالهم عن شیء فکتموه واخبروه بغیره فخرجوا وقد اروه ان قد اخبروه بما ساله واستحمدوا بذلک الیه بما اتوا من کتمان ما سالهم کذا فی روح المعانی ۱۲
۳ قوله رواه الشیخان لفظه عن ابی سعید الخدری رضی ان رجالا من المنافقین اذا خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الغزو تخلفوا وفرحوا بمقعدهم خلاف رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم من الغزو اعتذروا وحلفوا واحبوا ان یحمدوا بما لم یفعلوا فنزلت هذه الآیة فی روح المعانی [illegible] بین الروایتین [illegible]
۴ لیکن مراد اس فرح سے [illegible] آخر الفائدة قلت علیه [illegible] ابن عباس [illegible] انما انزلت هذه الآیة فی اهل الکتاب [illegible] الذین [illegible] الآیة [illegible] مروان [illegible] اذهب یا رافع الی ابن عباس فقل له لئن کان [illegible] معذبا [illegible] اجمعون رواه الشیخان کذا فی روح المعانی

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لیے جنکی حالت یہ ہو کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی

وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اسکو لایعنی پیدا نہیں کیا ہم آپکو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو

عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا

عذاب دوزخ سے بچا لیجیے اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جسکو دوزخ میں داخل کریں اسکو واقعی رسوا ہی کر دیا اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں اے ہمارے پروردگار

مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ اٰمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝

ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجیے اور ہماری برائیوں کو بھی

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

اے ہمارے پروردگار اور ہمکو وہ چیز بھی دیجیے جسکا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجیے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عناداً یہ درخواست کی کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ حق کے دلائل تو یہ ہیں انہیں کیوں نہیں فکر کرتے اور وہ فی لباب النقول بروایۃ الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباسؓ سورہ بقرہ کے سعادہ سی وسوم وچہلم کا بھی ملاحظہ کر لیا جاوے اُس سے یہ شبہ رفع ہو جاویگا کہ پھر انکی یہی درخواست کیوں نہ پوری کر دی گئی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ درخواست تحقیق حق کے لیے نہ تھی بلکہ عناداً تھی جس سے درخواست پورا ہونے پر بھی ایمان نہ لاتے فقط **دلیل توحید و فضل موحدین کاملین** إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ اٰمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿۱۹۴﴾ بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل (توحید کے موجود) ہیں اہل عقل (سلیم) کے (استدلال کے) لیے جنکی حالت یہ ہے (جو آگے آتی ہے) اور یہی حالت انکے عاقل ہونے کی علامت بھی ہے کیونکہ عقل کا اقتضا دفع مضرت و تحصیل منفعت ہے اور اس حالت کا مجموعہ اسپر دال ہے وہ حالت یہ ہے کہ وہ لوگ (ہر حال میں دل سے بھی اور زبان سے بھی) اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں (اپنی قوت عقلیہ سے) غور کرتے ہیں (اور غور کا جو نتیجہ ہوتا ہے یعنی حدوث ایمان یا تجدید و تقویت ایمان اسکو اسطرح ظاہر کرتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس (مخلوق) کو لایعنی پیدا نہیں کیا (بلکہ اس میں حکمتیں رکھی ہیں جنمیں ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ اس مخلوق سے خالق تعالیٰ کے وجود و توحید پر استدلال کیا جاوے) ہم آپکو (لایعنی پیدا کرنے سے) منزہ سمجھتے ہیں (اسی لیے ہم نے استدلال کیا اور توحید کے قائل ہوئے) سو ہمکو (موحد و مومن ہونے کی وجہ سے) عذاب دوزخ سے بچا لیجیے (جیسا کہ شرعاً اسکا مقتضی ہے گو کسی عارض سے یہ اقتضا ضعیف ہو جاوے اور چند سے عذاب ہونے لگے ایک عرض تو ان لوگوں کی یہ تھی اور وہ اسی مضمون ایمان کے مناسب اور معروضات بھی کرتے ہیں جو آگے آتی ہیں **معروض دوم**) اے ہمارے پروردگار (ہم اسلیے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کہ) بے شبہ آپ جسکو (بطور اصلی جزا کے) دوزخ میں داخل کریں اسکو واقعی رسوا ہی کر دیا (مراد اس سے کافر ہیں) اور ایسے بے انصافوں کا (جنکی اصلی جزا دوزخ تجویز کی جاوے) کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں (اور آپ کا وعدہ ہے

اللغات الذنوب والسيات عن ابن عباس فی الاول بالکبائر وفی الثانی الصغائر وايد بان الذنب ماخوذ من الذنب بمعنى الذيل فاستعير فيما تستوخم عاقبته ولذلك تسمى تبعة واما السيئة فمن السوء وهو مستقبح لتكون اخف ثم المفهوم من كثير من عبارات اللغويين	عدم الفرق بين الغفران والتكفير والابرار جمع بر كارباب جمع رب كذا في روح المعاني ۱۲ البلاغة تكرير ربنا للابتهال ۱۲

ملحقات الترجمہ ؎ قولہ سلیم زادہ ملا ئر ان کثیراً من اہل الالباب لا یستدلون بہذہ الآیات وجہ الحمل علی الظاہر والبقاء تحتہ زیادۃ قولہ استدلال الخ فہذہ الآیات موضوعۃ لانہم سواء استدلوا ام لم یستدلوا او لا یستدلوا الا بہذہ فافہم ؎ قولہ ہر حال میں اشارہ الی ان خصوصیۃ القیام وغیرہ لیس بمقصود بل ہو کنایۃ عن الاستمرار یعنی تمام احوال لاعدم التحول لا فانہ لیس مدار للمدح ہو سبب لا ؎ قولہ استکمل آخر یدل علیہ فی الذکر المفہوم من العموم ؎ قولہ غور کا جو نتیجہ الخ الی ان قولہ ربنا ما خلقت یوضح متعینات الاحوال فانتیجہ ولو کان حالا کالحاصل من المبادی لیس فافہم ؎ ای حدوث الخ لبسم من قبیل ادنی الحال لہ فی ترجمۃ ہذا الکلام اشارہ الی ان المشار الیہ السمٰوٰت والارض بتاویل ؎ قولہ منزہ سمجھتے الی ان العامل تسبیح ؎ قولہ تقاضا اسکا یہ مقتضی کل بدخول الجنۃ الا بدلیل آخر ؎ قولہ فی ترجمۃ النار بطور اصلی

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ

سو منظور کرلیا انکی درخواست کو انکے رب نے اسوجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنیوالا ہو اکارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو

اہل ایمان کے لیے رسوا نہ کرینگا بھی اور نصرت کرنے کا بھی کما قال لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ وقال انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد الآیۃ پس ایمان لاکر اسلیے ہماری درخواست ہے کہ کفر کی اصلی جزا سے بچائیے ایمان کا اصلی مقتضا نجات من النار مرتب فرمائیے اور اس اقتضا کے موانع کا ارتفاع اس سے آگے آتا ہے معروض سوم اے ہمارے پروردگار ہم نے (جیسے مصنوعات کی دلالت سے عقلی استدلال کیا اسیطرح ہم نے) ایک (حق کی طرف) پکارنے والے کو (مراد اس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں بواسطہ یا بلا واسطہ) سنا کہ وہ ایمان لانے کے لیے اعلان کر رہے ہیں کہ (اے لوگو) تم اپنے پروردگار (کی ذات وصفات) پر ایمان لاؤ سو ہم (اس دلیل نقلی سے استدلال کرکے بھی) ایمان لے آئے (اس معروض کے مضمون میں ایمان بالرب کے ساتھ ایمان بالرسول بھی ضمناً آگیا پس ایمان کے دونوں جزو اعتقاد توحید و اعتقاد رسالت کامل ہو گئے) معروض چہارم اے ہمارے پروردگار پھر (اسکے بعد ہماری یہ درخواست ہے کہ ہمارے (بڑے) گناہوں کو بھی معاف فرما دیجیے اور ہماری (چھوٹی) بدیوں کو بھی ہم سے (معاف کر کے) زائل کر دیجیے اور (ہمارا انجام بھی بہتر درست کیجیے اسطرح کہ) ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ (شامل رکھکر) موت دیجیے (یعنی نیکی پر خاتمہ ہو) معروض پنجم اے ہمارے پروردگار اور جسطرح ہم نے اپنی مضرتوں سے محفوظ رہنے کے لیے عرض کیا ہے جیسے دوزخ و رسوائی اور ذنوب و سیئات اسیطرح ہم اپنی منافع کی دعا کرتے ہیں کہ) ہم کو وہ چیز (یعنی ثواب و جنت) بھی دیجیے جسکا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے (کہ مومنین و ابرار کو اجر عظیم ملیگا اور یہ ثواب جنت ہے ہمکو اسطرح دیجیے کہ ثواب ملنے سے پہلے بھی) ہمکو قیامت کے روز رسوا نہ کیجیے (جیسا کہ بعض کو اول سزا ہوگی پھر جنت میں جاوینگے مطلب یہ کہ اول ہی سے جنت میں داخل کر دیجیے اور) یقیناً آپ (تو) وعدہ خلافی نہیں کرتے (لیکن ہمکو یہ خوف ہے کہ جنکے لیے وعدہ ہے یعنی مومنین و ابرار کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ ہم ان صفات سے موصوف نہ رہیں جنپر وعدہ ہے اسلیے ہم آپ سے یہ التجائیں کرتے ہیں کہ ہم کو اپنے وعدے کی چیزیں دیجیے یعنی ہمکو ایسا کر دیجیے اور ایسا ہی رکھیے جس سے ہم وعدے کے مخاطب و محل ہو جاویں)

ف سمٰوات وارض وغیرہ سے توحید پر استدلال کی تقریر شروع پارہ سیقول رکوع ان فی خلق السمٰوٰت کے ذیل میں مفصل مرقوم ہو چکی ہے اور سمعنا کے ترجمہ میں جو احقر نے بواسطہ یا بلا واسطہ بڑھا دیا ہے وہ اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کو صحابہ نے تو بلا واسطہ سنا اور ہم نے بواسطہ اور مضمون دعا کا سب مسلمانوں کو عام ہے اسلیے تعمیم سماع کی کر دی گئی اور یہ جو فرمایا کہ پیغمبروں کی معرفت حالانکہ صرف یہ کافی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت وجہ یہ کہ سب انبیاء کا مضمون اس وعدے میں ایک ہے اور اس سے تاکید ہو گئی وعدہ کی یعنی بار بار ہر زمانہ میں اس وعدہ کی تجدید ہوتی رہی

ف ان دعاؤں کا مضمون جمیع مقاصد مطلوبہ کو جامع ہے کیونکہ منتہی مقاصد کا دو امر ہیں جنت ملنا اور دوزخ سے بچنا۔ اور دونوں کے لیے دو شرط ہیں طاعات کا وجود اور معاصی کا عدم کل چار چیزیں ہوئیں فقنا عذاب النار میں امر ثانی اور فاغفر لنا الخ میں امر رابع اور اٰتنا ما وعدتنا میں امر اول و ثالث کی درخواست ہے ربط اوپر ان لوگوں کی دعاؤں کا بیان تھا جو دلائل عقلیہ و نقلیہ میں نظر کر کے ایمان لے آئے آگے ان کی ان دعاؤں کا قبول ہونا فاستجاب لھم میں اور اس قبول کی علت انی لا اضیع میں پھر اس علت پر کہ درحقیقت ایک قاعدہ کلیہ ہے ایک تفریع مناسب مضمون مقصود سورت کے کہ محاجہ و صبر علی الجہاد و ایذاء الکفار ہے مذکور ہے قبول ادعیہ مذکورہ مع علت و تفریع بر علت فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض

النحو قولہ انی بالی والخطاب فی منکم والتکلم فی انی من باب الالتفات والنکتۃ الخاصۃ فیہ اظہار کمال الاعتنا بشان الاستجابۃ وتشریف الداعین بشرف الخطاب والتعرض لبیان السبب لتاکید الاستجابۃ والاشعار بان مدارہا اعمالہم التی قدموہا علی الدعا لا مجرد الدعا وکذا فی روح المعانی قلت والی ہذا السبب اشرت بقولی بعد ترجمۃ بعضکم ایمان کہ ایک عمل نیک ہے الخ فافہم واشکر ۱۲

البلاغۃ قولہ بعضکم جملۃ معترضۃ ومن اتصالیۃ الاتحاد فی الاصل او الاتحاد فی الدین ... و نکتتہا تبیین ...

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر وابو الشیخ والبیہقی وغیرہم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث الطویل وفیہ ان اللہ تعالیٰ یدعو یوم القیٰمۃ الجنۃ فتاتی بزخرفہا وزینتہا فیقول این عبادی الذین قاتلوا فی سبیلی واوذوا فی سبیلی وجاہدوا فی سبیلی ادخلوا الجنۃ فیدخلونہا بغیر عذاب ولا حساب اھ قلت ہذا الحدیث تایید امران الاول ان ہذہ الاعمال تکفر السیئات کما ذکرت فی الفائدۃ وقد ورد فی الصحاح ان الاسلام یہدم ما کان قبلہ وان الہجرۃ تہدم ما کانت قبلہا وان القتل فی سبیل اللہ یکفر کل ذنب الا الدین والثانی ما ادعیتہ فی ترجمۃ سبیلی من تعلقہ بالکل فتذکر فی روح المعانی اخرج الترمذی وخلق کثیر عن ام سلمۃ قلت یا رسول اللہ لا اسمع اللہ تعالیٰ ذکر النساء فی الہجرۃ بشیء فانزل اللہ تعالیٰ

ملحقات

ص قولہ لن ... پھر اسکے بعد ... ان الفاء للتعقیب ... قال المغفرۃ ... کما ہو الظاہر ... لیس بمرتب ... بل والاعلی الاعم ... ص قولہ ... فالتقدیر علی ... ص قولہ فی ... لا تخزنا ... الخ فلا تکرار ... الخزی والعلم ... الخزی والسوء ... وعدہ ... فذکرنا ... بتوہم انما ... المذکورین

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہوگئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کردونگا اور ضرور

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ

انکو ایسے باغوں میں داخل کرونگا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے تجھکو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا

كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

مغالطہ میں نہ ڈالدے　چندروزہ بہار ہے پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۴) سو منظور کیا انکی درخواست کو انکے رب نے اس وجہ سے کہ (میری عادت مستمرہ ہے کہ) میں کسی شخص کے (نیک) کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت نہیں کرتا (کہ اسکا صلہ نہ دوں) خواہ وہ (کام کرنے والا) مرد ہو یا عورت ہو۔ (وہ دونوں کے لیے یکساں قانون ہے کیونکہ تم (دونوں) آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو (اسلیے حکم بھی دونوں کا ایک سا ہی ہے پس جب ان لوگوں نے ایمان کا ایک عمل نیک ہی قبول کرکے اسکے ثمرات کی درخواست کی تو ہم نے اپنی عادت مستمرہ کے موافق اسکو منظور کرلیا اور جب ایمان پر بسبب اسکے عمل (قضا) کے ہم ایسے ثمرات عطا فرماتے ہیں، سو جن لوگوں نے (ایمان کے ساتھ اور اعمال شاقہ بھی کیے ہیں مثلا ہجرت یعنی) ترک وطن کیا اور (وہ بھی ہنسی خوشی سیر و سیاحت کے لیے نہیں بلکہ اسطرح کہ) اپنے گھروں سے (تنگ کرکے) نکالے گئے (یعنی کفار نے وطن میں پریشان کیا بیچارے گھر چھوڑ چھوڑ کر پردیس کو نکل کھڑے ہوئے) اور (اسکے سوا اور طرح طرح کی) تکلیفیں (بھی) دیے گئے (اور یہ باتیں یعنی ہجرت و اخراج و ایذا سب) میری راہ میں (یعنی میرے دین کے سبب انکو پیش آئیں اور ان سب کو انہوں نے برداشت کیا) اور (اس سے بڑھکر انہوں نے یہ کام کیا کہ جہاد (بھی) کیا اور (بہتیرے ان میں) شہید (بھی) ہوگئے (اور آخر تک جہاد سے نہ ہٹے تو ایسے اعمال پر تو ثمرات کیوں نہ دونگا) ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں (جو میرے حقوق کے متعلق ہونگی ہوں) معاف کردونگا اور ضرور انکو (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کرونگا جن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی (انکو) یہ عوض ملیگا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس (یعنی انکے قبضہ قدرت میں) اچھا عوض ہے (وہ اچھا عوض اللہ تعالی ان لوگوں کو دینگے

ف تمام خطائیں اسلیے کہا گیا کہ یہاں ہجرت اور جہاد و شہادت کی فضیلت مذکور ہے اور حدیثوں میں ان اعمال کا تمام ذنوب سابقہ کا کفارہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور آیات دعا میں تکفیر کو جو استجابت سے مفہوم ہے خواہ اسلام پر مرتب کیا جاوے کہ اسکا بھی علی الاطلاق مکفر ہونا وارد ہے اور خواہ اس دعا میں تکفیر کو صلہ استغفار کا کہا جاوے تو بہ کے مکفر ہونے میں کوئی خفا ہی نہیں ہے اور یہ قید جو لگائی کہ میرے حقوق کے متعلق الخ وجہ اسکی یہ کہ حدیثوں میں دین کا استثنا آیا ہے ربط اوپر کی آیت میں مسلمانوں کی کلفتوں کا بیان اور انکا انجام نیک مذکور تھا آگے کافروں کی عیش و آرام کا بیان اور انکا انجام بد مذکور ہے تاکہ مسلمانوں کو اپنا انجام سنکر جو تسلی ہوئی تھی اپنے دشمنوں کا انجام سنکر اور زیادہ تسلی ہو اور انکی عیش و آرام کی طرف حرصًا یا حزنًا یا غیظًا التفات کریں پھر اس انجام بد کو دریافت کرکے اگر کسی کو ان میں سے توبہ کی توفیق ہو اور کفر و معاصی سے باز آوے تو اس انجام بد سے محفوظ رہنا اور اسکو بھی انجام نیک کا نصیب ہو جانا ساتھ کے ساتھ بیان فرمادیا انجام بد کفار مع استثنا تائبین عن الکفر لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ (۱۹۵) مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (۱۹۶)

اللغات فی القاموس تقلب فی الامور تصرف فیها کیف شاء اھ قلت والظاہر ان المراد الحل والعقد والایراد النقل للمکاسب فیحلہ الامور من تحفظ الکسب او التلذذ و یکون فی البلاد حال ای کائنین فی البلاد او محل التصرف علی السیر فحلا یکون فی البلاد فتفتنہ فانہ لم یشرح بہ صدری النحو ثوابًا قال البیضاوی ای اثیبہم فھو مصدر موکد وقال الاظہر ان یکون بامن عند اللہ حالا البلاغۃ قولہ عندہ حسن الثواب فی روح المعانی قول الرجل عندی ما ترید یرید تخصیصہ

ذلک لہ وان لم یکن عندہ فلیس معنی عندہ حسن الثواب ان الثواب بحضرتہ وبالقرب منہ بل مثل ھنا لک کونہ بقدرتہ و فضلہ بحیث لا یقدر علیہ غیرہ بحال الشیء یکون بحضرۃ احد لا ید علیہ لغیرہ و الاختصاص مستفاد من ھذا التمثیل حتی لو لم یجعل حسن الثواب مبتدأ موخرا کان الاختصاص بحالہ اھ قلت ومن ثم ترجمت بالحصر، قال البیضاوی جعل النہی عن تقلب تنزیلا للسبب منزلۃ المسبب للمبالغۃ

رحمات الرحمۃ… قولہ عادت مستمرہ… بالی عدم الوجوب علیہ تعالی… وانا ہو التفضل… قولہ صلہ نہ دوں تحقیق… الضیاع لان… وجہ تکنیہ بضیاع… قولہ من ترجمۃ اوذوا… اسکے سوال ان العطف… لتفسیر… قولہ فی سبیلی… الی ان فی سبیلی قید للکل… الہجرۃ والاخراج والایذا… للقتال والقتل… قولہ… لان الاخراج… من اعمالہم والمقام… من فضل الاعمال… تہییرے اشارہ الی ان… قتلوا الایذیم ان… بعین الرجع فی قاتلوا… القتال… القتل… ای حتی قتلوا… خواہم قالعا… قتلوا وقتلوا… ذکر فی فائدۃ… کیا فان… اعمالہم… الیات تمام خطائیں… الاستغفار… للدلیل الذی… وذکر فی روح… ان… علی… رسائع… موحدۃ من… الفرقان بکفر…

ع ۲۰ / ۱۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لیے مستعد رہو اور اللہ تعالے سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو

سورۃ النساء مدنیۃ وھی مائۃ وسبع وسبعون ایۃ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

کتابیہ کردیتا ہے وہ جلدی ہی مزدوری بھی دیدیتا ہے اور اللہ تعالی حساب جلدی کردینگے تو سمجھو کہ ایمان واعمال صالحہ کا بدلہ بھی جلدی ہی ملنے کے حضور ہی اسلیے کہ قیامت بھی قریب ہی ہیں یہ کلام بطور کنایہ کے ہی ربط سورت ختم پر آئی چونکہ اصل مضمون سورت کا مجاہدہ ہی کفار سے بالسنان بھی باللسان بھی اور اسکے ضمن میں بہت سے معاملات قولیہ فعلیہ کفار کے ایسے مذکور ہوئی جن سے مسلمان ایذا دی ہوتے تھے ایسے مواقع میں چند حالتیں پیش آتی ہیں ایک مقاتلہ ایک مصالحہ ایک یہ کہ نہ صلح کا عہد ہوا ہو اور نہ بالفعل مقاتلہ ہو لیکن احتمال ہو پھر حالت مصالحہ میں ہو جاسکے کہ کفار کو عناد تھا خاموش نہ رہتے تھے بلکہ مخاصمت پہلو دار قولاً و فعلاً مسلمانوں کو ایذا پہونچاتے رہتے تھے جنمیں بعضے امور تو قابل مباحثہ کے تھے انمیں تو مجاہدہ باللسان ہوسکتا اور بعضے امور محض آزار دہی کی غرض سے کیے جاتے تھے پس یہ کل چار قسم کے امور ہوئے۔ ایک مقاتلہ دوسرے احتمال مقاتلہ تیسرے مباحثہ چوتھے محض ایذا رسانی امر چہارم میں بطور خود صبر و استقلال کی ضرورت ہوتی ہے اور امر اول میں مصابرت یعنی دوسرے کے مقابلہ میں صبر و ثبات کی حاجت ہوتی ہے۔ امر دوم میں مرابطت یعنی مقاتلہ کے لیے مستعد رہنے کی ضرورت ہے۔ اور امر سوم میں تقوے کی حاجت ہے تاکہ جوش او رغصہ میں خصم کے ساتھ شدت یا کسی مسلم کی شان میں سوء ادب نہو جاوے جیسا اکثر مناظرات میں دیکھا جاتا ہے اور تقوی کو صرف امر سوم کے ساتھ خصوصیت نہیں بلکہ امور چارگانہ میں اسکی احتیاج ہے تاکہ کسی حالت میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہو جاوے اسلیے ختم کی آیت میں ان ہی امور چہارگانہ کا حکم اور اس حکم کی تعمیل کا ثمرہ کہ جامع ثمرات ہے ارشاد فرماتے ہیں امر بصبر و مصابرہ و مرابطہ و تقوی مع وعدہ ثمرہ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۲۰۰﴾ اے ایمان والو (تکالیف پر) خود صبر کرو اور (جب کفار سے مقابلہ ہو تو) مقابلہ میں صبر کرو اور (احتمال مقابلہ کے وقت) مقابلہ کے لیے مستعد رہو اور (ہر حال میں) اللہ تعالی سے ڈرتے رہو (اور حدود شرع سے نہ نکلو) تاکہ تم پورے کامیاب ہو (آخرت میں تو ضروری اور اکثر اوقات دنیا میں بھی) ف قاموس میں مرابطت اور رباط کے دو معنی لکھے ہیں ایک ملازمت ثغر العدو یعنی جو دارالاسلام و دارالکفر کے سرحد موقع پر قیام کرنا تاکہ کفار سے دارالاسلام کی حفاظت رہے اختر نے یہی معنی لیے ہیں۔ دوسری معنی مواظبت علی الامر یعنی مطلق احکام کی پابندی کرنا بیضاوی نے یہ معنی بھی لیے ہیں اور حدیث میں انتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ کو رباط فرمایا ہے انمیں دونوں معنی کا احتمال ہے یا تو معنی اول کے اعتبار سے تشبیہاً اسکو رباط فرمادیا کہ یہ بھی نفس و شیطان کے مقابلہ میں مستعد رہنا ہے یا معنی ثانی کے اعتبار سے حقیقۃً فرمادیا ہے کہ یہ انتظار خود علامت ہے دوام کی جیسا ظاہر ہے واللہ اعلم الحمد للہ آج تاریخ ۴ شوال ۱۳۲۲ھ یوم پنجشنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون میں تفسیر سورۃ آل عمران کی اختتام کو پہونچی آگے انشاء اللہ تعالی سورۃ نساء کی تفسیر آتی ہے اور دونوں سورتوں کا ربط بہت ظاہر ہے کہ یہ سورت امر بالتقوی پر ختم ہوئی ہے اور وہ اسی پر شروع ہوئی ہے باقی مفصل تقریر اپنے موقع پر آجاویگی انشاء اللہ تعالی اللهم ربنا لك الحمد یا ذا الجلال والاکرام وعلی رسولك الصلوۃ والسلام الی یوم القیام سورۃ النساء مدنیۃ وھی مائۃ وخمس وسبعون ایۃ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ربط اوپر کی سورت مضمون تقوی پر ختم ہوئی ہے اس سورت کو اسی مضمون سے شروع کیا ہے لیکن اوپر کی سورت میں اس تقوی کے متعلقین زیادہ تر وہ معاملات مذکور ہوئے تھے جو مخالفین کے ساتھ واقع ہوتے ہیں جیسا بوجہ اوضح اسکی تفصیل گذر چکی ہے اور اس سورت میں ایک محل تو وہی معاملات ہیں دوسرے محل معاملات باہمی خصوصی معاملات فیما بین اللہ والعبد یعنی دیانات پس اس سورت میں تین قسم کے مضامین ہیں معاملات باہمی جیسے احکام یتامی ازدواج میراث وصیت سیاسات تفصیل محرمات حدود و حقوق و دیگر احکام متعلقہ زوجین و والدین و یتامی و مساکین و جیران و اقارب و اصحاب و مسافرین و ممالیک

بقات الترجمۃ
۵ قوله فی الفائدة کنایہ کما فی روح فی والکنایۃ عن قرب الموعود فان سرعۃ تستدعی سرعۃ حینئذ تکون الجملۃ سا انتها فانه وعد

بله ملازمة تغر هی یربطون فیه بول عادة و نه الاسم بمعنی: ربط النفس و

قا مدہ عدد آیات اسورۃ آل عمران) فی المصاحف مائتین لکن اقوال القراء فیها مختلفۃ فلذا اصار فی تعدیدنا مائة وتسعا وتسعین آیۃ قدہ ۱۰ عاک ا لتقف وتدبر

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو　جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا　اور اُس جاندار سے اسکا جوڑا پیدا کیا اور اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

اور تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سبکی اطلاع رکھتے ہیں۔

درد امانات و اطاعت حکام اسلام و عدل فی الحکم و احکام سلام و شفاعت و امثالہا۔ اور دیانات جیسے بعض احکام توبہ۔ و صلوٰۃ و جنابت و طہارت و تیمم و ہجرت۔ اور معاملات مع المخالفین جیسے احکام جہاد و احوال منافقین و اہل کتاب و ابطال عقائد مشرکین اور یہ مضامین بوجہ اسکے کہ ہر ایک حکم میں دوسرے احکام پر نظر رکھنا مطلوبات شرع سے ہے مختلط طور پر مذکور ہیں اور اکثر ایک مضمون کے ضمن میں دوسرے مضامین آگئے ہیں جیسے احکام جہاد میں صلوٰۃ الخوف اور مثل اسکے اور خود ایک حکم بھی کئی کئی حکموں پر مشتمل ہے جسطرح میراث و محرمات وغیرہما میں کتنی کتنی صورتیں ہیں چنانچہ تدبر و امعان نظر سے یہ مضامین اسی ہیئت سے مجموعہ سورت میں ملینگے اب سب سے اول تقویٰ کا یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت لائے ہیں یعنی الذی خلقکم الخ جسمیں تقویٰ کے ساتھ ہی اکثر باہمی حقوق و تعلقات انسانیہ کی مراعات کی طرف اشارہ ہو جاوے پھر اس اشارہ کے بعد ارحام کی رعایت کی تصریح بھی کردیگی **امر بالتقویٰ و حفظ حقوق باہمی در ضمن آن** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ اے لوگو اپنے پروردگار (کی مخالفت) سے ڈرو جس نے تمکو ایک جاندار سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا (کیونکہ سب آدمیونکی اصل وہی ہیں) اور اُس (ہی) جاندار سے اُسکا جوڑا (یعنی اُسکی زوجہ حوا کو) پیدا کیا اور (پھر) اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں) پھیلائیں اور (تمسے مکرر تاکید کے لیے کہا جاتا ہے کہ) تم خدا تعالیٰ سے ڈرو جسکے نام سے ایک دوسرے سے (اپنے حقوق کا) مطالبہ کیا کرتے ہو (جس مطالبہ کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ خدا سے ڈر کر میرا حق دیدے سو جب دوسرون کو خدا کی مخالفت سے ڈرنے کو کہتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم اس ڈرنے کو ضروری سمجھتے ہو تو تم بھی ڈرو) اور (یون تو تمام احکام الٰہیہ میں مخالفت سے بچنا اور ڈرنا ضرور ہی لیکن اس مقام پر ایک حکم خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے کہ) قرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب (کے حالات) کی اطلاع رکھتے ہیں (اگر مخالفت کروگے مستحق سزا ہوگے) ف اس آیت میں پیدایش کی تین صورتوں کا بیان ہے ایک تو جاندار کا بے جان سے پیدا کرنا کیونکہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔ دوسرے جاندار کا جاندار سے بلا طریقہ توالد متعارف پیدا ہونا کیونکہ حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں جیسا حدیث شیخین وغیرہما میں ہے انہن خلقن من ضلع وان اعوج شئ من ضلع اعلاہ اور تیسرے جاندار کا جاندار سے بطریق توالد متعارف پیدا ہونا جیسا اور آدمی آدم و حوا سے اسوقت تک پیدا ہوتے آرہے ہیں اور فی نفسہ عجیب ہونے میں اور قدرت

اللغات الرقيب في روح المعاني المطلع ومنه المرقب للمكان العالي الذي يشرف عليه ليطلع على مادونه ومن هنا فسره ابن زيد بالعالم فهو فعيل بمعنى الفاعل وقال مجاهد حفيظ ۱۲

النحو واختلاف القراءة الارحام بالنصب وهو معطوف على محل المجرور والكلام على حد مررت بزيد وعمرا فالمعنى تساءلون بالارحام وكانوا يقولون اسالك بالله وبالرحم واما معطوف على الاسم الجليل اي اتقوا الله واتقوا الارحام وصلوها فان قطعها مما يجب ان يتقى وقرا حمزة بالجر عطفا على المجرور ويكون المعنى ما مر في الوجه الاول من العطف على المجرور ولا يسمع تشنيع من شنع عليه بعد ثبوت القراءة تواترا وما استندوا اليه من امتناع العطف على الضمير المجرور هو مذهب البصريين ولسنا متعبدين باتباعهم وادعى ابو حيان ان الصحيح ما ذهب اليه الكوفيون من الجواز وكذا لا يعتد بما استندوا اليه ايضا ان في ذكر الارحام تقرير التساؤل بها والقسم بحرمتها فان هذا القول لا يراد به القسم وانما يراد الاستعطاف وليس هو كقول القائل والرحم لافعلن كذا وقد خرج ابن جني هذه القراءة على حذف الباء ولدلالة المقام عليها وقد مشى على ذلك البعض الزمخشري في احاجيه اه من روح المعاني ۱۲

البلاغة في روح المعاني لا يفهم من خلق بني آدم من نفس واحدة خلق زوجها منه لا خلق الرجال والنساء من الاصلين جميعا والمعطوف متكفل ببيان ذلك وقد ذكر غير واحد ان اللازم في العطف تغاير المعطوفات ولو من وجه وهو ههنا محقق بلا ريب كما لا يخفى اه قلت فلا تكرار في الآية وفيه وليس المراد بالرجال والنساء البالغين والبالغات بل الذكور والاناث مطلقا تجوزا ولعل ايثارهما على الذكور والاناث لتاكيد الكثرة والمبالغة فيها بترشيح كل فرد من الافراد المبثوثة لمسيئته غيره وقيل ذكر الكبار منهم لانه في معرض المكلفين بالتقوى ۱۲

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ فی ترجمہ اللہ تم سے مکرر التزاماً الی فائدۃ التکریر ۱۲
۲ قولہ بعد تساءلون بہ جس کا حاصل یہ ہے الخ من روح المعانی نقد الحکم بما فی حیز الصلۃ
۳ قولہ قبل والارحام ایک خصوصیت کے علم منہ فائدۃ ذکرا تخصیصا بعد تعمیم
۴ قولہ بعد مستحق الخ فسقط المبتدأ من روح الفاعل على الله

وَآتُوا الْيَتٰمٰى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا

اور جن بچوں کا باپ مر جاوے انکا مال اُن ہی کو پہونچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو اور اُنکے مال مت کھاؤ اپنے مالوں تک ایسی کاروائی کرنا بڑا گناہ ہے

کے سامنے عجیب ہونے میں تینوں صورتین برابر ہیں پس بعد ثبوت بالدلیل کے کسی صورت کا محض بنا بر توہم بیستی کے انکار کرنا جیسا کہ بعضے صورت ثانیہ کے منکر ہیں نہایت ہی ظلم ہے رہا یہ سوال کہ اس صورت کے اختیار کرنے سے کیا فائدہ ہوا یہ سو عقد فرع ہے کہ اول تو ہم ہیں فائدہ و اسرار کا دعوی نہیں کرتے نہ اسکی کچھ ضرورت دوسرے ممکن ہے کہ اسکی حکمت یہی ہو کہ اللہ تعالی کا سب طرح کا پیدا کرنا ہونا ادا ہو جاوے تیسرے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ جو صورت اسوقت متعارف ہے اسمین کیا اسرار و فوائد ہیں جب یہ معلوم نہیں وہ بھی نہیں۔ اور یہ شبہ کہ پھر آدم علیہ السلام کی وہ پسلی بدن سے غائب ہو گئی ہوگی تو اول تو یہ ضرور نہیں کیا اس کہنے سے کہ کوئی چیز نکلی ہے یہ بھی کسی عاقل کے نزدیک لازم آتا ہے کہ پھر وہ عالم سے غائب ہو گئی ہوگی بلکہ ہر شخص کے نزدیک مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ اسکے بعض اجزا سے وہ چیز بنائی گئی پس اگر اسیطرح یہاں بھی کہا جاوے کہ کسی جزو خاص نہایت قلیل المقدار کو لیکر اسکو اصل قرار دیا اور اپنی قدرت سے اسکو بڑھا کر ایک خاص صورت بنا دی تو اسمین کیا اشکال ہے دوسرے اگر بلا دلیل اس لازم کو کوئی مان لے تو اس میں کون سا محال لازم آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے بدن میں ایک ہڈی کم ہو گئی ہو رہا یہ کہ اسکے نکالنے سے انکو تکلیف ہوئی ہوگی محض طفلانہ وہم ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اور یہ حکم حفاظت حقوق رحم کا بالتخصیص اس لیے بیان کیا گیا کہ آگے اس قسم کے احکام آتے ہیں گویا یہ بطور تمہید کے ہو گیا ربط اوپر تقوی کا حکم تھا اور اسکے ضمن میں مراعات حقوق انسانیہ و رحمیہ کا ارشاد تھا آگے اسی تقوی کے مواقع کا کہ حقوق مذکورہ ہیں مفصلاً ذکر فرماتے ہیں اور وہ چند احکام ہیں حکم اول عدم اضرار یتامی وَآتُوا الْيَتٰمٰى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝ اور جن بچوں کا باپ مر جاوے انکے (مملوک) مال اُن ہی کو پہونچاتے رہو (یعنی اُن ہی کے خرچ میں لگاتے رہو) اور (جب تک تمہارے قبضہ میں ہیں تم اپنے مال میں شامل کرنے کے لیے انکی) اچھی چیز سے بری چیز کو مت بدلو (یعنی ایسا مت کرو کہ انکی اچھی چیز تو نکال لیجاوے اور بری چیز انکے مال میں ملا دیجاوے) اور انکے مال مت کھاؤ اپنے مالوں (کے رہنے) تک (البتہ جب تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو بقدر حق الخدمت اپنے گذارہ کے لیے انکے مال سے لینا درست ہے جیسا آگے آویگا و من کان فقیرا) ایسی کارروائی کرنا (کہ بری چیز انکے مال میں شامل کر دی یا بلا ضرورت انکے مال سے منتفع ہوا) بڑا گناہ ہے (جسکی وعید آگے آویگی ان الذین یاکلون اموال الیتامی الخ) ف یتیم بچوں کو شرعاً یتیم کہتے ہیں جاہلیت میں یتیموں کے حقوق بالکل ضائع کیے جاتے تھے بعضے انکی اچھی چیز نکالکر بری چیز انکے مال میں ڈالدیتے بعضے ویسے ہی کھا لیتے اڑاتے ان سب سے ممانعت کیگئی ربط اوپر یتامی کے ضرر پہونچانے کے بعض طریقوں سے منع فرما دیا انکے سوا بعضے اور امور بھی تھے جن میں یتامی کا ضرر تھا مثلاً ایک یہ کہ کسی شخص کی پرورش میں کوئی یتیم مالدار لڑکی ہوئی اور صورت شکل کی بھی اچھی ہے اسکے مال و جمال کی وجہ سے اس شخص نے چاہا کہ میں خود ہی اس سے نکاح کر لوں لیکن چونکہ ہر طرح اپنے قابو میں ہوتی تھی اور کوئی دوسرا شخص اسکے حقوق کا احیاء و مطالبہ کرنے والا نہ ہوتا تھا اسلیے اسکو مہر اتنا نہ دیتے تھے جتنا دوسرا شخص دیتا اللہ تعالی آیندہ حکم دوم میں اس امر کا انتظام فرماتے ہیں رواہ الشیخان عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا حاصل انتظام کا یہ ہے کہ اگر تم سے انکا مہر مناسب پورا نہ دیا جاوے تو تم اور عورتوں سے نکاح کر لو ان سے مت کرو

البلاغۃ فی روح المعانی والمراد بایتاء اموالہم ترکہا سالمۃ غیر متعرض لہا بسوء فہو مجاز مستعمل فی لازم معناہ لانہا لا تؤتی الا کذلک والنکتۃ فی ہذا التعبیر الاشارۃ الی انہ ینبغی ان یکون الغرض من ترک التعرض ایصال الاموال الیہ من ذکر لا مجرد ترک التعرض لہا و علی ہذا یصح ان یراد بالیتامی الصغار علی ما ہو المتبادر و لا یرد علیہ ان ابن ابی حاتم اخرج عن

سعید بن جبیر ان رجلا من غطفان کان معہ مال کثیر لابن اخ لہ یتیم فلما بلغ طلب المال الی قولہ فنزلت وآتوا الیتامی فان ذلک یدل علی ان المراد بالایتاء الاعطاء بالفعل لا سیما وقد روی الثعلبی ان العم لما سمعہا قال نعوذ باللہ من الحوب الکبیر لما انہم قالوا العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ولعل العم انما فہم الامر بالاعطاء حقیقۃ بطریق العبارۃ بل بشئی آخر فقال ما قال ۱۲

تحقیقات الترجمۃ
قولہ لگاتے رہو
ہذا علی ان الآیۃ فیمن
... ان الآیۃ الآتیۃ فیمن
لا تکرار و ہذا رجحہ فی روح
... وقواہ بقولہ تعالی ولا
... ان التبدل لا یکون الا
... القبض فافہم و بنی علیہ النکتۃ
... بالایتاء و ہذا بالدفع
قولہ انکے مال
... الی قولہ مت بدلو تو
... و ہو ان التبدل
... استعمال ابدا
... الی الحاصل بنفسہا
... بالباء کما فی قولہ
... یتبدل الکفر بالایمان
... یستبدلون الا التبدیل
... کذلک و اخری
... بافضائہ الی مفعولیہ
... مفعول واحد و ہہنا
فلا محالۃ یکون الطیب
... ماخوذا والظاہر
... او طیبا باعتبار
... الاکل و الحرمۃ
... ہذا یشکل کون
... الخبیث ماخوذا
... فالتوجیہ
... للیتیم لان
... فی اموال
... لیس
... واضافۃ
... للیتیم و
... فافہم
... ۱۲
... رشتے
... ۔۔۔
... لی المبالغۃ
... حقیقۃ
... فکانہ
للغایۃ والمشہور انہا بمعنی مع فالمنہی عنہ امران الکل مالہم بعد التبدل واکلہ بلا تبدیل ۱۲

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ

اور اگر تمکو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں

وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

اور چار چار عورتوں سے پس اگر تمکو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے

حکم دوم تعداد نکاح مع حکم یتامیٰ بوقت تقصیر مہر یتامیٰ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ اور اگر تمکو اس بات کا احتمال (بھی) ہو (اور یقین ہو تو بدرجہ اولیٰ) کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں (انکا مہر پیشگی ٹھہرا کر) انصاف (کی رعایت) نہ کر سکو گے تو (انسے نکاح مت کرو بلکہ) اور (حلال) عورتوں سے جو تمکو (اپنی کسی مصلحت کے اعتبار سے) پسند ہوں نکاح کر لو (کیونکہ وہ مجبور نہیں آزادی سے اپنی رضا ظاہر کر سکتی ہیں اور یہ نکاح اس قید کے ساتھ ہو کہ خواہ ایک عورت سے زیادہ کرنا چاہے تو ان صورتوں میں سے کوئی صورت ہو ایک صورت یہ کہ ایک ایک بار دو دو عورتوں سے (نکاح کر لے) اور (دوسری صورت یہ کہ ایک بار) تین تین عورتوں سے (نکاح کر لے) اور (تیسری صورت یہ کہ ایک بار) چار چار عورتوں سے (نکاح کر لے) فـ مثنیٰ وثلث وربٰع ترکیب نحوی میں حال ہے ما طاب سے اور حال قید ہوتا ہے کلام میں اور یہ ہونہ میں بوجہ تکرار معنی کے موضوع ہیں انقسام کے لیے پس مجموعہ دونوں امر کا مفید ہے التقیید الکم بھذہ الاعداد لیپن کا اطلاق کو اوپر حکم فانکحوا جو حال ہے ما کن اباحت کے لیے ہے پس اباحت مقید ہو گئی ان اقسام کے ساتھ جب یہ قید ہو گئی تو ثابت ہو گیا کہ اس سے زائد ہونا یا جمع ہی نہیں ہو گی کیونکہ جہاں قید کا کوئی فائدہ احترازی ہوتی ہے اور بعض کا یہ کہنا کہ رباع تک کہنا اسلیے ہے کہ اس سے آگے استعمال نہیں آتا ہیں وجہ ضعیف ہے کیونکہ نفی کے قصد نہیں ہے احاد اور سداس فی احاد۔ اور یہ شبہ نہ کیا جائے کہ ایک عورت سے نکاح کرنا علاوہ ان اقسام کے ہے وجہ دفع یہ ہے کہ سیاقاً اور اجماعاً اس قید اول کی نفی مقصود نہیں کیونکہ مقام توسع کا ہے تاکہ یتامیٰ کے نکاح سے استغنیٰ ثابت ہو جاوے جو ایک میں بھی حاصل ہے پس ایک کی نفی سے تعرض نہیں۔ البتہ اس توسع سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ مافوق الاربع بھی جائز ہو گا وجہ دفع یہ کہ جو غرض ہے اس توسع سے کہ استغنا نکاح یتامیٰ سے حاصل ہو جاوے وہ توسع اسی چار عورتوں میں بھی حاصل ہے پس اسکو اربع کے اندر اندر محصور رکھا جاوے بخلاف آیہ سورۂ فاطر کے در باب ملائکہ کے اولی اجنحۃ مثنی الخ کہ وہاں التقیید کی کوئی دلیل نہیں اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک جماعت کو ایک خوان روٹیوں کا دیکر کہا جاوے کہ سب آدمی تین تین چار چار بانٹ لو یقیناً جو شخص زیادہ مانگے گا وہ اپنے کو اذن جدید کا محتاج سمجھے گا اور اس کلام سے زائد کی نفی سمجھیگا بخلاف اسکے کہ کسی سے کہا جاوے بازار جاؤ مدرسہ جاؤ باغ جاؤ جہاں چاہو جاؤ اسمیں ماسوی کی نفی اسلیے نہیں کہ یہ کلام تقسیم کے لیے موضوع نہیں خوب سمجھ لو۔ اور حدیثوں میں صاف مصرح ہے کہ بعضے نو مسلموں کے پاس چار سے زائد بیبیاں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ جدا کرا دیں اور امت حقہ کا اسپر اجماع بھی ہے اور جن لوگوں سے خلاف منقول ہے اول تو وہ اجماع ان اہل خلاف کے قول سے پہلے ہو چکا تھا پس ایسا خلاف قادح نہیں دوسرے انکے پاس کوئی دلیل معتد بہ نہیں اور دعویٰ محض بلا دلیل ہے محل اجماع نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زائد سے نکاح فرمانا یہ آپکی خصوصیات سے ہے اخذت اکثرہ من روح المعانی وان شئت البسط فراجعہ واجاب الیھا عن شبہات الرازی مسئلہ یہ حکم چار تک آزادوں کے لیے اور جو شخص غلام ہو اسکو دو تک اور یہی درست ہے اسکا قرینہ آیت میں بھی ہے او ما ملکت ایمانکم کیونکہ مخاطب آزاد ہیں اور ماسبق میں ایک ہیں اور غلام مالک نہیں ہوتا مسئلہ یتیم لڑکی کا نکاح قبل بلوغ باذن ولی جائز ہے آیت میں نکاح یتامیٰ کے احکام بیان کرنا اسکا قرینہ بھی ہے ربط شروع آیت میں کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے جسکی وجہ یہی تھی کہ یتامیٰ کے حق میں خلاف عدل نہ ہو چونکہ عدل مطلقاً ہر موقع میں واجب ہے اسلیے آگے اس صورت کا حکم فرماتے ہیں کہ جب کثرت ازواج میں اندیشہ خلاف عدل کا ہو اکتفا بر واحدہ یا جاریہ وقت خوف عدم عدل بین الازواج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳

اللغات الاقساط العدل لانہ زوال القسط ای الظلم ومنہ قولہ تعالیٰ واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا واما القسط فبالفتح بمعنے العدل وان حکمت فاحکم بینہم بالقسط الیتمی یطلق علے المذکر والمؤنث کلہ من روح المعانی العول المیل وہو الجور ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وا وثرت ما علی من ذہابا الی الوصف من البکر والثیب مثلا وما تختص او التغلیب فی غیر العقلاء وفیما اذا ارید الذات واما اذا ارید الوصف فلا کما تقول ما زید فی الاستفہام اے افاضل ام کریم ۱۲

ملحقۃ الترجمۃ

ے قولہ احتمال بھی ہو اشارۃ الی النکتۃ فی ایراد الخوف مع ان شان النزول یدل علی تحققہ ۱۲

ے قولہ اور حلال عورتوں سے فان المحرمات مستثناۃ ۱۲

ے قولہ کسی مصلحت الخ اشارۃ الی ان الطیب لا یتوقف علی النظر الی جمالہا فلا دلالۃ فی الآیۃ علی نعم ذل المحرمیۃ علی جواز الی الوجہ اذا اراد الخطبۃ

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ

اور تم لوگ بیبیوں کو اُنکے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہان اگر وہ بیبیان خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اس مہر مین کا کوئی جزو تو تم اسکو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھکر اور تم کم عقلونکو اپنے وہ مال

اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْھُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْھُمْ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

مت دو جنکو خدا تعالی نے تمہارے لیے مایہ زندگانی بنایا ہے اور اُن مالوں مین اُنکو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور اُن سے معقول بات کہتے رہو۔

پس اگر تمکو (غالب) احتمال اسکا ہو کہ (کئی بیبیان کرکے) عدل نہ رکھوگے (بلکہ کسی بی بی کے حقوق واجبہ ضائع ہونگے) تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو یا اگر دیکھو کہ ایک کے حقوق بھی ادا نہو سکینگے تو) جو لونڈی (حسب قاعدہ شرعیہ) تمہاری ملک مین ہو وہی سہی اس امر مذکور مین (یعنی ایک بی بی کے رکھنے یا صرف لونڈی پر بس کرلینے مین) زیادتی (وبے انصافی) نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے (کیونکہ ایک صورت مین تو تعدد نہین جسمین برابری کرنا پڑے دوسری صورت مین بی بی کے حقوق سے بھی کم حقوق ہین مثلاً مہر نہین صحبت کا حق نہین تو اندیشہ اور کم ہے) ف مسئلہ اگر عدل نہو سکنے کا غالب احتمال ہو تو کئی بیبیون سے نکاح کرنا بایں معنی ممنوع ہے کہ یہ شخص گنہگار ہوگا نہ بایں معنی کہ نکاح صحیح نہوگا نکاح یقیناً ہو جاویگا مسئلہ جو لونڈیان ہندوستان مین پائی جاتی ہین وہ شرعی لونڈی نہین ان سے بلا نکاح صحبت حرام ہے اسیطرح جبر فے الخدمت اور بیع وغیرہ سب حرام ہے تنبیہ بعض ہوا پرستون نے دنیوی غرض سے آیات الٰہیہ کے مضمون مین تحریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ آیت بالکل کثرت ازواج کی نفی کر رہی ہے اسطرح سے کہ یہان فرمایا کہ جب عدل نہو سکے تو ایک پر اکتفا کرو اور دوسری آیت مین فرمادیا کہ تم سے کبھی عدل ہوہی گا نہین ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء دونون آیتونکے ملانے سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ جائز نہین فقط اور یہ محض مغالطہ باطلہ ہے کیونکہ دونون آیتون مین عدل جدا جدا معنے مین ہے اس آیت مین تو عدل فے الحقوق الواجبہ ہے جیسا احقر نے تصریح بھی کردی اور یہ قدرت مین ہے اور اسی کے اعتبار سے واحد اور کثیر کے اختیار کرنے مین تفصیل فرمائی ہے اور اس آیہ مین عدل فے المحبۃ ہے اور وہ عادۃً قدرت مین نہین اسلیے اُسکی نفی فرمائی پس اس ہوا پرست کے دعوی سے اسکو مس نہین بلکہ اس آیت مین بعد نفی عدل کے ارشاد ہے فلا تمیلوا کل المیل جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ تو ہم جانتے ہین کہ عدل فی المحبۃ نہو سکیگا بلکہ قلب کو ایک طرف میلان رہیگا اور اس میلان پر ملامت نہین لیکن بالکلیہ میلان تو نہو کہ قلب کیسے بھی اور معاملات وحقوق مین بھی پس دونون آیتونکے مجموعہ سے یہ حاصل ہوا کہ عدل فے المحبۃ واجب نہین لیکن عدل فی المعاملہ واجب ہے ربط اوپر نکاح کا بیان تھا چونکہ نکاح کے لوازم شرعیہ سے مہر ہے اور اُسکا دینا اکثر طبائع پر گران ہوتا ہے اسلیے حکم سوم مین اسکا انتظام فرماتے ہین حکم سوم تسلیم مہر وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا ۝ اور تم لوگ بیبیونکو اُنکے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو ہان اگر وہ بیبیان خوشدلی سے چھوڑ دین تمکو اس مہر مین کا کوئی جزو (اور یہی حکم کل کا بھی ہے) تو (اس حالت مین) تم اسکو کھاؤ (برتو) مزہ دار خوشگوار سمجھکر ف مسئلہ اگر مہر لیکر پھر واپس کردین تو ہبہ ہے اور اگر بے لیے معاف کردین تو ابراء ہے اور دونون جائز ہین اور آیت دونون کو شامل ہے مسئلہ جو کسی جبر سے معاف کرے وہ عند اللہ معاف نہین ہوتا مسئلہ عموم الفاظ سے معلوم ہوا کہ عورت کے رشتہ دار بھی بدون اُنکی مرضی کے مہر مین تصرف نہین کرسکتے ربط اوپر حکم اول مین یتیمونکے مال کی حفاظت کا ذکر تھا اب حکم چہارم مین یہ بتلاتے ہین کہ اُنکے وہ اموال اُنکو کب سپرد کردیے جاوین اور سپرد کرنے کی تاکید فرماتے ہین حکم چہارم تفصیل تفویض مال بہ یتامی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْھُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْھُمْ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

تحقیقات العربیۃ

قولہ مسئلہ عموم الخ یحتمل ما فی لباب النقول عن ابن ابی حاتم قال ابو صالح کان الرجل اذا انکح ابنتہ اخذ صداقہا فنہاہم اللہ عن ذلک ونزل واٰتوا الخ ۱۲

اللغات الصدقۃ المہر النحلۃ یقال نحلہ اذا اعطاہ ایاہ عن طیب نفس بلا توقع عوض الھنیٔ ما یلذہ الانسان المریٔ ما یحمد عاقبتہ کذا فی البیضاوی قلت وراعیت ہذہ المعانی کلہا فی ترجمتی والمراد بقولی خوشگوار ما یہضم بسہولۃ وہو معناہ اللغوی فی الفارسیۃ والباقی ظاہر السفہ الخفۃ ویراد خفۃ العقل ۱۲

النحو نحلۃ مفعول مطلق بمعنی ایتاء ومنہ الضمیر للصداق ونفسا تمیز عن النسبۃ وھنیئا مریئا حالان من ضمیر المفعول ۱۲

البلاغۃ فان طبن الخ ای فان وہبن عن طیب لکن جعل العمدۃ طیب النفس للمبالغۃ وعداہ بعن لتضمین معنی التجافی والتجاوز وقال منہ بعثا لہن علی تقلیل الموہوب کذا فی البیضاوی فلیس التقلیل شرطا للجواز واشرت الیہ بقولی یہی حکم کل کا بھی ہے اما البعث علی التقلیل فارشاد ومشورۃ لئلا تبقی مفلسۃ لا مال لہا ۱۲

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ

اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہونچ جاویں پھر اگر اُن میں ایک گونہ تمیز دیکھو تو اُن کے اموال اُن کے حوالے کردو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ج فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ج اور (اگر یتیم بالغ ہوجاویں جسکا مقتضا مال کا سپرد کردینا ہی جیسا آگے آتا ہی لیکن کم عقل ہوں تو) تم (اُن) کم عقلوں کو اپنے (یعنی اُنکے) وہ مال مت دو جنکو خدا تعالیٰ نے (ایسے کام کا پیدا کیا ہے کہ اُنکو) تمہارے (سبکے) لیے مایۂ زندگانی بنایا ہی (مطلب یہ کہ مال قدر کی چیز ہو انکو ابھی مت دو کہ بیقدری کرکے اُڑا دینگے) اور اُن مالوں میں (سے) انکو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور انسے معقول بات کہتے رہو (یعنی انکی تسلی کرتے رہو کہ یہ تمہارا ہی ہی تمہاری خیر خواہی کی وجہ سے ابھی تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا ذرا سمجھدار ہوجاؤگے تو تم ہی کو دیدیا جاویگا) اور (جب مال سپرد کرنیکے لیے ہوشیاری دیکھنا ضرور ہے تو) تم یتیموں کو (بالغ ہونے سے پہلے ہوشیاری و تمیزداری کی باتوں میں) آزما لیا کرو (کیونکہ بالغ ہونیکا وقت تو سپرد گی مال کا وقت ہی تو آزمایش پہلے سے چاہیئے مثلاً کچھ سودا سلف اُس سے منگا لیا اور دیکھا کہ کیسے سلیقہ سے خرید لایا یا کوئی چیز فروخت کی دیدی اور دیکھا کہ اسکو کس طرح فروخت کیا) یہانتک (انکو آزمایا جاوے) کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہونچ جاویں (یعنی بالغ ہوجاویں کیونکہ نکاح کی پوری قابلیت بلوغ سے ہوتی ہی) پھر (بعد بلوغ و آزمایش) اگر انمیں ایک گونہ تمیز دیکھو (یعنی حفاظت و رعایت مصالح مال کا سلیقہ اور انتظام انمیں پاؤ) تو اُنکے اموال اُنکے حوالے کردو (اور اگر ہنوز سلیقہ یا انتظام نہ معلوم ہو تو چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے جیسا اوپر آ چکا) ف مسئلہ قبل بلوغ آزمایش کا جو طریقہ بتلایا گیا اُس سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر خرید و فروخت کرے باذن ولی جائز ہے مسئلہ ایک گونہ تمیز کی جو تفسیر کیگئی اس تمیز نہ ہونے کو سفہ کہتے ہیں جو مانع تفویض مال ہے خواہ سلیقہ نہو خواہ سلیقہ ہو مگر اس سلیقہ سے کام نہ لیتا ہو یعنی انتظام نہ کرتا ہو بلکہ مال کو اُڑاتا ہو دونوں صورتوں میں مال ابھی نہ دیا جاویگا اور اوپر جو کہا ہی ذرا سمجھدار اس ذرا سے بھی یہی خاص تمیز مراد ہی مسئلہ یہ جو کہا ہی کہ چندے اور حوالہ نہ کیا جاوے اس سے مراد پچیس سال کی عمر سے کم کم ہے اور جب پچیس سال کا پورا ہوجاوے گو یہی حالت رہے تو اسکا مال اسکو دیدینگے مسئلہ سفیہ کے ایسے تصرفات باطل ہیں جنمیں یہ ضرورت ہی کہ دوسرے کے ہاتھ میں چیز دیدی جاوے جیسے ہبہ و صدقہ وغیرہ اور جو تصرفات زبانی نافذ ہوجاتے ہیں جیسے بیع و نکاح و طلاق وغیرہ یہ سب صحیح ہیں اور ولی یعنی جسکے قبضہ میں مال ہے اُسکو ان تصرفات کی تکمیل کا مثل تسلیم مبیع و زرِ ثمن و مہر حکم کیا جاویگا مسئلہ علامت بلوغ کی انزال اور حیض ہی اور یہ نہو تو مرد کی عمر اٹھارہ سال کی اور عورت کی سترہ سال کی اور بقول بعض علماء مفتی بہ پندرہ سال دونوں میں مسئلہ البتہ اگر اُسکے دماغ میں ایسا فتور ہو جسکو جنون یا عتہ کہتے ہیں اسکا حکم تمام عمر مثل نابالغ رہیگا یہ مسائل ہدایہ میں ہیں دفع شبہہ امام صاحب کے اس مسئلہ پر کہ بعد پچیس سال کے اسکا مال دیدیا جاوے شبہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے تو رشد پر مدار رکھا ہی اور ابھی رشد ہوا نہیں جواب یہ کہ یہاں رشد مقابل سفہ کے ہی اور سفہ سے مراد مطلق سفہ نہیں بلکہ وہ سفہ جو اثر صبا یعنی طفولیت کا ہی چنانچہ بلوغ کا ذکر اسکا قرینہ ہی اور احقر نے ترجمہ و سفہاء میں لفظ اُن سے اسطرف اشارہ کردیا ہی پس ابتداء بلوغ میں تو اسکو عمر سابق کا بقیہ اثر سمجھینگے اور جب پچیس سال کی عمر ہوگئی جسمیں آدمی دادا بن سکتا ہی اب طفولیت کا اثر قطعاً نہیں رہا اسوقت کی بیعقلی دوسری قسم کی ہی پس وہ سفہ نہ رہا تو اسکا مقابل یعنی رشد آگیا جسکو بوجہ تنکیر کے ایک گونہ رشد سے تفسیر کیا گیا ہی اور رشد پر تفویض مال کا حکم منصوص ہی پس مال دیدیا جاویگا اور ایک شبہہ اس مسئلہ پر ہی کہ اسکے بعض تصرفات نافذ ہوجاوینگے شبہہ یہ ہی کہ پھر مال نہ دینے سے کیا فائدہ ہوا جواب یہ ہی کہ اکثر اتلاف مال تبرعات میں ہوتا ہی اور وہ نافذ نہیں ہوتے یہ فائدہ کافی ہی یہ سب تقریر ہدایہ سے ماخوذ ہی ربط اوپر حکم فرمایا ہی کہ بعد بلوغ کے بشرط رشد یتامی کا مال انکو حوالہ کردو آگے اُن اموال کے کھانے سے کہ قبل تفویض مذکور میں رہ گئے ہیں اور بعضی ضرورت کے کھانے کی اجازت کو مستثنیٰ کرتے ہیں کہ حکم سے اور حوالہ کرنیکا آداب مستحب طریقہ بھی بتلاتے ہیں

الجملة افادنی اذا بلغوا شرطیة وجوابها الشرطیة التی تلیها من قوله فان آنستم الخ ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ قوله فی ترجمة اموالکم یعنی اُن کے وانما اضافها الی ضمیر المخاطب مبالغة فی حملهم علی المحافظة علیها کانها اموالکم التی تتبالغون فی حفظها ۱۲ لہ قوله فی ترجمة جعل الله لکم جنکو اُن کے سبکے فیه اشارة الی الاول حذف المفعول الاول لجعل و الثانی کون ضمیر الخطاب شاملا فیه الیتامی وهو بهی تحریه التکلف ۱۲ لہ قوله مایۂ زندگانی فالقیام بمعنا مایة القیام ای التعیش ۱۲ لہ قوله فی ترجمة فیها اُن مالوں میں سے ففی بمعنی من التبعیضیة کما عزاه فی الروح ۱۲ لہ قوله تحت ترجمة بلغوا پوری الخ المراد صلاحیة التوالد فان الجماع ربما یقع من غیر البالغ لکنه لا ینزل فلا یتولد ۱۲

وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ

اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچاوے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھا لے

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

پھر جب ان کے اموال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں مردوں کے لیے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ

وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝

اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ قطعی ـ

تتمۂ حکم چہارم و استیناف حکم پنجم درمیان اجزاء تتمہ قولہ تعالیٰ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ اور ان اموال (یتامیٰ) کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاوینگے (پھر انکو حوالہ کرنا پڑیگا) جلدی جلدی اڑا کر مت کھا ڈالو اور (اگر اسطرح نہ اڑا دیں بلکہ تھوڑا کھانا چاہیں تو اسکا یہ حکم ہے کہ) جو شخص (اس مال سے) مستغنی ہو (یعنی اسکے پاس بھی بقدر کفایت موجود ہو گو صاحب نصاب نہ ہو) سو وہ تو اپنے کو بالکل (تھوڑا کھانے سے بھی) بچاوے اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے (یعنی جس میں حاجات ضروریہ رفع ہو جاویں) کھا لے (اور لے لے) پھر جب (بعد وجود شرائط یعنی بلوغ ورشد مذکورین) انکے اموال انکے حوالہ کرنے لگو تو (بہتر ہے کہ) ان (کے مال لینے) پر گواہ بھی کر لیا کرو (شاید کسی وقت کچھ اختلاف واقع ہو تو گواہ کام دیں) اور (یوں تو) اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں (اگر خیانت نہ کی ہو تو گواہ ہو سکا ہونا بھی مضر نہیں کیونکہ اصل حساب جسکے متعلق ہے وہ تو ہمکو صفائی جانتے ہیں اور اگر خیانت کی ہے تو گواہ ہونا کوئی نافع نہیں کیونکہ جس سے حساب کا سابقہ ہے وہ اسکا ملوث ہونا جانتے ہیں صرف ظاہری تو انتظام کے لیے گواہ کر لینا مصلحت ہے) ف مسئلہ یتیم کے حاجتمند کارکن کو بقدر رواج ضروریہ صرف کرنا وجہ اپنے حق الخدمت کے جائز ہے کذا فی الہدایۃ و ہذا لان المحبس من اسباب النفقۃ کما فی الوصی الخ مسئلہ یہ گواہ کرنا بمصلحت مذکورہ مستحب ہے ربط اوپر یتامیٰ کو ضرر پہونچانے سے ممانعت فرمائی ہے ایک ضرر یتامیٰ کو جاہلیت میں یہ بھی پہنچایا جاتا تھا کہ انکو میراث میں مستحق نہ سمجھتے تھے اسلیے اگلے حکم ششم میں ایک قاعدہ کلیہ سے اس رسم کا ابطال فرماتے ہیں حکم ششم اثبات حقوق ورثہ ذکور و اناث قولہ تعالیٰ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ مردوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جس کو (ان مردوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنیکے وقت) چھوڑ جاویں اور (اسیطرح) عورتوں کے لیے بھی (خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی) حصہ (مقرر) ہے اس چیز میں سے جس کو (ان عورتوں کے) ماں باپ اور (یا دوسرے) بہت نزدیک کے قرابت دار (اپنے مرنیکے وقت) چھوڑ جاویں خواہ وہ (چھوڑی ہوئی) چیز قلیل ہو یا کثیر ہو

النحو قولہ اسرافا وبدارا حال ای مسرفین ومبادرین کبرہم والمبادرۃ المسارعۃ وہی لاصل الفعل ہہنا ویصح المفاعلۃ بان یبادر الولی اخذ مال الیتیم والیتیم یبادر نزعہ منہ کذا فی روح المعانی قولہ ولا تاکلوا الخ معطوف علی ابتلوا لا علی ادفعوا لعدم تقییدہ بایناس الرشد وفاعل کفی الاسم الجلیل والباء زائدۃ لیدل علی معنی الامر فالتقدیر اکتفوا باللہ وحسیبا حال مما قل بدل مما ترک باعادۃ العامل فنصیبا حال اذ المعنی ثبت لہم مفروضا مقطوعا واجبا لہم بیضاوی قلت وراعیت فی ترجمۃ المفروض کلا معنی القطع والوجوب ۱۲

البلاغۃ فی روح المعانی وایراد حکمہن علی الاستقلال للاعتناء بامرہن والایذان باصالتہن فی الاستحقاق والمبالغۃ فی ابطال حکم الجاہلیۃ مع الاشارۃ من اول الامر الی تفاوت ما بین نصیبی الفریقین قولہ للرجال والنساء اقول التعبیر بالرجال والنساء المتبادر منہ البالغون مع کون المراد اعم لعلہ لنکتۃ الاشارۃ الی ان الصغار فی ہذا الحکم کانہم الکبار فافہم ۱۲

الفقہ استدلوا بالآیۃ علی ان الوارث لو اعرض عن نصیبہ لم یسقط حقہ وہو مذہب ابی حنیفۃ رح کذا فی روح المعانی۔

الروایات فی لباب النقول اخرج ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب الفرائض من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس قال کان اہل الجاہلیۃ لا یورثون البنات ولا الصغار الذکور حتی یدرکوا فمات رجل من الانصار یقال لہ اوس بن ثابت وترک ابنتین وابنا صغیرا فجاء ابنا عمہ خالد وعرفطۃ وہما عصبتہ فاخذا میراثہ کلہ فاتت امرأتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک فقال ما ادری ما اقول فنزلت للرجال نصیب الآیۃ اھ قلت وبہذہ الروایۃ ثبت ما ذکرتہ فی تقریر ربط الآیۃ بقولی ایک ضرر الخ وبہا علم وجہ تعمیم ترجمۃ الرجال للصغار والکبار وکذا النساء فافہم ۱۲

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝

اور جب تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہوں رشتہ دار اور یتیم اور غریب لوگ تو انکو بھی اس میں سے کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی سے بات کرو

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو انکی انکو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں۔ اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہونگے

ع ۱ / ۱۴

سے ہیں سے ملیگا اور حصہ (بھی ایسا جو) قطعی (طور پر مقرر ہے) ف یہاں صرف استحقاق حصہ میراث کا اجمالاً بتلایا ہے تھوڑی دور آگے حصص ورثہ کی تفصیل آتی ہے اور نزدیک کے رشتہ سے مطلب یہ ہے کہ شرع میں جو ترتیب وارثوں میں مقرر و ثابت ہے اس ترتیب میں نزدیک ہو اور ظاہر ہے کہ نزدیکی دونوں جانب سے ہوتی ہے پس اس سے لازم آگیا کہ جو رشتہ دار اقرب ہوگا وہ میراث پاویگا پھر جہاں شرع نے سب کو اقرب سمجھا ہے گو وجوہ اقربیت کے متفاوت ہوں وہاں سب کو وارث بنایا ہے اور جہاں ایک کو اقرب ایک کو ابعد سمجھا ہے اقرب کو وارث کیا ہے ابعد کو نہیں اس قاعدہ سے سب قسمیں ذوی الفروض و عصبات و ذوی الارحام جو حنفیہ کے نزدیک وارث ہیں سب آگئے البتہ عصبات میں میراث کا مقرر ہونا اور ذوی الارحام میں اسکا قطعی ہونا جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کسیقدر شاید موجب خلجان ہو لیکن مقرر سے مراد یہ لیا جاوے کہ رائے مورث پر موقوف نہیں شرع نے قواعد مقرر کر دیے ہیں اور قطعی سے مراد یہ لیا جاوے کہ جو عمل میں مثل قطعی کے ہو جسکو فرض عملی کہتے ہیں اب کچھ خلجان نہیں ربط اوپر ورثہ مستحقین ترکہ کا بیان تھا آگے حکم ہے غیر مستحقین ترکہ کے ساتھ بھی ایک گونہ مراعات کا استحباباً حکم فرماتے ہیں حکم ہفتم مراعات غیر ورثہ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٨﴾ اور جب (وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونیکے وقت (یہ لوگ) آموجود ہوں (یعنی دور کے رشتہ دار (جنکا میراث میں حق نہیں) اور یتیم اور غریب لوگ (اس توقع سے کہ شاید ہمکو بھی کچھ ملجاوے رشتہ دار تو ممکن ہے کہ گمان استحقاق ہو اور دوسرے لوگ بامید خیرات کے) تو انکو بھی اس (ترکہ) میں (جسقدر بالغوں کا ہے اس میں) سے کچھ دیدو اور انکے ساتھ خوبی (اور نرمی) سے بات کرو (وہ بات رشتہ داروں کی تو یہ ہے کہ سمجھا دو کہ تمہارا حصہ شرع سے نہیں ہے ہم معذور ہیں اور دوسروں سے یہ کہ دیکر احسان نہ جتلاؤ) ف مسئلہ[۱] یہ حکم واجب نہیں مستحب ہے اور اگر ابتدا میں واجب ہوا ہو تو وجوب منسوخ ہے مسئلہ اور بالغوں کی قید اسلیے لگائی کہ نابالغوں کے حصہ میں سے خیرات یا کسی کی مدارات بالکل جائز نہیں ربط اوپر بیان تھا اصل مضمون یتیموں کو ضرر نہ پہونچانیکا تھا اور دوسرے مضامین اسی کی مناسبت سے مذکور ہوئے ہیں آگے اسی اصل مضمون کی تاکید کے لیے ایک واقعہ دنیویہ فرض کرتے ہیں جس سے یتیموں کی ہمدردی پیدا ہو اور ایک واقعہ آخرت کا یقین دلاتے ہیں تاکہ خوف پیدا ہو اور دونوں واقعوں میں فکر کرکے یتامی کے اضرار کی جرأت نہ کریں تاکید رعایت حق یتامی وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾

حاشیۃ التفسیر

[۱] قولہ مسئلہ (۱) فی روح المعانی امر ندب کلف بہ البالغون من الورثۃ تطییبا لقلوب الذین حضروا القسمۃ وتصدقا علیہم وقیل امر وجوب واختلف فی نسخہ فعن ابن عباس انہ لا نسخ واخرج ابو داؤد فی ناسخہ وابن ابی حاتم من طریق عطاء عن ابن عباس نسختہا آیۃ المیراث اھ قلت یحمل النسخ علی الوجوب وعدمہ علی الندب فلا تعارض بین القولین ۱۲

اللغات السعیر فعیل بمعنی مفعول من سعرت النار اوقدتہا من روح المعانی ۔

البلاغۃ القسمۃ مفعول بہ وقدمت لانہا المبحوث عنہا ولان فی الفاعل تعدد افلو روعی الترتیب لفات تجاذب اطراف الکلام وقیل قدمت لتکون امام الحاضرین فی اللفظ کما انہا امامہم فی الواقع کذا فی روح المعانی ۔ فی حاشیۃ البیضاوی وجعل ترکوا علی معنی شارفوا لیصح وقوع خافوا جزاء لہ ضرورۃ ان لا خوف بعد حقیقۃ الموت وترک الذریۃ وفی البیضاوی وفی ترتیب الامر علیہ ای علی انہم لو ترکوا الخ اشارۃ الی المقصود منہ ای من الامر والعلۃ فیہ لیبعث علی الترحم وان یحب لاولاد غیرہ ما یحب لاولادہ وتہدید للمخالف بحال اولادہ اھ قلت ولا یلزم بحال الاولاد ولیعد وقرت الآیۃ بما ہو مذکور فی الملحقات فی فائدۃ ترجمۃ قولہ لیتقوا فافہم ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن جریر عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی بذلک الرجل یموت ولہ اولاد صغار ضعاف یخاف علیہم العیلۃ والضیعۃ فان ولی مثل ذریتہ ضعافا یتامی فلیحسن الیہم اھ واخرج ابن ابی حاتم والبیہقی عن ابن عباس انہ قال فی الآیۃ یعنی الرجل یحضرہ الموت فیقال لہ تصدق من مالک واعتق واعط فی سبیل اللہ فنہوا ان یامروا بذلک الخ والمعنی ح یکون علی من حضر المریض فکما لا یرضی احدکم ان یترک ورثتہ بغیر مال فلا ینبغی ان یامر غیرہ بذلک وقیل فی الوصیۃ بما زاد علی الثلث انتہی مختصرا ومغیرا یسیرا قلت ظاہر المقام یقتضی التفسیر الاول وما عداہ مبنی علی ان اللفظ بعمومہ شمل الجمیع فافہم کیلا تتوہم التعارض بین الجمیع لاسیما بین قولی ابن عباس رضی ۱۲

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً

اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ

گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اُس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو نصف ملیگا

اور (یتامیٰ کے معاملہ میں) ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ (کر مر) جاویں تو ان (بچوں) کی ان (لوگوں) کو فکر ہو (کہ دیکھیے انکو کوئی آزار نہ دے تو ایسا ہی دوسرے کے بچوں کے لیے بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ہم انکو آزار نہ دیں) سو اس بات کو سوچکر ان لوگوں کو چاہیے کہ (یتامیٰ کے معاملہ میں) خدا تعالیٰ (کے حکم کی مخالفت) سے ڈریں (یعنی فعلاً آزار و ضرر نہ پہنچاویں) اور (قولاً بھی ان سے) موقع کی بات کہیں (یعنی تسلی اور دلجوئی کی بات بھی انکی اور تعلیم و تادیب کی بات بھی انکی غرض انکے مال اور جان دونوں کی اصلاح کریں) بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (رہتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں (دوزخ کی) آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں (یعنی انجام اس کھانے کا یہ ہونے والا ہے) اور (اس انجام کے مرتب ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں کیونکہ) عنقریب (ہی دوزخ کی) جلتی آگ میں داخل ہونگے (وہاں یہ انجام نظر آویگا) ف پہلے مضمون کا حاصل یہ ہے کہ اچھے برتاؤ خود پسندی ہو دیگر ان پسند اور قول سدید کی جو تفسیر کی گئی ہے اس میں انکی تہذیب کے متعلق اگر بقدر ضرورت تشدد کرنا پڑے وہ بھی داخل ہوگیا ایسی نرمی کا حکم نہیں جس میں وہ بگڑ جاوے مطلب یہ ہے کہ ہر امر میں انکی مصلحت مرعی ہو اپنی مصلحت پر نظر نہ ہو پس تادیب میں بھی اپنے غیظ کی شفا مقصود نہ ہونا چاہیے اور بلا استحقاق کے جو قید لگائی گئی اس سے یہ فائدہ ہوا کہ باستحقاق کھانے کی اجازت ہے جسکا بیان ابھی حکم پنجم میں من کان فقیرا کی تفسیر میں گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے مسئلہ جسطرح مال یتیم کا خود کھانا حرام ہے اسیطرح کسیکو کھلانا دینا گو بطور خیر خیرات ہی کے کیوں نہو ہنوز حرام ہے اسی لیے ترجمہ میں لفظ برتتے کا ظاہر کر دیا گیا ہے اور یہ نابالغ کا حکم ہے اسکو خوب یاد رکھو اسمیں بہت بے پروائی کیجاتی ہے ربط حکم ششم میں ورثہ کا استحقاق حصص اجمالاً مذکور ہوا آگے ان حصص کی کچھ تفصیل بیان ارشاد ہے اور کچھ ختم سورۃ پر اور پوری تفصیل ان احکام کی دوسرے دلائل شرعیہ سے اخذ کر کے کتب فرائض میں موجود ہے اور اس تفصیل میں کئی قسم کے ورثہ کا حصہ بیان فرمایا ہے اور ان ورثہ کی تخصیص ذکری کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد اور بھائی بہنوں کے متعلق سوال کیا گیا تھا کما سیذکر فی الحواشی العربیۃ اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں جنکے اول میں حصص اولاد کے مذکور ہیں اور آخر میں بھائی بہن کے اور پھر اس دوسرے مضمون کا تتمہ ختم سورۃ میں مذکور ہے اور درمیان میں ماں باپ اور زوجین کے حصص اسلیے آگئے کہ ماں باپ اور زوجین کے ہونے نہونے سے اولاد کے حصے بدل جاتے ہیں پس اصل مقصود انہی دو سوال کا جواب ہے اور اگر یہ دیکھا جاوے کہ پہلے ہمتاً میں اولاد کے ساتھ زوجہ بھی تھی تو ذکر زوجہ کو اور زیادہ ربط بڑھ جاویگا حصہ اولاد

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ

اللہ تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے (میراث پانے کے) باب میں (وہ یہ کہ) لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر (یعنی اگر لڑکا لڑکی ایک ایک یا کئی ملی جلی ہوں تو انکے حصوں میں باہم یہ نسبت ہوگی کہ ہر لڑکے کو دوہرا اور ہر لڑکی کو اکہرا) اور اگر (اولاد میں) صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے (اور اگر دو لڑکیاں ہوں تب تو دو تہائی ملنا بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اگر انمیں ایک لڑکی کی جگہ لڑکا ہوتا تو اس لڑکی کا حصہ باوجودیکہ بھائی سے کم ہے ایک تہائی سے نہ گھٹتا پس جب دوسری بھی لڑکی ہے تب تو تہائی سے کسیطرح گھٹ ہی نہیں سکتا اور دونوں لڑکیاں یکساں حقیقت ہیں پس اسکا بھی ایک تہائی ہوگا دونوں کا ملکر دو تہائی ہوا البتہ تین لڑکیوں میں شبہ تھا کہ شاید انکو تین تہائی یعنی کل ملجاوے

اللغات یہ سیکون ان یقدم الی الخیر تعمل فیہ مقصرا بعطا ناکرو یا مریم شرح المعانی الخ الاسلوب ۔۔۔ عدل عن الامر الی الایصاء لانہ ابلغ و ادل علی الاہتمام ۔۔۔ روح المعانی

الروایات روی احمد والترمذی وابو داؤد وابن ماجہ عن جابر رضہ قال جاءت امرأۃ سعد بن الربیع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ہاتان ابنتا سعد

قتل ابوہما یوم احد وان عمہما اخذ مالہما فلم یدع لہما مالا ولا تنکحان الا ولہما مال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یقضی اللہ تعالیٰ فی ذلک فنزلت آیۃ المیراث فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عمہما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین واعط امہما الثمن وما بقی فہو لک کذا فی روح المعانی ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱۵ قولہ فی ترجمۃ ولیخش ۔۔۔

قولہ چھوٹے چھوٹے بچے ۔۔۔

۱۵ قولہ فی ذیل ترجمۃ ۔۔۔

۱۵ قولہ بھر رہے ۔۔۔

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ

اور ماں باپ کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہو

وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

اور اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو اسکی ماں کا ایک تہائی ہے اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اسکی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا وصیت نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین کے بعد

اسلیے فرمایا کہ گو لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں مگر دو تہائی سے نہ بڑھیگا) اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو (کل ترکہ کا) نصف ملیگا (اور پہلی صورت میں ایک ثلث بچا ہوا اور دوسری صورت کا ایک نصف بچا ہوا دوسرے خاص خاص اقارب کا حق ہے یا اگر کوئی نہو تو پھر وہ اسی کو دیدیا جاوے گا جیسا کہ کتب فرائض میں مذکور ہے) ف مسئلہ اور یہ سب تقسیم بعد تجہیز و تکفین و ادائے دیون و تنفیذ وصیت من الثلث کے ہوگی جیسا عنقریب واضح ہوگا ف ۲ اولاد کے وارث ہونیکی چار صورتیں آیت سے معلوم ہوئیں ایک یہ کہ لڑکے لڑکیاں سب ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایک لڑکی ہو تیسرے یہ کہ دو لڑکیاں ہوں چوتھے یہ کہ دو لڑکیوں سے زائد ہوں ف ۳ حدیث اور اجماع اہل حق سے اس آیت کا حکم انبیاء علیہم السلام کے لیے نہیں اسیواسطے حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فدک وغیرہ کو میراث میں تقسیم نہیں فرمایا اور اگر اس حدیث کو خبر واحد تسلیم کرلیا جاوے تب بھی حضرت صدیق اکبر رضؓ نے چونکہ بلا واسطہ آپ سے سنی تھی انکے اعتبار سے مثل قرآن کے قطعی ہے یا یہ کہا جاوے کہ اس حدیث سے مال انبیاء کا وقف ہونا ثابت ہے اور وقف خود آیۃ حکم سے بھی ثابت ہو جاتا ہے اور وقف میں بالاجماع میراث نہیں حصہ والدین وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ اور ماں باپ کو میراث ملنے میں تین صورتیں ہیں ایک صورت میں تو ان) کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے میت کے ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ (مقرر) ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو (خواہ ذکر یا مونث خواہ ایک یا زیادہ اور بقیہ میراث اولاد اور دوسرے خاص خاص ورثہ کو ملیگی اور پھر بھی بچ جاوے تو پھر اسکو دیجاویگی) اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہو اور (صرف) اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں (یہ دوسری صورت ہے اور صرف اس لیے کہا کہ بھائی بہن بھی نہوں جیسا آگے آتا ہے) تو (اس صورت میں) اسکی ماں کا ایک تہائی ہے (اور باقی دو تہائی باپ کا اور چونکہ صورت مفروضہ میں یہ ظاہر تھا اسلیے تصریح کی حاجت نہیں ہوئی) اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن (کسی قسم کے) ہوں (خواہ ماں باپ دونوں میں شریک جسکو عینی کہتے ہیں خواہ صرف باپ ایک ماں الگ الگ جسکو علاتی کہتے ہیں خواہ صرف ماں ایک باپ الگ الگ جسکو اخیافی کہتے ہیں غرضکہ کسی طرح کے بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں اور اولاد نہو اور ماں باپ ہوں اور یہ تیسری صورت ہے) تو (اس صورت میں) اسکی ماں کو (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملیگا (اور باقی باپ کو ملیگا) ف تیسری صورت میں ان بھائی بہنوں کی وجہ سے ماں کا حصہ بمقابلہ دوسری صورت کے کم ہوگیا لیکن باپ کی وجہ سے بھائی بہنوں کو بھی نہ ملیگا حقوق مقدمہ علی المیراث مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ (یہ سب حصے) وصیت (کے قدر مال) نکال لینے کے بعد کہ میت اسکی وصیت کر جاوے یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکال لینے) کے بعد (تقسیم ہونگے) ف مسئلہ اور ان دونوں سے پہلے تجہیز و تکفین ضروری ہے مسئلہ اور وصیت سے مراد وہ ہے جو شرع کے موافق ہو مثلاً وارث کو وصیت میں کچھ نہ دے اور بعد تجہیز و تکفین وادائے دیون کے جو مال بچے اسکے ایک ثلث سے زائد کی وصیت نکرے ورنہ وہ وصیت میراث سے مقدم نہوگی۔ اور جاننا چاہیے کہ دین اور وصیت میں دین مقدم ہے گو قرآن میں لفظاً پہلے مذکور ہے جسمیں نکتہ یہ کہا گیا ہے کہ دین کے تو مطالبہ کرنے والے آدمی ہیں وہ خود ہی وصول کرلیں گے اسمیں کوتاہی کا احتمال کم ہے البتہ وصیت چونکہ اصل میں تبرع ہے اسلیے اسمیں کوتاہی کا احتمال زیادہ ہے اسلیے اہتمام و تاکید کی غرض سے ذکر میں پہلے لے آئے واللہ اعلم ربط آگے اسکی حکمت بتلاتے ہیں کہ میراث کا قصہ میت کی رائے پر نہیں رکھا گیا بلکہ خود حق تعالیٰ نے سب قواعد مقرر فرما دیے۔

ملحقات الترجمہ

۱ قولہ خاص خاص اقارب لان کل قریب لا یرث ۱۲

قولہ کچھ اولاد ہو فالولد اعم من الذکر والانثی والواحد والاکثر فہو اسم جنس ۱۲

قولہ بھائی بہن کسی قسم الخ فالاخوۃ جمع ما فوق الواحد دلیلہ الاجماع وفیہ تغلیب للمذکر علی المؤنث

اللغۃ من بعد وصیۃ متعلق بمحذوف ای استقر ذلک الانصباء من بعد وصیۃ ای اخراج قدر ما وقع بہ الوصیۃ

الوصف التعمیمی ای وصیۃ صدق علیہا انہ اوصی بہا یخص من ہذا العموم ما فیہ الجبرۃ قولہ او دین للافساد ای لنفس الوجوب ۱۲

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ

اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسروں کو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اسکے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں

ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ

تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے — وصیت نکالنے کے بعد — جسکی وصیت کردیجاوے یا دین کے بعد بشرطیکہ کسیکو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حلیم ہیں

(نہ مذکر نہ مونث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو (خواہ تم سے ہو یا پہلے شوہر سے) تو (اس صورت میں) تمکو انکے ترکہ سے ایک چوتھائی ملیگا (یہ کل دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن ہر صورت میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ وہ اسکی وصیت کرجائیں یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملیگا اس ترکہ کا جسکو تم چھوڑ جاؤ (خواہ وہ ایک بیبی ہوں یا کئی ہوں تو وہ چوتھائی سب میں برابر بٹ جاویگا) اگر تمہارے کچھ اولاد نہو (نہ مذکر نہ مونث نہ واحد نہ کثیر) اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو (خواہ ان بیبیوں سے ہو یا اور عورت سے) تو (اس صورت میں) انکو (خواہ وہ ایک ہوں یا کئی) تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملیگا (یہی دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں بقیہ دوسرے ورثہ کو ملیگا لیکن یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد کہ تم اسکی وصیت کرجاؤ یا دین (اگر ہو تو اسکے بھی نکالنے کے بعد ملیگی) حصہ برادر و خواہر اخیافی وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ج فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ج وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ اور اگر کوئی میت جسکی میراث دوسروں کو ملیگی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جسکے نہ اصول ہوں (یعنی باپ دادا وغیرہ) نہ فروع ہوں (یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں (مثلاً دو ہوں یا اور زیادہ) تو وہ سب تہائی میں (برابر کے) شریک ہونگے (اور ان میں مذکر و مونث کا برابر حصہ ہے اور بقیہ میراث دوسرے ورثہ کو اور اگر کوئی اور نہو تو بقیہ انہیں کو دیجاویگی یہ دو صورتیں ہوئیں اور دونوں صورتوں میں یہ میراث) وصیت (کے قدر مال) نکالنے کے بعد جسکی وصیت کردیجاوے یا (اگر) دین (ہو تو اسکے بھی نکالنے) کے بعد (ملیگی) بشرطیکہ (وصیت کرنے والا) کسی (وارث) کو ضرر نہ پہنچاوے (نہ ظاہراً نہ ارادۃً ظاہراً یہ کہ مثلاً ثلث سے زیادہ وصیت کرے تو وہ وصیت میراث پر مقدم نہوگی اور ارادۃً یہ کہ رہے تو ثلث کے اندر لیکن نیت یہ ہو کہ وارث کو کم ملے یہ ظاہراً نافذ ہوجاویگی لیکن گناہ ہوگا) یہ (جسقدر یہانتک مذکور ہوا) حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں (کہ کون مستحق ہے کون نہیں ملتا اور نہ مانتا وہ انکو خود ہی) اسپر انہیں فیتے تو وجہ یہ کہ حلیم (بھی) ہیں ف اخیافی کی قید پر اجماع ہے اور سعد بن ابی وقاص رضی اور ابی رضی اسکے ساتھ من الام بھی پڑھتے تھے کذا فی روح المعانی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ وسلم سے یہ قید بطور تفسیر کے سنی ہوگی اور نیز خود اس مقام میں غور کرنیسے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان بھائی بہنوں کو سدس اور ثلث کا مستحق ٹھیرایا ہے اور یہی دو حصے ماں کے اوپر مذکور ہو چکے ہیں اس مناسبت سے

اللغات في روح المعاني كلالة هي في الاصل مصدر بمعنى الكلال وهو الاعياء ثم استعيرت استعمال الحقائق للقرابة من غير جهة الوالد والولد لضعفها بالنسبة الى قرابتها وتطلق على من لم يخلف والدا ولا ولدا (وهذا هو المراد في الآية) وعلى من ليس بوالد ولا ولد من المخلفين بمعنى ذي كلالة كما تطلق القرابة على ذوي القرابة ١٢۔

النحو كان تامة جهة البيت قوله رجل ومعطوفه امراة اسم كان وكلالة خبرها وقوله يورث صفة لـ...بمعنى يورث منه لتعديته لمن وربما تحذف وقوله غير مضار حال من فاعل يوصي المذكور في قراءة يوصي معروفا والمدلول عليه بقوله يوصى في قراءته مجهولا ولا مانع كونه حالا في ترجمة بقوله بشرطيكه وقوله وصية منصوبة عندي مفعول مطلق عامله محذوف اي وصي بها وصية من الله قوله وله اخ او اخت الضمير للرجل وتوحيد الضمير لوجوبه فيما وقع بعد او حتى ان ما ورد على خلاف ذلك يؤول واتى به مذكرا للتغليب حين ان يراعي المعطوف عليه والمعطوف والتذكير للتغليب۔ قوله اكثر من ذلك اي المذكور من اخ واحد او اخت واحدة ١٢

الروايات في لباب النقول اخرج الائمة الستة عن جابر بن عبد الله قال عادني رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر في بني سلمة ماشيين فوجدني النبي صلى الله عليه وسلم لا اعقل شيئا فدعا بماء فتوضأ منه ثم رش علي فافقت فقلت ما تأمرني ان اصنع في مالي فنزلت يوصيكم الله في اولادكم الآية قلت وتقدم نزولها في قصة سعد بن الربيع والجواب كما في لباب النقول انه يحتمل ان يكون نزول اولها في قصة البنتين وآخرها وهو قوله وان كان رجل في قصة جابر ويكون مراد جابر بقوله فنزلت يوصيكم الله اي ذكر الكلالة المتصل بهذه الآية ١٢

ملحقات الترجمة

۱۰ قوله في ترجمة فان كان لهن ولد يا اور شوہر سے لم يقل زوجه لان الحكم عام فيما كان الولد من الزوج او المملوكة ١٢ ۱۱ قوله بقيه دوسرے ورثہ کو ملیگا لم يزد الرد كما في الا... وما بعده لان الزوجين لا يرد عليهما ١٢ ۱۲ قوله باپ دادا الجد في حكم الاب عند ابي حنيفة رح و... ما في آخر من ذكر الاخ ومن ثم كان تردد عمر فيها مشهدا كما في الاحاديث ۱۳ قوله ایک بہن الخ اشارة الى التنوين للتقليل ١٢ ۱۴ قوله نہ ظاہراً نہ ارادۃً فالنهي في غير الاول كامل للمنهي في الاول وفي الثاني فافهم ١٢

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا اللہ تعالیٰ اسکو ایسی بہشتوں میں داخل کر دینگے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہینگے اور یہ بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع ۱۳

کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اسکے ضابطوں سے نکل جاویگا اسکو آگ میں داخل کرینگے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جسمیں ذلت بھی ہو۔

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا

اور جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں تمہاری بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں پر چار آدمی اپنوں میں سے گواہ کرلو سو اگر وہ گواہی دیدیں تو تم انکو

فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

گھروں کے اندر مقید رکھو یہاں تک کہ موت انکا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ انکے لیے کوئی اور راہ تجویز فرما دیں

یہ بھائی بہن وہی معلوم ہوتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں اور عینی اور علاتی بھائی بہنوں کا حکم اس سورت کے ختم پر آویگا اور اجماع الاتفاق قطعی ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں انکا علاوہ اور قسم مذکور ہے اور شاید یہاں سدس اور ثلث کے قرینہ سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسے کا ذکر ہے جو بنفسہ یا بالغیر عصبہ بن جاتا ہو اور اخیافی کبھی عصبہ نہیں ہوتا واللہ اعلم اور اصول کی تفسیر جو باپ دادا سے ساتھ کیگئی یہ مذہب امام صاحب کا ہے پس دادا سے سب طرح کے بھائی بہن ساقط ہو جاتے ہیں اور دوسرے علماء و ائمہ کے نزدیک ساقط نہیں ہوتے اور یہ مسئلہ صحابہ میں بھی مختلف فیہ تھا ربط ان احکام کو بیان کرکے آگے ان کے اعتقاداً و عملاً ماننے کی تاکید اور فضیلت اور نہ ماننے پر وعید ارشاد فرماتے ہیں تاکید اطاعت در احکام مذکورہ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ یہ سب احکام مذکورہ (متعلقہ میراث یا مع احکام یتامیٰ کے) خداوندی ضابطے ہیں اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کریگا (یعنی ان ضابطوں کی پابندی کریگا) اللہ تعالیٰ اسکو ایسی بہشتوں میں (فوراً) داخل کر دینگے جنکے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہونگی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہینگے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اسکے ضابطوں سے نکل جاویگا (یعنی پابندی کو ضروری بھی نہ سمجھے گا اور یہ حالت کفر کی ہے) اسکو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرینگے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیگا اور اسکو ایسی سزا ہوگی جسمیں ذلت بھی ہے ف یطع اور یتعد حدوده کی جو تفسیر کیگئی ہے اس بنا پر اس آیت میں دو قسم کے لوگوں کا مذکور ہے ایک مطیع کامل، دوسرا عاصی کامل اور ایک قسم آیت میں غیر مذکور ہے یعنی اعتقاداً مطیع ہو اور عملاً مقصر وار ہو اسکا حکم دوسری آیتوں میں موجود ہے کہ مستحق سزا ہے لیکن اخیر میں نجات ہے اور خود یہاں بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اسکی حالت بین بین ہے تو جزا بھی بین بین ہوگی یعنی کچھ عذاب کچھ ثواب اور ظاہر ہے کہ ثواب کا مقدم اور عذاب کا مؤخر ہونا تو احتمال باطل ہے پس عکس متعین ہو گیا پس آخر میں نجات ثابت ہوئی۔ اور فوراً کے معنے یہ ہیں کہ بلا عذاب جنت میں جاویگا۔ اور بالکل نکلجانا کفر کے ساتھ خاص اسلیے ہے کہ اعتقاد رکھنا بھی تو ایک ضابطہ ہے جو معتقد ہو وہ بالکل خارج نہیں اور یہ احتمال باطل ہے کہ کوئی عمل کرے اور اعتقاد نہ کرے کیونکہ قبول عمل کے لیے اعتقاد شرط ہے پس وہ عمل بھی منتفی رہیگا وہ بھی بالکلیہ خروج رہا ربط جاہلیت میں جیسا یتامیٰ اور میراث کے معاملہ میں بہت سی بے اعتدالیاں تھیں جنکی اصلاح اوپر کی آیات میں مذکور ہوئی اسیطرح عورتوں کے معاملہ میں بھی طرح طرح کے رسوم قبیحہ اور بے عنوانیاں شائع تھیں مثلاً انکو طرح طرح سے ایذائیں پہنچاتے تھے انکو تنگ کرتے تھے جن سے نکاح حرام ہے ان سے نکاح کر لیا کرتے تھے وعلیٰ ہذا آگے الرجال قوامون تک ان معاملات کی اصلاح فرماتے ہیں اور جو خطا و قصور شرعاً معتبر ہو اسپر تادیب کی اجازت دیتے ہیں اور یہ مضمون تادیب ہی سے شروع ہوا ہے اور تادیب و اصلاح ہی پر ختم ہوا ہے ان جملوں میں واضربوھن اور ان یریدا اصلاحا الخ

حکم ششم سیاست زانیہ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ⑮

ملحقات الترجمة: قوله بالکل ہی ... حدوده ... جا معرفا بالاضافة لاستغراقه ... فی الآیة ... ف ... بیان فافہم ۱۲

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا

اور جونسے دو شخص بھی وہ بےحیائی کا کام کریں تم میں سے تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول

رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ

کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کرلیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ

توجہ فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں حکمت والے ہیں اور ایسے لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۗ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

موت ہی آکھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی جنکو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان لوگوں کے لیے ہم نے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اور جو عورتیں بےحیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تمہاری (منکوحہ) بیبیوں میں سے سو تم لوگ ان عورتوں (کے اس فعل) پر چار آدمی اپنوں میں سے (یعنی آزاد عاقل بالغ مذکر) گواہ کرلو (تاکہ انکی گواہی پر حکام سزا آئندہ جاری کریں) سو اگر وہ گواہی دیدیں تو (انکی سزا یہ ہو کہ) تم انکو (بحکم حاکم) گھروں کے اندر (سیاسۃً مقید) رکھو یہاں تک کہ (یا تو) موت انکا خاتمہ کردے (اور) یا اللہ تعالیٰ انکے لیے کوئی اور راہ (یعنی حکم ثانی) تجویز فرمادیں (چنانچہ بعد میں جو حکم ثانی تجویز ہوا وہ ف میں آویگا) اور (سزائے زنا میں کچھ ان منکوحہ کی تخصیص نہیں بلکہ) جونسے دو شخص بھی وہ بےحیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تم میں سے (یعنی بالغ عاقل مسلمانوں میں سے) تو ان دونوں کو اذیت پہنچاؤ پھر (بعد اذیت پہنچانے کے) اگر وہ دونوں (گذشتہ سے) توبہ کرلیں اور (آئندہ کے لیے اپنی) اصلاح کرلیں (یعنی پھر ایسا فعل ان سے سرزد نہ ہو) تو ان دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں (اسلیے اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے انکی خطا معاف کردی پھر تمکو بھی انکے درپے نہ ہونا چاہیے) ف یہ جو کہا گیا جونسے دو شخص بھی اس میں غیر منکوحہ کو بے نکاح اور انکے نکاح والا مرد سب آگئے پس چاروں کا حکم مذکور ہوگیا انکا یہ حکم ابتدا میں تھا کہ اذیت تو سب کو پہنچائی جاوے جسکا طریقہ منکوحہ عورتوں کے لیے تو بیان فرمایا کہ انکو مقید رکھو اور باقیوں کے لیے طریقہ بیان نہیں فرمایا ظاہر یہ ہے کہ حکام اسلامی کی رائے پر تھا جس طریق سے مصلحت زجر حاصل ہو جاوے خواہ زبان سے یا ہاتھ سے پھر وہ حکم ثانی بعد میں نازل ہوا جسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ سبیل ارشاد فرمادی ہے تم لوگ سمجھ لو یاد کرلو کہ ناکتخدا کے لیے سو درے اور کتخدا کے لیے سنگساری کما فی الصحاح پس اس آیت کا حکم منسوخ ہے مسئلہ زنا کے گواہ چار مرد مسلمان عاقل بالغ آزاد شرط ہیں اور منکم میں اسطرف اشارہ بھی ہے کیونکہ مخاطب ایسے ہی لوگ ہیں مسئلہ بدون حکام کے امام صاحب کے نزدیک دوسرا شخص یہ سزائیں جاری نہیں کرسکتا اور فاستشھدوا اسکا مؤید ہے کیونکہ ضرورت استشہاد کی اطلاع حکام ہی کے لیے ہے ورنہ شوہر کو اگر اختیار ہوتا تو اسکے معاینہ کے بعد گواہوں کی حاجت نہ تھی کذا استفدت من الہدایہ۔ اور سیاسۃً کو واضح کردینے سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ گھروں میں محفوظ رکھنا تو شوہر کا منصب اور حق ہے پھر یہ سزا کیا ہوئی وجہ دفع یہ کہ وہ رکھنا سیاسۃً کیلیے نہیں۔ اور بعد توبہ کے جو فرمایا کہ تعرض مت کرو اسکا مطلب یہ نہیں کہ سزا نہ دو کیونکہ یہ توبہ سزا کے بعد مذکور ہے لدلالۃ الفاء علیہ بلکہ سزا کے بعد پھر ملامت مت کرو اور زیادہ سزا مت دو بخلاف غیر تائب کے کہ ملامت اسپر درست ہے جیسا کہ عائد پر دوبارہ پھر سزا ہو ربط اوپر کی آیت میں توبہ کا ذکر تھا آگے اس توبہ کے قبول و عدم قبول کی صورتیں مذکور ہیں

شرط قبول توبہ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۗ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ توبہ جسکا قبول کرنا (شرعاً)

النحو صفة قریب فی روح المعانی من تبعیضیة جعل ما بین وجود المعصیة وحضور الموت زمانا قریبا ففی ای جزء من اجزاء ہذا الزمان تاب فهو تائب فی بعض اجزاء زمان قریب وحتی حرف ابتداء والجملة الشرطیة بعدها غاية لما قبلها ای لیست التوبة لقوم یعملون الی حضور موتهم وقولهم کیت وکیت ۱۲ البلاغة فی الروح وفی الاتیان بثم فی قوله ثم یتوبون ایذان لسعة عفوه تعالی اهـ فتفکر

یتوب الله ہذا وعد بالوفاء بما وعد به سبحانه اولا فلا تکرار قوله السیئات جمعت باعتبار تکرر وقوعها فی الزمان المدید لان المراد بها جمیع انواعها اهـ قلت لکن التکریر اعم من الحقیقی والحکمی ای الاصرار کما اوضحته فی اول ف قوله قال انی تبت الآن ای ہذا الوقت الحاضر وذکر لمزید تعیین الوقت وایثار قال علی تاب لسقاطه عن درجة الاعتبار والتحاشی عن تسمیته توبة ۱۲

رکوع ۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلہ قولہ گواہ کرلو اشار به الی ان الخطاب للحکام کما قال البعض لا الازواج کما قال البعض ويؤيده كلام فیکون معنی الاستشهاد اطلبوا الشهود من الرجال الاحرار فقط سلہ قولہ قبل ترجمة واللذان سزا جو زنا میں لم یقل امر سزا میں لان الرجال لم یکن لهم امساک الی ایذاء وقوله ہناک تخصیص سزا کی اشارہ الی ان المراد باللذان الزانی والزانیة تغلیبا وفائدة التعمیم بعد تخصیص الحکم علی المواطنة لان الصحیح کما فی روح المعانی ان ... بالآیة لما اختلفوا فی ... بل التعمیم لم یوجب علیه سلہ قولہ بالغ عاقل مسلمان فالمراد من المخاطب ہو لا رجالہا سلہ قولہ جسکا ... کر اشارة الی التقیید بکذا انما قبول التوبة الخ فعلی متعلق بما والذین یعملون خبرا

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو ان ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ (صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو) کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں (یعنی قبل حضور
موت جسکے معنے آگے آتے ہیں) توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدا تعالیٰ (قبول توبہ کے ساتھ) توجہ فرماتے ہیں (یعنی توبہ قبول کر لیتے ہیں)
اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (کہ کسنے دل سے توبہ کی) حکمت والے ہیں (کہ ایسے توبہ کرنے والے کی فضیحت نہیں کرتے) اور ایسے لوگوں
کی توبہ (قبول) نہیں جو (برابر) گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت ہی آکھڑی ہوئی (حضور
موت کا مطلب یہ ہے کہ اس دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگیں) تو کہنے لگا کہ میں اب توبہ کرتا ہوں (یعنی ان ایسوں کی توبہ مقبول)
اور نہ ان لوگوں کی (توبہ یعنی ایمان لینے ہی وقت کا مقبول) جنکو حالت کفر پر موت آجاتی ہے ان (کافر) لوگوں کے لیے ہم نے ایک
دردناک سزا (یعنی عقوبت دوزخ) تیار کر رکھی ہے ف یہ جو ارشاد ہے کہ گناہ کرتے رہتے ہیں اسکا یہ مطلب نہیں کہ بار بار کرتے ہیں بلکہ اگر ایک بار ہی گناہ کرکے
اس سے توبہ نہ کی تو بوجہ اسکے کہ یہ اصرار ہے اور اصرار حکماً عود ہی ہے اسلیے اسکو بھی مثل بار بار گناہ کرنے کے کہا جاوے گا کیونکہ مطلب
ہے برابر کیے جانے کا۔ اور جاننا چاہیے کہ قرب موت کی دو حالتیں ہیں ایک یہ کہ زندگی سے نا امیدی ہو جاوے لیکن ابھی آثار اُس عالم کے
احوال اور اہوال نظر نہیں آئے اس حالت کو یاس یا [illegible] کہنا مناسب ہے اور دوسرے یہ کہ احوال بھی نظر آنے لگیں اسکو حالت
یاس یا معاینہ سے کہنا زیبا ہے پس پہلی حالت یعنی یاس بالقطع میں تو کافر کا ایمان لانا اور عاصی کی توبہ کرنا دونوں مقبول ہیں اور دوسری
حالت یعنی یاس بالمعاینہ میں دونوں غیر مقبول محققین کا یہی مذہب ہے اور ظاہر قرآن سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کذا فی الکبیر اور جتنے دوسرے اقوال
ہیں وہ آیت کی توجیہ اور طور پر کرتے ہیں واللہ اعلم۔ اور جاننا چاہیے کہ یہ جو فرمایا کہ حماقت سے اسمیں یہ قید واقعی ہے احترازی اور شرطی نہیں کیونکہ
ہمیشہ گناہ حماقت ہی سے ہوا ہے جسکو اپنے نفع و ضرر کی پروا ہو اس سے بڑھکر کیا حماقت ہوگی اور جاننا چاہیے کہ سو اول آیت سے دونوں
حکم اپنے عموم سے ہر عمل بد کو کفر کو بھی شامل ہے اور قانون کلی ہے ایمان کا مقبول یا نامقبول ہونا معلوم ہو گیا تھا لیکن کفار کے ایمان
عند الیاس کا نا مقبول ہونا مزید تصریحاً شاید اس لیے بیان فرمایا ہو کہ اہل کفر کی تسویف و تاخیر کی تقبیح اچھی طرح واضح ہو جاوے اور ظلم
اور عاصی کے حق میں جو فرمایا کہ توبہ وقت حضور موت کے مقبول نہیں یعنی وعدہ مغفرت اسپر مرتب نہیں اور ویسے اگر مشیت سے فضل
ہو جاوے سو کوئی امر مانع نہیں۔ اور بعض محققین نے ولا الذین یموتون کی اور تفسیر کی ہے کہ جو شخص ساری عمر کفر پر رہا حتیٰ کہ کفر ہی پر اسکا خاتمہ
ہو گیا اور وہ کسی جزو عمر میں دوسرے گناہوں سے توبہ کرے لیکن مسلمان نہ ہو تو اسکی وہ توبہ جو گناہوں سے کی ہے مقبول نہیں کیونکہ ایمان منجملہ
شرائط قبول توبہ ہے جیسا تعجیل قبل الحضور بھی شرط ہے ربط عام منتشر کہ قبل بیان ہو چکا ہے کہ یہاں سے ان رسوم قبیحہ کا ابطال ہے جو عورتوں
کے باب میں متعارف تھیں سو منجملہ ان رسوم کے ایک رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص مرجاتا تو اسکا وارث جسطرح اسکا مال لیتا اسیطرح اُسکی
بیوی کو بھی اپنی میراث اور ملک سمجھتا اگر دل چاہتا اُس سے جبراً خود نکاح کر لیتا اور اگر چاہتا دوسرے سے نکاح کر دیتا اور کبھی بے رغبتی کے
سبب نہ خود نکاح کرتا اور نہ دوسرے سے اسلیے نکاح کرنے دیتا کہ اپنا مال دولت اپنے ساتھ لیجاوے گی غرض یوں ہی اسکو مجبوس رکھتا یا تو وہ
اپنا مال و متاع اُسکو دیدیتی تب اُسکی جان چھوٹتی اور یا وہ اسی کے گھر مرجاتی تو اسکے مرے پیچھے اسکی چیز پر قبضہ
کرتا اور میت کے مال سے بھی عورت کو حصہ نہ دیتے یہ تو کارروائی وارث کیا کرتا اور کبھی خود شوہر بلا قصور
اپنی عورت کے ساتھ کج ادائی کرتا کہ نہ تو اسکے حقوق زوجیت ادا کرتا اور نہ مفت اُسکو طلاق دیتا کہ دوسرے سے نکاح کرنے لگے بلکہ اسکو اس امر پر مجبور کرتا کہ وہ اسکو
کچھ مال دے جب یہ اسکو چھوڑے چنانچہ اسکو ایسا کرنا پڑتا تھا بلکہ کبھی طلاق دینے کے بعد بھی اسکو نکاح نہ کرنے دیتا جب تک وہ اسکو کچھ مال
نہ دیتی اگلی آیت میں بفاحشۃ مبینۃ تک عام الفاظ میں جس میں یہ سب امور آجاویں ان رسوم کی مخالفت فرماتے ہیں پھر عاشروہن سے
صرف شوہروں کو واسطے ادائے حقوق زوجات کے متعلق خطاب فرماتے ہیں

ملحقات الترجمہ

ل قولہ فی ترجمۃ السوء ... گناہ فاللام للجنس ... قبل حضور موت وقیل معناہ ... تفسیر ما سیاتی من قولہ حتی اذا ... احدہم الموت ۱۲

ل قولہ ترجمۃ ولا الذین ایمان ... کما اشارۃ الیہ ان فیہ ... الموت مرعی الیھم فی توبۃ ... الکفار الذین رتب علی ... فتح موتھم علی الکفر ۱۲

ل قولہ فی ترجمان لہلک ... فاندفع بہ ما یمسک الوعیدیۃ ... العصاۃ لامحالۃ

ل قولہ فی محققین ... مذہب الماتریدی ... لان محل التغلیب الکلام ... متعلقۃ بالدنیا لا غیر ۱۲

ل گناہ حماقت فالجہل ... لا عدم العلم فلو ارتب ... التوبۃ عنہ بمقبولیۃ ... للذھول عن کنہ ... کما فی قول الیتامیٰ ... علینا تجہل ... علینا ... فی روح المعانی ... زاق وابن جریر ... اجمع اصحاب محمد ... فرأوا ان کل شیٔ ... عمداً کان او غیرہ

ل بعض محققین ... ون الکافر مکلفا ... بعض صحابہ ... ندی انہ مکلف ... احکام الآخرۃ ... النزاع لفظی ... فی التمہید ... الکثر الالفاظ ... عام للاولیاء ... عام فی ... ملک عام

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝

اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی بیشک یہ بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے

وہ یہ بھی ہے کہ نکاح کے وقت جتنے مہر اپنے ذمہ رکھا تھا اور عہد کرکے خلاف کرنا یہ بھی عقل کے نزدیک مذموم ہے اور اگر وہ شئے موہوب ہو تو مثل افضاء کے یہ عہد بھی اثر زوجیت ہونیکی وجہ سے مانع ہو غرض چار موانع کے ہوتے ہوئے ایسی نہایت ہی مذموم ہے **ف** مسئلہ اگر عورت کی جانب سے کوئی بدمزاجی وغیرہ واقع ہو تو اسکو ردمہر پر مجبور کرنا اسطرح کہ بدون ردمہر اسکو نہ چھوڑے جائز ہے اور اگر مرد کی جانب سے ناموافقت ہو تو جائز نہیں اور دونوں کی تفسیر سے حکم ثانی اور مانع اول کی تقریر سے حکم اول مفہوم ہوتا ہے مسئلہ اگر کسی طرف سے کوئی بے عنوانی نہیں ہوئی محض آیندہ کی احتیاط کی وجہ سے کہ قرائن سے موافقت کی امید معلوم نہیں ہوتی خلع کرنا چاہیں اور عورت بطیب خاطر ردمہر کردے جائز ہے مانع ثانی کی تقریر سے یہ حکم مفہوم ہوتا ہے مسئلہ اگر نکاح کے بعد نہ صحبت ہوئی نہ خلوت صحیحہ ہوئی تو پورا مہر موکد نہیں ہوا پس اگر ایسی حالت میں طلاق واقع کیا جائے تو نصف مہر دینا پڑیگا اور نصف ساقط ہو جاویگا اور یہ حکم مانع ثالث سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ افضاء کو مانع ردمہر فرمایا ہے کہ اس مانع کے ہوتے ہوئے کوئی جزو رد نہ کرو پس جب یہ مانع نہ پایا گیا یہ حکم بھی نہ ہوگا پس بعض جزو واپس ہو سکیگا اور خلع حکم طلاق میں ہے پس اگر اس حالت میں خلع ہوا نصف مہر تو طلاق قبل الدخول سے ساقط ہوا اور نصف خلع سے مسئلہ اگر نکاح کے وقت مہر بالکل مقرر نہیں ہوا تو اس صورت میں مہر مثل لازم آتا ہے لیکن صرف نکاح سے اسکا کوئی جزو موکد نہیں ہوا سو اگر اس حالت میں طلاق ہو تو اصلا مہر نہ دینا پڑیگا البتہ ایک جوڑہ دینا پڑتا ہے جسکی تفصیل پارہ سیقول کے ختم کے قریب رکوع سوم میں گذر چکی ہے یہ عدم وجوب مانع رابع سے مفہوم ہوتا ہے مسئلہ اور زوجہ کو کوئی شئے ہبہ مع القبض کرکے کسی حال میں رجوع نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں قدر مشترک موانع اربعہ میں زوجیت ہے اور وہ غیر مرتفع ہے فقط۔ اور خلوت صحیحہ کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ اور تاخذونہ کی تفسیر میں جو حقیقۃً یا حکماً کہا گیا ہے حقیقۃً سے مراد واپس لینا ہے اور حکماً سے معاف کرانا ہے **ف دفع شبہ** اگر کسی کو شبہ ہو کہ حدیث میں تاکید آئی ہے مہر کم مقرر کرنے کی اور اس آیت سے زیادہ کا جواز معلوم ہوتا ہے اسکا دفع یہ ہے کہ جواز مفہوم من القرآن بمعنی صحت و نفاذ ہے اور حدیث میں جواز بمعنی اباحت مطلقہ و عدم کراہت کی نفی ہے پس کچھ تعارض نہیں اور حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ میں زیادہ مہر کے جواز کو مان لینا اس لیے تھا کہ سامعین اسکو حرام نہ سمجھنے لگیں پس اس سے کراہت کا عدم ثابت نہیں ہوتا نہ حضرت عمرؓ پر کوئی اعتراض لازم آتا ہے **ربط** منجملہ ان رسوم قبیحہ جاہلیت کے جنکا ذکر شروع رکوع سے چلا ہے ایک یہ رسم بھی تھی کہ بعضے حرام عورتوں سے نکاح کر لیا کرتے مثلاً اپنی سوتیلی ماں یعنی باپ کی بیوی سے یا ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری بہن سے اور بعضے حلال عورتوں کو حرام سمجھتے جیسے متبنّٰی کی بیوی آگے حکم دہم میں اسکا ابطال فرماتے ہیں اور بمناسبت مقام اور محرمات کی تفصیل بھی ارشاد فرماتے ہیں اور بعض حلال عورتوں کی حلت میں مسلمانوں کو شبہ ہوا تھا جیسے مملوکہ شرعیہ جسکا پہلا شوہر حربی دار الحرب میں ہو انکی حلت کا بیان بھی فرما دیا کما سیظہر من الروایات فی الحواشی اور نکاح کے بعض شرائط اور اسکے دوسرے متعلقات مہر وغیرہ بھی مذکور فرمائے ہیں ایک رکوع سے زیادہ میں یہی مضامین ہیں **حکم دہم تفصیل محرمات و دیگر احکام متعلقہ نکاح** وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿۲۲﴾ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ (یا دادا یا نانا) نے نکاح کیا ہو مگر (خیر) جو بات گذر گئی گذر گئی (آیندہ کبھی ایسا نہ ہو) بیشک یہ (بات عقلاً بھی) بڑی بے حیائی ہے اور (اہل طبائع سلیمہ کے عرف میں بھی) نہایت نفرت کی بات ہے اور (شرعاً بھی) بہت برا طریقہ ہے

اللغات المقت البغض ۱۲

النحو سبیلا فی الکبیر قال اللیث ساء فعل لازم وفاعلہ مضمر وسبیلا منصوب تفسیر لذلک الفاعل کما قال وحسن اولئک رفیقا ۱۲

البلاغۃ المقت مصدر بمعنی الممقوت للمبالغۃ ۱۲

الروایات فی روح المعانی اخرج ابن سعد عن محمد بن کعب قال کان الرجل اذا توفی عن امرأتہ کان ابنہ احق بہا ان ینکحہا ان شاء ان لم تکن امہ ... فنزلت ولا تنکحوا - ۱۲

فائدۃ - فی روح المعانی وانما خص ہذا النکاح بالنہی ولم ینتظم فی سلک نکاح المحرمات الآتیۃ مبالغۃ فی الزجر عنہ حیث کان ذلک دیدنا لہم فی الجاہلیۃ وہذا ہو الوجہ فی تصریح الاستثناء فی الموضعین بقولہ الا ما قد سلف ۱۲

ملحقات الترجمۃ

ع ۸ ۱۴

۵۲ قولہ فی توضیح المیثاق وہ عہد صحبت اخذتہ من الکبیر عبارتہ قال ابن عباس ومجاہد المیثاق الغلیظ کلمۃ النکاح المعقودۃ علی الصداق ۱۲

۵۳ قولہ قبیل ف غرض چار موانع الخ اعلم ان المؤثر فی بعض الصور المجموع وفی بعضہا بعضہا لان الافضاء واخذ المیثاق الغلیظ لا یوجدان فی المہر فیما فارقہا قبل الخلوۃ الصحیحۃ ... عدم وجود البعض ... ان ہذا الباب من الصور لا یکاد ذکرہ مقصودا ابتداءً ... فانہ یمکن ان یکون عادۃ الجاہلیۃ الاخذ مع الموانع فحصل الرد علیہم وکفی فی تمام المقام فافہم ۱۲

۵۴ قولہ آخر المسئلۃ الثالثۃ خلع ... المسئلۃ ... القیاس لان نصف المہر یسقط بالطلاق قبل الدخول ... وجہ عدم اللزوم فیقتضی الاستحسان ان بالخلع ... کذا فی آخر من العنایۃ والہدایۃ فی حکم اذا اختلعت قبل الدخول ... ۱۲

۵۵ قولہ ... اشارۃ الی ان المراد ... علیہ الاجماع

۵۶ قولہ جو گذر گئی گذر گئی توجیہ الکلام بالجملۃ الخبریۃ ... الا ما قد مضی ... والجزیۃ ... والبلغ من الانشاء ...

۵۳ قولہ بڑی بے حیائی اشارۃ الی ان التنوین للتفخیم ویمکن ان یقال ان الفحش ہذہ المادۃ تدل علی الفظاعۃ والبشاعۃ ۱۲

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ

لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کر لے اور تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو سو ان سے نکاح کر لیا کرو انکے مالکوں کی اجازت سے

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

اور انکو انکے مہر قاعدہ کے موافق دیدیا کرو اس طور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنیوالی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنیوالی ہوں

اگر اس مقررہ میں کسی طرح مثل نماز و روزہ کے کمی بیشی ممکن نہ ہو بلکہ مقرر ہونے کے بعد بھی جس (مقدار) پر تم (میاں بیوی) باہم رضامند ہو جاؤ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں (مثلاً خاوند نے اور مہر بڑھا دیا یا عورت نے کم کر دیا یا معاف ہی کر دیا ہر طرح درست ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے ہیں (تمہاری مصلحتوں کو خوب جانتے ہیں) بڑے حکمت والے ہیں (ان مصلحتوں کی رعایت سے احکام مقرر فرماتے ہیں گو کہیں تمہاری فہم میں نہ آوے) ف یہاں وجوب ادائے مہر مقرر شدہ کی دو شرطیں فرمائیں ایک اسکا مقرر ہونا من بعد الفریضہ میں دوسرے استمتاع صحبت سے یا خلوت صحیحہ سے استمتعتم میں پس اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی یہ حکم نہ ہوگا مثلاً مہر مقرر ہو مگر استمتاع نہ ہو اور طلاق ہو جاوے تو نصف مہر لازم ہے اور مثلاً مہر مقرر نہ ہو اور استمتاع ہوا ہو تو مہر مثل لازم ہے اور اگر نہ مہر مقرر ہو نہ استمتاع ہو اور طلاق ہو جاوے تو ایک جوڑہ جسکا بیان آخر پارہ سیقول میں آچکا ہے دینا پڑیگا اور مہر کی کمی بیشی میں جو فرمایا کہ گناہ نہیں وجہ یہ کہ کم یا معاف ہونے میں مرد کو شبہ ہو سکتا ہے کہ پرایا مال قبول کرنا شاید اچھا نہ ہو اور زیادہ مہر ہونے میں یہی شبہ عورت کو ہو سکتا تھا اسلیے ایسا فرمایا۔ اور اس آیت میں مسافحین کی تفسیر سے متعہ کا حرام ہونا بھی مفہوم ہوگیا اور حدیثوں میں اسکی پوری تصریح ہے چنانچہ نصوص صحیحہ مسلم میں حرمت مؤبدہ الی یوم القیامۃ کی تنصیص موجود ہے البتہ اس حرمت مؤبدہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر میں حرام ہو گیا پھر زمان فتح مکہ میں ایام اوطاس کو حلال کر دیا گیا پھر تین روز کے بعد ابداً حرام ہو گیا۔ اور بعض سلف سے جو منقول ہے اسوقت تک انکو نسخ کی خبر نہ پہونچی تھی اور بعض سے جو اس آیت میں الی اجل مسمی منقول ہے وہ بطور تفسیر کے ہے جسکو قبل بلوغ نسخ کہدیا۔ اور حضرت عمرؓ کیطرف جو تحریم منسوب ہے اس سے اظہار حرمت ہے نہ اثبات حرمت۔ اور ابن عباسؓ سے جو منقول ہے اول تو وہ قول مقید بالاضطرار تھا پھر خود ترمذی نے انسے مطلقاً رجوع نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس سے بھی رجوع فرمایا پھر اہل حق کا اب اجماع ہو رہا ہے اوپر سے احکام نکاح کے چلے آتے ہیں آگے شرعی لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنیکا ذکر ہے حکم نکاح باکنیزان وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

النحو ههنا امور الاول ان طولا بمعنى السعة والغنى منصوب مفعول مطلق ليستطع او الثاني ان مما ملكت معمول لينكح المقدر والثالث ان اتوهن فيه مضاف محذوف اي اتوا اهلهن والرابع ان محصنت حال من مفعول اتوا وراعيت ذلك كله في الترجمة وفي اختيار الاول الاشارة الى ان الشرط لعدم كراهة نكاح الامة هو عدم الاستطاعة الكاملة المفسرة بنكاح الحرة المرضية فان استطاع الحرة لكن غير مرضية انتفى كراهة نكاح الامة فلا نكاح والحالة هذه الحرة. ووجه اختيار الثاني ظاهر لان الكلام في النكاح. ووجه الثالث ان المهور حق الموالي وانما لم نقل آتوهم مع كونه اخصر اشارة الى ان المهر في الاصل كان حق المنكوحة لكونه بمقابلة النكاح لكن يعارض كونها ملكت يمين استحقه المولى فافاد تاكد شان المهر ابطالا لما عليه الجهلاء من عدم اعتدادها لهن كما نشاهده اليوم في زماننا ووجه الرابع تقييد المحصنت بما كان في محصنين لان قرينة المقابلة بعد المسافحة يؤيد ذلك ولو

فسر بالعفائف لما افاد قيدا احترازيا والاصل في القيد هو الاحتراز لا الاتفاق واختصاص به ذكره والمقام لكون الكلام في النكاح مغن عن ذلك لينفيد تاكيد المهر اذ الطلب ابطالا لما كان عليه اهل الجاهلية من عدم عد الزنا عيبا فاكره وفي قوله والله اعلم الخ معترضة اتى بها تانيسا بها وصححته في الترجمة بما لا مزيد عليه ۱۲

البلاغة اتى بالفتيات بعد قوله ملكت ايمانكم وكذا اتى فانكحوهن بعد قوله فمما القدر فيه النكاح التقييد بقوله المؤمنات وبقوله باذن اهلهن ولم يذكر فيها ما دل على كون القيدين مقصودين ندبا في الاول ووجوبا في الثاني فافهم ۱۲

الفقه دلت الآية على حرمة المتعة والزنا وبالاستمتاع فيما قبل ليس هو هذه المتعة والالما اكتفى في قوله ومن لم يستطع ان ينكح الخ بل قال ومن لم يستطع النكاح ولا الاستمتاع او قال ومن لم يستطع النكاح فليستمتع او لينكح الفتيات ۱۲

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنائی جاویں پھر اگر وہ بڑی بےحیائی کا کام کریں تو ان پر اس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے

اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس (والوں) کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی (شرعا) مملوکہ ہیں نکاح کر لے (کیونکہ اکثر لونڈیوں کا مہر وغیرہ کم ہوتا ہے اور انکو غریب کے ساتھ بیاہ دینے میں عار بھی نہیں کرتے) اور (لونڈی سے نکاح کرنے میں عار نکرے کیونکہ دین کی رو سے تو ممکن ہے کہ وہ تم سے بھی افضل ہو وجہ یہ کہ مدار فضیلت دین کا ایمان ہے اور) تمہارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے (کہ اسمیں کون اعلی ہے کون ادنی ہے کیونکہ وہ متعلق قلب کے ہے جسکی پوری اطلاع اللہ ہی کو ہے اور دنیا کی رو سے زیادہ وجہ عار کی تفاوت نسب ہے تو اسمیں جو انساب کا اصل مبدا ہے حضرت آدم و حوا علیہما السلام انہیں مشارکت کے اعتبار سے) تم سب آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہو (پھر عار کی کیا وجہ) سو (جب عدم عار کی وجہ معلوم ہو گئی تو ضرورت مذکورہ کے وقت) ان سے نکاح کر لیا کرو (مگر شرط یہ بھی ہے کہ) انکے مالکوں کی اجازت سے (ہو) اور ان (کے ان مالکوں) کو انکے مہر قاعدہ (شرعیہ) کے موافق دیدیا کرو (اور یہ مہر دینا) بطور پر (ہو) کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں نہ تو علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں (یعنی وہ مہر بمقابلہ نکاح ہو بطور اجرت زنا کے دینے سے وہ حلال نہ ہوگی) ف لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں دو قیدیں لگائیں ایک یہ کہ وہ ایسی عورت سے نکاح نکر سکے جسمیں دو صفتیں ہوں۔ ایک حریت دوسرے ایمان دوسری قید یہ کہ وہ مسلمان لونڈی ہو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ان قیود کی رعایت اولی ہے اور اگر بلا رعایت ان قیود کے لونڈی سے نکاح کیا نکاح ہو جاویگا لیکن کراہت ہوگی کذا فی روح المعانی عن البدائع اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ اسمیں بلا ضرورت اپنی اولاد کو غلام بنانا ہے کیونکہ حریت و رقیت میں اولاد تابع ماں کے ہے۔ دوسرے یہ بھی ہے کہ لونڈی دوسرے کی مملوک ہے اور بالکل اسی کے قبضہ کی ہے ممکن ہے کہ جسوقت شوہر اسکو اپنے پاس رکھنا چاہے اور اسیوقت اسکا مالک اس سے خدمت لینا چاہے تو ضرور بے لطفی ہوگی یا وہ کسی پردیسی کے ہاتھ فروخت کردے تو اور مصیبت ہے تیسرے یہ کہ پورا پردہ اس سے نباہ نہیں ہوسکتا غیور آدمی کو اسکی بھی کوفت ہوگی۔ چوتھے غالبا اسکو خانہ داری کا نہ زیادہ سلیقہ ہوتا ہے نہ اسکو شوہر کے گھر اور چیز کا درد ہوتا ہے ان مصالح کو کراہت میں شرعا دخل ہوسکتا ہے۔ اور آگے فاذا احصن اور ذلک لمن خشی العنت بھی اسطرف مشیر ہیں جیسا عنقریب اسکی تقریر بذیل فائدہ متعلقہ ان اجزا کے آتی ہے پس کراہت عرفیہ یعنی عار کی وجہ سے اجتناب کرینگے تو ممانعت ہے اور کراہت شرعیہ جسکا ابھی بیان ہوا ملحوظ رکھکر بے ضرورت ارتکاب نکرنا اولی ہے۔ اور امام شافعی رح نے ان دو قیدونکو احترازی فرمایا ہے۔ لیکن قید اول کی صفت ثانیہ کو احترازی نہیں کہا پس حرہ غیر مومنہ کے مستطیع کو بھی نکاح کنیز کی اجازت نہیں دی حنفیہ کہتے ہیں کہ آپکے نزدیک جیسی یہ ایک صفت ہے ایسے ہمارے نزدیک تینوں امر ہیں اور یہ جو فرمایا کہ قاعدہ کے موافق یعنی جو عام دین کا حکم ہے کہ وسعت کے وقت ٹالے نہیں پریشان نکرے وعدہ خلافی نکرے اسکی تصریح مفید ہوگئی دین مہر کے وجوب کو کیونکہ اکثر عادت ہے اسکو ہلکا سمجھنے کی اور اس سے بے پروائی برتنے کی اسلیے ادا بھی کم بلکہ شاذونادر کیا جاتا ہے اسمیں بھی اکثر جبکہ کوئی جبر اور دباؤ حکومت کا پڑے مسئلہ لونڈی کا نکاح بدون اذن مولی کے صحیح نہیں ربط اوپر لونڈیوں سے شادی کرنیکا ذکر تھا آگے ان لونڈیوں کے متعلق ایک حکم باب سیاست سے ارشاد فرماتے ہیں اور ہرچند کہ وہ حکم غلام کے لیے بھی اور غیر منکوحہ لونڈی کے لیے بھی عام ہے لیکن اس مقام پر لونڈیوں کی تخصیص پھر انمیں سے بھی منکوحات کی تخصیص کرہیں اس ناداں کے ذوق میں جیسا کہ ابھی حق تعالی نے قلب میں القا فرمایا وللہ الحمد یہ ہے کہ اس مقام میں باوجود اباحت نکاح کے لونڈیوں کے ساتھ اسمیں قیود لگانے سے بلا ضرورت اسکی کراہت للعوارض کا بتلانا مقصود تھا اسی مقصود کی تاکید کے لیے جملہ آئندہ میں انکی حد زنا کی تصریح فرمادی تاکہ اس فعل کا احتمال وقوع بسبب اجتماع اسکے اسباب قریبہ مثلا عادۃ اسکے پردہ میں نرہ سکنے اکثر بغرض خدمت مولی اسکے بازار وغیرہ میں آمد و رفت رکھنے کے سامع کی نظر میں مستحضر ہو جاوے اور ایک گونہ ایسی نے رغبتی پیدا ہو جاوے کہ بلا ضرورت اسکا ارتکاب نکرے یہ وجہ ہے اماء منکوحہ کے تخصیص ذکر کی یعنی بعد شادی کے بھی ان سے یہ امر اتنا مستبعد نہیں جتنا حرائر سے ہے حکم یازدہم حد زنا کنیزان فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط پھر جب وہ لونڈیاں منکوحہ بنائی جاویں پھر اگر وہ بڑی بےحیائی کا کام (یعنی زنا) کریں تو (بعد ثبوت بشرطیکہ مسلمان ہوں) انپر اس سزا سے نصف سزا (جاری) ہوگی جو کہ (غیر منکوحہ) آزاد عورتوں پر

فائدہ - اعلم ان الاحصان یاتی علی معان یتعین بعضها حسب المقام الحرية والعفة والتزوج و قال بعضهم الاسلام ایضا کما قیل فی قراءۃ احصن مبنیا للفاعل ومن لم یفسر به زاد قید الایمان لکونه شرطا للحد عند الحنفية والقرينة عليه كون الكلام في الفتيات المومنات ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱۵ قوله فی ترجمۃ المحصنت بالاسلام انا فسرته بهنا اجماعا لقرینة مقابلة بالملكات ايماً وجه الصحة انهن منزهة الحرية عن نقص الاما

۲۵ قوله بڑی بےحیائی دل علیه التنوین فصح بالزنا من غیر تکلف انما حسنة کان عالما

۱۲

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ

یہ اس شخص کے لیے ہے جو تم میں زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم سے بیان کر دے اور

يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ

تم سے پہلے لوگوں کے احوال تم کو بتلا دے اور تم پر توجہ فرما دے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے حال پر توجہ فرمانا منظور ہے اور

يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

جو لوگ شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ تخفیف منظور ہے اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ہوتی ہو (جیسا کہ نکاح سے قبل بھی لونڈیوں کی یہی سزا تھی اور اسیطرح غلاموں کی بھی) ف وہ سزا یہ ہے کہ انکے پچاس درے لگائے جاویں گے کیونکہ غیر منکوحہ آزاد کو ہم کے اور اسیطرح آزاد کنوارے مرد کے سو درے لگائے جاتے ہیں جیسا سورۂ نور میں ہے کہ مراد وہاں کنوارہ اور کنواری ہے اور جب آزاد مرد و عورت کی شادی ہو چکے اور کچھ شرطیں اور بھی ہیں اسوقت اس فعل کی سزا سنگسار کرنا ہے جیسا احادیث میں متواتر ہے اور حدیث صحیحین میں زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منکوحہ لونڈی کی حد کا سوال کیا گیا آپ نے تازیانے فرمائے اور غلام کی حد پر جمہور ائمہ کا اجماع ہے پس حدیث و اجماع سے معلوم ہوا کہ یہ تخصیص تقییدی و احترازی نہیں ہے اور نصف فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مماوک پر رجم نہیں کیونکہ رجم کی انتہا ازہاق روح ہے اور اسمیں تنصیف ناممکن ہے اور چونکہ اوپر کو آیا محصنہ یعنی منکوحہ کا تھا اسلیے فان اتین فرمانے سے بھی ضمیر ادھر ہی راجع ہو جاتی لیکن فاذا احصن کی تصریح مفید تکرر سے اس نکتہ مذکورہ کی اور تقویت ہو گئی خوب سمجھ لو **ربط** آگے پھر عود ہے بیان حکم نکاح اماء کیطرف **تتمہ نکاح با کنیزان** ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۵ یہ (لونڈیوں سے نکاح کرنا) اس شخص کے لیے (مناسب) ہے جو تم میں (بوجہ غلبہ شہوت اور آزاد منکوحہ میسر نہ ہونے کے) زنا (میں مبتلا ہو جانے) کا اندیشہ رکھتا ہو (اور جسکو یہ اندیشہ نہ ہو اسکے لیے مناسب نہیں) اور (اگر اس اندیشہ کی حالت میں بھی اپنے نفس پر قادر ہو تو) تمہارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے (نسبت نکاح کنیز کے) اور (یوں) اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں (اگر صورت کراہت میں بھی نکاح کر لیا ہم مواخذہ نہ کرینگے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ حرمت کا حکم نہیں فرمایا) ف اس قید کی بھی وجہ وہی کراہت ہے جسکی علت آیہ و من لم یستطع کے ذیل میں مذکور ہوئی ہے غرض اللہ تعالیٰ نے ہماری مصلحت کے واسطے یہ امر مشورۃ فرمایا ہے اسکو اصطلاح اصول میں امر ارشادی کہتے ہیں اور غفور کی تفسیر میں جو کہا گیا ہے یہ اسی حکم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مکروہ تنزیہی کا یہی حکم ہے کہ اسمیں عدم مواخذہ موعود ہے پس وہ مانع نجات نہیں لیکن خلاف شان اہل قرب کے ہے اور شافعیہ چونکہ بعض صورتوں میں نکاح اماء کو ناجائز کہتے ہیں وہ غفور کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ صورت جواز میں اس امر پر مواخذہ نہیں فرمایا جو اصل میں معصیت تھا **ربط** اوپر احکام مخصوصہ کی تفصیل تھی آگے اپنا انعام و احسان اور ان احکام میں ہمارے منافع و مصالح کی رعایت رکھنا گو تفصیل ہم نہ سمجھیں اور اتباع کی ترغیب اور ان امور میں مغویوں کی بدخواہی پر تنبیہ ارشاد فرماتے ہیں **ترغیب اتباع با امتنان و تحذیر** يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۲۶ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝۲۷ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝۲۸ اللہ تعالیٰ کو (ان مضامین مذکورہ کے ارشاد فرمانے سے اسیطرح دوسرے مضامین سے اپنا کوئی نفع مقصود نہیں کہ یہ محال عقلی ہے بلکہ تمکو نفع پہنچانے کے لیے) یہ منظور ہے کہ (آیات احکام میں تو) تم سے (تمہاری مصلحت کے احکام) بیان کر دے اور (آیات قصص میں) تم سے پہلے لوگوں کے احوال تمکو بتلا دے (تاکہ تمکو اتباع کی رغبت اور مخالفت سے خوف ہو) اور (خلاصہ مشترک مقصود یہ ہے کہ) تم پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرما دے (اور وہ توجہ یہی بیان فرمانا اور بتلانا ہے جسمیں سراسر بندوں ہی کا نفع ہے جیسا مذکور ہوا) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (کہ بندوں کی مصلحت جانتے ہیں) بڑی حکمت والے ہیں (کہ بلا وجہ ان مصلحتوں کی رعایت فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کو تو (بیان احکام و قصص سے جیسا ابھی مذکور ہوا) تمہارے حال پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمانا منظور ہے اور جو لوگ (کفار و فجار میں سے) شہوت پرست ہیں وہ یوں چاہتے ہیں کہ تم (راہ راست سے) بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ (اور انہی جیسے ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنی فاسد خیالات

اللغات: العنت الاثم والمشقۃ کذا فی الروح ۱۲ ‖ النحو: لیبین اللام زائدۃ دیبین بتقدیر ان مفعول ۱۲

تقات الترجمہ ۳ ع

قوله مناسب لتقدير الكلام ... هنا بالمحض عند الشافعي ... هنا يجوز لمن الخ ۱۲ قوله ... اى اللام للصلة وكذا ... لم يجز ... جا بكلمة ليبين ... قوله تمہاری مصلحت ... تاکہ تمکو اشارالی ان مصلحة ... ہو نا ان الغایتان ... الفعل وغایة متحد ان ... ہوا نبیین والهدایة ... اد الغاية ها من حيث ... على اتين فافهم ۱۲ ... ترجمة سنن احوال ... والمذموم كما في ... من قبلكم ارید به الیهود ... ملله في ترجمة ويتوب ... قوله وہ توجہ یہی الخ ... التوبة لا یرد ان تخلف ... للارادة لا يجوز وقد ... من الناس لا يتوبون ... يهم الاذاقة واشترا لكونها ... رد ان التوبة هنا ... ى هو الارشاد ... يتخلف لان ... جمع واشار بالولى ... عطف التوبة كعطف ... ل لضبط الكثرة ... حملت التوبة ... امكان التوجيه ... التي لا تمتنع ... عنها لان ... حيث انها تتعلق ... الباري ... ارادة تعلق ... ... بالاحكام

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو تو مضائقہ نہیں اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں اور جو شخص ایسا فعل کریگا اسطور پر کہ حد سے گذر جاوے اور اسطور پر کہ ظلم کرے تو ہم عنقریب اسکو آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر خدا تعالیٰ کو آسان ہے

مسلمانوں کے کانوں میں ڈالتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو احکام میں جسطرح تمہاری مصلحت پر نظر ہے اسیطرح تمہاری آسانی پر بھی نظر ہے جیسا ارشاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ کو (احکام میں) تمہارے ساتھ تخفیف (یعنی آسانی بھی) منظور ہے اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) آدمی (بہ نسبت اور مکلفین کے بدن اور ہمت دونوں میں) کمزور پیدا کیا گیا ہے (اسلیے اسکے ضعف کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہیں ورنہ باعتبار رعایت مصلحت کے اعمال شاقہ کا تجویز کیا جانا بھی مضائقہ نہ تھا مگر ہمنے دونوں امر کا مجموعی لحاظ فرمایا اور یہ تجویز علم و حکمت اور نیز رحمت و شفقت پر موقوف ہے) ف شہوت پرست لوگ بقول ابن زید مراد فساق ہیں اور بقول ابن عباس زانی ہیں اور بقول سدی مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور بقول بعض مراد صرف یہود ہیں کہ انہیں سے بعض نے کہا تھا کہ علاتی بہن حلال ہے۔ اور بقول بعض مراد مجوس ہیں کہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ خالہ اور پھوپھی کی بیٹی کو تو حلال کہتے ہو اور بہن اور بھائی کی بیٹی کو حرام کہتے ہو حالانکہ اصول انکے یعنی پھوپھی اور خالہ اور بہن کو حرام کہتے ہو اسپر یہ آیت نازل ہوئی کذا فی روح المعانی ونحوہ فی الکبیر اور بڑی بھاری کجی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ جیسا کا نہ حرام کا مرتکب ہونا۔ دوسرے یہ کہ حرام کو حلال سمجھ جانا تو فساق اس کی کوشش کرتے ہونگے اور کفار دوسرے امر کی جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ بے راہ لوگ دوسروں کو بھی بے راہ کرنا چاہا کرتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں ہلکی کجی یہ ہے کہ گناہ کبھی کبھو اور اتفاقاً اسکا صدور ہو جاوے اس آیت میں اس میل غیر عظیم کی اجازت نہیں ہے بلکہ بیان کرنا ہے ان بد خواہوں کے حال کا کہ وہ میل عظیم کی سعی میں ہیں۔ اور انسان کے سوا دوسرے مکلفین جن اور ملائکہ ہیں گو عذاب ثواب ملائکہ کے لیے نہیں مگر مامور و منہی تو ہیں۔ اگر شبہ ہو کہ جن تو اتنے ضعیف نہیں پھر انکے لیے بھی احکام کیوں سہل ہیں جیسا کہ عموم بعثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یقینی ہے جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ان احکام میں اصل رعایت انسان کی آسانی کی ہو بطفیل میں جن بھی ان آسانی سے منتفع ہو گئے ہوں واللہ اعلم اور جاننا چاہیے کہ یہاں شہوت پرستی کی مذمت میں شہوات مباحہ سے منتفع ہونا داخل نہیں کیونکہ مراد اس سے وہ ہے جس سے خدا پرستی فوت ہو جاوے اور اباحت میں جب وہ باذن خدا ہے پس خدا پرستی فوت نہیں ہوئی یہ شہوت پرستی نہیں ربط یہاں تک یتامیٰ و مواریث و مہور کے متعلق اموال سے منتفع ہونے کے بعض طریقوں کا اور عورتوں کے نفوس یعنی انکی ذات میں تصرف کرنے کے بعض طریقوں کو جیسے ان پر ظلم کرنا یا انکو تنگ کرنا یا بلا مہر کہ جنمیں آپس میں نکاح کرنا منع فرمایا تھا آگے اس مضمون کی تتمیم ہے کہ اموال و نفوس میں تصرفات مذکورہ کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ جو تصرف کسی کے مال اور نفس میں بطریق غیر مشروع ہو وہ ممنوع ہے حکم دوازدہم نہی از تصرف غیر مشروع در مال یا نفس کسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (یعنی غیر مباح) طور پر مت کھاؤ (برتو) لیکن (مباح طور پر مثلاً) کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے (واقع) ہو (بشرطیکہ اسمیں اور بھی سب شرائط شرعیہ ہوں) تو مضائقہ نہیں (یہ تو مالی تصرف تھا آگے تصرف نفسی کو فرماتے ہیں) اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑے مہربان ہیں (اسلیے ضرر رسانی کی صورتوں کو منع فرما دیا بالخصوص جبکہ اسمیں یہ اثر ہو کہ دوسرا شخص بھی تمکو ضرر پہنچا دیگا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ تمکو بھی ضرر سے بچا لیا) اور (چونکہ قتل ان دونوں امر میں اشد ہے اسلیے اسپر بالخصوص وعید سناتے ہیں کہ) جو شخص ایسا فعل (یعنی قتل) کریگا اسطور پر کہ حد (شرع) سے گذر جاوے اور (وہ گذرنا بھی خطاء فعل یا خطاء رائی سے نہو بلکہ) اسطور پر کہ (قصداً) ظلم کرے تو ہم عنقریب (یعنی بعد الموت) اسکو (دوزخ کی) آگ میں داخل کرینگے اور یہ امر (یعنی ایسی سزا دینا) خدا تعالیٰ کو (بالکل) آسان ہے (کچھ اہتمام کی حاجت نہیں جسمیں اس احتمال کی گنجایش ہو کہ شاید کسیوقت اہتمام و سامان جمع نہو تو سزا ٹلجاویگی) ف عدوان کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص واقع میں مستحق قتل نہو اسکو قتل کیا جاوے۔ اور ظلم کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ غیر مستحق للقتل کا قتل ہو جانا عمد طور پر ہوا ہو

المنحوه ‍ ‍ بینکم حال اذ ظرف من اموال کلا استثناء منقطع بمعنی لکن والجر مقدر ای غیر منہی عنہ والکون المقدر کا الملفوظ جعلنہ جزء الترجمہ تجارة علی القراءة بالنصب خبر لیکون الناقصة و اسمہا الضمیر العائد الی الجہة التی ترجمتها الطور وعلی القراءة بالرفع تکون تامة ای تقع عن تراض صفة تجارة عدوانا و ظلما حال لہ ۱۲

ملحقات الترجمہ

ص ۵ قولہ غیر مباح لانہ لان حل المال لا یتوقف لکون الحق ماجیا کما است بعض اہل الزیغ ۱۲

قولہ برتو استعمال بالاکل مطلق الانتفاع و تخصیصہ لکونہ اعظم المنافع ۱۲ منہ

قولہ مثلاً کوئی تجارت اشارة ان تخصیص التجارة بطریق الاتفاق و وجہ التخصیص کونہ وقوعا وکونہا انفع ۱۲ منہ

قولہ بشرطیکہ الخ لم یذکرہ لکونہ معلوما ضرورة وقید باطلاق الباطل ولان فاقد شرط داخل فی الباطل [illegible] الترجمہ لکونہ اظہر

ص ۵ قولہ ایکدوسرے نقل ہذا التفسیر عن عطاء و سدی وا[illegible] کذا فی روح المعانی

قولہ بالخصوص فا[illegible] ماتیوہم ان ہذا الحکم للمظلوم لا للظالم الخطاب عام مراد الرخصة الاخروية لہ لان العمل بالشرع [illegible] العقوبة ۱۲

ص ۵ قولہ فعل یعنی قتل کذا فی الروح قا[illegible]

استدلال عمرو [illegible] بالآیة فی التیمم [illegible] ابوداؤد وغیرہما ۱۲

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝

جن کامون سے تمکو منع کیا جاتا ہے ان مین جو بھاری بھاری کام ہین اگر تم اُن سے بچتے رہو تو ہم تمہاری خفیف برائیان تم سے دور فرماوینگے اور ہم تمکو ایک معزز جگہ مین داخل کرینگے

ایک یہ کہ فعلاً خطا ہوئی یعنی مثلاً گولی شکار پر چلائی اور وہ کسی آدمی کے لگ گئی۔ دوسرے یہ کہ قاضی وحاکم سے اجتہاداً خطا ہوئی یعنے تنقیح مقدمہ کے بعد ہر چند اسکے ثبوت ہو گیا اور گواہونکو اپنے نزدیک معتبر سمجھا اور واقع مین وہ معتبر نہ تھے۔ تیسرے یہ کہ حقیقت حال یعنی اُسکا غیر مستحق ہونا معلوم ہے پھر بھی عمداً اسکو قتل کر ڈالا یہ ظلم کہی پہلی دو صورتین خارج ہوگئین کہ اُنمین یہ وعید نہین بلکہ دوسری مین تو کچھ بھی گناہ نہین پہلی مین کچھ گناہ ہے جسکا کفارہ بعد نصف پارہ کے مذکور ہے اور عمداً کی قید سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص واقع مین مستحق قتل ہو مثلاً اوسپر قصاص واجب ہے اُسکا قتل کرنا ممنوع نہین بلکہ ولی کی درخواست پر واجب ہے اور ولی کو جائز ہے ربط اور جن معاصی کا ذکر ہے ان مین اکثر گناہ کبیرہ ہین سو یہانتک تو اُنکے کرنے پر ترہیب تھی مضرت عقوبت کی آگے اُنکے ترک پر ترغیب ہے کہ اگر اُن سے بچ گئے تو اس بچنے مین یہ منفعت ہے کہ تمہارے خفیف خفیف معاصی کا کفارہ تمہاری طاعات سے کر دینگے اور چونکہ اور کبائر بھی مثل ان ہی مذکورہ کبائر کے ہین اسلیے آیت مین لفظ عام لاتے ہین تاکہ مذکورہ وغیر مذکورہ سبکو شامل ہو جاوے تکفیر صغائر برائے مجتنب کبائر اِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا (۳) جن کامون سے تمکو (شرع مین) منع کیا جاتا ہے (یعنے گناہ کے کام) اُن مین جو بھاری بھاری کام ہین (یعنی بڑے بڑے گناہ ہین) اگر تم اُن سے بچتے رہو تو (اس بچنے پر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے اعمال حسنہ کے کرنے سے جبکہ وہ مقبول ہو جاوین) ہم تمہاری خفیف برائیان (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ جو دوزخ مین لیجا سکتے ہین) تم سے دور (یعنی معاف) فرما دینگے (پس دوزخ سے محفوظ رہوگے) اور ہم تمکو ایک معزز جگہ (یعنی بہشت) مین داخل کرینگے ف گناہ کبیرہ کی تعریف مین بہت اقوال ہین جامع تر قول وہ ہے جسکو روح المعانی مین شیخ الاسلام بارزی سے نقل کیا ہے کہ جس گناہ پر کوئی وعید ہو یا حد ہو یا اُسپر لعنت آئی ہو یا اُسمین مفسدہ کسی ایسے ہی گناہ کے مفسدہ کے برابر یا زیادہ ہو جسپر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو یا وہ براہ تہاون فے الدین صادر ہو وہ کبیرہ ہے اور اُسکا مقابل صغیرہ اور حدیثون مین جو عدد وارد ہے مقصود حصر نہین بلکہ بتقتضاے وقت اُن ہی کا ذکر ہوگا پس صدور صغیرہ کے بعد چند حالتین ہین ایک حالت تو یہ کہ کبیرہ سے بچے اور طاعات ضروریہ کا پابند ہو اس حالت مین وعدہ ہے کہ صغائر معاف ہو جاوینگے اور آیت مین یہی صورت مذکور ہے چنانچہ کبیرہ سے بچنے کی شرط تو خود آیت مین مصرح ہے اور طاعات ضروریہ کی پابندی پر چند دلائل اور قرائن ہین ایک دلیل تو خود آیت مین ہے کیونکہ طاعات ضروریہ کی پابندی نکرنا مثل ترک نماز وغیرہ یہ خود کبیرہ ہے پس اجتناب عن الکبائر اس صورت مین صادق نہ آویگا پس شرط اول مستلزم ہے شرط ثانی کو دوسرا قرینہ آیت ان الحسنات یذھبن السیئات کہ حسنات کو موجب ذہاب فرمایا۔ تیسرا قرینہ مسلم کی حدیث الصلوٰۃ الخمس مکفرۃ لما بینھما ما اجتنبت الکبائر کہ اس حدیث مین تصریح ہے کہ دخل مجموعہ امرین کو ہے اور اگر صرف اجتناب کافی ہوتا تو اعمال کے دخل کے کوئی معنی نہ ہوتے پس یہ حدیث تفسیر ہوگئی اس آیت کی۔ اور جاننا چاہیے کہ مقصود اس مجموع کا ایک اثر بیان کرنا ہے نہ کہ اس اثر مین حصر بیان کرنا پس اگر اس مجموعہ کے وجود کے وقت صغائر موجود نہون تو رفع درجات اسکا اثر ہونا منافی حکم مذکور کے نہین اور دلیل اسکی کہ اس آیت مین سیئات سے مراد صغائر ہین خود سیئات کا کبائر کے مقابلہ مین لانا ہے اور اسی سے آیت ان الحسنات مین سیئات کو صغائر کے ساتھ تفسیر کیا جاویگا اور حدیث مین بھی ما بینھما کو صغائر کے ساتھ خاص کہا جاویگا۔ دوسری حالت یہ کہ کبیرہ سے نہ بچے گو طاعات ضروریہ کا پابند ہو تیسری حالت یہ کہ طاعات ضروریہ کا پابند نہو گو اور کبائر سے بچتا ہو پھر خواہ اُسکو دوسرے کبائر کے اعتبار سے مجتنب عن الکبائر کہا جاوے یا ترک طاعت ضروریہ کے کبیرہ ہونے کے اعتبار سے اسکو مجتنب نہ کہا جاوے ان دونون حالتون مین وعدہ نہین ہے تکفیر صغائر کا اسیواسطے حدیث مین بھی اسکی قید لگائی گئی اور فضل کی دوسری بات ہے کہ وہ خود کبیرہ کے ساتھ بھی متعلق ہو سکتا ہے جب وعدہ نہین تو ممکن ہے کہ اُسپر آخرت مین سزا ہو کیونکہ اگر سزا کا احتمال نہو بلکہ معافی یقینی ہو تو کبائر سے بچنا نہ بچنا دونون مساوی ہوگئے حالانکہ قرآن سے اجتناب عن الکبائر کا دخل صراحۃً معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا یعنی صغیرہ پر احتمال عذاب جیسا کہ کبیرہ پر فضل کا احتمال بھی خاص اہل سنت کا مذہب ہے واللہ اعلم۔ اور حسنات کے مقبول ہونیکی قید اسلیے لگائی کہ غیر مقبولہ تو بمنزلہ عدم کے ہین اور چونکہ مقبول ہونا جو کہ شرط ہے متیقن نہین اسلیے مشروط یعنی تکفیر بھی متیقن نہین اسی لیے علماء اہل سنت نے فرمایا ہے کہ باوجود اجتناب عن الکبائر کے صغیرہ پر عقاب محتمل ہے کیونکہ رافع عقاب یعنی تکفیر خود غیر معلوم ہے پس یہ قول قرآن کے خلاف نہین ہے فقط ربط اوپر حکم ششم کی تفصیل مین مرد وعورت کے حصہ مین جبکہ اُن کو میت کے ساتھ یکسان قرب ہو نصف اور ضعف کا

اللغات　المدخل ظرف ۱۲　　　　تنبیہہ وقد فرغ بحمد اللہ تعالیٰ عن اکثر مہمات ہذہ الآیۃ فی نفس المتن ۱۲

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ

اور ہر ایسے مال کے لیے جسکو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں انکو انکا حصہ دیدو　بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۳۳﴾ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

مطلع ہیں　مرد حاکم ہیں عورتوں پر　اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں

حکم چہاردہم رسم میراث مولی الموالاۃ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۳۳﴾ اور ہر ایسے مال کے لیے جسکو والدین اور دوسرے رشتہ دار لوگ (اپنے مرنے کے بعد) چھوڑ جاویں ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد (پہلے سے) بندھے ہوئے ہیں (اسکو مولی الموالاۃ کہتے ہیں) انکو (اب جبکہ شرع سے رشتہ دار لوگ وارث مقرر ہو گئے ساری میراث مت دو بلکہ صرف) ان کا حصہ (یعنی ایک ششم) دیدو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہیں (پس انکو ساری میراث نہ دینے کی حکمت اور ششم حصہ مقرر کر دینے کی مصلحت اور یہ کہ ششم انکو کون دیتا ہے کون نہیں دیتا ان سب کی انکو خبر ہے) ف جن دو شخصوں میں باہم اسطرح قول و قرار ہو جاوے کہ ہم ایک دوسرے کے اسطرح مددگار رہیں گے کہ اگر ایک شخص کے ذمہ کوئی دیت لازم آوے تو دوسرا اوسکا متحمل ہو اور جب مر جاوے تو دوسرا اوسکی میراث لے یہ عہد عقد موالاۃ ہے اور انمیں سے ہر شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہے یہ رسم عرب میں اسلام سے پہلے بھی تھی اسمیں وہ لوگ قسم بھی کھایا کرتے تھے جو اسکا جزو نہیں اور اسمیں اسی عہد کے موافق احکام جاری کیے جاتے تھے ابتداء اسلام میں جب تک کہ اکثر مسلمانوں کے رشتہ دار مسلمان نہ ہوئے تھے اور اسوجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہم انصار و مہاجرین میں عقد اخوت جسکا اثر اسی موالاۃ کا سا تھا منعقد فرما دیا تھا اسوقت میں اسی رسم قدیم کے موافق حکم رہا کہ انصار و مہاجرین میں باہم میراث جاری ہوتی تھی پھر جب لوگ بکثرت مسلمان ہو گئے اسمیں اول ترمیم وہ ہوئی جو اس آیت میں مذکور ہے یعنی چھٹا حصہ اس مولی الموالاۃ کو اور باقی دوسرے ورثہ کو دلایا جاتا تھا پھر بعد چندے سورہ احزاب کی آیت واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض سے بالکل ہی اس مولی الموالاۃ کا حصہ منسوخ ہو گیا شاید تدریج نسخ کی حکمت سے اول چھٹا رکھا ہو پس یہ آیت منسوخ ہے بخاری اور قسطلانی و روح المعانی میں حضرت ابن عباس رض سے اور بروایت طبری قتادہ سے اور بروایت ابن جریر نیز قتادہ سے لفا و نشرا یہ روایات مذکور ہیں جنکے مجموعہ سے یہ تقریر اخذ کی گئی ہے یہانتک تو تمام امت کے متفق ہیں کہ دوسرے ورثہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ ذوی الفروض نسبیہ ہوں یا عصبہ ہوں یا ذوی الارحام ہوں اس مولی الموالاۃ کو کچھ میراث نہیں ملتی لیکن جب کوئی نہو اور ایسا شخص ہو تو اسمیں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسکو کل میراث ملیگی البتہ اگر قبل اسکے کہ اسکی طرف سے دوسرا دیت ادا کرے اس عہد کو فسخ کر دے تو فسخ ہو جاویگا اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ عہد ایک طرف سے ہو دوسری طرف سے نہو اسوقت یہ احکام ایک طرف سے ہو جاوینگے کذا فی الہدایۃ اور ابن عباس رض نے نصیب کی ایک تفسیر خیر خواہی یا استحبابا وصیت منقول ہے پس یہ ایتاء نصیب منسوخ نہوگا ربط عورتوں کے متعلق جو احکام اوپر آچکے ہیں انمیں عورتوں کے حقوق تلف کرنیکی ممانعت فرمائی تھی لیکن والّٰتی یاتین الفاحشۃ میں سیاست کی اجازت تھی اب آگے مردوں کے حقوق جو عورتوں پر ہیں انکے مطالبہ کی اجازت اور انکے فوت کرنے پر تادیب کی اجازت جسکے وقوع پر یہ آیت نازل ہوئی اور حقوق کے متعلق باہم اختلاف واقع ہونیکی صورتیں اوسکے تصفیہ کا طریق اور اس ضمن میں حقوق ادا کرنیوالیوں کی فضیلت بتلائی ہیں و نیز اس مضمون کی ضمن میں مردوں کی فضیلت کی تصریح سے ایک گونہ اس خیال کے جواب کی بھی تقویت ہے جو مردوں کے حصہ میراث کے مضاعف ہونیکے متعلق اوپر آچکا پس اپنے ما قبل سے متصل بھی ہے اسکو خاص ارتباط حاصل ہے **حکم پانزدہم متعلق معاشرت زوجین** الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ

اللغات الیمین ببینے الید الیمنی واضافۃ العقد الیہا لوضعہم الایدی فی العقود او بمعنے القسم کذا فی الروح النحو فی روح المعانی الخامس معناہ لکل مال او ترکۃ مما ترک الوالدان والاقربون جعلنا موالی ای ورثا یلونہ ویحوزونہ ویکون لکل متعلقا بجعل ومما ترک صفۃ لکل والذین عقدت وفی قراءۃ وعاقدت ایمانکم فی جمیع القراءات محذوف ای عہودہم والموصول (ای الذین) مبتدأ وفاتوہم خبرہ واعترض علی ہذا التحکم بان فیہ الفصل بین الصفۃ والموصوف بجملۃ عاملۃ فی الموصوف وجیب بانہ جائز کما فی قولہ تعالیٰ قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السموات والارض ففاطر صفۃ الاسم الجلیل وقد فصل بینہما باتخذ العامل فی غیرہ ہذا اولی اھ قلت وانما اخترت ہذا الخامس من بین الوجوہ لبقاء کل علی عمومہ فیہ ولانہ جمعت بہ عقدت ہو اخذ بالحاصل البلاغۃ لم یقل ما ترک الوالدان والاولاد والاقربون لان الاولاد دخلوا فی الاقارب تبعۃ والوالدان ان کانا دخلا فیہ ایضا الا ان الناس کانوا یظلمون الاولاد فیما ترکہ الوالدان فصرح باستحقاق الارث من ترکۃ الوالدین ولما کانوا یظلمون الوالدین فیما ترکہ الاولاد فافہم الروایات فقد ذکر منہا ما یتعلق بقولہ ولکل جعلنا فی نفس المتن وسنذکر ہہنا ما یتعلق بقولہ الرجال قوامون وہو ما فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم عن الحسن قال جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تستعدی علی زوجہا انہ لطمہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القصاص فانزل اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء الآیۃ فرجعت بغیر قصاص اھ قلت واشرت الیہا بقولی فی التمہید جسکے وقوع پر الخ ۱۲

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ

سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تمکو انکی بد دماغی کا احتمال ہو تو انکو زبانی نصیحت کرو اور انکو انکے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ

پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت

اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝

مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں اتفاق فرما دینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ مرد حاکم ہیں عورتوں پر (دو وجہ سے ایک تو) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو (یعنی مردوں کو) بعضوں پر (یعنی عورتوں پر قدرتی) فضیلت دی ہے (یہ تو وہبی امر ہے) اور (دوسری) اس سبب سے کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنے مال (مہر میں نان نفقہ میں) خرچ کئے ہیں (اور خرچ کرنے والے کا ہاتھ اونچا اور بہتر ہوتا ہے اس سے کہ جس پر خرچ کیا جاوے اور یہ امر کسبی ہے) سو جو عورتیں نیک ہیں (وہ مرد کے ان فضائل و حقوق کی وجہ سے) اطاعت کرتی ہیں (اور) مرد کی عدم موجودگی میں (بھی) بحفاظت (و توفیق) الٰہی (اسکی آبرو و مال کی) نگہداشت کرتی ہیں اور جو عورتیں (اس صفت کی نہوں بلکہ) ایسی ہوں کہ تمکو (قرائن سے) انکی بد دماغی کا احتمال (قوی) ہو تو انکو (اول) زبانی نصیحت کرو اور (نہ مانیں تو) انکو انکے لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو (یعنی انکے پاس مت لیٹو) اور (اس سے بھی نہ مانیں تو) انکو (اعتدال کے ساتھ) مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو پھر (زیادتی کرنیکے لیے) بہانہ (اور موقع) مت ڈھونڈو (کیونکہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت اور عظمت والے ہیں (انکے حقوق اور قدرت اور علم سب بڑے ہیں اگر تم ایسا کروگے پھر وہ بھی تم پر اپنے حقوق کے متعلق ہزاروں الزام قائم کر سکتے ہیں) اور اگر (قرائن سے) تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بی بی میں (ایسی) کشاکش کا اندیشہ ہو (کہ اسکو وہ باہم نہ سلجھا سکیں گے) تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو (ایسا ہی) تصفیہ کرنیکی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے (تجویز کرکے اس کشاکش کے رفع کرنے کے لیے انکے پاس) بھیجو (کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کچھ کچھ قصور ہو سمجھاویں) اگر ان دونوں آدمیوں کو (سچے دل سے) اصلاح (معاملہ کی) منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بی بی میں (بشرطیکہ وہ ان دونوں کی رائے پر عمل بھی کریں) اتفاق فرما دینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں (جس طریق سے باہم مصالحت ہو سکتی ہے اسکو جانتے ہیں جب حکمین کی نیت ٹھیک دیکھیں گے وہ طریق انکے قلب میں القا فرما دیں گے) ف ان دونوں حکمین کا اصل کام اتنا ہی ہے البتہ اگر زوجین اپنی حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دیدیں تو وکالۃً وہ اسکے مختار بھی ہو جاویں گے مگر اس آیت میں اس سے تعرض نہیں۔ اور بشرطیکہ الخ میں جو امر کو اختصار نے شرط کہا ہے وجہ آیت میں اس پر دلالت ہے اسلیے کہ ان حکمین کی تجویز زوجین کے افعال اختیاریہ کے متعلق ہوگی جنکا صدور موقوف ہے اصدار پر پس حکمین کے اس ارادہ اصلاح اور زوجین کے اختیار اصلاح میں باہم نسبت مثل فعلین منطاوعین کے ہوگی پس اس اعتبار سے اس ارادہ کا تحقق مستند بہ اصدار زوجین پر موقوف ہوگا اب توفیق بینہما کا ترتب حسب عادۃ الٰہیہ کسب کے ساتھ متعلق ہونا ہی ضروری ہوگا خوب سمجھ لو یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ انفاق مال چونکہ معاوضہ ہے لہذا وہ سبب تفضیل نہیں ہو سکتا جواب یہ ہے کہ وہ معاوضہ ایسا ہے کہ عورت ماتحت رہے گی پس یہ معاوضہ منافی تفضیل نہ ہوا بلکہ مؤکد اور عین دلیل ہوا خوب سمجھ لو مسئلہ یہ فیصلہ واجب ہے اگر زوجین حکام سے رجوع کریں اور دوسروں کے لیے مستحب ہے اور قید من اہلہ اہلہا کی بھی مستحب ہے ربط اوپر زوجین کے حقوق کا ذکر تھا اور اسکے قبل بھی شروع سورت سے یتامیٰ اور نساء اور ورثہ کے کچھ حقوق کا بیان چلا آرہا ہے اب آگے اور لوگوں کے حقوق اور انکے ساتھ معاملہ اور معاشرت کا طریق مذکور ہوتا ہے اور چونکہ ان حقوق کو علی سبیل الکمال وہی ادا کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور قیامت کے ساتھ عقیدہ درست رکھتا ہو نیز بخل و کبر و ریا سے مبرا ہو ورنہ یہ امور بھی ادائے حقوق سے مانع ہوتے ہیں اسلیے اس مضمون کے اول میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور درمیان میں انکار توحید اور انکار قیامت کی مذمت اور آخر میں ترغیب توحید و ترہیب احوال قیامت کے ساتھ مضمون کو

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ

اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ وَالَّذِيْنَ

بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لیے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝

اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر اعتقاد نہیں رکھتے اور شیطان جس کا مصاحب ہو اسکا برا مصاحب ہے ۔

الترجمہ

نیت بھی ارشاد فرمادی اور ان اخلاق ذمیمہ کو قولی تقبیح بھی فرمادی اور چونکہ بخل میں عام لفظ کے ساتھ منکرین رسالت پر بھی تعریض فرمادی کہ دلائل رسالت کا کتمان کرتے تھے **حکم شانزدہم حسن معاملہ با خلق مع تصحیح اعتقاد** سبب اول جعل وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو (اسمیں توحید بھی آگئی) اور اسکے ساتھ کسی چیز کو (خواہ وہ انسان ہو یا غیر انسان عبادت میں یا اسکی خاص صفات کے اعتقاد میں) شریک مت کرو اور (اپنے) والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور (دوسرے) اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی (خواہ وہ مجلس دائمی ہو جیسے سفر طویل کی رفاقت اور کسی مباح کام میں شرکت یا عارضی ہو جیسے سفر قصیر یا اتفاقی جلسہ میں شرکت) اور راہ گیر کے ساتھ بھی (خواہ وہ خاص تمہارا مہمان ہو یا نہ ہو) اور ان (غلام لونڈیوں) کے ساتھ بھی جو (شرعاً) تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں (غرض ان سب سے خوش معاملگی کرو جسکی تفصیل شرع نے دوسرے موقع پر بتلادی ہے اور جو لوگ ان حقوق کو ادا نہیں کرتے اکثر ایسے ہی سبب ہیں یا تو انکے مزاج میں تکبر ہے کہ کسیکو خاطر میں نہیں لاتے اور کسیکی طرف التفات ہی نہیں کرتے اور یا انکی طبیعت میں بخل غالب ہے کہ کسیکو پیسہ دیتے جان نکلتی ہے اور یا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد نہیں کہ آپکے احکام کو اور ادای حقوق کے ثواب کے وعدوں کو اور اتلاف حقوق کے عذاب کی وعید کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ کفر ہے اور یا انکی عادت نمود کی ہے اسلیے جہاں نمود ہو وہاں دینے والے ہیں گو حق نہ ہو اور جہاں نمود نہ ہو وہاں ہمت نہیں گو حق ہو اور یا انکو سرے سے خدا تعالیٰ ہی کے ساتھ عقیدہ نہیں یا وہ قیامت کے قائل نہیں اور یہ بھی کفر ہے اسلیے اسی ترتیب سے جو ان امور کا انفراداً یا اجتماعاً ارتکاب کرتے ہیں انکا حال بھی سن لو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو (ذہن میں) اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں (زبان سے) شیخی کی باتیں کرتے ہوں جو کہ بخل کرتے ہوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں (خواہ زبان سے یا اس طرح کہ انکو دیکھکر دوسرے ہی تعلیم پاتے ہیں) اور وہ اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے (اس سے مراد یا تو مال دولت ہے جبکہ بلا مصلحت حفاظت کے محض بخل کی وجہ سے کہ اہل حقوق توقع نہ کریں چھپاوے اور یا مراد علم دین ہے کہ یہود اخبار رسالت کو چھپایا کرتے تھے پس بخل بھی عام ہو جاویگا پس اسمیں بخلا و منکرین رسالت دونوں آگئے) اور ہم نے ایسے ناسپاسوں کے لیے (جو نعمت مال یا نعمت بعثت رسول کی حق شناسی نہ کریں) اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے اور جو لوگ کہ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھلانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر

اللغۃ الجنب بضمتین من ہو من غیر قومک من الجنابۃ ضد القرابۃ ویستعمل فی المکان والنسب ۱۲ **النحو** قولہ احسانا عاملہ مقدر ای احسنوا قولہ بالجنب یتعلق بالصفۃ المقدرۃ ای الکائن ۔ قولہ الذین بدل من من قولہ والذین معطوف علی الذین قبلہ وبدل مثلہ فساء قرینا

فی الفعل ضمیر مبہم ہو فاعلہ یفسرہ المنصوب والمخصوص محذوف ای الشیطان فالتقدیر فساء قرینہ ہو کذا فی حاشیۃ البیضاوی ۱۲
اختلاف القراءۃ فی قراءۃ بالبخل بالفتحتین ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہوجاویگی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

ظلم نہ کرینگے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر دینگے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دینگے سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝

ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپکو ان لوگوں پر گواہی دینے کیلیے حاضر لاوینگے۔

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے (ان کا یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جسکا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اسکا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہا انکا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آچکا ہے لیکن مکرر لانے سے اہتمام ہو گیا کیونکہ جاہلیت میں انپر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی انپر یہی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ ہے کہ جسکا گھر اپنے گھر سے بہت پاس ہو اور دور والا جسکا گھر فاصلے سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی انکے ساتھ احسان کرے اور مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو علم لیا گیا وجہ اسکی سبب نزول کا قصہ ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول منقول ہے کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کتموا الاسلام ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباس رض کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص انصار کو انکا نام لے کر خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اس میں نازل ہوا الذین یبخلون الخ ربط اوپر کفر باللہ و بالرسول و بالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے انکے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظاً صرف ایمان باللہ والقیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ والقیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینہ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہو ریا کے اور یہی ابتغاء لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب رضا اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب رضاء اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہو گیا کبر کا بھی [illegible] کی ترغیب آگئی تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاویگی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں ہر طرح نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیات وغیرہ) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دینگے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے (کہ کسیکا ثواب بالکل نہ دیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہر ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا (کے ثواب) دینگے (جیسا دوسری آیت میں ہے [illegible]) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دینگے ف ظلم میں ظاہر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں ع ہرچہ آن خسرو کند شیریں بود + اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اسپر دال ہے کہ یہ اجر مقرر سے زائد ہوگا اور پھر اسکو اجر اسلیے کہہ دیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً مسبب عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے ربط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے انکے نہ کرنے پر وعید ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا سبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرة هي النملة الحمراء الصغيرة وجزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ۱۲
النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى العمل وانث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة [illegible] فكيف محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف اي فكيف حالهم [illegible] ۱۲

البلاغة في روح المعاني قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر اذ لا ضرر بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة وتحريضهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم وانما قدم الايمان ههنا واخر في الآية المتقدمة [illegible] التعليل [illegible] في دنياهم في غير محلها [illegible] فالاهم ۱۲

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

کسی بات کا اخفا نہ کر سکینگے ۔ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو ۔ یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع ۶

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (۴۲) سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگوں کو خدائی احکام دنیا میں نہ ماننے ہونگے اُنکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام اظہارات دینگے جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دینگے اس شہادت کے بعد اُن مخالفین پر جرم ثابت ہوکر سزا دی جاویگی۔ اوپر فرمایا تھا کہ اسوقت کیا حال ہوگا آگے اُس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اُس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اسوقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو اُن سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کر سکینگے (پس دونوں طور پر فرد قرارداد جرم اُن پر لگا دی جاویگی) **ف** ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی بخل وریا وکبر جو اوپر مذکور تھے اُن پر گو وعید اس درجہ کی نہو گی لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہوتا ہے تو عاقل آدمی اس سے اُنکے وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید انپر بھی ہے باقی چونکہ اسوقت زیادہ ان معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسلیے ذکر میں کفار کی تخصیص کیگئی۔ اور جاننا چاہیے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ اُنکے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر اُنکے دست و پا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رضہ سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اُسکے آخر میں یہ بھی ہے فتمنوا ان تسوی بہم الارض اور جو جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں اُنکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہونگے اگر نبی کی شہادت ہر فرد کی مقصود نہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا اُنکے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم میں بیان کرکے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں مصرح فرمایا ہے **ربط** شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مخلوط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی ہیں مذکور ہیں منجملہ اُنکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلاقصد بھی صورت شرک صادر نہو جیسا کہ ابتداء اسلام میں شراب حلال تھی کے وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضہ نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رضہ کو امام بنایا اُنہوں نے مدہوشی میں سورہ قل یا میں اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلاقصد تھا اسپر آیت آیندہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نمازوں کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرما دیے **حکم سیزدہم متعلق طہارت وصلوٰۃ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے

بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اسکے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اسطور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا اب وہ ایمان نہ لاوینگے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریباً ⅛ زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونیکے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لاسکے تو بھی تیمم جائز ہے کہ تجدوا میں بطور عموم مجاز کے یہ عذر داخل ہے اوپر والے تینوں مسئلے آگئے ہکذا فسر مسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ پگھلے لیکن چونہ اس سے مستثنے ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اسطرح مستثنے ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اس میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرے اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایکدفعہ دونوں ہاتھ مار کر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرے کوئی جگہ اسکی دہست میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہونچا ہو من الہدایۃ الدر المختار ربط یہانتک سواقع لقوہ میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار ہے مکر و قبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملاً وضمناً یہ مضمون یکتمون ما آتاہم اللہ من فضلہ میں آچکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت و تابعین منعوت کا ذکر ہے **ذکر بعض قبائح یہود** أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿٤٤﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿٤٥﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٤٦﴾ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو) جنکو کتاب (اللہ یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علیحدہ ہو کر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیسا کہ پارۂ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ بیان ہو بھی چکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگوں کی ابتک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اسلیے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑ جانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں میں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنے) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی انکی جسمیں یہ ہے کہ دوسروں ساوہ دین

اللغات اللی العطف والثنی ویستعمل بالباء وبغیرہا کما فی القاموس ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید ابن التابوت من عظماء الیہود واذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب یشترون الضلالۃ ا ھ قلت وبہا بناید کون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی ترجمۃ الم تر تعجب کرو اشارۃ الی کون الاستفہام للتعجب او بہذہ الکلمۃ الم تر فی ہذہ السورۃ فی خمس مواضع متتابعۃ لاظہار کون ہذہ الامور عجیبۃ وصرحت بالی اشارۃ الی ان ہذہ الرویۃ مع کونہا قلبیۃ کانظر بصری الذی صلتہ الی ۱۲

ہ قولہ فی ترجمۃ نصیبا احصہ اشارۃ الی کون التنوین للتفخیم وبذلک ازداد التشنیع

ت قولہ فی ترجمۃ او نصیرا مصلحتوں ... فالولایۃ اشارۃ الی المنافع والنصیر الی المضار

ت قولہ فی ... الذین ہادوا ... اشارۃ الی حذف ... ای ہم الذین ... لما کان ... للفرط الظہور فی الترجمۃ ... یحرفون استینافا ... قولہ یشترون ... الذین ہادوا بیانا ... الذین اوتوا نصیبا وکذا ... الاشتراء عطف تفسیری ... علیہ کون ... ویقولون ... قولہ یریدون ... السبیل ... قولہ ... لفظا یا معنے ... اولی یحرفون ... عن المحل الذی ... علیہ والتغییر ... وعلی الثانی ... المعانی التی ... علیہا ای ... بہا والثانی ... التحریف

... الکلم بالکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہوجاتی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آتے اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اسمیں سے کچھ خرچ کرتے رہا کرتے اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ

ظلم نہ کرینگے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گناہ کردینگے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دینگے — سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝

ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور ہم آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے -

وقف النبی علیہ السلام

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے (ان کا بھی یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جسکا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہوا ہے) اسکا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ ہے کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہوچکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہا انکا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے۔ اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آچکا ہے لیکن مکرر اہتمام سے اور اہتمام ہوگیا کیونکہ جاہلیت میں انپر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی انپر یہی ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ ہے جسکا گھر اپنے گھر سے بہت پاس ہو اور دور والا جسکا گھر فاصلہ سے ہو مگر محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی انکے ساتھ احسان کرے البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے انسے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو علم لیا گیا وجہ اسکی سبب نزول کا تتمہ ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سے سعید بن جبیر کا یہ قول منقول ہے کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت سے قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت سے ابن عباس رض کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں اشخاص انصار کو نیک کاموں میں خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اسمیں نازل ہوا الذین یبخلون الخ ربط اوپر کفر باللہ وبالرسول وبالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے انکے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظا صرف ایمان باللہ والقیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ والقیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینۂ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریا کے اور یہی انفاق لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب جاہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب جاہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہوگیا کبر کا بھی اس طرح اضداد کی ترغیب آگئی تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا (٣٩) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا (٤٠) اور انپر کیا مصیبت نازل ہوجاتی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آتے اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اسمیں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کرتے (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں ہر طرح نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیک و بد) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دینگے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہر ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر (کے ثواب) دینگے (جیسا دوسری آیت میں عدد مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دینگے ف ظلم میں ظاہر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں ع ہرچہ آن خسرو کند شیریں بود + اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اسپر دال ہے کہ یہ علاوہ اجر مقرر کے ہوگا اور پھر اسکو اجر اسلیے کہہ دیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہرا مسبب عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃ عامل ہی کو ملتا ہے ربط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے انکے نکرنے پر ترہیب ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا ماسبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا (٤١)

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرة هي النملة الحمراء وجزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ١٢

النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى العمل انث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة يضعفها بحذف المضاف اي يضعف ثوابها كيف محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف اي فكيف حال ... ١٢

البلاغۃ في روح المعاني قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر او لا ضرر ليستفصل عن ذلك بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة وتحريضهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم بما فيه من الفوائد وانما قدم الايمان ههنا واخره في الآية المتقدمة لان ذكره ثمة لتعليل ما قبله من توقع مصارفهم في دنياهم في غير محلها وههنا للتحريض فينبغي ان يبدأ فيه بالاهم فالاهم ١٢

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ حَدِيثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ

کسی بات کا اخفا نہ کر سکینگے اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع ۶

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا (۴۲) سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگوں نے خدائی احکام دنیا میں نہ مانے ہونگے اُنکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام اُنکی اطلاعات دینے جاوینگے جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دینگے اس شہادت کے بعد ان مخالفین پر جرم ثابت ہو کر سزا دیجاویگی۔ اور یہ فرمایا تھا کہ اسوقت کیا حال ہوگا آگے اس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اسوقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور یہ (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو ان سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کر سکینگے (پس دونوں طور پر فرد قرارداد جرم ان پر لگا دیجاویگی) **ف** ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی مخل مدعا کیونکہ اوپر مذکور تھے ان پر گو وعید اس درجہ کی نہ ہو لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہونا ہے تو عاقل آدمی اس سے اُنکے وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید انپر بھی ہے باقی چونکہ اسوقت زیادہ ان معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسلیئے ذکر میں کفار کی تخصیص کیگئی۔ اور جاننا چاہیئے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ اُنکے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر اُنکے دست و پا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اُسکے آخر میں یہ بھی ہے فتمنون ان تسوی بہم الارض اور جو جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں اُنکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہوئے اگر نبی کی شہادت ہو مقصود نہیں چنانچہ سورۂ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا اُنکے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم میں بیان کر کے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں صحیح فرمایا ہے **ربط** شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مخلوط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقویٰ ہیں مذکور ہیں منجملہ اُنکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہ ہو جیسا کہ ابتدا اسلام میں شراب حلال تھی اُس کے وقت حضرت عبد الرحمن بن عوف رض نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رض کو امام بنایا انہوں نے مدہوشی میں سورہ قل یا میں اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظاً توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد تھا اسپر آیت آئندہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نمازوں کے وقت سکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرما دیے **حکم ہفدہم متعلق طہارت و صلوٰۃ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ

اور حالت جنابت میں بھی باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہانتک کہ غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا

یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے　تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو　یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو　بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے بخشنے والے ہیں

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہانتک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اسوقت تک نماز مت پڑھو مراد اس سے یہ ہے کہ ادا نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت اداء نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نکل جاوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثناء تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے (کہ اسکا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ) یہانتک کہ غسل کر لو (یعنی غسل عن الجنابۃ شرط صحت نماز ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے) اور اگر تم (کچھ عذر رکھتے ہو مثلاً) بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے) یا حالت سفر میں ہو (خواہ پہلے سے ہوا ہو کہ اسکا حکم آگے آویگا یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ان عذروں کے تیمم کی اجازت آتی ہے اور جوانہ تیمم کچھ ان ہی مذکور عذروں یعنی سفر و مرض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ خواہ کوئی خاص عذر ہو یا نہ ہو) یا یہ کہ بے عذر خاص ہوں لیکن تیمم کی ضرورت مسافر ہو یا ایسی ہی کسی کا وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اسطرح سے کہ مثلاً) تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہو کر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر (ان ساری صورتوں میں خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر لیکن ایسی ہی غسل کی ضرورت ہو) تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ تو اسوجہ سے کہ مرض میں ضرر ہوتا ہو خواہ اسلیے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑے بخشنے والے ہیں (اور جنکی یہ عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے اسلیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیدیے کہ تمکو تکلیف و تنگی نہو) ف اس آیت کے شروع کا حکم اسوقت تھا جب شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہوگئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے مسئلہ جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے شدت یا امتداد کا ڈر ہو اس میں تیمم درست ہے مرضیٰ میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں

الغٰت الغائط المکان المنخفض اطلق علے الحدث مجازا الصعید وجہ الارض
الجنب سمی بہ لبعدہ عن الطہارۃ او المسجد ۱۲

النحو جنبا عطف علی محل وانتم سکارٰی ای لاتقربوا سکارٰی ولاجنبا قولہ الا عابری استثناء من مقدر ای فی حال الا ...
فائدۃ عظیمۃ جسیمۃ وصلت الیہا بعونہ تعالیٰ بعدان غصت کثیرا فی لجج الافکار فخذہا
بلاشک اعلم ان ہہنا سوالات الاول ما وجہ تخصیص ذکر الجنب فی اول الآیۃ مع عدم جواز الصلوٰۃ لغیر
المتوضی ایضا والجواب لکونہ معنیا بالاغتسال ولو قیل لاجنبا ولا غیر متوضئین حتی تغتسلوا لما صح الکلام
فان قیل فما وجہ تخصیص الجنابۃ والمعنیا قلت لکون حکم الوضوء مذکورا فی المائدۃ ولو شئت ما ذکر فی اللباب
عن الفریابی وابن ابی حاتم وابن المنذر وابن مردویہ والطبرانی وابن جریر من نزول الآیۃ فی الجنابۃ لظہر
اثر التخصیص الثانی ما وجہ تخصیص المسافر بالاستثناء مع کون حکم المریض بل غیر المریض والمسافر اذا لم
یجد الماء کذلک والجواب لکونہ غالب الوقوع بالنسبۃ الی المرض ولکون تیمم المسافرین سبب النزول
الآیۃ کما رواہ البخاری وغیرہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا حین فقدت القلادۃ فی غزوۃ المریسیع الثالث
وہو اعسر السوالات ما توجیہ عطف قولہ جاء احد ولامستم اللذین ہما موجبان علی المرض والسفر
اللذین ہما مرخصان ولابد من التناسب بین المتعاطفین والجواب لیس المقصود عطف الموجبین

علی المرخصین بل عطف محذوف یدل علی غیر المعذورین علی المعذورین تقدیر الکلام
وان کنتم مرضٰی او مسافرین او غیر مرضٰی وغیر مسافرین حال کونکم فی جمیع ہذہ الصور
محدثین بالاصغر او الاکبر وحال کونکم فی جمیعہا عاجزین عن الماء حقیقۃ کما فی الفقد
او حکما کما اذا خیف الضرر فالصور ستۃ کون الرجل مریضا ومحدثا بالاصغر وکونہ
مریضا ومحدثا بالاکبر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاصغر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاکبر
وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاصغر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاکبر
وعدم وجدان الماء بالتفسیر المذکور شرط لاباحۃ التیمم فی جمیع الستۃ فقولہ لم تجدوا
قید فی جمیع ما قبلہ وانما لم یصرح فی المرخصین بالموجبین وفی الموجبین بالمرخصین
ولم یذکر غیر السفر والمرض راسا لان القصد موجب الفائدۃ الی بیان کونہما مرخصین
فی الاول وموجبین فی الثانی کونہما مرخصین مشروطا بالعجز عن الماء الذی ہو ال
المدار للرخصۃ ومن ثم لم یذکر غیر السفر والمرض لان فی ذکر اصل المدار کفایۃ فتبصر
وبحمد اللہ تعالیٰ ترجمتی مفیدۃ ومشیرۃ الی اکثر ہذہ الامور ۱۲
الروایات ذکر احدہما فی تمہید الآیۃ والاخری فی الفائدۃ العظیمۃ المذکورۃ فی الحاشیۃ

للمولوٰت الرحمٰن
۵۱ قولہ فی ذیل
سکارٰی الخ مطلب یہ
فالمراد ان السکران لا
اذا کان من الحلال
صحیح خطابہ وجہ عدم
ان الخطاب للمفیق
لایشرب المسکر فی
الاوقات

ملحقات الترجمة

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۝ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے ۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے

بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۝ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اسکے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اس طور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور اگر یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اب وہ ایمان نہ لاویں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریباً ۸/۱ زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونے کے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لا سکے تو بھی تیمم جائز ہے کہ تم تجدوا میں بطور عموم مجاز کے یہ اور دوسرے اوپر والے تینوں مسئلے آ گئے کذا فسر مسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ پگھلے لیکن چونا اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اس طرح مستثنیٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اس میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرلے اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک دفعہ دونوں ہاتھ مار کر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے کوئی جگہ اسکی دانست میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہنچا ہو من الہدایۃ و الدر المختار ربط یہاں تک سورت کے شروع میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار ہے مکر و قبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملاً و ضمناً یہ مضمون یکتمون ما آتاھم اللہ من فضلہ میں آ چکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت و تابعین منعوت کا ذکر ہے ذکر بعض قبائح یہود أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿۴۴﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ﴿۴۵﴾ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۴۶﴾ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو) جنکو کتاب (الٰہی یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علیحدہ ہو کر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیسا کہ پارۂ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ ابھی چکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگوں کی ابتک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالیٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اسلیے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑ جانا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں میں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آ چکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنےً) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی انکی جسمیں دوسروں کو دھوکہ دوسرا مادہ ہین

اللغات اللّی العطف والثنی ویستعمل بالیا و بغیرہا کما فی القاموس ۱۲ **الروایات** فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید	ابن التابوت من عظماء الیہود واذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشترون الضلالۃ اہ قلت و بہا بنا یدکون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

بالکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ

اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے رہا کریں اور اللہ تعالیٰ انکو خوب جانتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ

ظلم نہ کرینگے اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر دینگے اور اپنے پاس سے اور اجر عظیم دینگے سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے

بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے

اور آخری دن (یعنی قیامت کے دن) پر اعتقاد نہیں رکھتے (ان کا یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے محبت نہیں) اور (بات یہ ہے کہ) شیطان جس کا مصاحب ہو (جیسا ان مذکور لوگوں کا ہو رہا ہے) اس کا برا مصاحب ہے (کہ ایسا مشورہ دیتا ہے جس میں انجام کار سخت ضرر ہو) ف شرک کی دوسری صورت کا حاصل یہ کہ جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا ثابت ہو چکا ہے جیسے علم محیط قدرت عامہ وغیرہا انکا کسی کے لیے اعتقاد کرنا شرک ہے اور یتیموں کا باوجودیکہ اوپر ذکر آچکا ہے لیکن مکرر لانے سے اور اہتمام ہو گیا کیونکہ عادتاً ان پر ظلم بہت ہوتا تھا جیسا اب بھی انپر بہت ظلم اکثر لوگ کرتے ہیں اور پاس والے پڑوسی کا مطلب یہ کہ جسکا گھر اپنے گھر کے بہت پاس ہو اور دور والا جسکا گھر فاصلے سے ہو گو محلہ ایک ہو اور یہ اہل حقوق اگر کافر بھی ہوں تب بھی انکے ساتھ احسان کریں البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے اس سے زائد ہوگا۔ اور بخل کو جو علم لیا گیا وجہ اسکی سبب نزول کا تعدد ہے چنانچہ لباب میں ابن ابی حاتم کی روایت سعید بن جبیر کا یہ قول ہے کہ کان علماء بنی اسرائیل یبخلون بما عندہم من العلم فانزل اللہ الذین یبخلون اور روح المعانی میں عبد بن حمید کی روایت قتادہ کے قول میں اتنا اور زیادہ کہا ہے کتموا الاسلام ومحمدا صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور لباب میں ابن جریر کی روایت ابن عباس رض کا قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں شخص انصار کو خرچ کرنے سے روکتے اور سمجھاتے اس میں نازل ہوا الذین یبخلون الخ ربط اوپر کفر باللہ و بالرسول و بالقیامۃ اور بخل اور ریا اور کبر کی مذمت فرمائی ہے آگے انکے اضداد کی ترغیب دیتے ہیں پس وہ تتمہ ہے ماقبل کا اور گو لفظاً صرف ایمان باللہ و القیامۃ اور انفاق ہی مذکور ہیں جو مقابل کفر باللہ و القیامۃ اور بخل کا ہے لیکن ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالرسول کو بھی جو مقابل ہے کفر بالرسول کے اور انفاق سے مراد قرینہ مقام سے انفاق لوجہ اللہ ہے جو مقابل ہے ریا کے اور یہی انفاق لوجہ اللہ علاج ہے کبر کا بھی کیونکہ کبر میں طلب جاہ ہوتی ہے اور وہ طلب وجہ اللہ کے ساتھ جمع نہیں ہوتی پس طالب وجہ اللہ طالب جاہ نہ ہوگا پس یہی مقابل ہو گیا کبر کا بھی اسی طرح اضداد کی ترغیب آگئی تتمہ مضمون سابق وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿۳۹﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۴۰﴾ اور ان پر کیا مصیبت نازل ہو جاوے گی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان لے آویں اور اللہ نے جو انکو دیا ہے اس میں سے کچھ (اخلاص کے ساتھ) خرچ کرتے رہا کریں (یعنی کچھ بھی ضرر نہیں بلکہ سراسر نفع ہی ہے) اور اللہ تعالیٰ ان (کے نیک و بد) کو خوب جانتے ہیں (پس ایمان و انفاق پر ثواب دینگے اور کفر وغیرہ پر عذاب) بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرینگے (کہ کسی کا ثواب مار لیں یا بے وجہ عذاب دینے لگیں جو کہ ظاہراً ظلم ہے) اور (بلکہ وہ تو ایسے رحیم ہیں کہ) اگر ایک نیکی ہوگی تو اسکو کئی گنا کر (کے ثواب) دینگے (جیسا دوسری آیت میں عدد مذکور ہے) اور (اس ثواب موعود کے علاوہ) اپنے پاس سے (بلا معاوضہ عمل بطور انعام) اور اجر عظیم (الگ) دینگے ف ظلم میں ظاہراً کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا کرتے تو واقع میں تو یہ بھی ظلم نہ ہوتا کیونکہ وہ مالک ہیں ہر چہ آن خسرو کند شیریں بود + اور لفظ اپنے پاس سے محاورہ میں اسپر دال ہے کہ یہ علاوہ اجر مقرر کے ہوگا اور عظیم اسکا اجر اسلیے کہہ دیا کہ گو مقابلہ عمل میں نہیں مگر ظاہراً مسبب عن العمل تو ہے کیونکہ انعام بھی عادۃً عامل ہی کو ملتا ہے ربط اوپر جن امور کی ترغیب تھی آگے انکے ترک پر ترہیب ہے پس یہ بھی تتمہ ہوا سبق کا تتمہ دیگر مضمون سابق فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا

اللغات المثقال مفعال من الثقل ويطلق على المقدار المعلوم وعلى مطلق المقدار والذرة هي النملة الحمراء وجزء من اجزاء الهباء في الكوة وقيل هي الخردلة ۱۲

النحو ان تك حسنة بالنصب فالاسم الضمير العائد الى المثقال انث باعتبار الخبر وبالرفع في قراءة فكان تامة يضاعفها بحذف المضاف اي يضاعف ثوابها فكيف محلها الرفع على انها خبر لمبتدأ محذوف اي فكيف حال هؤلاء ۱۲

البلاغة في روح المعاني في قوله وماذا عليهم الخ ليس المراد السؤال عن الضرر او لا ضرر فيه ليسئل عن ذلك بل المراد توبيخهم على الجهل بمكان المنفعة وتحريضهم على صرف الفكر لتحصيل الجواب لعله يؤدي بهم الى العلم واضافة الايمان ههنا وآخره في الآية المتقدمة لان المذكور قبل القعدة وقع مصادفهم في دنياهم فقدمه ههنا للتحريض لينتفي ان يبدأ فيه بالاهم فالاهم ۱۲

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاویں اور اللہ تعالیٰ سے

اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

کسی بات کا اخفا نہ کرسکینگے ۔ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

ع

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (۴۲) سو اسوقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کرینگے اور آپ کو ان لوگوں پر (جنکا آپ سے سابقہ ہوا ہے) گواہی دینے کے لیے حاضر لاوینگے (یعنی جن لوگوں کو خدائی احکام دنیا میں زمانے ہونگے انکے مقدمہ کی پیشی کے وقت بطور سرکاری گواہ کے انبیاء علیہم السلام اظہارات دینے حاضر کیے جاوینگے جو معاملات انبیاء کی موجودگی میں پیش آئے تھے سب ظاہر کر دینگے اس شہادت کے بعد ان مخالفین پر جرم ثابت ہوکر سزا دیجاویگی - اوپر فرمایا تھا کہ اسوقت کیا حال ہوگا آگے اس حال کو خود بیان فرماتے ہیں کہ) اس روز (یہ حال ہوگا کہ) جن لوگوں نے (دنیا میں) کفر کیا ہوگا اور رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ اس بات کی آرزو کرینگے کہ کاش (اسوقت) ہم زمین کے پیوند ہو جاویں (تاکہ اس رسوائی اور آفت سے محفوظ رہیں) اور (گواہی کے علاوہ خود وہ اقراری مجرم بھی ہونگے کیونکہ) اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا (جو ان سے دنیا میں صادر ہوئی تھیں) اخفا نہ کرسکینگے (پس دونوں طور پر فرد قرارداد جرم ان پر لگا دیجاویگی) ف ظاہر آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار کے باب میں ہے کیونکہ مطلق کفر اور عصیان رسول قرآن میں اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اور معاصی مجمل رہ گئے جو اوپر مذکور تھے ان پر گو وعید اس درجہ کی نہ ہوگی لیکن جب علت وعید کی منہی عنہ ہونا ہے تو عاقل آدمی اس سے انکے وعید بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس درجہ کے وہ منہی عنہ ہیں اس درجہ کی وعید انپر بھی ہو باقی چونکہ اسوقت زیادہ ان معاصی کے ساتھ بھی کفار ہی تھے اسلیے ذکر میں کفار کی تخصیص کیگئی - اور جاننا چاہیے کہ وہ جو قرآن میں آیا ہے کہ کفار کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تو یہ اول اول ہوگا پھر جب اللہ تعالیٰ انکے منہ پر مہر خاموشی کی لگا کر انکے دست و پا کو بولنے کی اجازت دینگے وہ سب اپنا کیا ہوا کہہ ڈالیں گے یہ عدم اخفا اس حالت کے اعتبار سے فرمایا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں چنانچہ روح المعانی میں بروایت و تصحیح حاکم حضرت ابن عباس رض سے بعینہ یہی مضمون منقول ہے اور اسکے آخر میں یہ بھی ہے فتمنون ان تسوی بہم الارض اور جو جرائم انبیاء علیہم السلام کی غیبت یا بعد وفات ہوئے ہیں انکے اثبات کے دوسرے طرق ہوتے ہونگے اگر نبی کی شہادت پر موقوف مقصود نہیں چنانچہ سورۃ مائدہ کے اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام کا انکے معاصر مخالفین پر شہید و گواہ ہونا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم میں بیان کرکے بعد کی حالت کے لیے دوسرے طریق ثبوت کو کنت انت الرقیب علیہم میں مصرح فرمایا ہے ربط شروع سورت میں گذر چکا ہے کہ اس سورت میں مخلوط طور پر تین قسم کے مضامین کہ محل تقوی ہیں مذکور ہیں منجملہ انکے ایک قسم دیانات یعنی معاملات فیما بین العبد والرب ہیں اوپر اکثر معاملات باہمی کا بیان ہوا ہے آگے اس مقام پر بعض احکام دیانات کے مذکور ہوتے ہیں اور خاص شان نزول کے اعتبار سے ایک مناسبت اور بھی زائد ہے کہ اوپر آیت واعبدوا اللہ الخ میں شرک کی ممانعت فرمائی تھی آگے اسکا انتظام فرمایا کہ بلا قصد بھی صورت شرک صادر نہو جیسا کہ ابتدا اسلام میں شراب حلال تھی کے وقت حضرت عبد الرحمن بن عوف رض نے دعوت میں مہمانوں کو شراب پلائی اسمیں مغرب کا وقت آگیا حضرت علی رض کو امام بنایا انہوں نے مدہوشی میں سورہ قل یا میں اسطرح پڑھ دیا اعبد ما تعبدون لفظ لا رہ گیا جو کہ لفظا توحید کے خلاف تھا لیکن بلا قصد تھا اسپر آیت آیندہ نازل ہوئی جسمیں حالت سکر میں نماز پڑھنے کو اور حقیقت میں نمازوں کے وقت مسکر کے استعمال کو منع فرمایا رواہ الترمذی اور نماز کے اس مسئلہ کے ساتھ اور مسائل بھی اسکے متعلق بیان فرما دیے حکم ششم متعلق طہارت و صلوٰۃ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

اللغات تسوی بہم اے معہم ۱۲

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ

اور حالت جنابت میں بھی باستثنا تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے یہاں تک کہ غسل کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو

أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا

یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿۴۳﴾ اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی اس حالت میں مت جاؤ (یعنی ایسی حالت میں نماز مت پڑھو) کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو (اس وقت تک نماز مت پڑھو اور مطلب یہ ہے کہ الا ہی نماز تو اپنے اوقات میں فرض ہے اور یہ حالت ادائے نماز کے منافی ہے پس اوقات صلوٰۃ میں نشہ کا استعمال مت کرو کبھی تمہارے منہ سے نماز میں کوئی کلمہ خلاف نہ نکل جاوے) اور حالت جنابت میں بھی (یعنی جبکہ غسل فرض ہو) باستثنا تمہارے مسافر ہونے کی حالت کے (کہ اس کا حکم عنقریب آتا ہے نماز کے پاس مت جاؤ یہاں تک کہ غسل کرلو (یعنی غسل عن الجنابۃ شرط صحت نماز ہے اور یہ حکم یعنی جنابت کے بعد بدون غسل نماز نہ پڑھنا حالت عدم عذر میں ہے) اور اگر تم کو کچھ عذر ہو مثلاً بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو جیسا آگے آتا ہے) یا حالت سفر میں ہو (خواہ جنابت ہو یا اس کا حکم آگے آ رہا ہے یعنی اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے تو ایسے عذروں میں تیمم کی اجازت آتی ہے اور جواز تیمم کے یہ عذر ہیں یعنی سفر و مرض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ذکر عذروں میں سے کسی کے ساتھ خاص نہیں یا یہ کہ یہ عذر خاص نہیں ہیں بلکہ مرض ہو نہ سفر ہو بلکہ ویسے ہی کہیں کا وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کرکے) استنجے سے (فارغ ہو کر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر ان ساری صورتوں میں خواہ مرض و سفر کے عذر کی صورت ہو یا نہ مرض ہو نہ سفر ہو تم کو غسل کی ضرورت ہو تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ تو اس وجہ سے کہ مرض میں ضرر ہوتا ہے خواہ اس لیے کہ وہاں پانی ہی موجود نہیں خواہ سفر ہو یا نہ ہو) تو (ان سب حالتوں میں) تم زمین پر تیمم کرلیا کرو یعنی (اس زمین پر دو بار ہاتھ مار کر) اپنے چہروں اور ہاتھوں پر (ہاتھ) پھیر لیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے ہیں (اور بخشنے والے ہیں) ایسی عادت ہوتی ہے وہ آسان حکم دیا کرتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے آسان حکم دیے کہ تم کو تکلیف و تنگی نہ ہو) ف ان آیتوں سے شرع کا حکم ثابت ہے شراب حلال تھی پھر شراب حرام ہو گئی نہ نماز کے وقت درست ہے نہ غیر نماز کے وقت پس آیت کا جزو اول منسوخ ہے مسئلہ جس مرض میں پانی کے استعمال سے مرض کے اشتداد یا امتداد کا ڈر ہو اس میں تیمم درست ہے مرضیٰ میں یہ دونوں صورتیں داخل ہیں

لمعات القرآن ۵ قولہ فی ذیل ترجمۃ سکارٰی فیہا اشارۃ الی المعنی قالا جواب ان السکران لا اذا کان من الحلال کسبہا مع قبلا ہو وجہ عدم العذر ان الخطاب للتغلیق باشر لا بالشرب المسکر فی ہذہ الاوقات ۱۲

اللغات الغائط المکان المنخفض اطلق علی الحدث مجازا الصعید وجہ الارض الجنب سمی بہ لبعدہ عن الطہارۃ او المسجد ۱۲

النحو جنبا عطف علی محل لا قبلہ ای لا تقربوا سکاری ولا جنبا قولہ الا عابری مستثنا من مقدر ای فی حال الا حال

فائدۃ عظیمۃ جسیمۃ وصلت الیہا بعونہ تعالیٰ بعد ان غصت کثیرا فی لجج الافکار فخذ ہا بلا شک اعلم ان ہہنا سوالات الاول ما وجہ تخصیص ذکر الجنب فی اول الآیۃ مع عدم جواز الصلوٰۃ لغیر المتوضی ایضا والجواب لکونہ منہیا بالاغتسال ولو قیل لا جنبا ولا غیر متوضئین حتی تغتسلوا لما صح الکلام فان قیل فما وجہ تخصیص الغایۃ والمنہیا قلت لکون حکم الوضوء مذکورا فی المائدۃ ولو شئت ما ذکر فی اللباب عن الفریابی وابن ابی حاتم وابن المنذر وابن مردویہ والطبرانی وابن جریر من نزول الآیۃ فی الجنابۃ فانظر آخر التفصیص الثانی ما وجہ تخصیص المسافر بالاستثناء مع کون حکم المریض بل غیر المریض المسافر واقام بعد الماء کذلک والجواب لکونہ غالب الوقوع بالنسبۃ الی المرض ولکون تیمم المسافرین سبب النزول الآیۃ کما رواہ البخاری وغیرہ عن عائشۃ رضی حین فقدت القلادۃ فی غزوۃ المریسیع الثالث وہو اعسر السوالات ما توجیہ عطف قولہ جاء احد ولامستم الذین ہما موجبان علی المرض والسفر الذین ہما رخصان ولا بد من التناسب بین المتعاطفین والجواب لیس المقصود عطف الموجبین

علی المرخصین بل عطف محذوف یدل علی غیر المعذورین علی المعذورین تقدیر الکلام وان کنتم مرضی او مسافرین او غیر مرضی وغیر مسافرین حال کونکم فی جمیع ہذہ الصور محدثین بالاصغر او الاکبر وحال کونکم فی جمیعہا عاجزین عن الماء حقیقۃ کما فی الفقد او حکما کما اذا خیف الضرر فالصور ستۃ کون الرجل مریضا ومحدثا بالاصغر وکونہ مریضا ومحدثا بالاکبر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاصغر وکونہ مسافرا ومحدثا بالاکبر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاصغر وکونہ غیر مریض ولا مسافر مع الحدث الاکبر وعدم وجدان الماء بالتفسیر المذکور شرط لاباحۃ التیمم فی جمیع الستۃ فقولہ لم تجدوا قید فی جمیع ما قبلہ وانما لم یصرح فی المرخصین بالموجبین وفی الموجبین بالمرخصین ولم یذکر غیر السفر والمرض رأسا لان القصد ہو صرف الفائدۃ الی بیان کونہما مرخصین فی الاول وموجبین فی الثانی کونہما مرخصین مشروط بالعجز عن الماء الذی ہو محل المدار للرخصۃ ومن ثم لم یذکر غیر السفر والمرض لان فی ذکر محل المدار کفایۃ فتبصر وکم وجدہ اللہ تعالیٰ ترجمتی مفیدۃ ومشیرۃ الی اکثر ہذہ الامور ۱۲

الروایات ذکر احدہما فی تمہید الآیۃ والاخری فی الفائدۃ العظیمۃ المذکورۃ فی الحاشیۃ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے ۔ وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہو جاؤ اور اللہ تعالےٰ تمہارے

بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۫ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۞ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالےٰ کافی حامی ہے یہ لوگ یہودیوں میں سے ہیں کلام کو اسکے مواقع سے دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہیں

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

سمعنا وعصینا اور اسمع غیر مسمع اور راعنا اسطور پر کہ اپنی زبانوں کو پھیر کر اور دین میں طعنہ زنی کی نیت سے اور یہ لوگ یہ کلمات کہتے سمعنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۞

واطعنا اور اسمع اور انظرنا تو یہ بات انکے لیے بہتر ہوتی اور موقع کی بات تھی مگر انکو خدا تعالیٰ نے انکے کفر کے سبب اپنی رحمت سے دور پھینکدیا اب وہ ایمان نہ لاویں گے ہاں مگر تھوڑے سے آدمی

مسئلہ جس شخص سے پانی ایک میل شرعی یا اس سے زیادہ دور ہو خواہ وہ شخص مسافر ہو یا غیر مسافر اسکو تیمم درست ہے اور میل شرعی میل انگریزی سے تقریباً پاؤ زیادہ ہوتا ہے مسئلہ اگر پانی دور نہیں لیکن بوجہ ڈول رسی نہ ہونیکے یا کسی آدمی یا جانور کے خوف سے اسکو نہ لاسکے تو بھی تیمم جائز ہے کم تجددا ہیں بطور عموم مجاز کے یہ اور دو اس سے اوپر والے تینوں مسئلے آگئے ہیں کذا فسر مسئلہ تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ گلے لیکن چونہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ باوجودیکہ آگ میں جل جاتا ہے لیکن اس سے تیمم درست ہے اور راکھ اسطرح مستثنیٰ ہے کہ باوجودیکہ وہ بھی آگ میں نہ جلتی ہے نہ گلتی ہے مگر پھر بھی اس سے تیمم جائز نہیں مسئلہ تیمم غسل اور وضو کا ایک ہی طرح ہے صرف نیت الگ الگ ہے کہ اس میں وضو کے قائم مقام ہونیکا خیال کرلے اور اس میں غسل کے قائم مقام ہونیکا مسئلہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایکدفعہ دونوں ہاتھ مار کر تمام چہرے پر مل لیوے دوسری دفعہ دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیر لے کوئی جگہ اسکی داشت میں ایسی نہ رہ جاوے جہاں ہاتھ نہ پہونچا ہو کذا فی الہدایۃ والدر المختار ربط یہاں تک اقع تقو میں سے زیادہ بیان معاملات باہمی اور بعض دیانات کا ہوا ہے آگے معاملات مع المخالفین کا ذکر شروع ہوتا ہے منجملہ انکے اظہار ہے مکر و قبائح یہود کا بغرض قطع موالاۃ انکے اور تحذیر مومنین کے اور مجملاً وضمناً یہ مضمون بکثرت آ چکا ہے اسمیں فصلہ میں آچکا ہے اس سے بھی اسکو ارتباط ہے کہ وہاں کتمان نعت کا ذکر تھا یہاں کتمان کے ساتھ تحریف کتاب و عداوت منعوت و تابعین منعوت کا ذکر ہے ذکر بعض قبائح یہود اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۞ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۫ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۞ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۞ (اے مخاطب) کیا تونے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (جو دیکھنے کے قابل ہیں دیکھو تو تعجب کرو) جنکو کتاب (الٰہی یعنی توریت کے علم) کا ایک بڑا حصہ ملا ہے (یعنی توریت کا علم رکھتے ہیں باوجود اسکے) وہ لوگ گمراہی (یعنی کفر) کو اختیار کر رہے ہیں اور (خود تو گمراہ ہوئے ہی تھے مگر وہ) یوں چاہتے ہیں کہ تم (بھی) راہ (راست) سے (علٰحدہ ہوکر) بے راہ ہو جاؤ (یعنی طرح طرح کی تدبیریں اسکی کرتے ہیں جیساکہ پارۂ تلک الرسل کے اخیر اور لن تنالوا کے شروع میں کچھ بیان بھی ہو چکا ہے) اور (تمکو اگر ان لوگوں کی ابتک خبر نہ ہو تو کیا ہوا) اللہ تعالےٰ (تو) تمہارے (ان) دشمنوں کو خوب جانتے ہیں (اسلیے تمکو بتلا دیا سو تم ان سے بچتے رہو) اور (ان کا حال مخالفت کا سنکر زیادہ فکر میں بھی نہ پڑجانا کیونکہ) اللہ تعالےٰ (تمہارا) کافی رفیق ہے (کہ تمہاری مصلحتوں کی رعایت رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) کافی حامی ہے (کہ انکی مضرتوں سے تمہاری حفاظت کریگا اور) یہ لوگ (جنکا ذکر ہو چکا ہے) یہودیوں میں سے ہیں (اور ان کا گمراہی کو اختیار کرنا جو اوپر آچکا ہے یہ ہے کہ) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اس کے مواقع (اور محل) سے (لفظاً یا معنیً) دوسری طرف پھیر دیتے ہیں اور (ایک گمراہی انکی جسمیں وہ گستاخ ہو کر دوسروں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں)

اللغات الّٰی العطف والثنی ویستعمل بالباء و بغیرہا کما فی القاموس ۱۲ الروایات فی لباب النقول اخرج ابن اسحٰق عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید	ابن التابوت من عظماء الیہود واذا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوی لسانہ وقال ارعنا سمعک یا محمد حتی نفہمک ثم طعن فی الاسلام وعابہ فانزل اللہ فیہ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضلالۃ اھ قلت وبہا بیانا یکون الذین ہادوا ہم الذین اوتوا نصیبا کما فی الکبیر ۱۲

الکلام لان الکلم جنس یعم المفرد والمرکب ۱۲

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لیے منظور ہوگا وہ گناہ بخشدینگے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا

اے وہ لوگ جو کتاب (توریت) دیے گئے ہو تم اس کتاب (یعنی قرآن) پر ایمان لاؤ جسکو ہمنے نازل فرمایا ہے (اور تمکو اسپر ایمان لانے سے وحشت نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہمنے اسکو ایسی حالت پر نازل فرمایا ہے) کہ وہ سچ بتلاتی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی تمہاری اصل کتاب کے لیے وہ مصدق ہے باقی تحریف کا حصہ اس سے الگ ہے سو قرآن پر اس (احتمال) سے پہلے پہلے (ایمان لے آؤ) کہ ہم (تمہارے) چہروں (کے نقش و نگار یعنی آنکھ ناک) کو بالکل مٹا ڈالیں اور ان (چہروں) کو انکی الٹی جانب (یعنی گدی) کی طرح (صفا چٹ) بنادیں یا ان پر (ایمان نہ لانیوالوں پر) ہم ایسی (خاص طور کی) لعنت کریں جیسی لعنت ان ہفتہ والوں پر کی تھی (جو یہود ہی میں گذرے ہیں جنکا ذکر سورہ بقر کے معاملہ شانزدہم میں آچکا ہے یعنی انکی طرح انکو بھی بندر کی شکل بنادیں) اور اللہ تعالیٰ کا (یہ) حکم (صادر ہوجاتا ہے تو) پورا ہی ہوکر رہتا ہے (سو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان نہ لانے پر اگر ان طمس وجوہ یعنی مسخ کا حکم کر دینگے پھر یہ ضرور ہی ہوجاویگا تو تمکو ڈرنا چاہیے اور ایمان لے آنا چاہیے) ف یہاں کتب تفسیر میں ایک سوال کیا گیا ہے کہ طمس و مسخ کب ہوا ہے اور بعض مفسرین نے طمس و مسخ کی مختلف توجیہات کرکے اور بعض نے وجوہ میں تاویل کرکے اور بعض نے افراد و قیود و شروط لگاکر جواب دیا ہے پھر ان جوابوں کو مخدوش کرکے پھر ان خدشات کو دفع کیا ہے۔ احقر کے نزدیک سرے سے وہ سوال ہی واقع نہیں ہوتا کیونکہ آیت میں اسپر کہیں دلالۃ نہیں کہ اگر ایمان نہ لاؤگے تو طمس و مسخ ہوجاویگا بلکہ حاصل صرف اتنا ہے کہ اسکا احتمال ہے مقتضی اس احتمال کا اس جرم کا عظیم ہونا ہے پس بمقتضائے رحمت واقع نہ ہونا کچھ محل اشکال نہیں اور لفظ قبل کا استعمال اس معنی میں خود قرآن میں آیا ہے سورہ منافقون میں ہے وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول الخ یہاں قبل دو چیز پہ داخل ہے اتیان موت اور قول خاص حالانکہ بعض محتضرین کو جو بعض بے ہوش ہوجاویں اصلا اس قول کی نوبت نہیں آتی نہ زبان سے نہ دل سے لیکن تصحیح کلام کے لیے احتمال کافی ہے اسی سورہ نساء کے اول میں ہے بدارا ان یکبروا جو معنی مرادف قبل کا ہے ای من قبل ان یکبروا حالانکہ بعض یتامیٰ کو بلوغ کی نوبت نہیں آتی کہ مر جاتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ہرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیوتک قبل موتک رواہ الترمذی حالانکہ اسلئے اولی میں قبل کا مضاف الیہ محض محتمل ہے۔ اور جیسا کہ دوسری آیت میں ہے قبل ان اذن لکم حالانکہ اذن واقع نہیں ہوا ربط اوپر کی آیت میں ایمان نہ لانے پر وعید فرمائی تھی چونکہ بعض مستحقین وعید آخرت میں مغفور بھی ہوجاتے ہیں جس سے یہ احتمال ہوا کہ شاید یہ مذکورین بھی مغفور ہوجاویں اسلیے آگے بتلاتے ہیں کہ یہ لوگ بوجہ کفر کے مغفور نہونگے اور اس میں رد بھی ہے یہود پر اس قول میں سیغفر لنا عدم مغفرت شرک و کفر

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا (۴۸)

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو (سزا دیکر بھی) نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے (بلکہ سزا ہی دائمی میں مبتلا رکھینگے) اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں (خواہ صغیرہ یا کبیرہ) جسکے لیے منظور ہوگا (بلا سزا) وہ گناہ بخشدینگے (البتہ اگر وہ مشرک مسلمان ہوجاوے تو پھر مشرک ہی نہ رہا اب وہ سزا دائمی بھی نہ رہیگی) اور (وجہ اس شرک کے نہ بخشنے کی یہ ہے کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسیکو) شریک ٹھہراتا ہے وہ بڑے جرم کا مرتکب ہوا (جو انتہا عظیم ہونیکی وجہ سے قابل مغفرت نہیں) ف قرآن و حدیث و اجماع سے یہ مسئلہ ضروریات شرع سے ہے کہ شرک اور کفر دونوں غیر مغفور ہیں اور یہاں صرف شرک کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ کفر بھی قابل ذکر ہے خصوصا مقام کا بھی مقتضا یہی ہے کیونکہ اوپر سے یہود کے کفر کا ذکر ہو رہا ہے پس اسکی چند توجیہیں کہ سب لطیف ہیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ شرک اپنے ظاہری معنی پر ہے سو پہلے رکوع آیت و اعبدوا اللہ کے ذیل میں مذکور ہے اور اس آیت میں صرف شرک مذکور ہے دوسری آیات میں کفر کو مذکور کہا جاوے اور بعض میں دونوں مذکور ہوں اور ضرور نہیں کہ ہر آیت میں دونوں مذکور ہوا کریں پس مجموعہ آیات سے دونوں کا غیر مغفور ہونا ثابت ہو جاویگا۔ رہا یہود کے حال کے مناسب ہونا ان آیات کا اسطرح ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ اس اعتبار سے مشرک بھی تھے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ دوسری توجیہ یہ کہ شرک اپنے معنی پر ہے اور دون کے معنے ادنیٰ اور کم کے لیے جاویں یعنی شرک سے کم جتنے گناہ ہیں وہ مغفور ہوسکتے ہیں اور کفر کی بعض صورتوں میں تو شرک ہی ہیں انکی نسبت تو سوال ہی نہیں ہوسکتا اور بعض صورتیں مثل انکار صانع وغیرہ جو شرک نہیں ہیں وہ چونکہ شرک سے بڑھکر ہیں کیونکہ مشرک صانع کو تو مانتا ہے گو دوسرے کو بھی مانتا ہے اسلیے انکا غیر مغفور ہونا بدلالۃ النص ثابت ہوگیا کہ جب شرک معاف نہیں ہوگا تو جو اس سے بڑھکر جرم ہو وہ تو کیوں معاف ہوگا اس توجیہ پر اگر اعتقاد یہود کو شرک نہ بھی کہا جاوے تب بھی بوجہ اسکے کہ انکے کفر کا غیر مغفور ہونا مدلول کلام ہوگیا اقتضائے مقام کے خلاف نہ رہا۔ تیسری توجیہ یہ کہ شرک کے دو معنی ہوں ایک معنی حقیقی جو مذکور ہوئے دوسرے معنی مطلق کفر جو شرک کو بھی شامل ہے روح المعانی میں حضرت ابن عباس سے ہو

فضلوں دنیا غیر مغفور لیقالی افتری مخلاف الکذب اذا التعمل واختلقه ۱۲. ا ه

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ اُنْظُرْ کَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْکَذِبَ ؕ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں مقدس بتلادیں اور ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ۔ دیکھو تو یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں ۔

وَکَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا

اور یہی بات صریح مجرم ہونیکے لیے کافی ہے کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں اور وہ لوگ کفار کی نسبت کہتے ہیں

هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝

کہ یہ لوگ بہ نسبت ان مسلمانوں کے زیادہ راہ راست پر ہیں ۔ یہ لوگ وہ ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنادے اسکا کوئی حامی نہ پاؤگے ۔

اسی احتمال ثالث کو نقل کیا ہے اور یہ بہت سہل ہے اس بنا پر انطباق حال یہود کا بہت ہی واضح ہے اور بلا سزا کی قید اسلیے لگائی کہ بعد سزا کے مومن سمجھا ہونیکا سمجھا جانا تو موعود اور یقینی ہے اور اسکے ساتھ تعلق مشیئۃ کا ثابت ہو چکا ہے پھر اس آیت میں جو تعلیقا و تصریحًا فرمایا اور تعلق کو علی سبیل الجزم نہیں فرمایا یہ دلیل ہے کہ مراد مغفرت بلا سزا ہی خوب سمجھ لو ربط اوپر یہود کا کفر اور اسپر وعید عدم مغفرت کی ارشاد ہوئی ہے چونکہ یہود اپنے کو اللہ کا مقبول و مومن خاص مغفور بلا سزا بتلاتے تھے جیسا کہ قرآن میں بھی انکے ایسے اقوال ہیں نحن ابناء اللہ واحباؤہ آگے اسکا رد فرماتے ہیں رد دعویٰ یہود و تقدس خود اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ اُنْظُرْ کَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْکَذِبَ ؕ وَکَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی تعجب کے قابل ہیں) جو اپنے کو مقدس بتلاتے ہیں (انکے بتلانے سے کچھ نہیں ہوتا) بلکہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں مقدس بتلادیں (یہ البتہ قابل اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن میں مومن کو مقدس بتلا چکے ہیں جیسے سبح اسم میں اشقیٰ یعنی کافر کے مقابلہ میں مومن کے نسبت فرمایا قد افلح من تزکی پس وہی مقدس ہوگا نہ کہ کفر کرنیوالے جیسے یہود ہیں) اور (ان یہود کو قیامت میں اس دعویٰ کاذبہ کی جسکا منشا کفر کو ایمان سمجھنا ہے جو سزا ہوگی اس سزا میں) ان پر تاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (یعنی وہ سزا انکے جرم سے زیادہ نہیں ہے بلکہ ایسے جرم پر ایسی ہی سزا لائق ہے ذرا) دیکھو تو (اس دعویٰ میں) یہ لوگ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں (کیونکہ جب باوجود کفر کے مقبولیت کے مدعی ہیں تو کفر کو عند اللہ پسندیدہ اور مقبول بتانا صاف لازم آیا اور یہ محض تہمت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع میں اسکی تصریح فرمادی ہے کہ کفر ہمارے نزدیک سخت ناپسند اور مردود ہے) اور یہی بات (کہ خدا پر تہمت لگائی جاوے) صریح مجرم ہونیکے لیے کافی ہے (پھر کیا ایسی صریح بڑی بات پر ایسی سزا کچھ ظلم و زیادتی ہے) ف اگر کسیکو شبہ ہو کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ نے مقدس بتلایا ہے تو پھر اپنے کو یا دوسرے کو حسن ظن سے مقدس کہنے سے شریعت میں کیوں ممانعت ہے جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت تین وجہ سے ہے ۔ ایک تو اکثر اپنی مدح کا منشا کبر ہوتا ہے تو حقیقت میں ممانعت کبر سے ہوئی ۔ دوسرے خاتمہ کا حال اللہ کو معلوم ہے کہ تقدس رہیگا یا نہیں اسلیے ایسا دعویٰ علی الاطلاق کرنا خلاف خوف ہے ۔ تیسرے یہ کہ اکثر اوقات اس دعوے سے سامع کو اسکا ایہام ہوتا ہے کہ یہ بالکل تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور یہ ہر وجہ مقبول عند اللہ ہے حالانکہ غالبًا کچھ نہ کچھ ادناس و ارجاس میں بندہ گرفتار ہوتا ہے اور اسیقدر اسکے قرب و قبول میں عند اللہ کمی ہوتی ہے پس یہ کذب ہوا اور کبھی دوسرے کو اس سے عجب بھی ہو جاتا ہے اور اگر یہ عوارض نہوں تو تحدث بالنعمۃ کی اجازت ہے ربط اوپر آیت الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشترون الضلالۃ الخ سے قبائح یہود کا بیان چلا آرہا ہے اگلی آیت میں بھی بعض قبائح کا ذکر ہے کہ انہوں نے مشرکین کے طریق دین کو مومنین کے طریق دین سے احسن بتلایا تھا جیسا کہ اسباب میں بروایت احمد اور ابن ابی حاتم و ابن اسحق کے ابن عباس سے مروی ہے کہ علماء یہود مکہ میں گئے تو قریش نے پوچھا کہ ہمارا دین اچھا ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور سوال میں اپنی خدمات حجاج و کعبہ کی بھی ذکر کیں انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا دین انکے دین سے اچھا ہے اور تم انسے زیادہ ہدایت یافتہ ہو آگے یہود کی مذمت ہے اس پر تفضیل مشرکین بر مومنین اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو کتاب (الٰہی یعنی توراۃ کے علم) کا ایک حصہ ملا ہے (پھر باوجود اسکے) وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں (کیونکہ مشرکین کا دین بت پرستی اور شیطان کی پیروی تھا جب ایسے دین کو اچھا بتلایا تو بت اور شیطان کی تصدیق فعلًا لازم آئی) اور وہ لوگ (یعنی اہل کتاب) کفار (یعنی مشرکین) کی نسبت کہتے ہیں

اللغات ۵ فی القاموس الجبت بالکسر الصنم وکل ما عبد من دون اللہ ۔ قولہ للذین کفروا اللام للتبلیغ ۔ السلاسۃ من الذین امنوا فی روح المعانی ای ابراء والنبی صلی اللہ علیہ وسلم واتباعہ ۔ من قبل القائلین بل من جہۃ اللہ تعالیٰ ۔ التفصیل بالمشیئۃ القبائح ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی التمہید قرآن میں بھی فی زیادۃ الکلمۃ الاخیرۃ ۔ ع ۸ ۔ اشارۃ الی عدم الحصر فی القرآن کما فی الروح عن الکلبی قال نزلت فی رجال من الیہود اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطفالہم فقالوا یا محمد ہل علی اولادنا ہولاء من ذنب فقال لا فقالوا والذی یحلف بہ ما نحن فیہ الا کہیئتہم [illegible] نقل فی اللباب عن ابن ابی حاتم ۱۲ ۔ قولہ مقدس بتلاتے ہیں الی قولہ مقدس بتلادیں کذا فی البیضاوی وفیہ [illegible] التزکیۃ [illegible] ۱۲ ۔ قولہ قبل ترجمہ ولا یظلمون جسکا منشا [illegible] کون الکافر [illegible] [illegible] ۔ قولہ تاگے برابر [illegible] [illegible]

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

ہان کیا اُنکے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا　سو ایسی حالت مین تو اور لوگونکو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے　یا دوسرے آدمیون سے

عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

اُن چیزون پر جلتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہین سو ہمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے

ان مسلمانونکے زیادہ راہ راست پر ہین (چنانچہ یہ تو انہون نے صراحۃً ہی کہا تھا) یہ لوگ (جنہون نے کفر کے طریقہ کو اسلامی طریقہ سے افضل بتلایا) وہ ہین جنکو خدا تعالیٰ نے ملعون بنا دیا ہے (اسی ملعون ہونیکا تو اثر ہے کہ ایسے بیباک ہو کر کفریات بک رہے ہین) اور خدا تعالیٰ جسکو ملعون بنا دے اسکا (عذاب کے وقت) کوئی حامی نہ پاوگے (مطلب یہ کہ اسپر انکو آخرت مین یا دنیا مین بھی سخت سزا ہوگی چنانچہ دنیا مین بعضے قتل بعضے قید بعضے جلاوطن بعضے ذلیل رعایا ہوئے اور آخرت مین جو ہونیوالا ہے ہوگا) **ف** ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین مشرکین کو علی الاطلاق حق کہنا مقصود نہ تھا ورنہ عین جواب کے وقت ہی سائل کو اس جواب کی صحت پر یہ شبہ ہوتا کہ جب اس دین کو حق بتلاتے ہین تو خود کیون نہین قبول کر لیتے تو اس صورت مین یہ جواب چل نہین سکتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا مقصود یہ تھا کہ حق مطلق تو کوئی طریق بھی نہین مگر اس سے یہ اچھا ہی سو اسمین بھی دو وجہ سے کفر لازم آتا ہے۔ ایک تو یہ کہ طریق حق واسلام کو من وجہ باطل سمجھا۔ دوسرے یہ کہ طریق باطل وکفر کو من وجہ حق سمجھا اگو سیاق کلام سے اشبہ مذاق ذوق یہان زیادہ مدار مذمت کا وجہ ثانی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ ممکن ہے کہ باعتبار خدمات حجاج وبیت اللہ کے طریق قریش کو اچھا کہا ہو جسکا حاصل ان امور کو اچھا کہنا ہے سو انکے اچھے ہونے مین کوئی شبہ نہین۔ جواب یہ ہے کہ اگر تاویل فرض بھی کر لیجاوے تب بھی بعض اجزاء کے خیر ہونے سے مجموعہ کا جسمین بعض اجزاء شر وکفر بھی ہون خیر ہونا لازم نہین آتا اور مقصود سائل کا مجموعہ پوچھنا تھا اور سوال پر جواب کا انطباق ضروری ہے اسلیے کلمات کفر مین ایسی تاویل رافع کفر نہین ہو سکتی مثلاً کوئی شخص دو خدا کو مانتا ہو اور وہ شخص کسی سے پوچھے کہ خدا ایک ہے یا دو اور مجیب کہے کہ دو ہین اور نیت یہ کرے کہ ایک حق ہے ایک باطل تو کیا جواب بلا کفر ہوگا ربط آگے بھی یہود کے بعض قبائح کا ذکر ہے جیسا کہ لباب مین بروایت ابن ابی حاتم حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراض کیا کہ آپ اپنے کو متواضع فرماتے ہین حالانکہ آپکے نکاح مین نو بیبیان ہین یہ تو اچھی خاصی سلطنت ہے فقط۔ اس اعتراض کا بیہودہ ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ اول تو نو بیبیونکا ہونا جو آپکو باذن الٰہی حلال تھین مستلزم سلطنت کو نہین اور اگر استلزام کو مان لیا جاوے تو سلطنت منافی تواضع کے نہین کیونکہ اگر باوجود حکومت کے کوئی متکبر نہو تو کیا محال ہے اور بیہودگی کے ساتھ اصل منشاء اس اعتراض کا حسد تھا اسواسطے آیت مین اسکی بیہودگی سے تعرض نہین فرمایا بلکہ انکا حاسد ہونا اور اس حسد کا دو وجہ عقلی سے قبیح ونامعقول ہونا بیان فرمایا ہے اور قبح شرعی حسد کا تو معلوم ہی ہے کہ **تقبیح حسد یہود** اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ ہان کیا انکے پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا (اگر ایسا ہوتا) سو ایسی حالت مین تو اور لوگونکو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے یا دوسرے آدمیون سے (جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) اُن چیزون پر جلتے ہین جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہین (انکو ایسی چیز مل جانا کوئی نئی بات نہین کیونکہ) ہمنے (پہلے سے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان (والون) کو کتاب (آسمانی) بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے (چنانچہ بنی اسرائیل مین بہت سے انبیاء گذرے بعض انبیاء سلاطین بھی ہوئے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام وحضرت داؤد علیہ السلام وحضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام وحضرت سلیمان علیہ السلام کا کثیر الازواج ہونا معلوم ومشہور ہے اور یہ سب اولاد ابراہیم مین ہین سو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اولاد ابراہیم سے ہین تو آپکو اگر یہ نعمتین وعطیات مل گئین تو تعجب کی کیا بات ہے) **ف** حسد کے نامعقول ہونیکی ایک وجہ تو ذکر حسد کے قبل ہے اور دوسری ذکر حسد کے بعد اور انکو بطور تشقیق وتردید کے بیان فرمایا حاصل دونون وجہون کا یہ ہے کہ حسد کس بات پر ہے اگر اسپر ہے کہ تم صاحب سلطنت ہو کہ تمہاری سلطنت انکو ملتی تب تو خدا نے تمکو ٹھیک کانے ہی سے رکھا کہ سلطنت تمکو نہین ملی ورنہ تم ایک کوڑی بھی کسیکو نہ دیتے اور اگر اسپر ہے کہ گو تمہارے پاس سے انکے پاس نہین گئی مگر پھر بھی کیون انکو ملی انکو سلطنت سے کیا علاقہ تو اسکا جواب یہ دیا کہ علاقہ یہ ہے کہ یہ بھی شاہی خاندان سے ہین کسی اجنبی جگہ سلطنت نہین گئی

النحو	اللغات
اذن لم تعمل لانہ قد شرط فی اعمالہا الصدارۃ لہا نظر الی العطف وکونہا تابعۃ لغیرہا اہملت ولو نظر الی کونہا فی صدر جملتہا اعملت کما قرئ اذا لا یؤتوا الناس ۱۲	ام لہم اللام کما فی قولہم ان لہ لابلا دان لہ لعنۃ التقدیر المعرفۃ التی فی ظہر النواۃ کنایۃ عن القلۃ لعدۃ تہا ولذا نرقیہا لہ لبلی یحسدون الناس اللام للجنس یراد بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا

بیشک تمکو اللہ تعالی اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق پہونچا دیا کرو | اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو | تو عدل سے تصفیہ کیا کرو | بیشک اللہ تعالی جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہیں

يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن

وہ بات بہت اچھی ہے بلا شبہ اللہ تعالی خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں | اے ایمان والو | تم اللہ کا کہنا مانو | اور رسول کا کہنا مانو | اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں انکا بھی پھر اگر

تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو | یہ امور سب بہتر ہیں | اور انکا انجام خوشتر ہے

احکام کو دل سے پسند نہیں کرتے یہی مضمون رکوع آئندہ کے ختم تک چلا گیا ہے اور اس ربط کے علاوہ خاص ربط قبائح یہود کے مضمون سے بھی اس طرح ہے کہ یہود کے عوام خواص یعنی رؤساء دینی و دنیوی کا خائن فی الدین ہونا ثابت ہو بالضمن قبائح اور یہ معلوم ہو چکا ہے اور انہیں سے منافقین کی یہی حالت آگے آتی ہے درمیان میں مؤمنین کو اس سے روک کر عدل و اطاعت کا امر فرماتے ہیں حکام مسلمین کو اداء حقوق محکوم و حاکم مسلم إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ (اے اہل حکومت خواہ تھوڑوں پر حکومت ہو خواہ بہتوں پر) بیشک تمکو اللہ تعالی اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو انکے حقوق (جو تمہارے ذمہ ہیں) پہونچا دیا کرو اور (تمکو) یہ (بھی حکم دیتے ہیں) کہ جب (محکوم) لوگوں کا تصفیہ کیا کرو (اپنے حقوق میں جو آپس میں باہم ایک دوسرے کے ذمہ ہیں) تو عدل (و انصاف) سے تصفیہ کیا کرو بیشک اللہ تعالی جس بات کی تمکو نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے (دنیا کے اعتبار سے بھی کہ امن قائم رہتا ہے اور آخرت کے اعتبار سے بھی کہ موجب ثواب ہے) بلا شبہ اللہ تعالی (تمہارے اقوال کو جو درباره امانت و تصفیہ کے تم سے صادر ہوتے ہیں) خوب سنتے ہیں (اور تمہارے افعال کو جو اس باب میں تم سے واقع ہوتے ہیں) خوب دیکھتے ہیں (تو اگر کمی و کوتاہی کروگے مطلع ہو کر تمکو سزا دینگے یہ خطاب تو حکام کو ہوا آگے محکومین کو ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو تم اللہ تعالی کا کہنا مانو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو (اور یہ حکم تو تمہارے اور حکام سب کیلئے عام ہے) اور تم (مسلمانوں) میں جو لوگ اہل حکومت ہیں انکا بھی (کہنا مانو اور یہ حکم خاص ہے تم محکومین کے ساتھ) پھر (اگر ان احکام کا اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا محکوم و حاکم دونوں کے اتفاق سے ثابت ہو تو پھر انمیں تو حکام کی اطاعت کرو ہی گے اور اگر انکے حکام میں ہیں) کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو (کہ یہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہے یا نہیں) تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو آپ سے پوچھ کر اور آپکی وفات کے بعد ائمہ مجتہدین و علماء دین سے رجوع کرکے) اس امر کو (کتاب) اللہ اور (سنت) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف حوالہ کر لیا کرو (اور ان حضرات کے جیسا فتوی ملے اس پر سب ملکر و حکام عمل کیا کرو) اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ اس ایمان کا مقتضا یہی ہے کہ یوم قیامت میں اللہ تعالی کی ناراضی سے جو کہ مخالفت کرنے پر ہونیوالی ہے ڈریں) یہ امور (جو مذکور ہوئے اطاعت اللہ کی رسول کی اولی الامر کی حوالہ کرنا تنازعات کو کتاب و سنت کی طرف) سب (دنیا میں بھی) بہتر ہیں اور (آخرت میں بھی) انکا انجام خوشتر ہے (کیونکہ دنیا میں امن و راحت اور آخرت میں نجات و سعادت) ف اس آیت کے سبب نزول میں جو روایت مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز عثمان بن ابی طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ سے کلید کعبہ لی تھی اور حضرت عباس رض نے درخواست کی کہ یہ ہم ہی کو دیدیجئے اور یہ آیت نازل

اللغات الامانۃ مصدر سمی بہ المفعول لعم الحقوق تاویلا من آل یؤل رجع یرجع معناہ تاویلہ یعنی عاقبتہ احسن ۱۲

البلاغۃ قولہ یامرکم ذکر فیہ الحقوق المتعلقۃ بذمہم ثم فی قولہ ان تحکموا الحقوق التی تتعلق بذمم غیرہم۔ قولہ نعما ذکرہ ترغیبا کما فی الآیۃ التی تلیہ۔ ذکر خیر و احسن تاویلا فلذلک لم ادخل فی افادۃ ذلک اداء الامانات۔ قولہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فی الروح اعاد الفعل وان کانت طاعۃ الرسول مقترنۃ بطاعۃ اللہ تعالی اعتناء بشانہ علیہ الصلوۃ والسلام وقطعا لتوہم انہ لا یجب امتثال ما لیس فی القرآن وایذانا بان لہ صلی اللہ علیہ وسلم استقلالا بالطاعۃ لم یثبت لغیرہ ومن ثم لم یعد فی اولی الامر ۱۲

الروایات ذکر احدی الروایات فی تفسیر المتن من قصۃ عثمان بن ابی طلحۃ والاخری للآیۃ الاخری ما روی البخاری وغیرہ عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس اذ بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ اہ معناہ نزولہا فی قصۃ لا فی الطاعۃ لانہ امر فی حالۃ الغضب ان یقتحموا النار فبین القرآن انہ لا طاعۃ فی مثال ذلک واخرج ابن جریر انہا نزلت فی قصۃ جرت لعمار بن یاسر مع خالد بن الولید وکان خالد امیرا فتخاصما فنزلت اہ کذا فی اللباب ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپکی طرف نازل کیگئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیگئی

اور ردوہ الی اللہ یا جان ابن عباس بروایت ابن مردویہ اس دعوے کے منافی نہیں کہ اسکے مخاطب حکام ہیں کیونکہ اولاً الفاظ کے عموم میں وہ خاص سبب بھی داخل ہوسکتا ہے ورد ہی المعمر فی الروح عن ابن عباس وابی وائل وعن ابی ہریرۃ والبراء بن عازب وابی جعفر وابی عبد اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ دوسرے رسول تو بھی اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت الحکومت مخاطب ہوسکتے ہیں اور امانات سب حقوق کو شامل ہے انہیں حقوق اللہ بھی آگئے اسی لیے اطیعوا اللہ والرسول کا مفہوم انہیں ادا ہوگیا پس شبہ نہ رہا کہ حکام کو اطاعت اللہ و رسول کا حکم فرمایا اور حکام کو نہیں فرمایا۔ البتہ عنوان امانت کا اختیار کرنیمیں لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام چونکہ خود بالادست ہوتے ہیں اور ان سے اپنے حقوق کا کوئی مطالبہ کرتا نہیں اسلیے احتمال تھا انمیں کوتاہی ہوجانیکا اس عنوان میں انکی تاکید زیادہ ہوگئی اور کلیہ یہ کہ جو امانت فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے اوقاف کا جو شخص مرجع ہو اہل حل وعقد منتظم ہو اور وہ اسکا اہل بھی ہو تو اس سے انتزاع نکیا جاوے یعنی متولی صالح کو معزول کیا جاوے اور اتفاق رائے کی قید اسلیے لگائی کہ مطلق اتفاق مدار جواز یا وجوب یا اطاعت نہیں جبتک کہ قواعد شرعیہ منطبق نہو البتہ اگر کسی امر شرعی پر ایک زمانہ کے مجمع اہل حق متفق ہوجاویں وہ اجماع ہوجاتا ہے پھر اسکی سند کا نہ ملنا بھی مضر نہیں اور اگر کوئی حدیث اسکے خلاف ہو تو اجماع علامت ہوگا اس حدیث کے منسوخ ہونیکی اور سمجھا جاویگا کہ اہل اجماع کے پاس ماخذ شرعی تھا مگر ہم تک نہیں پہونچا۔ اور رُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ الخ کی تفسیر میں جو تنقیح کا ذکر کیا گیا ہے دلیل اسکی تنازعتم ہے کیونکہ احکام منصوصہ مشہورہ میں مخلوقین کا نزاع جبکہ وہ مومن بھی ہوں جیسا کہ یا ایہا الذین آمنوا سے مدلول ہے حکام کے ساتھ جبکہ وہ بھی مومن ہوں جیسا یا ایہا الذین آمنوا اور منکم سے مدلول ہے عادۃً ممتنع ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ احکام جو محل اختلاف ہیں غیر منصوص و مشہور نہیں ہیں تاکہ بلاواسطہ کتاب وسنت کیطرف رجوع کرسکیں پس لامحالہ وہ خفی اور دقیق ہیں جنکا مدلول کتاب وسنت ہونا محل اختلاف و نزاع ہوگیا اسلیے کسی واسطہ کی ضرورت ہوگی جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے جب تک تو آپ ہی کا واسطہ کافی تھا لیکن بعد آپکی وفات کے وہ واسطہ بجز استنباط کے کیا ہوسکتا ہے پھر جب بعض احکام خفی و دقیق بھی ہیں تو ضرور انکے مصادیق نصوص ہونیکے لیے فکر و استدلال درکار ہوگا یہی شرع میں قیاس کہلاتا ہے اور ممکن ہے کہ بعض طرق استدلال کے فریقین متخالفین کی فہم سے عالی ہوں کیونکہ ہر حاکم اور ہر محکوم کا قادر علی الاستدلال ہونا یا عالم بالاستدلال ہونا ضروری نہیں چنانچہ مشاہدہ ہے پھر بجز اسکے کہ فریقین ان علماء سے استفتاء کے بعد بلا اظہار علم دلیل عمل کرلیں اور کیا صورت ہوسکتی ہے ایسے ہی عمل کو تقلید کہتے ہیں البتہ اگر حاکم خود بھی حسب شرائط معتبرہ قوت قیاس کی رکھتا ہو تو خود اسکا قیاس و اجتہاد اس واسطہ کا قائم مقام ہوجاویگا پس یہ آیت قیاس یا تقلید شرعی کی نفی نہیں کرتی بلکہ حسب تقریر بالا اثبات کرتی ہے اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ اولو الامر کی تفسیر اگر خاص حکام کے ساتھ ہی کیجاوے جیسا متبادر بھی ہے اور علماء کو اسمیں داخل نکیا جاوے تب بھی دوسرے جزو یعنی فردوہ الی اللہ والرسول میں علماء کے اتباع کا وجوب آگیا بلکہ حکام کی اطاعت سے بھی زیادہ کیونکہ علماء کو خود حکام کا متبوع بھی قرار دیا ہیں اور متبوع کا اتباع ہے اور چونکہ حکم آیت کا ہر زمانہ کیلیے عام تھا اسلیے الی اللہ والرسول کے ترجمہ میں رسول کے ساتھ لفظ سنت کا اظہار کردیا کیونکہ بعد وفات نبوی یہی ممکن ہے البتہ اس رد کے لیے یہ ضرور نہیں کہ استدلال ہمیشہ ہر واقعہ میں تازہ ہوا کرے بلکہ جو استدلال مدون ہوچکے ہیں انپر عمل کرنا بھی رد میں داخل ہے پس اس سے اہل اجتہاد کا ہر وقت میں موجود رہنا لازم نہیں آتا اور اتفاق و اختلاف میں جو یہ عنوان اختیار کیا گیا ہے اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے خلاف ہونا یا نہونا اور یہ عنوان اختیار نہیں کیا کہ اللہ و رسول کے کہے ہوئے کے موافق ہونا یا نہونا وجہ اسکی یہ ہے کہ موافقت سے شبہ ہوتا کہ خدا اور رسول نے بھی اسکا حکم کیا ہو تو اس سے متبادر معنی وجوب کے ہوتے ہیں حالانکہ اطاعت حکام اسلام کی مباحات میں بھی ضروری ہے اسلیے وہ عنوان اختیار کیا کیونکہ مباح پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ خلاف نہیں یعنی حرام نہیں اور موافق کہ موہم وجوب ہے صادق نہیں آتا لیکے اوپر کی آیت میں اپنے جمیع معاملات کو اللہ و رسول کے احکام کیطرف رجوع کرنیکا حکم تھا آگے غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکی مذمت اور اسمیں منافقین کی تشنیع ہے کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے

ذم رجوع بسوی غیر حکم شریعت اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

الروایات ذکرت فی المتن واحد الاقوال فی الآیۃ نزولها فی غزوۃ مریسیع حین نزلت سورۃ المنافقین فیکون قولهم ان اردنا الخ ما اردنا بالکلام بین الفریقین المتنازعین فی تلک الغزوۃ الا التخیر والمصیبۃ ما اصابہم من الذل والخزی ۱۲

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں حالانکہ انکو یہ حکم ہوا ہے کہ اوسکو نہ مانیں اور شیطان اُن کو بھٹکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝ فَكَيْفَ إِذَا

اور جب انسے کہاجاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کیطرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھینگے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو

أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ

بنتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے انکی حرکت کی بدولت جو کچھہ وہ پہلے کر چکے تھے پھر آپکے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمارا اور کچھہ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ کوئی بھلائی نکل آوے اور باہم موافقت ہو جاوے

الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝

وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے جو کچھہ انکے دلوں میں ہے سو آپ انسے تغافل کر جایا کیجیے اور انکو نصیحت فرماتے رہیے اور انسے خاص انکی ذات کے متعلق کافی مضمون کہدیجیے

يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا (۶۰) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (۶۱) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا (۶۲) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا (۶۳)

(ان آیتوں میں ایک قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ ایک شخص تھا منافق بشر اسکا نام تھا کسی یہودی سے جھگڑا ہوا یہودی نے کہا چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسے فیصلہ کرا ئیں منافق نے کہا کعب بن اشرف کے پاس چل یہ یہود کا ایک سردار تھا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں حق پر یہودی ہوگا اُسنے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیکی رعایت نہ فرماوینگے وہاں حق فیصلہ ہوگا گو میں آپسے مذہبی مخالفت رکھتا ہوں منافق چونکہ باطل پر تھا اُس نے سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تو میری بات چلیگی نہیں گو میں ظاہراً مسلمان ہوں مگر کعب بن اشرف خود کوئی حق پرست نہیں وہاں میرا مقدمہ سرسبز ہو جاویگا بہرحال آخر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس مقدمہ لیگئے آپنے یہودی کو غالب کیا وہ منافق راضی نہوا اُس یہودی سے کہا کہ چلو حضرت عمرؓ کے پاس غالباً وہ یہ سمجھا ہوگا کہ حضرت عمرؓ کفار پر بہت سخت ہیں اس یہودی پر سختی فرماوینگے یہودی کو اطمینان تھا کہ گو سخت ہیں مگر وہ سختی حق پرستی ہی کی وجہ سے تو ہے جب میں حق پر ہوں تو مجکو ہی غالب رکھینگے اسلیئے اُسنے انکار نہیں کیا جب وہاں پہونچے تو یہودی نے سارا قصہ بیان کر دیا کہ یہ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلاس سے فیصل ہو چکا ہے مگر یہ شخص (یعنی منافق) اُسپر راضی نہیں ہوا آپنے اُس منافق سے پوچھا کیا یہی بات ہے اُسنے کہا ہاں حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا ٹھیرو آتا ہوں اور گھر سے ایک تلوار لیکر آئے اور منافق کا کام تمام کیا اور کہا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہو اُسکا یہ فیصلہ ہے اوردہ فی الروح بروایۃ الثعلبی وابن ابی حاتم عن ابن عباس۔ اور علامہ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ پھر اُس منافق مقتول کے ورثہ نے حضرت عمرؓ پر دعوی کیا اور اُس منافق کے کفر قولی و فعلی کی تاویل کی اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر فرما دی اور لباب میں ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن جریر کی روایات ابن عباس و شعبی سے جنمیں تین قصے کاہنوں کے پاس مقدمات لیجانے کے مذکور ہیں نقل کی ہیں سبکا وقوع ممکن ہے اور سب قصوں میں مصیبت کے وقت ایسے ہی عذر کرنا ہو سکتا ہے ان اردنا الا احسانا پس بطور تعجب کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپنے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (زبان سے تو) دعوی کرتے ہیں کہ وہ (یعنی ہم) اُس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی (یعنی قرآن) اور اُس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی (یعنی توریت کیونکہ یہاں منافقین کا بیان ہے اور اکثر منافقین یہود میں سے تھے مطلب یہ کہ زبان سے دعوی کرتے ہیں کہ ہم جسطرح توراۃ کو مانتے ہیں اسیطرح قرآن کو بھی مانتے ہیں یعنی اسلام کے مدعی ہیں پھر اُسپر حالت یہ ہے کہ) اپنے مقدمے شیطان کے پاس لیجانا چاہتے ہیں (کیونکہ غیر شرع کیطرف مقدمہ لیجانیکے لیے شیطان سکھلاتا ہے اُسپر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے شیطان ہی کے پاس مقدمہ لیگئے) حالانکہ (اس سے دو امر مانع موجود ہیں ایک یہ کہ) انکو (شریعت کیجانب سے) یہ حکم ہوا ہے کہ اُس (شیطان) کو نہ مانیں

اللغات: الصدید اللازم ومتعد کما فی القاموس ۱۲ النحو: ثم جاءوک عطف علی اصابتہم ۱۲ البلاغۃ: قولہ یریدون الم یقل یتحاکمون اشارۃ الی ان ہذا الامر یعنی التحاکم قبیح بحیث	لا یجوز ارادتہ فضلا عن التحاکم نفسہ ۱۲ قولہ ضلالا وصدودا مصدران للتاکید قولہ رایت المنفقین فیہ وضع المظہر موضع المضمر لان الکلام فی المنافقین وکان الظاہر رایتہم قولہ عنک الظاہر عنہما اشارا الی ان الصد عن الرسول موجب الصد عن اللہ ۱۲

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اور ہمنے تمام پیغمبروں کو خاص اسیواسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی انکی اطاعت کیجاوے اور اگر جسوقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اسوقت آپکی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول بھی انکیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا اور رحمت کرنیوالا پاتے

(یعنی اعتقاداً و عملاً اسکی مخالفت کریں) اور (دوسرا مانع یہ کہ) شیطان (انکا ایسا دشمن اور بدخواہ ہے کہ) انکو (راہ حق سے) بہکا کر بہت دور لیجانا چاہتا ہے (پس باوجود ان دونوں امر کے جنکا مقتضا یہ ہے کہ شیطان کے کہنے پر عمل نہ کریں پھر بھی اسکی موافقت کرتے ہیں) اور جب انسے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کیطرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کیطرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرماویں) تو آپ (اسوقت) منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلو تہی کرتے ہیں پھر کیسی جان کو بنتی ہے جب انپر کوئی مصیبت پڑتی ہے انکی اس حرکت کی بدولت جو کچھ وہ (اس مصیبت سے) پہلے کر چکے تھے (مراد اس حرکت سے شرع کو چھوڑ کر دوسری جگہ مقدمہ لیجانا اور مصیبت سے مراد جیسے قتل یا خباثت و نفاق کا کھل جانا اور رسوا ہونا یعنی اسوقت سخت پڑتی کہ اس حرکت کی کیا تاویل کریں جس میں پھر سرخرو رہیں) پھر (تاویل سوچکر) آپکے پاس آتے ہیں خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ (ہم جو دوسری جگہ چلے گئے تھے) ہمارا اور کچھ مقصود نہ تھا سوا اسکے کہ (معاملہ کے دونوں فریق کی) کوئی بھلائی (کی صورت) نکل آوے اور (آپس میں) باہم موافقت (و مصالحت) ہوجاوے (مطلب یہ کہ قانون تو شرع ہی کا حق ہے ہم دوسری جگہ شرع کو ناحق سمجھکر نہیں گئے تھے لیکن یہ بات ہے کہ قانونی فیصلہ میں تو صاحب حق کو حاکم رعایت کرنیکے لیے نہیں کہہ سکتا اور باہمی فیصلہ میں اکثر رعایت کرا دیجاتی ہے وہ چیز فی الجملہ ہمارے دوسری جگہ جانیکی اور قصہ قتل میں یہ تاویل اس مقتول کے فعل کی ہوگی جس سے منشاء اپنی برأت یا حضرت عمر رض پر دعوی قتل بھی ہوگا اللہ تعالیٰ آگے اس تاویل کی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ (نفاق و کفر) انکے دلوں میں ہے (کہ اس کفر و نفاق و عدم رضا بحکم شرع ہی کی وجہ سے یہ لوگ دوسری جگہ جاتے ہیں اور وقت معین پر اسکی سزا بھی پاوینگے) سو (مصلحت یہی ہے کہ) آپ (علم خداوندی و مواخذہ خداوندی پر اکتفا فرماکر) انسے تغافل کر جایا کیجیے (یعنی کچھ مواخذہ نہ فرمایئے) اور (ویسے اپنے منصب رسالت کے اقتضا سے) انکو نصیحت فرماتے رہیے (کہ ان حرکتوں کو چھوڑ دو) اور ان سے خاص انکی ذات (کی اصلاح) کے متعلق کافی مضمون کہہ دیجیے (تاکہ انپر حجت الٰہی قائم اور تمام ہوجاوے پھر مانیں نہ مانیں وہ جانیں) ف اس تغافل کے مصلحت ہونیکی وجہ یہ ہے کہ انکا کفر مشہور تو تھا نہیں اگر انکے ساتھ مثل کفار مجاہرین کے معاملہ جہاد کا ہوتا تو دور والوں کو انکی خفیہ شرارتوں کی تو خبر پہونچتی نہیں اور قتل و غارت مشہور ہی ہوتا تو اسلام سے لوگوں کو ایک گونہ توحش ہوتا کہ اسلام میں نہایت ہی تجبر و بدنظمی ہے اس توحش سے اسلام کی ترقی رک جاتی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ دعہ فان الناس یتحدثون ان محمدا یقتل اصحابہ اوکما قال اس مصلحت کیطرف مشیر ہو واللہ اعلم۔ البتہ چونکہ اس منافق کا قتل حضرت عمر رض کے ہاتھ سے واقع ہوچکا تھا اور وہ واقع میں وہ مستحق قتل تھا اسلیے وہ خون ہدر گیا اسپر کوئی قصاص یا دیت واجب نہیں کیگئی چنانچہ اس قتل پر ضمان کا ہونا کسی روایت میں منقول نہیں اور اگر کوئی وسوسہ کرے کہ اسمیں بھی اسلام کی بدنامی اور اسی توحش کا احتمال ہوسکتا ہے اسکا قطعی جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ کسی قاعدہ عامہ میں کسی خاص واقعہ کو مخصوص کردیں اور اس قاعدہ کے متعلق جو حکمت تھی اس سے زیادہ اس تخصیص میں حکمت رکھدیں چنانچہ خاص اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ منافق ظاہر میں مسلمان تھا اور اسکا مقابلہ تھا ایک مجاہر کافر کے ساتھ اور اس معاملہ میں اس منافق کو یہ سزا دیگئی اور خون اسکا ہدر ہوا تو وہ یہودی اس قصہ کو اپنی قوم میں مشہور کریگا بیان کریگا تو اہل عقل و انصاف اسلام کی حق پرستی کی اعلی درجہ کی داد دیسکتے ہیں کہ غیر قوموں کے مقابلہ میں بھی اپنی قوم کو امر حق قبول کرنے پر ایسا مجبور کرتے ہیں کہ نہ ماننے پر انکی رعایت نہیں کرتے واللہ اعلم باسرارہ ربط اوپر منافقین کے عذر نامعقول کا غلط ہونا بیان فرمایا ہے آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ بجائے اس تاویل باطل کے اگر استغفار اور ندامت بشرائطہا اختیار کرتے تو البتہ اس جرم کی تلافی ہوجاتی

تخطیہ منافقین در عدم استغفار وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۶۴)

اور ہمنے تمام پیغمبروں کو خاص اسیواسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم خداوندی (جو کہ اطاعت رسل کے باب میں فرمایا ہے) انکی اطاعت کیجاوے (پس ان لوگوں کو شروع ہی

الملحقہ استغفر لہم الرسول فی العدول عن استغفرت کما ہو مقتضی الظاہر تفخیم لشأنہ صلے اللہ علیہ وسلم کما ہو ظاہر ۱۲

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی یکفروا اعتقاداً الخ ان یعتقدوہ باطلا ولا یوافقوہ ۱۲ ۵۲ قولہ قیل کہا جاتا ہے اشارۃ الی ان القائل النظر الیہ لا الی القصۃ قد کانت وقعۃ ۵۳ قولہ فی رایت اسوقت اشار الی کونہ ظرفاً اذا ۵۴ قولہ فی جاءوک کہاتے ہوئے اشار الی کونہ حالا ۱۲ ۵۵ قولہ فی توفیقا مصالحت عطف تفسیری توفیقا الاول احسانا ۱۲ قولہ فی آخر توضیح نو جس سے مقصود یہی ولکونہ ہو المقصود الاصلی التفسیر علی ثبوت دعوی القصاص فانہ لم یرد بہ ۱۲ ۵۶ قولہ فی بعد سزا بھی الخ اکثر یا بلیغ القرآن اثبات العلم عن العقاب وبہذا ظہر الفاء فی قولہ فاعرض ۵۸ قولہ فی بلیغ ہشا ر ان البلیغ ما یبلغ مدلولہ المقصود بہ قولہ فی ف خاص مقام پیمہ اشار بہ لفظ خاص الی ان من الحکمۃ کما روی من قتل الحمی حاربا رسول اللہ صلی اللہ علیہ ولعل الحکمۃ فیہ مہابۃ الاسلام المخالفین ان اعلی مثل ذلک کما فی اکثر الحکومات ای بعد تبرئہ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہونگے جبتک یہ بات نہو کہ انکے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اسمیں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں پھر اُس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں

اطاعت کرنا واجب تھی) اور اگر (بشامت نفس سے حماقت ہی ہوگئی تھی تو) جسوقت (یہ گناہ کرکے) اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اُسوقت (ندامت کے ساتھ) آپکی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر (حاضر ہوکر) اللہ تعالیٰ سے (اپنے اس گناہ کی) معافی چاہتے اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم یعنی آپ) بھی انکے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنیوالا اور رحمت کرنیوالا پاتے (یعنی اللہ اپنی رحمت سے توبہ قبول فرمالیتے) ف یہ مطلب نہیں کہ منافق رہکر توبہ کرلینا کافی تھا کیونکہ خود قبول توبہ کے شرائط میں سے ایمان ہے پس خلاصہ یہ ہوا کہ نفاق چھوڑ کر ایمان لے آتے چونکہ استغفار موقوف تھا ایمان پر اسلیے اسکا ذکر اسکو مستلزم ہوگیا اُسکی تصریح کی حاجت نہیں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ثم جاؤک فآمنوا واستغفروا۔ پس ایک شرط تو اس قبول توبہ کی یہ ہے اور دو شرطیں اور بھی آیت میں مذکور ہیں ایک تو حاضری خدمت نبوی دوسرے آپکا بھی استغفار فرمانا حالانکہ ظاہرا توبہ کرنیکے یا مسلمان ہونے کے لیے صرف بندہ کا عرض معروض کرلینا کافی ہے سو شرط اول کی وجہ چند ہیں۔ ایک یہ کہ ایمان کا اظہار ضروری ہے اور جو شخص آپ سے مکانا قریب ہو اسکے اظہار کا عادۃً اُسوقت یہی طریق تھا کہ حضور کی خدمت میں آکر مسلمان ہوجاتے۔ دوسرے توبہ بحسب معصیت ہوتی ہے تدارک میں بھی جو امر کہ قابل تدارک ہو اور اعلان کی ضرورت وعدم ضرورت میں بھی چنانچہ ترک نماز سے توبہ کیلیے ضرور ہے کہ نمازیں قضا کرے اور معاصی معلن کے لیے توبہ کا اعلان ضروری ہے چونکہ یہ گناہ عدم حاضری کا تھا اسلیے تدارک حاضری سے ہوگا اور جیسا اُسکی اطلاع سب کو ہوئی تھی اِن توبہ کا بھی اظہار ضروری ہے جسکا طریق لطیف اُسوقت آپکی خدمت میں حاضری تھی تیسرے غیر حاضری سے آپکے قلب مبارک کو تاذی ہوئی تھی اور ایذاء رسول کفر ہے حاضری تطیب ہوگی اور دوسری شرط کی وجہ ایک یہ ہوسکتی ہے کہ آپکا استغفار ناشی ہوگا انشراح وطیب قلب سے اور اسکی ضرورت اوپر مذکور ہوچکی۔ دوسرے اس سے ان تائبین کی توفیق تصمیم قلب سے توبہ کرنیکی بڑھجاویگی اور توبہ کا تصمیم قلب سے ہونا ضروری ہے۔ پس حاصل شرائط مقصودہ یہ امور ہیں۔ ایمان۔ تدارک امور قابلہ تدارک مثل اداء حقوق عباد و تسلّم کوبھی۔ اعلان در محل اعلان۔ خلوص ندامت اور امور مدلولہ آیت ان امور مقصودہ کیلیے طرق تھے۔ اور اصل سوال کے جواب میں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ ان امور کا شرائط توبہ بتلانا مقصود نہیں بلکہ تکمیل توبہ کہنا مقصود ہے یعنی اس طرق سے توبہ کریں تو خوب کامل ہو پس نفس توبہ کا طریق نہیں بلکہ کمال توبہ کا ہی ربط اوپر شریعت کیطرف رجوع کرنیکو واجب اور غیر شریعت کیطرف رجوع کرنیکو حرام فرمایا تھا آگے فرماتے ہیں کہ شریعت کیطرف محض ظاہرا رجوع کرنا کافی نہیں بلکہ باطنا بھی اُسپر راضی ہونا ضروری ہے اور تسلیم کامل شرط ایمان ہے وجوب تسلیم حکم شرع ظاہرا و باطنا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝٦٥ پھر قسم ہے آپکے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عنداللہ) ایماندار نہونگے جبتک یہ بات نہو کہ انکے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اسمیں یہ لوگ آپ سے (اور آپ نہ ہوں تو آپکی شریعت سے) تصفیہ کراویں پھر (جب آپ تصفیہ کردیں تو) اُس آپکے تصفیہ سے اپنے دلوں میں (انکار کی) تنگی نہ پاویں اور (اُس فیصلہ کو) پورا پورا (ظاہر سے باطن سے) تسلیم کرلیں ف اگر یہ شبہ ہو کہ آپ تو حاکم ہی تھے پھر کسی کے حکم بنانے کے کیا معنی۔ جواب یہ ہے کہ ہمنے جو ترجمہ کیا ہے اُسمیں اسکی گنجایش نہیں رہی کیونکہ تحکیم اصطلاحی شرعی مراد نہیں بلکہ تحکیم حسی یعنی مقدمہ لانا مراد ہے اور یہ امر انہی کے فعل پر موقوف ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص دوسرے قانون کیطرف اُسکو باطل سمجھکر بھی رجوع کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں حالانکہ حرام کا مرتکب جبکہ اعتقاد حلت کا نرکھتا ہو مؤمن ہے گو فاسق ہو اسیطرح اگر کسیکے دلمیں شرعی فیصلہ سے تنگی پیدا ہو مگر اُس فیصلہ کو حق سمجھے وہ بھی مسلمان نہ ہونا چاہیے حالانکہ تنگی پر انسان کا اختیار نہیں اور غیر اختیاریات کا مکلف نہیں اسیطرح اگر اُس فیصلہ پر کوئی عمل نکرے تو یہ بھی عدم تسلیم ہے تو وہ بھی مسلمان نرہے حالانکہ ترک عمل سے ایمان نہیں جاتا۔ ان شبہات کا جواب یہ ہے کہ تحکیم اور عدم حرج اور تسلیم کے مراتب تین ہیں اعتقاد سے اور زبان سے اور عمل سے

اللغات فی القاموس شجر بینہم الامر شجورا تنازعوا فیہ لہ فالمراد بالامر وضمیر شجر راجع الیہ وبین صلۃ لہ شجر اختلط فان فی التنازع یختلط الامر ویختلف بین المتنازعین ۱۲

النحو لا مزیدۃ لتاکید القسم وقیل مزیدۃ لمظاہرۃ لا فی لا یؤمنون ۱۲

البلاغۃ وربک فیہ من فخامۃ شان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم ما لا یخفی ۱۲

الروایات فی اللباب عن الائمۃ الستۃ نزولہا فی قصۃ الزبیر ورجل من الانصار تخاصما فی شراج من الحرۃ۔ وفیہ قال الزبیر فما احسب ہذہ الآیات الا نزلت فی ذلک فلا وربک الخ وفیہ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن الاسود قال اختصم رجلان الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقضی بینہما وسرد مثل ما مضے من قصۃ بشر المنافق وقتل عمر ایاہ فانزل اللہ تعالیٰ فلا وربک الخ قلت والروایۃ الثانیۃ اوفق بالمقام والاولے لیست نصا فی کونہا سبب النزول ففیہا فما احسب ہذہ الآیات من غیر جزم ۱۲

[حاشیہ، کنارے سے کٹا ہوا:]
...ات الترجمۃ
...یہ گناہ لان الکلام
...بتۃ المحاصۃ التی یحکم
...سول اللہ صلی اللہ
...۱۲ قولہ فی
...شرط اجھر جملۃ علی
...لا فی اثبت کون
...شرط ولا بد من تقدم
...۱۲ قولہ فی
...سندی ہذا التعقیب
...سمعت امرا اسمع
...القاموس فذکری
...فصل علی المجمل ۱۲
...لہ فی یحکموک
...دون الخ اشار الی
...عمود یحکموک اشعر بک
...قولہ فی ثم لا
...جب آپ تصفیہ
...رۃ الی انہ یعطوف
...ر ینساق الیہ
...ی فتحکم بینہم ثم
...کذا فی الروح
...ولہ فی تسلیما
...افادہ التاکید
...ل المطلق وقولہ
...الخ بیان لہ
۱۲

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ

اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو　یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو　تو بجز معدودے چند لوگوں کے اس حکم کو کوئی بھی بجا نہ لاتا اور اگر یہ لوگ جو کچھ انکو نصیحت کیجاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے

بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ

تو انکے لیے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا　اور اس حالت میں ہم انکو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے　اور ہم انکو سیدھا رستہ بتلا دیتے　اور جو شخص

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا　اور صدیقین　اور شہدا　اور صلحا　اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

اعتقاد ہی یہ کہ قانون شریعت کو حق اور موضوع للتحکیم جانتا ہی اور اسمین مرتبہ عقل میں ضیق نہیں اور اسی مرتبہ میں اسکو تسلیم کرتا ہی اور زبان سے بھی ان امور کا اقرار کرتا ہی کہ حق سبحانہ ہی۔ اور عمل بھی یہ کہ بمقدمہ لیجی بھی جاتا ہی اور طبعی ضیق بھی نہیں اور اسی فیصلہ کے موافق کارروائی بھی کرلی سو اول مرتبہ تصدیق و ایمان کا ہی اسکا نہ ہونا عند اللہ کفر ہی اور منافقین میں خود اسی کی کمی تھی چنانچہ تنگی کے ساتھ لفظ انکار اسی کی توضیح کے لیے ظاہر کر دیا ہی۔ اور دوسرا مرتبہ اقرار کا ہی اسکا نہ ہونا عند الناس کفر ہی تیسرا مرتبہ تقویٰ و صلاح کا ہی اسکا نہ ہونا فسق ہی اور طبعی تنگی معاف ہی پس آیت میں بقرینہ ذکر منافقین مرتبہ اولی مراد ہی اب کوئی اشکال نہیں۔ لمایط اوپر کامل اطاعت کا وجوب ذکر فرمایا ہی آگے اسکا خیر و نافع ہونا اور اس درجہ کی اطاعت کرنیوالوں کا قلیل ہونا مذکور فرماتے ہیں **فضیلت اطاعت کاملہ و تقلیل اہل آن** وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا (۶۶) وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا (۶۷) وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (۶۸) اور ہم اگر لوگوں پر یہ بات (بطور احکام مقصودہ کے) فرض کر دیتے کہ تم خودکشی کیا کرو یا اپنے وطن سے بے وطن ہو جایا کرو تو بجز معدودے چند لوگوں کے (جو مومن کامل ہوتے) اس حکم کو کوئی بھی نہ بجا لاتا (اس سے ثابت ہوا کہ مطیعین کامل کم ہوتے ہیں) اور اگر یہ (منافق) لوگ جو کچھ انکو (اطاعت رسول بجان و دل کی) نصیحت کیجاتی ہے اسپر عمل کیا کرتے تو انکے لیے (دنیا میں تو بوجہ استحقاق ثواب کے) بہتر ہوتا اور (نیز باعتبار تکمیل دین کے انکے) ایمان کو زیادہ پختہ کرنیوالا ہوتا (کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ دین کا کام کرنے سے خود باطنی کیفیت اعتقاد و یقین کو ترقی ہوتی ہی) اور اس حالت میں (جبکہ عمل سے خیریت و تثبیت دین حاصل ہو جاتی تو آخرت میں) ہم انکو خاص اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتے اور ہم انکو (جنت کا) سیدھا رستہ بتلا دیتے (کہ بے روک ٹوک جنت میں جا داخل ہوں جو کہ اجر عظیم ملنے کا مقام ہی) **ف** اس معدودے چند میں تمام صحابہ و مومنین کاملین داخل ہیں جو کہ بمقابلہ کفار و فجار کے تعداد کے قلیل ہی ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ اسوقت کے مومنین میں ایسے لوگ دو چار ہوتے اسی لیے علیہم کی ضمیر کا مرجع مطلق ناس کو قرار دیا ہی نہ تو صحابہ کو کہ بلا دلیل ہی اور نہ منافقین کو کہ خلاف دلیل ہی کیونکہ انمیں تو ایسا ایک بھی نہ تھا جو اُن قلیل ہی اور جب اسمیں صحابہ و مومنین سب داخل ہیں تو ابیا بنی اسرائیل کا افضل ہونا اس امت سے لازم نہیں آیا کہ انمیں ستر ہزار کا مقتول ہونا سیر میں منقول ہی اور یہ جو قید لگائی ہے کہ بطور احکام مقصودہ کے وجہ اسکی یہ ہی کہ جہاد و ہجرت جنمیں قتل و خروج ہی اب بھی مشروع ہوا ہی لیکن حکم مقصود اعلا کلمۃ اللہ و صون الاسلام عن اعداء اللہ ہی حتی کہ اگر یہ علو و صون حاصل ہو جاوے پھر ہجرت و جہاد ختم ہو جاتا ہی اور یہ مضمون قتل نفس کا بطور جملہ معترضہ کے ہی واسطے افادہ تقلیل مخلصین کے جس سے ایک گونہ تسلی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ منافقین کی حالت پر غمزدہ نہوں اور اس مضمون کے سیاق و سباق میں منافقین کا تذکرہ ہی **ربط** اوپر اللہ و رسول کی اطاعت پر خاص مخاطبین سے وعدہ تھا آگے بطور قاعدہ کلیہ کے اللہ و رسول کی اطاعت پر عام وعدہ ہی اور قطع وعدہ کے خصوص اور عموم سے اجر عظیم جو مذکور ہوا ہے لگے اسکی گویا تفسیر بھی ہوگئی ہی یہ بھی مناسبت کی وجہ ہی **وعدہ فضل عظیم بر اطاعت احکام** وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (۶۹)

ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی اشد تثبیتا کیونکہ تجربہ ہذا التفسیر اخذتہ من البیضاوی والعصام ۱۲ ۔ ۲ قولہ فی صراطا جنت کا اخذتہ الروح ۱۲

النحو قولہ ما فعلوہ ای المکتوب المدلول علیہ بقولہ انا کتبنا۔ قولہ اذا فی الروح مقحمۃ للدلالۃ علی ان ما بعدہا الجزاء ... ترغیبا لتالی السابق علی المقدم قولہ فاولئک جمع باعتبار المعنی رفیقا حال او تمیز استوی فیہ الواحد والجمع **البلاغۃ** قولہ النبیین لم یقل النبی والرسول المراد بہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃ الی ان معیتہ صلی اللہ علیہ وسلم معیتہم علیہم **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ الا قلیلا بالنصب علی الاستثناء ۱۲ **الروایات** فی اللباب اخرج ابن جریر عن السدی قال لما نزلت ولو انا کتبنا افتخر ثابت بن

قیس بن شماس ورجل من الیہود فقال الیہودی واللہ لقد کتب اللہ علینا ان اقتلوا انفسکم فقتلنا انفسنا فقال ثابت واللہ لو کتب اللہ علینا اقتلوا انفسکم لقتلنا انفسنا فانزل اللہ ولو انہم فعلوا الخ فی اللباب اخرج الطبرانی وابن مردویہ عن عائشۃ عن رجل اخرج ابن ابی حاتم عن مسروق عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عکرمۃ عن فتی ما مفادہ المشترک قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف نراک فی الجنۃ وکیف نصبر ان لم نرک منزلتہ (ای ومن یطع اللہ الخ)

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں ۔ اے ایمان والو ۔ اپنی تو احتیاط رکھو ۔ پھر متفرق طور پر ۔ یا مجتمع طور پر نکلو

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ

اور تمہارے مجمع میں بعضا بعضا شخص ایسا ہے جو ہٹتا ہے پھر اگر تمکو کوئی حادثہ پہنچ گیا تو کہتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھپر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہیں ہوا اور اگر

اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا

تمپر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے تو ایسے طور پر کہ گویا تم میں اور اس میں کچھ تعلق ہی نہیں کہتا ہے ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کا شریک حال ہوتا تو مجکو بھی بڑی کامیابی ہوتی

عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ

تو ہاں اس شخص کو چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑے جو آخرت کے بدلے دنیوی زندگی کو اختیار کیے ہوئے ہیں

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور جو شخص (ضروری احکام میں بھی) اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا (گو تکثیر طاعات سے کمال حاصل نکر سکے) تو ایسے اشخاص بھی (جنت میں) ان حضرات کے ساتھ ہونگے جنپر اللہ تعالیٰ نے (کامل) انعام (دین و قرب و قبول کا) فرمایا ہے یعنی انبیا (علیہم السلام) اور صدیقین (جو کہ انبیا کی امت میں سب سے زیادہ رتبہ کے ہوتے ہیں جنہیں کمال باطنی بھی ہوتا ہے جنکو عرف میں اولیا کہا جاتا ہے) اور شہدا (جنہوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دیدی) اور صلحا (جو شریعت کے پورے متبع ہوتے ہیں واجبات میں بھی اور مستحبات میں بھی جنکو نیک بخت دیندار کہا جاتا ہے) اور یہ حضرات (جسکے رفیق ہوں) بہت اچھے رفیق ہیں (اور مطیع کے ساتھ معیت و رفاقت ثابت ہے پس حاصل یہ ہوا کہ اطاعت کا یہ ثمرہ ہوا کہ اسکو ایسے رفیق ملے) یہ (معیت و رفاقت ان حضرات کے ساتھ محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی یہ عمل کا اجر نہیں ہے کیونکہ اُسکا مقتضا تو یہ تھا کہ جو درجہ اُس عمل کا مقتضا تھا وہاں سے آگے نہ جا سکتا پس یہ بطور انعام کے ہے) اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں (ہر ایک کے عمل کو اور اُسکے مقتضا کو اور اُس مقتضا سے زائد مناسب انعام کی مقدار کو خوب جانتے ہیں کیونکہ اس انعام میں بھی تفاوت ہوگا کسیکو ان حضرات سے بار بار قرب ہوگا کسیکو گاہ گاہ وعلی ہذا واللہ اعلم) ف ساتھ ہونیکا یہ مطلب نہیں کہ وہ اشخاص جنت میں جاوینگے کیونکہ یہ مطلب قرینہ مقام سے کہ مقام مدح و فضل ہے خلاف ہے اور یہ مطلب بھی نہیں کہ یہ اشخاص خاص ان حضرات کے درجہ میں چلے جاوینگے کیونکہ ہم درجات عند اللہ وغیرہ آیات میں یہ تفاوت ثابت ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنے درجہ سافلہ سے انکے درجہ عالیہ پر پہونچکر مشرف بزیارت و برکات اُس درجہ کے ہوا کرینگے ۔ اور جاننا چاہیئے کہ ضروری احکام کے مدارج بھی مختلف ہیں ادنیٰ درجہ وہ ہے جس سے آدمی مومن ہو جاتا ہے اور اس سے اعلیٰ وہ ہے جس سے لقب عاصی سے بچ جاتا ہے پس جس درجہ کے احکام ضروریہ میں اطاعت ہوگی اس درجہ کی معیت ہوگی ۔ اور اس سے اعلیٰ یہ ہے کہ تطوعات ظاہری و باطنی کو بھی بجالاوے یہاں من یطع اللہ والرسول میں یہ درجہ اسلیے مراد نہیں کہ اس سے تو صدیقیت و شہادت و صلاح کے ساتھ متصف ہوتا ہے جنکے ساتھ معیت کا ذکر ہے ورنہ مع کے معنے میں متحد ہو جاوینگے حالانکہ انکا متعدد ہونا ضروری ہے ربط مِن رکوع کے قریب منجملہ معاملات مع المخالفین کے جو کہ ایک محل ہے تقوی کا قبائح کفار کا اظہار چلا آتا ہے اور مقابلہ کے لیے بیچ بیچ میں اہل ایمان کی فضیلت کا بھی ذکر آگیا تھا منجملہ اُن معاملات مع المخالفین کے احکام جہاد ہیں آگے اسکا ذکر شروع ہوتا ہے پہلے سے چھ رکوع تک یعنی اس پارہ کے تین پاؤ کے قریب تک اسی مضمون کے متعلقات چلے گئے ہیں **حکم نوزدہم وجوب جہاد و فضل آن و ذم تقاعد از آن** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ

اللغات ثبات جمع ثبۃ وہی الجماعۃ فوق العشرۃ وقیل فوق الاثنین ووزنہا فی الاصل فعلۃ کحطۃ حذفت لامہا وعوض عنہا ہاء التانیث وہل ہی واو من ثبا یثبوا ای اجتمع او یاء من ثبیت علی فلان بمعنی اثنیت علیہ بذکر محاسنہ وجمعہا قولان کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ فی حاشیۃ البیضاوی یقال اخذ حذرہ اذا تیقظ واحترز من المخوف کانہ جعل الحذر آلتہ التی یقی بہا نفسہ ویعصم بہا روحہ والمعنے احذروا واحترزوا من العدو ولا تمکنوہ من انفسکم ۱۲

فَقَاتِلُوٓا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ ۚ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ۟

تو تم شیطان کے ساتھیوں سے جہاد کرو واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے

فَقَاتِلُوٓا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ﴿۷۶﴾ اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم جہاد نہ کرو (باوجودیکہ اسکا مقتضی داعی موجود ہے کیونکہ یہ جہاد) اللہ کی راہ میں (ہوتا ہے یعنی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے موضوع ہے جسکا اہتمام ضروری ہے) اور (اس اعلاء دین کے آثار میں سے ایک خاص اثر کی ضرورت بھی درپیش ہے وہ یہ کہ) کمزور (ایماندار) وں کی خاطر سے (بھی لڑنا ضروری ہے تاکہ کفار کے پنجہ ستم سے رہائی پاویں) جن (بیچاروں) میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں اور کچھ بچے ہیں جو (کفار سے تنگ و پریشان ہو ہوکر) دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو (کسیطرح) اس بستی سے (یعنی مکہ سے جو ہمارے لیے مثل زندان کے ہے) باہر نکال جسکے رہنے والے سخت ظالم ہیں (کہ ہم پر آفت ڈھا رکھی ہے) اور ہمارے لیے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کیجیے اور ہمارے لیے غیب سے کسی حامی کو بھیجیے (کہ ہمارے ساتھ حمایت اور دوستی کر کے ان ظالموں کے پنجہ سے چھڑاوے) جو لوگ پکے ایماندار ہیں وہ تو (ان احکام کو سنکر) اللہ کی راہ میں (یعنی غلبہ اسلام کے قصد سے) جہاد کرتے ہیں اور جو لوگ (انکے مقابلہ میں) کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں (یعنی غلبہ کفر کے قصد سے) لڑتے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ان دونوں میں نصرت اللہ کی طرف سے ایمانداروں کو ہوگی جب ایماندار منصور من اللہ ہیں) تو (اے ایماندارو) تم شیطان کے ساتھیوں سے (یعنی کافروں سے جو کہ منصور من اللہ نہیں) جہاد کرو (اور گو وہ بھی غلبہ کی مختلف تدبیریں کرتے ہیں لیکن) واقع میں (وہ شیطانی تدبیریں ہیں کہ شیطان ان کفر کی تدبیر وں کا امر کرتا ہے اور) شیطانی تدبیر (خود) لچر ہوتی ہے (کیونکہ اسمیں غیبی امداد نہیں ہوتی اور گاہے غلبہ ہو جانا یہ استدراج ہے تو غیبی امداد و نصرت جو مومنین کے ساتھ ہے وہ تدبیر اسکا کیا مقابلہ کریگی خلاصہ یہ کہ داعی بھی ہے اور وعدہ نصرت بھی ہے پھر کیا عذر ہے اسلیے تکریر تاکید کیگئی) ف مکہ میں ایسے کمزور مسلمان رہگئے تھے کہ اپنی ضعف جسمانی و کم سامانی کیوجہ سے ہجرت نکر سکے پھر کافروں نے بھی نہ جانے دیا اور طرح طرح سے انکو ستانے تھے چنانچہ احادیث و تفاسیر میں بعضوں کے نام بھی آئے ہیں جیسے حضرت ابن عباس رض اور انکی والدہ اور سلمہ بن ہشام اور ولید بن الولید اور ابو جندل بن سہیل آخر حق تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی اور بعضوں کی رہائی کا تو پہلے ہی سامان ہوگیا اور پھر مکہ معظمہ فتح ہوگیا جس سے سبکو امن اور اعزاز حاصل ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر حضرت عتاب بن اسید کو عامل حاکم مقرر فرمایا پس ولی و نصیر کا مصداق خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جاوے اور یہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور یا حضرت عتاب رض کو کہا جاوے کہ انہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں سبکو خوب آرام پہونچایا۔ اور اگر کسیکو وسوسہ ہو کہ جب انکی دعا کا مستجاب ہونا مقدر ہو چکا تھا تو پھر مسلمانوں کو اس حکم دینے کے کیا معنے کہ تم انکی خاطر سے لڑو کیونکہ نصرت خالق کے ہوتے ہوئے نصرت مخلوق کی کیا ضرورت ہے جواب یہ ہے کہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ انکی دعا تو ضرور ہی ہم قبول کرینگے اور ضرور عالم اسباب میں کسی نہ کسی سے یہ کام لینگے خواہ تم کرو یا نکرو یہ کام تو ضرور ہی کریگا لیکن تمہاری خیرخواہی سے کہتے ہیں کہ مفت کی دولت ہاتھ آتی ہے گو تمہاری شرکت کی کوئی ضرورت تو ہے نہیں لیکن شرکت کروگے تو تمکو بھی ثواب ملجاویگا ورنہ دوسری جگہ فرما ہی دیا ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم الآیۃ۔ اور یہاں ایمانداروں سے جو وعدہ نصرت فرمایا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ ایماندار ہونیکا یہ مقتضا ہے اور ممکن ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے کسی وقت مقتضا موثر نہو خواہ وہ مانع ابتلا ہو یا اختلال اطاعت ہو یا دونوں ہوں جیسا احد میں ہوا۔ ربط اوپر جہاد کا وجوب اور اسکے فضائل بیان کرکے اسکی ترغیب تھی آگے دوسرے طور پر اسکی ترغیب ہے یعنی جہاد میں بعض مسلمانوں کے مستعد ہونے پر انکی ایک لطف آمیز شکایت بھی ہے جسکی بنا یہ ہوئی کہ مکہ میں کفار بہت ستانے تھے اسوقت بعض صحابہ نے جہاد کی اجازت اصرار سے چاہی مگر اسوقت حکم تھا عفو و صفح کا بعد ہجرت کے جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو طبعًا بعض کو دشوار ہوا اور وہ فی لباب النقول عن النسائی اسپر یہ شکایت فرمائی گئی اور چونکہ بطور انکار یا اعتراض علی الحکم کے نہ تھا بلکہ محض تمنا تھی اور چند سے اس حکم کے نہ آنیکی اسلیے توبیخ نہیں ہے محض لطف آمیز شکایت ہے اور اس تمنا کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عادۃً محرک کے وقت کام زیادہ آسان ہوتا ہے تو مکہ میں کفار کی ایذاؤں سے جوش اٹھتا تھا ہجرت کے بعد جو امن ہوا اتنا جوش نرہا اب طبعی مصلحتیں خیال میں آنے لگیں۔ اور اس شکایت کے ساتھ دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کا بقا اور موت سے کسی حال میں نہ بچ سکنا مذکور ہے اور ان سب مضامین کا ترغیب میں دخل ہونا ظاہر ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو تھامے رہو اور نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی لوگوں سے

النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو اور تھوڑی مدت مہلت دے دی ہوتی آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع محض چند روزہ

قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ

اور آخرت ہر طرح سے بہتر ہے اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آ دباوے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو

شکایت تاخر عن الجہاد وتزہید فی الدنیا أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ ج فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ج وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ج لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ط قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ قف وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ عدم اغناء حذر عن الموت أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ (قبل نزول حکم جہاد تو ان کا یہ حال تھا کہ ان کو جوش کے لیے) یہ کہا گیا تھا کہ (ابھی) اپنے ہاتھوں کو (لڑنے سے) تھامے (اور روکے) رہو اور (جو جو حکم تم کو ہو چکے ہیں ان پر عمل کرتے رہو مثلاً) نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو (یا تو یہ حالت تھی اور یا) پھر جب ان پر جہاد کرنا فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے بعض بعض آدمی (مخالف) لوگوں سے (طبعاً) ایسا ڈرنے لگے (کہ ہم قتل کر دیئے جاویں گے) جیسا (کوئی) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا (زیادہ ڈرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اکثر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا عقلاً ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ طبعی حالت عقلی حالت سے شدید ہوتی ہے دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ سے جیسا خوف ہے ویسی امید رحمت بھی تو ہے اور کافر دشمن سے تو ضرر کا خوف ہی خوف ہے اور چونکہ یہ خوف طبعی تھا اس لیے گناہ نہیں ہوا) اور (ایک تمنائے التواء حکم جہاد برائے چندے) یوں کہنے لگے (خواہ زبان سے یا دل سے اور خدا تعالیٰ کے علم میں قول نفسی قول لسانی کے برابر ہی ہے) کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے (ابھی سے) ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہم کو (اپنی عنایت سے) اور تھوڑی مدت مہلت دے دی ہوتی (ذرا ایک بار جی بھر کے جی لیتے اور چونکہ یہ عرض کرنا بطور اعتراض یا انکار کے نہ تھا اس لیے گناہ نہیں ہوا) آگے جواب ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا تمتع (جس کے لیے تم تمنی التواء ہو) محض چند روزہ ہے اور آخرت (جس کا حصول کامل اعلیٰ درجہ کا) ہر طرح سے بہتر (یعنی بقا میں بھی لذت میں بھی مگر وہ) اس شخص کے لیے (ہے) جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے بچے (کیونکہ اگر کفر کے طور پر مخالفت کی تو بالکل ہی تمتع آخرت کچھ بھی نہیں اور اگر معصیت کا مرتکب ہوا تو اعلیٰ درجے سے محروم رہیگا) اور تم پر دھاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جاوے گا (یعنی جتنے اعمال ہونگے ان کا پورا پورا ثواب ملیگا پھر جہاد جیسے عمل کے ثواب سے کیوں خالی رہتے ہو اور اگر جہاد بھی نہ کیا تو کیا وقت معین پر موت سے بچ جاؤ گے ہرگز نہیں کیونکہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ) تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی تم کو موت آ دباوے گی اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو (کیوں نہ) ہو (غرض جب موت اپنے وقت پر ضرور آوے گی اور ہر کوئی دنیا چھوڑ ہی جاوے گا تو آخرت میں خالی ہاتھ کیوں جاؤ بلکہ ع چند روزے جہد کن باقی بخند) ف ان صاحبوں کا یہ تمنائی قول اگر زبان سے تھا تب تو اس کی توجیہ معصیت نہ ہونے کی معلوم ہو گئی اور اگر دل میں بطور حدیث النفس و وسوسہ کے تھا تو وسوسہ کا معصیت نہ ہونا قرآن وحدیث میں وارد ہے کوئی تردد ہی نہیں اور لفظ قالوا سے صدور معصیت کا شبہ کیا جاوے کیونکہ اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ قالوا محدثین انفسہم اور مطلق قول معصیت نہیں بلکہ جو لسان انکار یا بالاعتقاد ہو اور یہ ثابت نہیں اور وجہ اس تمنا یا وسوسہ کی تمہید میں ذکر کر چکا ہوں ربط اوپر ترغیب جہاد میں یہ مذکور ہوا ہے کہ وقت پر موت نہیں ٹلتی خواہ جہاد میں جاؤ یا نہ جاؤ چونکہ بعض منافقین جہاد میں جانے کو موت میں مؤثر اور نہ جانے کو حیات میں مؤثر سمجھتے اور کہتے تھے جیسا پارہ لن تنالوا کے نصف پر ان کا یہ قول آیا ہے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا اور یہ قول لو اطاعونا ما قتلوا پس جب کبھی جہاد میں قتل وموت واقع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے کہ آپ ہی کے کہنے

ملحقات الترجمہ ۵۷ قوله فی المد ترا لیسا نقافیا نقاد ل علیہ لفظ الکف فان الکف لمن یرید الاقدام ... قوله فی ... [illegible]

اللغات البروج الحصون والقلاع کذا فی الروح عن ابن عباس المشیدۃ الجص ۱۲ **النحو** قوله او اشد خشیۃ معطوف علی ما قدر قبل الخشیۃ من المفعول المطلق ای خشیۃ کخشیۃ اللہ او اشد ... فالتقدیر یخشون الناس خشیۃ کخشیۃ اللہ او خشیۃ اشد ... قوله ولو کنتم فی الروح والجملۃ معطوفۃ علی اخری مثلها ای لو لم تکونوا فی بروج ولو کنتم فی بروج ... **البلاغۃ** قوله اذا فریق فی الروح دتوجیہ التعجیب ... للایذان بانہ ما کان ینبغی ان یصدر من احد منهم ... فی حالۃ الاولیٰ ۱۲

وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ
اور اگر ان کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ ہو گئی — اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے
يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ
تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سبب سے ہے — آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے
حَدِيثًا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ
اے انسان تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیری ہی بدولت سے ہے

جہاد میں گئے اور شکار موت ہوئے دیکھو جہاد کا مؤثر فی الموت ہونا ثابت ہو گیا اور اگر کبھی باوجود اسباب ظاہری کے کمی کے کفار پر فتح ہوتی اور اس سے استدلال کیا جاتا کہ دیکھو جہاد اگر مؤثر فی الموت ہے تو اب وہ اثر کہاں گیا تو کہتے کہ یہ محض اتفاقی بات منجانب اللہ ہے غرض سب کام بگڑتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام — اور سنور تا تو اتفاقی بات اسپر آگے گفتگو فرماتے ہیں ہذا التفصیل اخذتہ بتمامہ من روح المعانی عن ابن عباس وقتادۃ بالاسناد لکن کلا الامرین مذکورین فی القرآن کاف لارتباط ما سیاتی بما قبلہ فان ذکر الجہاد قد جر الی ذکر من کان ینکر علیہ فافہم ۔ تحقیق اسباب مؤثر فی الحوادث وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ اور اگر ان (منافقین) کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے (جیسے فتح و ظفر) تو کہتے ہیں کہ یہ منجانب اللہ (اتفاقاً) ہو گئی (ورنہ مسلمانوں کی بے تدبیری میں تو کوئی کسر نہیں) اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آتی ہے (جیسے جہاد میں موت و قتل) تو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ آپ کی نسبت) کہتے ہیں کہ یہ آپ (کی اور مسلمانوں کی بے تدبیری) کے سبب سے ہے (ورنہ چین سے گھر و ں میں بیٹھے رہتے تو کیوں اس مصیبت میں پھنستے) آپ فرما دیجئے کہ (میاں لوگو ں میں ذرا بھی دخل نہیں بلکہ) سب کچھ (نعمت و نقمت) اللہ ہی کی طرف سے ہے گو ایک بلا واسطہ ہو اور ایک بواسطہ جیسا عنقریب اسکی تفصیل آتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نعمت تو محض انکے فضل سے ہے بلا واسطہ اعمال ہے اور نقمت انکے عدل سے ہے بواسطہ اعمال سیئہ عباد کے پس تم جو مصیبت میں پھر اور قتل سمجھتے ہو واقع میں عباد کے اعمال سیئہ کا اثر ہے اور قتل ہے جیسا احد میں شکست کی وجہ گذر چکی ہیں اور یہ بات تھا ہی ظاہر اگر آدمی ذرا بھی غور کرے تو خوشحالی کے قبل کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاویگا محض فضل ہی ثابت ہوگا اور بدحالی کے قبل ضرور کوئی عمل بد جسکی سزا اس سے زیادہ ہوتی پاویگا جب ایسی ظاہر بات ہے تو ان (حماقت شعار) لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے (اور سمجھینگے تو کیا اور وہ تفصیل اس اجمالی جواب مذکور کی یہ ہے کہ) اے انسان تجھ کو جو کوئی خوشحالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (فضل ہے) اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیری ہی (اعمال بد کے سبب سے) ہے (پس اس بدحالی کو عمل بالاحکام الشرعیہ یا شارع کی طرف نسبت کرنا پوری جہالت ہے جیسا منافقین جہاد اور امام الجہاد کی طرف اسکی نسبت کرتے تھے) ف جاننا چاہیے کہ اس مقام کی جو تقریر کی گئی اس سے معلوم ہو جاویگا کہ یہاں مسئلہ خلق افعال کا مذکور نہیں بلکہ یہاں محض بیان فضل و عدل کا مقصود ہے اور ما اصابک الخ ماقبل کا بیان ہے اب اسپر کسی قسم کا اشکال انشاء اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہوگا ۔ اور جاننا چاہیے کہ قل کل من عند اللہ اور ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ میں منافقین کے قول کا جواب حسنہ کے باب میں تھا من عند اللہ تسلیم لازم نہیں آتا کیونکہ انکی مراد حمد نہ تھی بلکہ بطور محاورہ کے تھا جیسے خلاف توقع امور کو کبھی اللہ کی طرف کبھی تقدیر کی طرف نسبت کر دیتے ہیں انکا مقصود زیادہ اس سے یہ تھا کہ لیس من عندک و بہ برکۃ رائک ۔ اور جاننا چاہیے کہ بدحالی کو جو ثمرہ اعمال کا فرمایا یہ ہر ایک کے لیے نہیں بلکہ بدعمل آدمی کے لیے ہے ورنہ ابرار کے لیے حوادثات و بلیات خود رحمت و تربیت ہی خوب سمجھ لو ۔ اور جاننا چاہیے کہ خوشحالی میں جو کہا گیا کہ کوئی نیک عمل اس درجہ کا نہ پاویگا وجہ اسکی ظاہر ہے کیونکہ اول تو ان اعمال حسنہ سے پہلے خود بہت سی نعمتیں اتنی ہو نگی کہ ان اعمال کو انکا مکافی نہیں کہہ سکتے تو ثمرہ جدیدہ کا کیا حق ہے دوسرے خود ان اعمال میں پوری شرائط قبول کے نہیں پائے جاتے اور بعض جگہ جو اچھے ثمرات کو اعمال حسنہ کا عوض فرما دیا گیا تھا وہ محض صورۃ ہے ورنہ حقیقۃ اصلی سبب فضل ہی ہے ربط اوپر منافقین کے اس قول سے جس میں بدحالی کو نعوذ باللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف براہ اعتراض و سوء ادب منسوب کرتے تھے انکار آپکی رسالت کا بھی لازم آتا تھا آگے اس لازم کا ابطال ہے جس سے ملزوم کا ابطال دوسرے طرز پر بھی ہو گیا اور رسالت کا اثبات ہے مع اشارہ کی دلیل رسالت کی طرف

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپکو انکا نگران کر کے

حَفِيْظًا ۝ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ

نہیں بھیجا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت مشورے کرتی ہے انمیں کی ایک جماعت برخلاف اسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝

التفات کیجیے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں۔ کیا پھر یہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بکثرت تفاوت پاتے

اثبات رسالت مع اشارہ بسوء ودلیل وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اور ہم نے آپکو تمام لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور (اگر کوئی منافق کافر انکار کرے تو اسکے انکار سے نفی نبوت کی کب ہو سکتی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ (آپکی رسالت کے) گواہ کافی ہیں (جنھوں نے قولی و فعلی شہادت دی ہے قولی تو مثلاً یہی جملہ وارسلناک۔ اور فعلی یہ کہ معجزات جو دلیل اثبات نبوت ہیں آپکو عطا فرمائے) ف تمام لوگوں میں جن اور انسان دونوں آگئے جیسا من الجنۃ والناس کو بیان کیا گیا ہے الناس کا جو صدر الناس میں ہے پس اس میں بیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کا جو قرآن و حدیث میں اور جگہ بھی مذکور و منصوص اور عقیدہ قطعی ہے ربط اوپر اثبات تھا رسالت کا آگے رسالت کے حق کا کہ وجوب اطاعت ہے بیان فرماتے ہیں اور مخالفین کی عدم اطاعت پر آپکی تسلی بھی فرماتے ہیں **ایجاب اطاعت مع تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ جس شخص نے رسول (اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (اور جس نے آپکی نافرمانی کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت عقلاً بھی واجب ہے پس آپکی اطاعت بھی واجب ہوئی) اور جو شخص (آپکی اطاعت سے) روگردانی کرے سو (آپ کچھ غم نہ کیجیے کیونکہ) ہم نے آپکو (بطور ذمہ داری کے) انکا نگران کر کے نہیں بھیجا (کہ آپ انکو کفر نہ کرنے دیں جس سے احتمال آپ سے بازپرس ہونے کا ہو بلکہ محض پیغام پہونچا کر آپ سبکدوش ہو جائیے اس میں تسلی فرما دی گئی کیونکہ آپ کو بہت غم ہوا کرتا تھا) ف بطور ذمہ داری کی قید اسلیے لگائی کہ شفقۃ تو آپ مدام کی نگرانی رکھتے تھے اور انکے معاش و معاد کی اصلاح فرماتے رہتے تھے ربط اوپر اطاعت رسول کا وجوب مذکور تھا آگے بعض منافقین کا معاملہ مذکور ہے جو اس واجب کے تارک تھے **ذکر معاملہ منافقین درباب اطاعت رسول مع تسلیہ** وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اور یہ (منافق) لوگ (آپکے احکام سنکر آپکے سامنے زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہمارا کام (آپکی) اطاعت کرنا ہے پھر جب آپکے پاس سے (اٹھکر) باہر جاتے ہیں تو شب کے وقت (پوشیدہ) مشورے کرتی ہے انمیں کی ایک جماعت (یعنی انکے سرداروں کی جماعت) برخلاف اسکے جو کچھ کہ زبان سے کہہ چکے تھے (اور چونکہ وہ سردار ہیں اصل مشورہ وہ کرتے ہیں باقی انکے تابع رہتے ہیں تو اس خلاف میں سبکی ایک حالت ہے) اور اللہ تعالیٰ (سرکاری روزنامچہ میں) لکھتے جاتے ہیں جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کیا کرتے ہیں (موقع پر سزا دینگے) سو آپ انکی (بیہودگی کی) طرف التفات (اور خیال) نہ کیجیے اور (نہ کچھ فکر کیجیے بلکہ سارا قصہ) اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (وہ خود مناسب طور پر اسکا دفعیہ فرما دینگے چنانچہ کبھی انکی شرارت سے کوئی ضرر نہیں پہونچا) ربط اوپر اثبات تھا رسالت کا جسکے وہ منکر تھے آگے ایک خاص اور عجیب طرز پر جو اس مقام کے نہایت مناسب ہے اثبات ہے قرآن کی حقانیت کا جو اعظم دلائل رسالت ہے کہ انکار رسالت میں اسکا بھی انکار لازم آتا تھا نیز وہ بالذات بھی اسکے منکر تھے۔ **اثبات حقانیت قرآن** اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ کیا (قرآن کا اعجاز فصاحت و بلاغت میں اور اخبار عن الغیب میں دیکھ رہے ہیں اور) پھر قرآن میں غور نہیں کرتے (تاکہ اسکا کلام الٰہی ہونا واضح ہو جاوے) اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس (کے مضامین) میں (بوجہ انکے کثیر ہونے کے واقعیات سے اور حد اعجاز سے) بکثرت تفاوت پاتے (کیونکہ ہر مضمون میں ایک ایک اختلاف و تفاوت ہوتا تو مضامین کثیرہ میں اختلافات کثیرہ ہوتے حالانکہ ایک مضمون میں بھی اختلاف نہیں پس لامحالہ یہ غیر اللہ کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ثابت حاصل مقام یہ ہے کہ

اللغات بیت من التبییت لانہ تدبیر الفعل لیلا والعزم علیہ ومنہ تبییت نیۃ الصیام کذا فی الروح | قلت وعلیہ ترجمت ہذہ الکلمۃ موافقۃ للشاہ عبد القادر رحمہ اللہ وکثیرہم فسروا بمطلق التدبیر ۱۲

الاختلاف بین احد الجمل درجۃ الاعجاز وکذا بین الاخرٰی درجۃ الاعجاز فانہم ای کان کل جزء منہ مخالفا لوجہ الاعجاز فعلی ہذا کون الاختلاف قلیل فی الکتاب الکبیر تقدیر محال لا بحقیقیۃ۔ ۔ ۔ من ان الکلام الذی فیہ الاختلاف

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ فی الناس تمام فاللام للاستغراق ۱۲ ۵۲ قولہ فعلی ۔ ۔ ۔ الخ وہو المراد من قولہ ۔ ۔ ۔ مع اشارہ الخ ۱۲ ۵۳ قولہ فی من یطع الرسول اور جس نے آپکی نافرمانی الخ دل علیہ قولہ ومن تولی وبہذا ثبت الوجوب باللفظ ۔ ۔ ۔ ومن یطع الرسول غایتہ کون اطاعتہ لازما لاطاعۃ الرسول ونفی الملزوم لا یدل علی نفی اللازم ۱۲ ۵۴ قولہ فی حفیظا نگران ودخل فیہ معنی ۔ ۔ ۔ فی لساننا ۔ ۔ ۔ ۵۵ قولہ فی یقولون ۔ ۔ ۔ کذا روی عن ابن عباس ۔ ۔ ۔ والسدی کما فی الروح ۱۲ ۵۶ ۔ ۔ ۔ فی طاعۃ ہمارا کام فی الروح ای ۔ ۔ ۔ طاعۃ ۱۲ ۵۷ قولہ فی تقو ۔ ۔ ۔ کہہ چکے تھے لان قولہم ۔ ۔ ۔ الی الماضی دلالۃ علی الا ۔ ۔ ۔ ۵۸ قولہ بعد قول باقی تابع الخ ۔ ۔ ۔ للتخصیص ۔ ۔ ۔ ۵۹ فائدہ ۔ ۔ ۔ ہذا المقام ۔ ۔ ۔ ہو ان المفہوم من الآیۃ ۔ ۔ ۔ الکثیر من لوازم کون الکلام ۔ ۔ ۔ ومعلوم ان انتفاء اللازم ۔ ۔ ۔ الملزوم ۔ ۔ ۔ فیہ الاختلاف القلیل ۔ ۔ ۔ المخلوق ۔ ۔ ۔ کلام اللہ تعالی ۔ ۔ ۔ ولو کان قلیلا ۔ ۔ ۔ ما ذکرتہ فی فائدہ ۔ ۔ ۔ لکون الکلام من المخلوق ۔ ۔ ۔ قلیلا ۔ ۔ ۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

اور جب تمکو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ مین سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہدو بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر حساب لینگے

جو شخص اچھی سفارش کرے (یعنی جسکا طریق و مقصود دونون مشروع ہوں) اسکو اس (سفارش) کی وجہ سے (ثواب کا) حصہ ملیگا اور جو شخص بری سفارش کرے (یعنی جسکا طریق یا غرض غیر مشروع ہو) اسکو اس (سفارش) کی وجہ سے (گناہ کا) حصہ ملیگا اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہین (وہ اپنی قدرت سے نیکی پر ثواب اور بدی پر عذاب دیسکتے ہین) ف طریق کا غیر مشروع ہونا اسطرح کہ مثلاً کسی غریب کی امداد کے لیے کسی امیر سے کہا مگر اسطرح کہ اسکو مجبور کیا اور اسپر گران ہوا گو غرض بری نہین مگر طریقہ برا ہی کہ ایذا مسلم معصیت ہی اور مقصود غیر مشروع یہ کہ کسی ظالم کی اعانت کے لیے کہا کہ غرض ہی حرام ہی جو سفارش دونون سے منزہ ہو وہ عبادت ہی کہین واجب کہین مستحب مسئلہ اور بوجہ عبادت ہونیکے اسپر عوض لینا حرام ہے کہ عبادت محل اجرت نہین اور شفاعت سیئہ پر بوجہ معصیت ہونے اخذ اجرت علی العبادۃ کے اجرت لینا حرام ہی اور اگر بمقابلہ کوشش کے اجرت سمجھی جاوے تو غلط ہی کیونکہ اگر کوئی غیر ذی اثر آدمی اس سے زیادہ کوشش کرے اسکو اجرت نہین دیجاتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ بمقابلہ جاہ کے ہی اور جاہ غیر متقوم ہی اسلیے وہ بھی حرام ہی ربط اوپر شفاعت حسنہ کا بیان تھا آگے سلام کے جواب دینے کا طریق اس مناسبت سے بیان فرماتے ہین کہ دونون مین دوسرے کی تطییب قلب ہے اور احکام جہاد کے اثنا مین اسکا آنا اسوجہ سے لطیف ہو گیا کہ مجاہدین جیسے تلفظ بکلمۃ الاسلام کو شمشیر سے حفاظت کرنیوالا سمجھتے ہین اسیطرح تکلم بلفظ سلام کو بھی علامت اسلام کی سمجھکر ایسے شخص سے ہاتھ روک لیا کرین جہان کہین شعار خاص اہل اسلام کا ہو دوسری اقوام مین مستعمل نہو جیسا عنقریب ایک قصہ بھی آویگا اس آیت کی تفسیر مین ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا حکم لست و تکمیل تعلیم جواب سلام وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝۸۶ اور جب تمکو کوئی (مشروع طور پر) سلام کرے تو تم اس (سلام) سے اچھے الفاظ مین سلام کرو (یعنی جواب دو) یا (جواب مین) ویسے ہی الفاظ کہدو (تمکو دونون اختیار دیے جاتے ہین) بلاشبہ اللہ تعالی ہر چیز پر (یعنی ہر عمل پر) حساب لینگے (یعنی اُن کا قانون یہی ہے اور یون اپنے فضل سے معاف کردین وہ اور بات ہی) ف مسئلہ امر کے صیغہ سے اور حسیباً سے اس حکم کا ظاہر اوجوب معلوم ہوتا ہی اور یہی مذہب ہے فقہا کا مسئلہ یہ جو قید لگائی گئی کہ مشروع طور پر اس سے وہ سلام نکلگئے جو مکروہ ہین مثلاً پاخانہ پھرنے والے کو سلام کرے یا اور کسی گناہ مین مبتلا ہونیکی حالت مین یا جو کسی طاعت مین مثلاً نماز و تلاوت مین مشغول ہو اور زیادہ تفصیل درمختار مین مذکور ہی ایسی حالت مین جواب دینا اسکے ذمہ نہین بلکہ بعض حالات مین جواب مکروہ ہی مسئلہ یہ وجوب جواب سلام کا علی الکفایہ ہی اگر جماعت مین سے ایک نے بھی جواب دیدیا تو سب کے ذمہ سے اتر جاویگا مسئلہ نفس جواب واجب ہی باقی ویسے ہی الفاظ یا اُن سے احسن اور بعض صورتون مین اُنسے کم یہ سب اختیار مین ہی آیت مین جو لفظ او تخییر کے لیے ہی وہ اسی کے اعتبار سے ہی اور صیغہ امر سے جو وجوب مستفاد ہوتا ہی وہ باعتبار نفس تحیت کے ہی پس مقید واجب ہے اور قید مخیر فیہ مثلاً ایک صیغہ یہ ہے السلام علیکم۔ دوسرا احسین ورحمۃ اللہ زیادہ ہو۔ تیسرا احسین وبرکاتہ بھی ہو۔ اسیطرح جواب مین سمجھ لینا چاہیے ان سب صیغون مین اختیار ہی چنانچہ مثلہ اور احسن مین اختیار ہونا تو منصوص ہی رہا کم کا اختیار ہونا اجماعی ہی مثلاً کسی نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور جواب مین کہدیا گیا علیکم السلام تو یہ اتفاقاً کافی ہی اور آیت مین بھی اگر ردوہا کو بقرینہ مقابلہ اسطرح مفسر کیا جاوے کہ او لا تحیوا باحسن اور تخصیص رد مثلاً کہی جاوے تو معارضہ کی صورت بھی نرہیگی مسئلہ حیییتم فعل مجہول ہی مگر اجماعاً اسکا فاعل مسلم ہی قطعاً یا احتمالاً پس اگر یقینی کافر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہین گو جائز ہی اور حدیث مین جو اسکے جواب کا خاص صیغہ آیا ہی کہ صرف علیکم کہے تو وہ جب ہے جب احتمال ہو کہ اسنے شرارت سے سلام کیا ہی ورنہ جائز ہی بلکہ حاجت کے وقت ابتداءً بھی درست ہے نقلہ فی الروح عن الحسن و عن الشعبی و قتادۃ کابن عباس رضی اللہ عنہم ربط اوپر بہت سے احکام مذکور ہوئے ہین آگے انکی تاکید و اہتمام کے لیے اپنی عظمت اور قیامت کا ذکر فرماتے ہین تاکہ حاکم کی عظمت سے اور انکے دربار مین حاضری و حساب سے احکام پر عمل کرنے مین اہتمام بڑھ جاوے ۔

الترجمة: سفارش ... ن علی التعلیل ... به الثواب ... لی العذاب ... والوزر ... الثمرة ۱۲

اللغات فی البیضاوی التحیۃ فی الاصل مصدر حیاک اللہ تعالی علی الاخبار من الحیوۃ ثم استعمل للحکم والدعاء بذلک ثم قیل لکل دعاء فغلب فی السلام اھ قلت فانہ من الدعاء ۱۲

ع ۱۱

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

اللہ ایسے ہیں کہ انکے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہیں وہ ضرور تم سبکو جمع کرینگے قیامت کے دن میں اسمیں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کسکی بات سچی ہوگی

توحید و معاد اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ اللہ ایسے ہیں کہ انکے سوا کوئی معبود ہونیکے قابل نہیں وہ ضرور تم سبکو جمع کرینگے قیامت کے دن میں اسمیں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کسکی بات سچی ہوگی (جب وہ خبر دے رہے ہیں تو بالکل ٹھیک ہی ہی) **ف** یہ ترکیب جیسے اصدق ہونیکی نافی ہے ایسے ہی محاورہ کے اعتبار سے مساوی فی الصدق ہونے کو بھی نافی ہے پس اصدقیت کلام اللہ تعالیٰ کے لیے مفید ہے اور یہ اصدقیت باعتبار کمیت کے بھی ہے اور باعتبار کیفیت کے بھی اول بایں معنی کہ مخلوق اخبار میں بوجہ عدم علم غیب کے محکی عنہ کی مطابقت وعدم مطابقت پر مطلع نہیں ہوتا اور مدار صدق مطابقت محکی عنہ ہے۔ اور مواعید میں بوجہ عدم قدرت کاملہ کے ایفاء سے عاجز ہوتا ہے الا بتعلیم اللہ تعالیٰ وتمکینہ اور حق تعالیٰ کا علم وقدرت دونوں کامل ہیں اسلیے ہر خبر بھی صادق ہے اور ہر وعدہ بھی صادق ہے۔ اور ثانی بایں معنی کہ دوسروں کا صدق لوازم کلام سے نہیں کہ عقلاً انفکاک ممتنع ہو اور کلام اللہ میں لوازم سے ہے کہ انفکاک ممتنع ہے گو یہ لازم بوجہ اسکے کہ خود ملزوم مقدور ہے داخل تحت القدرت ہو اور اسکی مقدوریت سے اسکی ضد کی مقدوریت بھی ضرور ہو لان القدرۃ تتعلق بالضدین جیسے ضاحک بالقوہ باوجود اسکے لوازم انسان میں سے ہونیکے بوجہ اسکے کہ انسان مقدور ہے نیز داخل تحت القدرت ہے اسیطرح صدق کو سمجھنا چاہیے لیکن مراد اس کلام کا جو کہ افعال میں سے ہے یعنی کلام لفظی نہ کہ اس کلام کے جو صفات ذاتیہ سے ہے یعنی کلام نفسی کہ وہ صدق لوازم ذات واجبہ سے ہے اور وہ اور اسکی ضد مقدوریت سے منزہ بوجہ وجوب و امتناع عقلی کے **ربط** اوپر احکام جہاد وقتال مذکور تھے اگلے رکوع میں بھی کفار کے بعض خاص خاص احوال کے اعتبار سے قتال وعدم قتال کے بعض خاص خاص احکام مذکور ہیں مگر اس رکوع کی تفسیر کا سمجھنا موقوف ہے بعض روایات کے نقل کرنے پر اسلیے انکو نقل کرتا ہوں **پہلی روایت** عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا کہ بعض مشرکین مکہ سے مدینہ آئے اور ظاہر کیا کہ ہم مسلمان اور مہاجر ہوکر آئے ہیں پھر مرتد ہوگئے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب تجارت لانیکا بہانہ کرکے پھر مکہ چلے گئے اور پھر نہ آئے انکے بارہ میں مسلمانوں کی رائے مختلف ہوئی بعض نے کہا یہ کافر ہیں بعض نے کہا کہ مومن ہیں اللہ تعالیٰ نے انکا کافر ہونا آیت فما لکم فی المنافقین میں بیان فرمادیا اور انکے قتل کا حکم دیا اھ مختصراً یہاں انکا منافق کہنا بایں معنی ہے کہ جب اسلام کا دعویٰ کیا تھا جب بھی منافق تھے دل سے ایمان نہ لائے تھے اور اسلیے گو قتل نہ کیے جاتے تھے لیکن جب یہی کام کہ اپنا کفر چھپاتے تھے اور ان لوگوں کا ارتداد ظاہر ہوگیا تھا اور جنہوں نے مسلمان کہا شاید بنا بر حسن ظن انکو دلائل ارتداد میں کچھ تاویل کرلی ہوگی اور اس تاویل کا مستند رائے محض ہوگا مؤید بدلیل شرعی نہ ہوگی اسلیے معتبر نہیں رکھی گئی **دوسری روایت** ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے بعد واقعہ بدر و احد کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر درخواست کی کہ ہماری قوم بنی مدلج سے صلح کر لیجیے آپ نے حضرت خالد کو تکمیل صلح کے لیے وہاں بھیجا مضمون صلح یہ تھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مدد نہ کرینگے اور قریش مسلمان ہوجاوینگے تو ہم مسلمان ہوجاوینگے اور جو قومیں ہم سے متحد ہونگی وہ بھی اس معاہدہ میں ہمارے شریک ہیں اسپر آیت ودوا الی قولہ الا الذین یصلون الخ نازل ہوئی اھ **تیسری روایت** کلبی نے بطریق ابی صالح حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ آیہ ستجدون آخرین الخ میں جنکا ذکر ہے مراد ان سے اسد اور غطفان ہیں کہ مدینہ میں آتے اور ظاہراً اسلام کا دعویٰ کرتے اور اپنی قوم سے کہتے کہ ہم تو بندر اور بچھو پر ایمان لائے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور ضحاک نے ابن عباس سے یہی حالت بنی عبد الدار کی نقل کی ہے اھ پہلی اور دوسری روایت روح المعانی میں اور تیسری معالم میں ہے ساحقر کہتا ہے کہ اس تیسری روایت والوں کی حالت مثل پہلی روایت والوں کے ہوئی کہ دلیل سے انکا پہلے ہی سے مسلمان نہ ہونا ثابت ہوگیا اسی لیے انکا حکم مثل عام کفار کے ہے یعنی مصالحت کی حالت میں انسے قتال نہ کیا جاوے اور عدم مصالحت میں قتال کیا جاوے چنانچہ پہلی روایت والوں کے باب

النحو لا ریب فیہ فی البیضاوی حال من یوم ۲

فائدہ وبادرت فی فائدۃ المتن من الاصدقیۃ فی الکیف ارتفع النزاع فی المسئلۃ التی افترق فیہا علماء عصرنا المعنونۃ بامتناع الکذب فان الکلام کلامان لفظی من الافعال ونفسی من الصفات ففی الاول الحق الامتناع العادی

ای الانتفاء مع دخول المنتفی تحت القدرۃ ولو اطلع احد بتسمیتہ امتناعاً عقلیاً بالغیر لا نازعہ بعد وضوح المراد وفی الثانی الحق الامتناع العقلی ای الانتفاء مع عدم دخول المنتفی تحت القدرۃ لا لنقصان القدرۃ بل لعدم صلاحیۃ المحل لتعلقہا فافہم فانہ من من المواہب اللدنیۃ

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

پھر تمکو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم دو گروہ ہو گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُلٹا پھیر دیا اُنکے عمل کے سبب کیا تم لوگ اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگوں کو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالیٰ نے گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا

اُس کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤ گے ۔ وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو اُن میں سے کسیکو دوست مت بنانا جب تک کہ وہ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اِلَّا

اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں اور اگر وہ اعراض کریں تو اُن کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ اُن کو پاؤ اور نہ اُن میں کسیکو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ مگر

الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ

جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور اُنکے درمیان عہد ہے یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ اُنکا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو

میں آیت ثانیہ میں اخذ و قتل کا حکم اور آیت ثالثہ میں مصالحت کی حالت میں اُنکا استثناء موجود ہے جسکی مصالحت کا ذکر روایت ثانیہ میں ہے اور تاکید استثناء کے لیے فان اعتزلوکم کی تصریح ہے اور یہ استثناء بوجہ اسکے کہ یہ مرتدین بسبب لحوق بدار الحرب کے مثل دیگر کفار کے ہو گئے استثناء متصل ہے گو مستثنے ان مرتدین کا غیر کیوں نہو۔ اور تیسری روایت والوں کے باب میں آیت رابعہ میں عدم اعتزال و عدم الکف عن القتال کی حالت میں اُنکے اخذ و قتل کا حکم مصرح ہے اور قرینہ مقابلہ سے صلح کی حالت میں عدم قتال مفہوم ہوتا ہے پس کل فرقے جو یہاں مذکور ہیں تین ہیں ایک ایک روایت والے۔ ایک کا ذکر پہلی دوسری آیت میں۔ ایک کا تیسری میں ایک کا چوتھی میں۔ اور حکم کل دو ہیں عدم صلح میں قتال اور صلح میں عدم قتال۔ رہی یہ بات کہ جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے باوجودیکہ دلائل سے اُنکا کفر بھی ثابت تھا پھر اُنکے لیے امن کا حکم کیوں تھا اسکے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اُنکی حالت بھی عام کفار کی سی تھی چونکہ وہ صلح سے رہتے تھے اسلیے مثل کفار مصالحین کے اُنسے جنگ نہ کیجاتی تھی البتہ روح المعانی میں تحت آیہ فان اعتزلوکم ابن عباس رضی سے ان آیات کا منسوخ ہونا آیہ براءۃ فاذا انسلخ الاشہر الحرم سے نقل کیا ہے حالانکہ مصالحین سے جنگ نکرنیکا حکم اب بھی باقی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت خواہان صلح کی درخواست کا منظور کرنا واجب ہوگا اس اعتبار سے نسخ ہو سکتا ہے چنانچہ اب امام کا مخیر ہونا شرعی مسئلہ ہے یا اعلان نقض صلح ایک معین میعاد کے بعد کو صورۃً نسخ کہدیا پس تخییر امام جب بھی تھی گو بناء علی الظاہر مذکور نہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ اُسوقت اسلام کے لیے مثل اقرار کے بشرط قدرت و تمکن ہجرت بھی فرض اور مدار قبول اسلام و اجراء احکام کا تھا جیسا اب یہی حالت اقرار کی ہے چنانچہ روح المعانی میں تیسیر سے اسکی فرضیت کی تصریح کی ہے پس جو منافقین مدینہ میں رہتے تھے چونکہ دار اسلام تھا وہ ظاہراً اس فرض کے عامل تھے اسلیے مثل مقر کے ان سے تعرض نہ ہوتا تھا بخلاف روایت اولی و ثالثہ والوں کے کہ تارک ہجرت و قیام دار الاسلام تھے اسلیے اُنکا حکم عام کفار کا سا ہوا اسی لیے آیت ثانیہ میں عدم اتخاذ اولیا کے لیے جو کہ مرادف عدم قبول ایمان ہے کیونکہ ایمان منجملہ شرائط جواز ولایت ہے حتی یہاجروا کو غایت فرمایا ہے اور معالم سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت اولی والوں کو جنہوں نے مسلمان کہا تھا اُسکی وجہ یہ بیان کی تھی کہ کیا صرف اپنا وطن نہ چھوڑنے سے اُنکو کافر کہا جاویگا اھ لیکن جب اُسوقت ہجرت کی حالت مثل اقرار باللسان کے تھی تو اس وجہ کا جواب ظاہر ہے کہ ہاں مثل تارک اقرار کے اُسکو کافر کہا جاویگا احقر نے جو روایت اول کے ذیل میں تاویل کو اور اُسکے غیر معتبر ہونیکو مجملاً لکھا تھا اس سے دونوں کی تعیین و تبیین بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ تمہید بوجہ موقوف علیہ ہونے کے گو آیتوں سے پہلے لکھ دی گئی لیکن بعد مطالعہ تفسیر آیات بھی اسکو مکرر دیکھ لینا مفید ہے

بعض احکام خاصہ جہاد و بعضے احوال خاصہ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝۸۸ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۸۹ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ

ملحقات الترجمہ

۵ قولہ فی آخر التمہید ہو سکتی ہے لم یخرجہ بدلالۃ ما ظفرت بالتصریح بان فرض الہجرۃ کان بمنزلۃ فرض الاقرار وانما فہمتہ من الروایات وتفہیم بعض الفضلاء واللہ اعلم ۱۲

اللغات الحصر الضیق ۱۲

البلاغۃ ـ قولہ الی قوم عدی بالی لتضمن یصلون معنی الانتہاء ۱۲

الروایات ـ ذکرت فی المتن واخرج ما فی الصحاح ان نزول الآیۃ فی من رجع من المنافقین من احد لکنہا لا یساعدہا ظاہر الآیۃ ومن اختارہا حمل قولہ حتی یہاجروا علی ہجرۃ خاصۃ وہی الخروج الی الجہاد لان صاحب الروح نقل ان لہا ثلث استعمالات ـ المشہور ـ وترک المنہیات والخروج للقتال ۱۲

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا　تو انکو تمپر مسلط کر دیتا　پھر وہ تم سے (بھی) لڑتے　پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ تعالیٰ نے تمکو ان پر کوئی راہ نہیں

عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ

دی　بعضے ایسے بھی تمکو ضرور ملیں گے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں جب کبھی انکو شرارت کیطرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں جا گرتے ہیں سو

لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

یہ لوگ اگر تم سے کنارہ کش نہ ہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو تم انکو پکڑو　اور قتل کرو　جہاں کہیں انکو پاؤ　اور ہم نے تم کو ان پر صاف حجت دی ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ج فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ج فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ **پہلے فرقہ کا بیان** (جب تم ان مرتدین کی حالت دیکھ چکے) پھر تمکو کیا ہوا کہ ان منافقین کے باب میں تم (اختلاف رائے کر کے) دو گروہ ہو گئے (کہ ایک گروہ انکو اب بھی مسلمان کہتا ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکو (انکے علانیہ کفر کیطرف) الٹا پھیر دیا انکے (بد) عمل کے سبب (وہ بد عمل ارتداد دار الاسلام کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا ہے جو کہ مثل ترک اقرار با الاسلام علامت کفر کی تھی اور واقع میں وہ پہلے بھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور اسیوجہ سے انکو منافق کہا) کیا تم لوگ (ای وہ گروہ جنکو اس ترک دار الاسلام کا علامت کفر ہونا معلوم نہیں) اسکا ارادہ رکھتے ہو کہ ایسے لوگونکو ہدایت کرو جنکو اللہ تعالیٰ نے (جبکہ ان لوگوں نے گمراہی اختیار کی) گمراہی میں ڈال رکھا ہے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ بندہ کے فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں مطلب یہ کہ گمراہ کو جو مومن کہتے ہو اور مومن وہ جس میں ایمان ہو اور اسوقت تک ایمان ہے نہیں تو کیا اب ایمان پیدا کرو گے جو اسکو مومن کہسکو اور یہ محال ہے پس انکا مومن و مہتدی ہونا معلق بالمحال ہے اسلیے انکو مومن کہنا مثل حکم بالمحال کے ہے) اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں اسکے (مومن ہونیکے) لیے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤ گے (پس ان لوگوں کو مومن نہ کہنا چاہیئے اور بھلا وہ خود تو کیا مومن ہوں گے انکے غلو فی الکفر کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی (خدا نکرے) کافر بن جاؤ جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہو جاؤ سو (انکی جب یہ حالت ہے) انمیں سے کسیکو دوست مت بنانا (یعنی کیسے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ مت کرنا کیونکہ دوستی کے جواز کے لیے اسلام شرط ہے) جب تک کہ وہ اللہ کی راہ میں (یعنی تکمیل اسلام کے لیے) ہجرت نکریں (کیونکہ اسوقت ہجرت کا وہ حکم تھا جو اب اقرار بالشہادتین کا ہے اور تکمیل اسلام کی قید اسلیے ہے کہ خالی دار اسلام میں آنا کافی نہیں یوں تو کفار اہل تجارت بھی آجاتے ہیں بلکہ اسلامی حیثیت سے آویں یعنی اسلام بھی ظاہر کریں تاکہ جامع اقرار و ہجرت کے ہو جاویں اور رہی تصدیق وہ صرف عند اللہ شرط ہے اسکی تفتیش ضرور نہیں) اور اگر وہ (اسلام سے) اعراض کریں (اور کافر ہی رہیں) تو انکو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ (یہ پکڑنا یا تو قتل کے لیے یا غلام بنانے کے لیے) اور نہ انمیں کسیکو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ (مطلب یہ کہ کسی حالت میں ان سے کوئی تعلق نرکھو نہ امن میں دوستی نہ خوف میں استعانت بلکہ بالکل الگ تھلگ ہو) **دوسرے فرقہ کا بیان** مگر (ان کفار میں) جو لوگ ایسے ہیں جو کہ (تمہارے ساتھ مصالحت سے رہنا چاہتے ہیں جسکے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ بواسطہ صلح ہو یعنی) ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں (یعنی ہم عہد ہو جاتے ہیں) کہ تمہارے اور انکے درمیان عہد (صلح ہے (جیسے بنو مدلج کہ انسے صلح ہوئی تو انکے ہم عہد بھی اس استثناء میں آگئے تو بنی مدلج بدرجہ اولی مستثنےٰ ہوئے) یا (دوسرا طریق یہ ہے کہ بلا واسطہ صلح ہو اس طرح سے کہ) خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ انکا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو (اسلیے نہ تو اپنی قوم کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں بلکہ ان سے بھی صلح رکھیں اور تم سے بھی پس دونوں طریقوں میں جس طریق سے کوئی مصالحت رکھے

البلاغۃ قولہ یلقوا الیکم السلم فی الروح ہو استعارۃ لان من سلم شیئا القاہ وطرحہ عند المسلم لہ قولہ فما جعل اللہ فی الروح فیہ مبالغۃ فی عدم التعرض لہم لان من لا یمر بشیئ کیف یتعرض لہ ۱۲ **فائدۃ بدیعیۃ** من الروح فی الآیتین الاخریین مقابلات قولہ اعتزلوکم مع لم	یعتزلوکم وقولہ لم یقاتلوکم مع ویکفوا اسے لم یکفوا۔ وقولہ القوا الیکم مع ویلقوا الیکم السلم وقولہ ما جعل اللہ مع قولہ اولٰئکم جعلنا لکم قلت ففیہ صنعۃ المقابل من انواع البدیع ۱۲

ملحقات
۵۱ قولہ جب تم نالفا … نصیحۃ وقولہ … الے تقدیر … ۱۲ … فی فئۃ … راسے … ان التقدیر … فالتفرق فی … المسالک … قولہ فی ارکسوا … الرد الشئ بالا … لم یونو … منافقین … ارکس ای … القاموس ۱۲ … (بما کسبوا … الانتقال … الضروری ۱۲ … باوجود قدرت … المستقرۃ … الاقرار … ہناک … فالوجد … لانہم … ۵۶ قول … مومن … یحکمون … ایمانہم … ۵۸ قو … یہ پکڑنا … ۵۹ قو … اولی … ثم … دخولہم … او یقاتلوا … ان او …

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ

اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے لیکن غلطی سے ہو اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے اور خونبہا ہے

إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ

جو اسکے خاندان والونکو حوالہ کر دیجاوے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ ایسی

مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ

قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو تو خونبہا ہے

وہ حکم مذکور اخذاً و قتلاً سے مستثنیٰ ہے) اور (تم ان لوگوں کی درخواست صلح میں اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ انکے دلمیں تمہاری ہیبت ڈالدی ورنہ) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انکو تم پر مسلط (اور دلیر) کر دیتا پھر وہ تم سے لڑنے لگتے (مگر خدا تعالیٰ نے تمکو اس پریشانی سے بچا لیا) پھر اگر (صلح کر کے) وہ تم سے کنارہ کش رہیں یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں (ان سب الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ صلح سے رہیں کئی لفظ تاکید کے لیے فرما دیئے) تو (اس حالت صلح میں) اللہ تعالیٰ نے تمکو ان پر (قتل یا قید وغیرہ کی) کوئی راہ نہیں دی (یعنی اجازت نہیں دی) بعض ایسے بھی تمکو ضرور ملیں گے (یعنی انکی یہ حالت معلوم ہوگی) کہ (براہ خداع) وہ یہ (بھی) چاہتے ہیں کہ تم سے بھی بےخطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بےخطر ہو کر رہیں (اور ساتھ ہی اسکے) جب کبھی انکو (صریح مخالفین کی طرف سے) شرارت (وفساد) کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے (یعنی ان سے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے کہا جاتا ہے) تو وہ (فوراً) اس (شرارت) میں جا گرتے ہیں (یعنی مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ خداع کی صلح توڑ دیتے ہیں) سو یہ لوگ اگر (صلح توڑ دیں اور) تم سے (یعنی تمہاری لڑائی سے) کنارہ کش نہوں اور نہ تم سے سلامت روی رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو (تمہارے مقابلہ سے) روکیں (سب کا مطلب مثل سابق کے ایک ہی ہے کہ صلح توڑ دیں) تو تم (بھی) انکو پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں انکو پاؤ اور ہمنے تمکو ان پر صاف حجت دی ہے (جس سے انکا مباح الدم ہونا ظاہر ہے اور وہ حجت انکا نقض عہد ہے) **ربط** اوپر سے قتل و قتال کا ذکر چلا آ رہا ہے اور کل صورتیں ابتداً قتل کی آٹھ ہیں کیونکہ مقتول چار حال سے خالی نہیں یا مومن ہے یا ذمی ہے یا مصالح و مستامن ہے یا حربی ہے۔ اور قتل دو طرح کا ہے یا عمداً یا خطاءً پس اس اعتبار سے کل صورتیں قتل کی آٹھ ہوئیں۔ اول مومن کا قتل عمد۔ دوم مومن کا قتل خطاء۔ سوم ذمی کا قتل عمد۔ چہارم ذمی کا قتل خطاء۔ پنجم مصالح کا قتل عمد۔ ششم مصالح کا قتل خطاء۔ ہفتم حربی کا قتل عمد۔ ہشتم حربی کا قتل خطاء۔ ان صورتوں میں بعض کا حکم تو اوپر معلوم ہو چکا بعض کا آگے مذکور ہے اور بعض کا حدیث میں موجود ہے چنانچہ صورت اولیٰ کا حکم دنیوی یعنی وجوب قصاص سورۂ بقرہ میں مذکور ہے اور حکم اخروی آگے آیت ومن یقتل میں آتا ہے اور صورت دوم کا بیان قول اللہ تعالیٰ وما کان لمؤمن الی قولہ وهو مؤمن فتحریر رقبة میں آتا ہے صورت سوم کا حکم حدیث دارقطنی میں ہے کہ ذمی کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قصاص لیا اخرجه الزیلعی فی تخریج الهدایة۔ صورت چہارم کا ذکر قول اللہ تعالیٰ وان کان من قوم بینکم وبینهم میثاق میں آیا ہے صورت پنجم کا ذکر اوپر کے رکوع قول اللہ تعالیٰ فما جعل الله لکم علیهم سبیلا میں آچکا ہے۔ صورت ششم کا حکم صورت چہارم کے ساتھ ہی مذکور ہے کیونکہ میثاق عام ہے مؤبد او موقت کو پس ذمی و مستامن دونوں آگئے درمختار کی کتاب الدیات کے شروع میں مستامن کے دیت کے وجوب کی تصحیح کی ہے صورت ہفتم و ہشتم کا حکم جہاد کی مشروعیت سے اوپر معلوم ہو چکا کیونکہ جہاد میں اہل حرب قصداً مقتول ہوتے ہیں اور خطاءً کا جواز بالاولیٰ ثابت ہوگا حکم ۲ بست و دوم **تفصیل احکام بعض صور قتل** وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ

اللغات الرقبة النسمة مجاز اطلاق للجزء علی الکل لکنه متعارف فی الممالیک ۱۲ صحاح **النحو** قوله الا ان یصدقوا منصوب علی الاستثناء ای فی جمیع الاحیان الا حین التصدق ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر و ابن المنذر عن السدی ان عیاش بن ربیعة المخزومی اسلم وهاجر الی النبی صلی الله علیه وسلم وساق الحدیث۔ وفیه فخرج عیاش فلقی الکنانی وقد اسلم وعیاش لا یعلم باسلامه فضربه حتی قتله فاخبر بعد ذلک فاتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخبره الخبر

فنزلت واخرج ابن جریر عن ابن زید انها نزلت فی رجل قتله ابو الدرداء قال لا اله الا الله فبدر فضربه ظانا انه یتقی بذلک ولیس مؤمنا وقریبا منه اخرج فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمة ومجاهد والسدی وعن ابن اسحق وابی یعلی والحرث بن اسامة وابی مسلم عن القاسم وعن ابن ابی حاتم عن ابن عباس وفی الروح فی قوله تعالیٰ فان کان من قوم عدو لکم والآیة کما قال ابن جبیر نزلت فی مرداس بن عمرو لما قتله خطاً اسامة بن زید ۱۲

مُسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

جو اسکے خاندان والونکو حوالہ کر دیجا وے اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا پھر جس شخص کو نہ ملے تو متواتر دو ماہ

مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

کے روزے ہیں - بطریق توبہ کے جو اللہ کیطرف سے مقرر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں -

مُسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ ٩٢ اور کسی مومن کی شان نہین کہ وہ کسی مومن کو (ابتداءً) قتل کرے لیکن غلطی سے (ہو جاوے تو اور بات ہے) اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر (شرعاً) ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا (واجب) ہے اور خونبہا (بھی واجب) ہے جو اس (مقتول) کے خاندان والونکو (یعنی انہین جو وارث ہین بقدر حصص میراث) حوالہ کر دیجاوے (اور جسکے کوئی وارث نہ ہو بیت المال قائم مقام ورثہ کے ہے) مگر یہ کہ وہ لوگ (اس خونبہا کو) معاف کر دین (خواہ کل یا بعض اتنی ہی معاف ہو جاویگی) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہین (یعنی حربی ہین اور ان ہی مین کسی وجہ سے رہتا تھا) اور وہ شخص خود مومن ہے تو (صرف) ایک غلام یا لونڈی مسلمان آزاد کرنا (پڑیگا) اور دیت اسلیے نہین کہ اسکے وارث کافر ہین اور کافر کو مسلم کی میراث ملتی نہین اور دار الحرب سے بیت المال مین ترکہ نہین لایا جاتا) اور اگر وہ (مقتول خطاءً) ایسی قوم سے ہو کہ تم مین اور انمین معاہدہ (صلح یا ذمہ کا) ہو (یعنی ذمی یا مصالح دشمن ہو) تو خونبہا (بھی واجب) ہے جو اس (مقتول) کے خاندان والونکو (یعنی انمین جو وارث ہین) حوالہ کر دیجاوے (کیونکہ کافر کافر کا وارث ہوتا ہے) اور ایک غلام یا لونڈی مسلمان کا آزاد کرنا (پڑیگا) پھر (جن صورتون مین غلام لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے) جس شخص کو (غلام لونڈی) نہ ملے (اور نہ اتنے دام ہون کہ خرید سکے) تو (اسکے ذمہ بجائے اس آزاد کرنیکے) متواتر (یعنی لگاتار) دو ماہ کے روزے ہین (یہ آزاد کرنا اور وہ نہ ہو سکے تو روزے رکھنا) بطریق توبہ کے (ہے) جو اللہ کیطرف سے مقرر ہوئی ہے (یعنی اسکا طریقہ مشروع ہوا ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے حکمت والے ہین (اپنے علم و حکمت سے مصلحت کے مناسب احکام مقرر فرمائے ہین گو ہر جگہ حکمت بندہ کو معلوم نہ ہو) ف یہان چند مسائل لکھنا ضرور ہین مسئلہ قتل کی تین قسمین ہین عمد جو ظاہراً قصد سے ایسے آلہ کے ذریعے سے واقع ہو جو آہنی ہو یا تفریق اجزاء مین بجائے آہنی کے ہو جیسے دھار دار بانس یا دھار دار پتھر یا آگ - دوسرے شبہ عمد جو قصد تو ہو مگر ایسے آلہ سے نہو - تیسرے خطاء یا تو قصد و ظن مین کہ دور سے آدمی کو شکاری جانور یا کافر حربی سمجھکر نشانہ لگا دیا یا فعل مین کہ نشانہ تو جانور ہی کو لگایا لیکن آدمی کے جا لگا - اس آیت مین خطاء سے مراد غیر عمد ہے پس دوسری تیسری دونون قسمین اس مین آگئین دونون مین دیت بھی ہے اور گناہ بھی مگر ان دونون امر مین دونون قسمین متفاوت ہین دیت دوسری قسم کی سو اونٹ ہین چار قسم کے یعنی ایک ایک قسم کے پچیس پچیس اور دیت تیسری قسم کی سو اونٹ ہین پانچ قسم یعنے ایک ایک قسم کے بیس بیس البتہ اگر دیت مین نقد دیا جاوے تو دونون قسمون مین ایک ہزار دینار شرعی یا دس ہزار درم شرعی ہین - اور گناہ دوسری قسم مین زیادہ ہے بوجہ قصد کے اور تیسری قسم مین کم صرف ترک احتیاط کا کذا فی الہدایۃ چنانچہ تحریر رقبہ کا وجوب و نیز لفظ توبہ بھی اسپر دال ہے - اور حقیقت ان تینون قسمون کی باعتبار وجوب احکام شرعیہ فی الدنیا کے ہے اور گناہ کے اعتبار سے عمد و غیر عمد ہونا اسکا مدار عند اللہ قلب پر ہے جسپر وعید آئندہ کا مدار ہے وہ خدا کو معلوم ہے ممکن ہے کہ اس اعتبار سے قسم اول غیر عمد ہو جاوے اور قسم ثانی عمد ہو جاوے اسی لیے احقر نے تعریفات مین ظاہر کی قید لگائی کذا یفہم من الہدایۃ وانضم ظاہر مسئلہ یہ مقدار مذکور دیت کی جب ہے کہ مقتول مرد ہو اور اگر عورت ہو تو اسکی نصف ہے کذا فی الہدایۃ دلیل اسکی حدیث بیہقی کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیۃ المرأۃ علی النصف من دیۃ الرجل کذا فی شرح النقایۃ اور قرآن مجید مین دیت مجمل ہے پس حدیث سے تفصیل و تفاوت مذکور مفسر ہو گئی مجمل اور مفصل یا مبہم و مفسر مین تعارض لازم نہین آتا مسئلہ دیت مسلم اور ذمی کی برابر ہے دلیل اسکی حدیث ہے قال علیہ السلام دیۃ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار کذا فی الہدایۃ اخرجہ ابوداؤد فی مراسیلہ عن سعید بن المسیب کذا فی شرح النقایۃ اور ظاہر قرآن مجید سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کیونکہ دونون جگہ دیت کو ایک ہی عنوان سے ذکر فرمایا ہے اور ظاہر کی قید اسلیے لگائی کہ قائلین بالتفاوت کہسکتے ہین کہ دوسرے دلائل سے ہمکو معلوم ہوا کہ دونون عنوانونکا معنون مختلف ہے مسئلہ کفارہ یعنی تحریر رقبہ یا صیام خود قاتل کو ادا کرنا پڑتا ہے اور دیت قاتل کے اہل نصرت پر جنکو شرع کی اصطلاح مین عاقلہ کہتے ہین تفصیل اسکی کتب فقہ مین ہے دلیل اسکی یہ حدیث ہے قال علیہ السلام لا اولیاء الجانی

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اسکی سزا جہنم ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمین رہنا اور اسپر اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت سے دور کرینگے اور اسکے لیے بڑی سزا کا سامان کرینگے۔

قتیوادہ وہ کذا فی الہدایۃ رواہ الطبرانی فی معجمہ کذا قال علی القاری - اور قرآن مجید سے یہ معارض نہین کیونکہ اصل وجوب قاتل ہی پر ہے لیکن بوجہ اسکے کہ اس قاتل کا جرم خطا مین باعتبار خطا ہونیکے اور شبہ عمد مین بنظر آلہ کے کہ موضوع قتل کے لیے نہین خفیف ہے اسلیے اتنی بڑی رقم اسکے ذمہ ڈالنا مناسب نہین - اور عاقلہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آدمی اپنے انصار کے زور پر ایسی بے احتیاطی کیا کرتا ہے آیندہ کو وہ لوگ بھی اسکا انسداد رکھین گے اور اسکی حفاظت مین کوتاہی نکرینگے پس یہ انصار وجوب مین اسکے قائم مقام ہین اور یہ نہین کہ اسپر وجوب نہین چنانچہ قاتل بھی اس چندہ مین داخل ہوتا ہے کذا فی الہدایۃ - اور اگر آیت مین علیہ مقدر نکرین صرف واجب مقدر ہو تو علیہ وعلیہم دونون کو شامل ہوجاویگا پس معارضہ کا شبہ بھی نرہیگا رہا آیت لا تزر وازرۃ وزر اخری سے تعارض کا شبہہ وہ اس تقریر سے رفع ہوگیا کہ انکی جانب سے ایک گونہ حفاظت مین تقصیر ہے یا لا تزر کو گناہ کے ساتھ خاص کہا جاوے تو سرے سے شبہ ہی نہ پڑیگا مسئلہ کفارہ مین لونڈی غلام برابر ہین لفظ رقبہ عام ہے البتہ صحیح الاعضا ہو کیونکہ مطلق سے مراد کامل ہوتا ہے کذا فی الکتب الفقہیۃ مسئلہ دیت مقتول کی شرعی ورثہ مین تقسیم ہوگی اور جو اپنا حصہ معاف کردیگا اسقدر معاف ہوجاویگی اگر سب نے معاف کردیا سب معاف ہوجاویگی کذا فی کتب الفقہ مسئلہ جس مقتول کا کوئی وارث شرعی نہو اسکی دیت بیت المال مین داخل ہوگی کیونکہ دیت ترکہ ہے اور ترکہ کا یہی حکم ہے مسئلہ ان کان من قوم عدو لکم کے ترجمہ مین صرف کہنے کی وجہ اسی جگہ مذکور ہے کہ اس صورت مین دیت نہین اسکی دلیل بھی وہان مذکور ہے ایسے شخص کا ترکہ بیت المال مین لانا کہین نظر سے نہین گذرا اور ظاہر انتفی ہے لانقطاع الولایۃ اور اسی مین یہ قید کہ وہان رہتا تھا اسلیے لگائی کہ اگر یہ شخص دار اسلام مین ہو تو اسکا ترکہ چونکہ بیت المال کا حق ہے لہذا اسکی دیت واجب ہوگی کذا الفہم من الدر المختار اسیطرح اگر ایسے مقتول کا کوئی وارث دار الحرب مین مسلمان ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اسوقت بھی دیت واجب ہوگی کذا الفہم من الدر کیونکہ یہ مسلمین ان اہل میثاق کفار سے جو آگے مذکور ہین کم نہین اور وہان دیت تھی لیکن اسکے بعد روح المعانی سورہ فتح آیۃ ہم الذین کفروا الخ کے ذیل مین یہ مسئلہ کافی سی منقول نظر سے گذرا کہ جو مسلمان دار الحرب مین رہتا ہو اور اسکو کوئی قتل کردے اور اسکے وارث مسلمان بھی ہون تو عمد مین صرف گناہ ہے اور خطا مین صرف کفارہ ہے دیت نہین پھر درمختار قبیل فصل استیمان مین بھی یہ مسئلہ دیکھا گیا - مسئلہ اہل میثاق کے باب مین جو دیت واجب ہے ظاہر یہ ہے کہ اہل کے وجود کے وقت ہے اور اگر اہل نہون یا وہ اہل مسلمان ہون کہ بجا ہے نہ ہونیکے ہے تو اگر وہ ذمی ہے تو دیت ہوگی اور بیت المال مین آویگی کیونکہ ذمی کا ترکہ جسمین دیت داخل ہے بیت المال مین آتا ہے کما فی الدر المختار ورنہ واجب نہوگی لعدم صدق مسلمۃ الی اہلہ مسئلہ ہندوستان مین رقبہ نہین ملتا ظاہر یہ ہے کہ لم یجد صادق آویگا عرب مین دام بھیجنا واجب نہین لما فیہ من الحرج وشلہ کفارات اخری من الیمین والظہار پس صیام جائز ہے مسئلہ صیام مین اگر مرض وغیرہ کی وجہ سے تتابع نرہا از سر نو رکھنے پڑینگے البتہ عورت کا حیض قاطع تتابع نہین کذا فی کتب الفقہیۃ مسئلہ اگر کسی عذر سے صیام پر قدرت نہو تو قدرت تک توبہ کیا کرے مسئلہ قتل عمد مین یہ کفارہ نہین توبہ کرنا چاہیئے کذا فی الکتب الفقہیۃ تنبیہ یہان جن مسائل مین عموماً یا خصوصاً حوالہ مذکور نہین ہے وہ بوجہ اسکے کہ میرے پاس کتابین کم ہین میری نظر سے نہین گذرے محض قواعد کی بنا پر لکھا ہے اگر کسیکو غلطی پر اطلاع ہو درست فرمادیا جاوے اور لکھنے کی ضرورت کو مقام مقتضے تھا کہ تکمیل شقوق اسپر موقوف تھی واللہ اعلم ربط اوپر کی آیت کی تمہید مین جو چار صورتین مذکور ہین انمین کی پہلی صورت کا آگے بیان ہوتا ہی پس یہ تتمہ ماقبل کا ہے تتمہ سابق وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرڈالے تو اسکی (اصلی) سزا (تو) جہنم (مین اسطرح رہنا) ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو اسمین رہنا (لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اصلی سزا جاری نہوگی بلکہ ایمان کی برکت سے آخر کو نجات ہوجاویگی) اور اسپر (ایک میعاد معین تک کے واسطے) اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے اور اسکو اپنی رحمت (خاصہ) سے دور کرینگے اور اسکے لیے بڑی سزا (یعنی سزاے دوزخ) کا سامان کرینگے ف تمام اہل حق متفق ہین کہ بجز کفر و شرک کے کوئی امر موجب خلود فی النار نہین ہے اس دعوی پر بیشمار آیات واحادیث دال ہین اس آیت کے بعض ظاہری لفظون سے اسکے خلاف کا شبہہ ہوتا تھا لیکن اسکا صحیح مطلب ترجمہ سے ظاہر ہونیکے بعد وہ شبہہ رفع ہوگیا البتہ صرف حضرت ابن عباس رض کا مذہب ان ظاہری الفاظ کے موافق مشہور ہے اور انکا قول سورۂ فرقان کی آیت مین جو بعد ذکر قتل کے الا من تاب

الروایات فی اللباب اخرج ابن جریر من طریق ابن جریج ان رجلا من الانصار قتل اخا مقیس ابن ضبابۃ فاعطاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدیۃ فقبلہا ثم وثب علی قاتل اخیہ فقتلہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا اومنہ فی حل ولا حرم فقتل یوم الفتح قال ابن جریج وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ ومن یقتل مومنا الخ وفی الروح اخرج ابن ابی حاتم عن ابن جبیر نحوہ وزاد وفیہ ان ہذا القاتل ارتد عن الاسلام اھ روایۃ مفسرۃ للآیۃ ناصرۃ لاہل الحق فی الروح اخرج ابن المنذر عن اسمٰعیل بن ثوبان قال جالست الناس قبل الدار الاعظم فی المسجد الاکبر فسمعتہم یقولون لما نزلت ومن یقتل مومنا الآیۃ قال المہاجرون والانصار وجبت لمن فعل ہذا النار حتی نزلت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ فقال المہاجرون والانصار لیصنع اللہ تعالیٰ ما شاء ۱۲

شرح غیر ہذہ الآیۃ فانہم ۱۲ قولہ فی غضب اللہ ایک سوال ... [illegible]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو

آیا ہے اسکے تعارض کے جواب میں یہ منقول ہے کہ سورۂ فرقان مکیہ ہے اور سورۂ نساء مدنیہ ہے پس وہ استثناء اس اطلاق متاخر سے مرتفع ہو گیا اور دوسرا جواب یہ منقول ہے کہ وعدہ قبول توبہ مشرکین کے لیے ہے جو بعد میں مسلمان ہو جاویں لیکن روح المعانی میں بروایت ابن حمید اور نحاس کے سعید بن عبیدہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس قاتل مومن کے قبول توبہ کے قائل تھے ایکبار ایک شخص نے آکر انسے پوچھا کہ کیا اسکی توبہ مقبول ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں اسکے لیے دوزخ ہی ہے جب وہ شخص اٹھکر چلا گیا تو حاضرین نے اس جواب پر جو انکے پہلے فتوی کے خلاف تھا تعجب ظاہر کر کے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجکو ایسا گمان ہوا کہ وہ غصہ میں کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے چنانچہ کسیکو تحقیق کے لیے اسکے پیچھے دوڑایا تو یہی بات نکلی اھ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس کا قول مشہور بنا بر مصلحت تھا اصل مذہب جمہور کے موافق تھا چنانچہ روح میں سفیان سے بھی نقل کیا ہے کہ اہل علم سے اسکو جب کوئی ابتداءً پوچھتا تو جواب میں یہی کہتے کہ اسکی توبہ مقبول نہیں لیکن جب کوئی مبتلا ہو جاتا تو اسکو توبہ کا حکم فرماتے - اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس کے سوا اور بزرگوں کی بھی یہ عادت تھی - یہ تو تحقیق تھی انکے مذہب کی رہ گیا سورۂ فرقان کے استثناء کا تقدم سو نسائی میں حضرت زید رضی سے دو روایتیں پاس پاس منقول ہیں ایک کا مضمون یہ ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت سے آٹھ مہینے پیچھے نازل ہوئی اور دوسری کا مضمون یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم بہت ڈرے اسکے بعد سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی چونکہ روات دونوں حدیثوں کے ثقہ ہیں ترجیح ممکن نہیں اور صحیح میں تعارض ہو نہیں سکتا اسلیے تطبیق میں کہا جاوے کہ سورۂ فرقان کی آیت کا جو حصہ استثناء سے پہلے ہے وہ تو پہلے نازل ہوا اور اسکی تاکید کے لیے یہ آیت نازل ہوئی چونکہ اس آیت میں صرف قتل پر وعید ہے بخلاف آیت فرقان کے کہ اس میں قتل کے ساتھ شرک بھی مذکور ہے کہ خلود اس مجموعہ پر متفرع ہے اسلیے اس آیت سے زیادہ خوف ہوا اسوقت سورۂ فرقان کا حصہ استثناء نازل ہوا جس میں وعدہ قبول توبہ کا ہے مگر چونکہ استثناء محتاج ہے مستثنیٰ منہ اور عامل کا اسلیے شاید پہلا حصہ مکرر نازل ہوا ہو پس سورۂ فرقان کی آیت کا تقدم و تاخر نزول میں ہر دو حکم صحیح ہو گئے اور استثناء کا متاخر قائم رہا البتہ ہر عمل کے توبہ کے شرائط جدا گانہ ہیں بہر حال عدم خلود جو اصل مقصود تھا ثابت ہو گیا - رہا مشرکین کے باب میں نازل ہونا سو چونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہے اسلیے خصوص مورد مضر نہیں رہا اور قتل مومن پر سخت وعید فرمائی ہے آگے یہ حکم بتاتے ہیں کہ احکام شرعیہ کے جاری ہونے میں مومن کے مومن ہونیکے لیے صرف ظاہری اسلام کافی ہے جو شخص اسلام کا اظہار کرے اسکے قتل سے دست کش ہو جاوے اور جب تک ہے قرائن سے باطن کی تفتیش کرنا اور احکام اسلامیہ کے جاری کرنے میں اسکے ثبوت کا منتظر رہنا جائز نہیں جیسا بعض صحابہ سے بعض غزوات میں براہ غلطی واقع ہوا کہ بعضے لوگوں کے اظہار علامات اسلام کو تقیہ و کذب پر محمول کر کے قتل کر ڈالا اور مقتول کا مال غنیمت میں لے لیا اللہ تعالیٰ نے اسکا انسداد فرمایا اور چونکہ اسوقت تک صحابہ کو یہ مسئلہ مصرحاً معلوم نہ تھا اسلیے صرف فہمایش پر اکتفا کیا **حکم بست و سوم وجوب اکتفا بر اظہار اسلام** یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

ملحقات الترجمة

۱۵ قوله في التمهيد جا لاول العلم بالقواعد كان مما ومن لم يتم يكن لعصهم التصريح لم يشنعوا فانهم فكان خطائهم اجتهاديا لكن ناشيا عن العجلة والالا شيعوا انهم ۱۲

اللغات فتبينوا اي فاطلبوا بيان الامر في كل ما تأتون وتذرون ولا تعجلوا فيه من غير روية وتدبر وتثبتوا اي فاطلبوا اثبات الامر ولا تعجلوا فيه وهما متقاربان ۱۲

النحو والبلاغة في الروح قوله ولا تقولوا والمراد النهي عما هو نتيجة لترك المامور به وتعيين مادة مهمة من المواد التي يجب فيها التبيين والتثبت - قوله تبتغون في موضع الحال من فاعل تقولوا مشعر بما هو الحامل لهم على العجلة والنهي راجع الى القيد والمقيد وقوله فعند الله تعليل للنهي عن القيد كانه قيل لا تبتغوا الخ كذا تعليل للنهي عن المقيد اه قلت ولا يلزم ابتغاء الصحابة الدنيا لان النهي راجع الى المجموع فكان المعنى لا تقولوا ولا تبتغوا والانشاء لا يدل على الخبر ولو قدر حرف الاستفهام قبل تبتغون كان الظهر في هذا المعنى بطريق الاستفهام الانكاري بمعنى عدم الوقوع اي لستم تبتغون لانكم تعلمون ان الله عنده مغانم الخ ولما لم يذهب احد من المفسرين اليه لم اختره في الترجمة ۱۲

اختلاف القراءة في قراءة السلم بلا الف ومعناهما قيل مختلف اي الانقياد والاسلام وقيل واحد اي الانقياد وقيل اي السلام وهذا الاخير من الخازن - وفي قراءة فتثبتوا بالثاء ۱۲

الروايات اورد في اللباب عن البخاري والترمذي والحاكم وغيرهم عن ابن عباس قصة رجل سلم على نفر من الصحابة فقالوا ما سلم علينا الا ليتعوذ فقتلوه واتوا بغنمه الى النبي صلى الله عليه وسلم وعن البزار عن ابن عباس قصة رجل قال اشهد ان لا اله الا الله فقتله المقداد - وعن احمد والطبراني عن عبد الله بن ابي حدرد قصة عامر سلم عليهم فقتله محلم وعن ابن جرير عن ابن عمر نحوه وعن الثعلبي عن ابن عباس ان اسم المقتول مرداس قال لا اله الا الله محمد رسول الله واسم القاتل اسامة - وعن ابن جرير من طريق السدي نحوه وعن ابن ابي حاتم عن جابر في مرداس وعن ابن منده عن جزء قصة فداود قال للمسلمين انا مؤمن وقتلوه وفيه ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطا اخاه دية له قلت واعطاء الدية لقوله تعالى فدية مسلمة الى اهله في الروح الرواية التي مرت في قوله وما كان لمؤمن ان يقتل الى الدية اه قلت ولا تنافي بين الجميع وقلت ما ورد في بعض الروايات ان بعض القاتلين من غيرهم ما ذكروا لم يجعلوا معذورين فاجاب عنه صاحب الروح بعد سرد تلك الروايات لعلهم لم يقتلوا خطاء واجتهادا بل لضغائن كانت بينهم من قبل واثبت ذلك بالنقل فانظر ان شئت ۱۲

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

کیونکہ خدا کے پاس بہت غنیمت کے مال ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا سو غور کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری

خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

خبر رکھتے ہیں برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) سفر کیا کرو تو ہر کام کو (قتل ہو یا اور کچھ ہو) تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے (علامات) اطاعت (کی) ظاہر کرے (جیسے کلمہ پڑھنا یا مسلمانوں کے طرز پر سلام کرنا) دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو (دل سے) مسلمان نہیں (محض اپنی جان بچانے کو جھوٹ موٹ تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرتا ہے) کیونکہ خدا کے پاس (یعنی ان کے علم و قدرت میں تمہارے لیے) بہت غنیمت کے مال ہیں (جو تم کو بطریق مرضی حق ملیں گے اور یاد تو کرو کہ) پہلے (ایک زمانہ میں) تم بھی ایسے ہی تھے (کہ تمہارے اسلام کے قبول کا مدار صرف تمہارا دعوی و اظہار تھا) پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا (کہ اس ظاہری اسلام پر اکتفا کیا گیا اور تفتیش باطن پر موقوف نہ رکھا) سو (ذرا) غور (تو) کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (کہ بعد اس حکم کے کون اس پر عمل کرتا ہے کون نہیں کرتا) ف یہ حکم سفر کے ساتھ خاص نہیں لیکن چونکہ یہ غلطی اتفاق سے سفر میں ہوئی تھی اسلیے ذکر میں تخصیص سفر کی ہو گئی اور سلام میں مسلمانوں کے طرز کی قید اسلیے ہے کہ اسوقت میں کفار کا سلام اور طور پر تھا جیسے انعم صباحا اور حیاک اللہ ۔ اور منجملہ ان علامات کے اذان اور نماز بھی ہے جو اس میں مشغول ہو اسکو مسلمان سمجھنا چاہیے ۔ اور ایک معنی احسان کرنے کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہارا اسلام اب مشہور و معلوم عند الناس ہو گیا مگر اول سے تو ایسے نہ تھے کذا فی الکشاف ۔ اور دوسرے فتبینوا کے ایک معنی وہ بھی ہو سکتے ہیں جو پہلے فتبینوا کے تھے پس اس صورت میں اسکا اعادہ ہو گا پہلے بطور دعوی کے تھا دوسری جگہ بطور نتیجہ کے ہو گا ربط اوپر جہاد کی فرضیت مذکور تھی آگے یہ فرماتے ہیں کہ گو وہ جہاد اسکے کہ فی نفسہ فرض عین نہیں ہے اور اسلیے اگر بعضے نہ جاویں تو گناہ نہیں جیسے وکلا وعد اللہ الحسنی سے معلوم ہو گا و نیز وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ میں مصرح ہے لیکن پھر بھی اسکے جو فضائل مخصوصہ ہیں وہ کرنے ہی پر موقوف ہیں **تفضیل مجاہدین بر قاعدین** لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (ثواب میں) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں (یعنی جہاد میں نہ جاویں) اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے (یعنی مالوں کو خرچ کر کے اور جانوں کو حاضر کر کے) جہاد کریں (بلکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور (لیکن بوجہ فرض عین نہ ہونے کے گناہ ان بیٹھنے والوں پر نہیں بلکہ بوجہ ایمان اور دوسرے فرائض عین کے بجا لانے کے) سب سے (یعنی مجاہدین سے بھی قاعدین سے بھی) اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا (یعنی جنت کا آخرت میں) وعدہ کر رکھا ہے اور (اوپر جو اجمالا کہا گیا ہے کہ مجاہدین کا بڑا درجہ ہے اسکی تعیین یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین (مذکورین) کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے (وہ درجہ بھی اجر عظیم ہے پس اس اجر عظیم اجمالی کی تفصیل

الروایات فی اللباب روی البخاری عن البراء قال لما نزلت لا یستوی القاعدون دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم فقال یا رسول اللہ انا ضریر فنزلت غیر اولی الضرر اہ مختصرا قلت ولما کان ہذا بیان تفسیر لم یفصلہ لان

اولی الضرر مقصودون لا قاعدون او یقال ان الحکم کان ظاہرا باعتبار الکلیات الشرعیۃ وما ورد فی بعض الروایات من قولہ علیہ السلام لا ادری فہو علی الاحتیاط وقت نزول الوحی الذی یتوقع فیہ النص ۱۲

التجمۃ ... نفی امر کائن لاطلاق ... فی النفی اطاعت ... وحاصلہ اظہار الاسلام ... کان مفاد الاطاعۃ ... ترجمت بما ذکرت سلامۃ ... قال علیہ السلام ... روایات ۱۳ ... ع ۵ ... التکلم ۱۰ ... ابقاء الحری و من فسر ... علی التمثیل ... علامات الاسلام ... بالحکم و لو ... الامر بعدم التفتیش ... منہا دفی ہذہ المحاولۃ ... اذا اسلم فی عین القتال ... ۵ قولہ ... فرض عین ... ۵ قولہ فی القرآن ... من المرض وغیرہ ... لن لوگوں کا درجہ ... ان درجہ تمیز محول ... مضاف الی المجاہدین ... بالمادۃ التفضیل والآخر ... قولہ فی الحسنی جنۃ ... ۵ قولہ ... مذکورین ای باموالہم ... ہذا دافعہ کما اکتفی فی ... تقیید فی سبیل اللہ ... فی الموضعین ... اولی الضرر ... اکمل درجات العلا ... القاعدین ... ثم کلام فی النفی ... المقصود ... لانہ ہو الذی نزل ... فی الواحدی ...

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کریگا تو اسکو روے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور بہت گنجائش ۔ اور جو شخص اپنے

بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرونگا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے

اور ایک آیت میں ملک الموت کیطرف یتوفٰکم ملک الموت ۔ اور ایک آیت میں اپنی طرف اللہ یتوفی الانفس ، سو وجہ جمع یہ ہے کہ قابض حقیقی اللہ تعالیٰ اور ظاہری ملک الموت اور دوسرے ملائکہ انکے معین و شریک ۔ اور یہاں دو شبہے ہوا کرتے ہیں ایک یہ کہ جب یہ مستثنیٰ لوگ گنہگار ہی نہیں تو معافی کے کیا معنی ۔ دوسرے معافی میں امید کیسی جس سے تردد مترشح ہے پہلے شبہہ کا جواب یہ ہے کہ معافی اسلیے کہا کہ فی نفسہ تو وہ فعل قبیح اور گناہ ہے گو کسی خاص شخص کے حق میں گناہ نہ لکھا جاوے کسی جگہ اس کے لکھنے کو گناہ نہ ہونا قرار دیدیا اور کہیں معافی کے لفظ سے اسکے فی نفسہ گناہ ہونیکو بتلا دیا ۔ اسی تقریر سے یہ شبہہ بھی رفع ہوگیا کہ بچوں کو تو بالکل گناہ ہی نہیں ہوتا وجہ رفع ظاہر ہے کہ گو انکو گناہ نہ ہو لیکن وہ فعل تو حد ذات میں قبیح ہے ۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ولدان اسلیے ملا دیا تاکہ اشارہ اسطرف ہو کہ مثل ولدان کے عاجز ہونا چاہیے تب مستثنیٰ ہونگے ۔ دوسرے شبہہ کا جواب یہ ہے کہ کریم کا اطماع یعنی امید دلانا وعدہ ہی ہے جیسے آیت فقاتل فی سبیل اللہ میں عسیٰ کے ترجمہ کے ساتھ اسکا بیان آچکا ہے ۔ باقی اس عنوان میں اشارہ اسطرف ہے کہ یہ گناہ اس درجہ سخت ہے کہ باوجود عذر ہونے اور گناہ نہ ہونیکے مشابہ ایسے ہے کہ جیسا گناہ ہوا ہو گو معاف ہوگیا ہو ۔ ربط اوپر ترک ہجرت پر وعید تھی آگے ہجرت کی ترغیب اور اسپر سعادت دارین کا وعدہ ہے ترغیب و فضیلت ہجرت وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور (جن لوگوں کے لیے ہجرت مشروع ہے انمیں سے) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (یعنی دین کے لیے) ہجرت کریگا تو اسکو روے زمین پر جانیکی بہت جگہ ملیگی اور (اظہار دین کی) بہت گنجائش (ملیگی پس اگر ایسی جگہ پہونچگیا تب تو دنیا میں بھی اس سفر اور انتہا سے کامیابی ظاہر ہے) اور (اگر اتفاق سے یہ کامیابی نہوئی تب بھی آخرت کی کامیابی میں تو کوئی تردد نہیں کیونکہ ہمارا قانون ہے کہ) جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ و رسول (کے حکم بجا لانے کے موقع) کیطرف ہجرت کرونگا پھر (وصول الی المقصد سے پہلے) اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب (جو ہجرت پر موعود ہے) ثابت ہوگیا (جیسا وعدہ کے ایسا ہی جیسے) اللہ کے ذمہ (گو ابھی اس سفر کو ہجرت نہیں کہسکتے لیکن صرف اچھی نیت سے اسکے شروع کر دینے پر پورا صلہ عطا ہوگیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں (اس ہجرت کی برکت سے گو وہ ناتمام رہے پہلے سب گناہ معاف فرمادینگے جیسا حدیث میں ہجرت کا مکفر ذنوب سابقہ ہونا آیا ہے اور) بڑے رحمت والے ہیں (کہ شروع فی العمل کو حسن نیت کی وجہ سے کمال عمل کے برابر ثواب میں فرمادیا) ف روح المعانی میں ہجرت کی فرضیت کا منسوخ ہونا نقل کیا ہے البتہ مستحب اب بھی ہے اور مسلم کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اعرابی کو جس نے اجازت ہجرت کی چاہی یہ فرمانے سے ان شان الہجرۃ لشدید اور وطن میں رہنے کے لیے ارشاد فرمانے سے ۔۔۔ ہوتی ہے کیونکہ اسکے عزم ہجرت سے ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار اسلام میں نہ تھا ف ان تین رکوع گذشتہ میں ہجرت کی بحث چند مواقع میں آئی ہے اسلیے اسکے متعلق ایک جامع و مختصر تقریر جس سے سب مواقع کی زیادہ توضیح ہوجاوے لکھی جاتی ہے جسکا ماخذ روایات و قواعد و اقوال علماء و اشارات نصوص ہیں ان دلائل کے مجموعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ہجرت ابتدائے اسلام میں فرض تھی اور فرضیت کے ساتھ وہ ظاہرا شعار لازم و موقوف علیہ ثبوت اسلام کی بھی تھی لیکن حالت عذر میں اسکی فرضیت اور شعاریت ساقط ہوجاتی تھی جیسا کہ تلفظ بالشہادتین کی اب بھی یہی شان ہے اور عہد نبوی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے نماز کی یہی شان معلوم ہوتی ہے اور اس شعار ہونیکی وجہ سے اس سے بلا عذر رجوع کرنا علامت ارتداد کی تھی اسی بنا پر رکوع اول کے شروع میں ان راجعین عن الہجرت کے مسلمان سمجھنے سے

اللغات فی القاموس المراغم المذہب والمہرب اھ و تفسیرنا بالاول ۱۲

الروایات فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم و ابو یعلی بسند جید قال خرج حمزۃ بن جندب من بیتہ مہاجرا فقال لاہلہ احملونی فاخرجونی من ارض المشرکین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمات فی الطریق قبل ان یصل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزل الوحی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الآیۃ وفیہ عن ابن ابی حاتم فی ابی حمزۃ الزرقی وسمی فی بعض الروایات حمزۃ ابن العیص او العیص بن حمزۃ وفی بعضہا جندب بن حمزۃ الجندعی وغیر ذلک اھ قلت والانظار فی ذلک ۱۲

فائدہ مر ما قررت فی ف ۲ انتصح البعض ما یتعلق بالمقامات الخمسۃ من الحواشی فانظر ۱۲

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا

پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق

الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ

پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں اگر تم الم رسیدہ ہو

فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

تو وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں۔

١٥ ع ٤ ١٣

علیہ وسلم نے جب دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو دونوں گروہ نے اپنی اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لی اخرجہ الشیخان وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجہ وغیرہم عن سالم عن ابیہ کذا فی الروح اور ابوداود میں یہ بھی زائد ہے کہ آگے پیچھے دونوں گروہ نے یہ باقی رکعت پڑھی اور یہی حنفیہ کا مذہب ہے مسئلہ جبوقت جبکہ امام مسافر ہو جیسا کہ غزوات میں غالب ہے ورنہ ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھا دے اور بعد فراغ امام دو دو اپنے طور پر پڑھیں کذا فی الہدایہ ورواہ ابوداود عن جابر کذا فی الفتح مسئلہ اور مغرب میں ایک گروہ امام کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ ایک رکعت مسئلہ احادیث میں اور طریقے بھی آئے ہیں جس طرح ممکن ہو پڑھ لے سب جائز ہے کذا فی رد المحتار مسئلہ ہتھیار وغیرہ ہمراہ رکھنے کا استحباب حنفیہ کے نزدیک تفسیر احمدی وشامی میں ہے پس یہ لا جناح ایسا ہوگا جیسا سورۂ بقرہ کے تین پاؤ پر ہے لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن الآیۃ لا تؤمنہ اسطرح بیان عدم اثم سلاح میں مؤنت وخطرہ جان کا ہے اور حمل میں اتنا نہیں مقدار ربط اوپر جملہ آیۃ قصر صلوۃ الخوف کا بیان تھا جس میں وجہ نماز کی اصلی ہیئت سے تغیر ہو گئی ہے آگے ذکر ہے گا کہ یہ تغیر تھا اور سفر وخوف کے انقطاع وزوال کے بعد اس تغیر صلوۃ کا بھی زائل ہو جانا اور خاص احوال میں اس تغیر کی گوارائی کا سبب بیان فرماتے ہیں ذکر دوام اور اقامت صلوۃ وتوقیت الخ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (١٠٣) پھر جب تم اس نماز (خوف) کو ادا کر چکو تو (بدستور) اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (یعنی ہر حالت میں حتیٰ کہ عین قتال کے وقت بھی دل سے بھی [illegible] اتباع سے بھی کہ وہ بھی ذکر ہی ہے چنانچہ قتال میں خلاف شرع کوئی کارروائی کرنا ناجائز ہے غرض نماز تو ختم ہو گئی ذکر ختم نہیں ہوتا نماز میں تو تخفیف ہو گئی تھی لیکن یہ بحالہ ہے) پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ (یعنی سفر ختم کر کے مقیم ہو جاؤ اور اسی طرح زوال خوف کے بعد مامون ہو جاؤ) تو نماز کو (اصلی) قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو (یعنی قصر اور نماز میں مشی وغیرہ چھوڑ دو کیونکہ وہ بوجہ عارض کے اسلئے جائز رکھا گیا تھا کہ) یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے (پس فرض ہونیکی وجہ سے ادا کرنا ضرور اور موقت ہونیکی وجہ سے وقت ہی پر ادا کرنا ضرور اسلئے کچھ کچھ اسکی ہیئت تبدیل کر دی گئی تھی ورنہ ہیئت مقصودہ وہی اصلی ہیئت ہے پس زوال عارض کے بعد وہ ہیئت اصلی واجب الحفظ ہوگی) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس تعلیل کا مقتضا یہ ہے کہ عین قتال کے وقت بھی موخر نہ کیجاتی کوئی اور آسان طریقہ مقرر ہو جاتا جو اسوقت بھی ممکن ہوتا جواب یہ ہے کہ تمام احکام مشروع ہوتے ہیں امکان عادی کے ساتھ اور عین قتال کے وقت مفقود ہے کیونکہ نماز کی ہیئت جو اسکا ادنیٰ مقتضا ہو شرعاً وہی معتبر ہے جو سورۂ بقرہ کے حکم میں چہارم میں مذکور ہو چکا جب اتنا بھی نہو سکے تو اس سے کم صلوۃ ہی نہیں اسلئے موخر کی گئی ربط اوپر اصل مقصود ذکر جہاد کا تھا اور دوسرے مضامین اسکی مناسبت سے مذکور ہو گئے تھے آگے پھر جہاد ہی کے متعلق ارشاد ہے کہ جہاد میں سستی ناجائز ہے روح میں عکرمہ سے اور معالم میں اسکا نزول غزوۂ حمراء الاسد کے بارہ میں نقل کیا ہے جسکا قصہ آل عمران آیۃ الذین استجابوا میں مذکور ہوا ہے منع انکو ہمتی ورجاء وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (١٠٤) اور ہمت مت ہارو اس مخالف قوم کے تعاقب کرنے میں (جبکہ اسکی ضرورت ہے) اگر تم (زخموں سے) الم رسیدہ ہو تو (کیا ہوا) وہ بھی تو الم رسیدہ ہیں جیسے تم الم رسیدہ ہو (تو تم کیسے زیادہ قوت نہیں رکھتے پھر کیا ہے کہ [illegible] اور) (تم میں ایک بات ان سے بڑھی ہوئی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی چیزوں کی (جیسے ثواب وغیرہ) امید رکھتے ہو کہ وہ لوگ (انکی) امید نہیں رکھتے (تو دل کی قوت میں تم زیادہ ہوئے اور ضعف بدن میں مشترک تو تمکو زیادہ مستعد ہونا چاہیے) اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں (تو کفار کا ضعف بدن ان کو معلوم ہے) بڑے حکمت والے ہیں (تمہارے لئے قتال [illegible]) ربط اس ضمن میں چند جگہ منافقین کا ذکر آیا ہے کہ کفر دونوں میں مشترک ہے آگے بھی بعض منافقین کے ایک خاص قصہ کے متعلق مضمون مذکور ہوتا ہے جسکا خلاصہ بروایت ترمذی

ملحقات الترجمة

٥١ قولہ فی قضیتم اس نماز فالالام للعہد ١٢ ٥٢ قولہ فی اذکروا بدستور لگ جاؤ اشارہ بہذا العنوان الی دوامہ فی الحال والاستقبال ١٢ ٥٣ قولہ سے جنوبکم لیٹے اشارالی انہ کنایۃ دان لم یکن الاضطجاع علی الجنب ایضا مستلقیا ١٢ ٥٤ قولہ فی تفسیر اذکروا اللہ خلاف شرع کوئی کارروائی الخ اشار الی ان الذکر اعم من ان یکون باللسان بل کل مطیع للہ فہو ذاکر کما فی الحدیث صحیح بہ فی قولہ تعالیٰ اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ ٥٥ قولہ فی اطماننتم یعنی سفر الخ اشار الی ان الاطمینان ہو السکون سواء کان للجسم کما فی القیام والقلب کما فی الامن واشار الی ان ہذا متعلق بآیتی القصر والخوف ١٢ ٥٦ قولہ فی القوم اس مخالف اشارۃ الی ان اللام للعہد ٥٧ قولہ جبکہ اسکی اشار الآیۃ فی الواقعۃ التی عصمنا سعید فی کل قتال لان الحکم یختلف باختلاف الحالات الدیرۃ ولا یحتاج اخری وکذا فیما بعدہ ٥٨ تالمون رنج ١١

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ

بیشک ہم نے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے اور آپ استغفار فرمائیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ

بڑے مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجئے جو کہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے جو بڑا خیانت کرنیوالا بڑا گناہ کرنیوالا ہو جن لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں

وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ

اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ اس وقت انکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انکے سب اعمال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہیں ہاں تم ایسے ہو

جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ

کہ تم نے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کر لیں سو خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانیوالا ہوگا۔ اور جو شخص کوئی برائی کرے

سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا۔ اور جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہونچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

بڑے علم والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں اور جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ پھر اسکی تہمت کسی بے گناہ پر لگادے سو اس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لادا۔ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل

عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُّضِلُّوْكَ ۖ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ

اور رحمت نہ ہو تو ان لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈالدینے کا ارادہ کر لیا تھا اور غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن اپنی جانوں کو اور آپکو ذرہ برابر ضرر نہیں پہونچا سکتے

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپکو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے

ع ۱۶

یہ ہے کہ بنو ابیرق ایک خاندان تھا ان میں ایک شخص بشیر نام منافق تھا اس نے حضرت رفاعہ کی بخاری میں نقب دیکر کچھ آٹا اور کچھ ہتھیار جو انہیں رکھے تھے چرا لیے صبح کو پاس پڑوس میں تلاش کیا اور بعض قرائن قویہ سے بشیر پر شبہ ہوا بنو ابیرق نے جو کہ بشیر کے شریک حال تھے اپنی برات کے لیے حضرت لبید کا نام لے دیا غرض حضرت رفاعہ نے اپنے برادر زادہ حضرت قتادہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس واقعہ کی اطلاع دی آپ نے وعدہ تحقیق کا فرمایا بنو ابیرق کو جو یہ خبر ہوئی ایک شخص جو انہی خاندان کا تھا اسیر نام سے آپکے پاس آئے اور سب مشورہ کرکے جمع ہو کر مع بعض اہل محلہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت قتادہ اور حضرت رفاعہ کی شکایت کی کہ بدون گواہوں کے ایک مسلمان اور دیندار گھرانے پر چوری کی تہمت لگاتے ہیں اور مقصود انکا یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ میں انکی طرفداری کریں آپ نے یہ تو نہیں کیا لیکن اتنا ہوا کہ حضرت قتادہ جو حضور میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں تہمت لگاتے ہو انہوں نے آکر اپنے چچا حضرت رفاعہ سے کہا وہ اللہ پر بھروسہ کرکے خاموش ہوگئے اس پر یہ اگلی آیتیں دو رکوع کے قریب نازل ہوئیں غرض چوری ثابت ہوئی اور مال برآمد ہوا اور مالک کو دلایا گیا تو بشیر ناخوش ہو کر مرتد ہو گیا اور مکہ جاکر مشرکوں میں جا ملا اسپر آخر کی آیتیں نازل ہوئیں وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ

قصہ بعض منافقین مع احکام متعلقہ آن

إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُّضِلُّوْكَ ۖ وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے

بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

کی ترغیب دیتے ہیں اور جو شخص یہ کام کریگا حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماوینگے۔ اور جو شخص رسول کی مخالفت کریگا

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

بعد اسکے کہ اسکو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اسکو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور اسکو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے جانیکی۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ بیشک ہمنے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے (جس سے نفع کے موافق (حال معلوم ہوگا) تاکہ آپ (اس واقعہ میں) ان لوگوں کے درمیان اسکے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے (وحی کے ذریعہ سے) آپکو (اصل حال) بتلا دیا ہے (وہ وحی یہ ہے کہ واقع میں بشیر سارق ہے اور بنوابیرق جو اسکے حامی ہیں کاذب ہیں) اور (جب اصل حال معلوم ہو گیا تو) آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجیے (جیسا بنوابیرق کی اصل خواہش یہی تھی چنانچہ دوسرے رکوع میں آتا ہے لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ مگر آپنے ایسا کیا نہ تھا چنانچہ خود اسی جملہ سے نکرنا بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ فضل الٰہی نے غلطی سے بچا لیا جس میں ہر غلطی کی نفی ہو گئی اور نہی فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فعل ماضی میں واقع ہوا ہو بلکہ اصل فائدہ نہی کا یہ ہے کہ آئندہ کے لیے حقیقت حال سے آگاہ کرکے اسکے ارتکاب کا انسداد کرتے ہیں پس آپکی حالت اور نہی کے مجموعہ کا حاصل یہ ہوگا کہ جیسے اب تک طرفداری نہیں کی آئندہ بھی نہ کیجیے اور یہ انتظامات بھی مکمل عصمت نبویہ کے ہیں اور ایک خائن کے ساتھ سب کو خائن اسلیے فرمایا کہ خائن کی شرکت واعانت بلکہ اخفا باوجود علم کے نیز خیانت ہے پس شرعاً سب خائن ہوئے) اور (لوگوں کے کہنے سے بناء علی حسن الظن جو بنی ابیرق کو آپنے دیندار سمجھ لیا گو بلا دلیل صحیح وسند معتبر کسیکو دیندار سمجھنا گناہ نہیں بلکہ مستحب ہیں کہ فی نفسہ بوجہ حسن ظن کے حسنہ ہے لیکن چونکہ اس موقع پر اتنا فرمادینے سے اہل حق کا اپنے حق کو چھوڑ بیٹھنا محتمل تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے پس بغیرہ دیو اسطہ یا منا سبا اسلیے حق سے) آپ استغفار فرمائیے (کہ آپکی شان عظیم ہے اتنا امر بھی آپکے لیے قابل استغفار ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنیوالے بڑے رحمت والے ہیں اور آپ ان لوگوں کی طرف سے کوئی جوابدہی کی بات نہ کیجیے (جیسا وہ لوگ آپ سے چاہتے تھے) جو کہ (لوگوں کی خیانت اور نقصان کرکے باعتبار وبال وضرر کے درحقیقت) اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو نہیں چاہتے (بلکہ اسکو مبغوض رکھتے ہیں) جو بڑا خیانت کرنے والا بڑا گناہ کرنے والا ہو (جیسا کہ تھوڑے سے خیانت کرنیوالے کو بھی محبوب نہیں رکھتے لیکن چونکہ بشیر کا بڑا خائن ہونا بتلانا مقصود ہے اسلیے یہ صیغہ لایا گیا) جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ (اپنی خیانت کو) آدمیوں سے تو (شرما کر) چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ (مثل ہر وقت کے) اسوقت (بھی) اُنکے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں (جیسا اسیر کے پاس جمع ہو کر مشورہ کیا گیا تھا کہ حضور سے یوں گفتگو کرینگے) اور اللہ تعالیٰ اُنکے سب اعمال کو اپنے (علمی) احاطہ میں لیے ہوئے ہیں ہاں (جو بشیر وغیرہ کی حمایت میں بعض اہل محلہ جمع ہو کر آئے تھے وہ سن لیں کہ) تم ایسے ہو کہ تمنے دنیوی زندگی میں تو انکی طرف سے جوابدہی کی باتیں کرلیں سو (یہ تو بتلاؤ کہ) خدا تعالیٰ کے روبرو قیامت کے روز انکی طرف سے کون جوابدہی کریگا یا وہ کون شخص ہوگا جو انکا کام بنانیوالا ہوگا (یعنی نہ کوئی زبانی جوابدہی کرسکیگا نہ کوئی عملی درستی مقدمہ کی کرسکیگا) اور یہ خائنین اگر اب بھی توبہ موافق قاعدہ شرعیہ کر لیتے تو معافی ہو جاتی کیونکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ جو شخص کوئی (متعدی) برائی کرے یا (صرف) اپنی جان کا ضرر کرے (یعنی غیر متعدی گناہ کرے) اور پھر اللہ تعالیٰ سے (حسب قاعدہ شرعیہ) معافی چاہے (مثلاً حقوق العباد میں ادا یا ابرا بھی ضرور ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پاویگا اور (ضرور گنہگاروں کو اسکی کوشش کرنا چاہیے کیونکہ) جو شخص کچھ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ فقط اپنی ذات پر اسکا اثر پہنچاتا ہے (وہ اثر گناہ اور سزا ہے جب انجام گناہ کا یہ ہے تو توبہ کر لینا بہت ضرور ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑی علم والے ہیں (سب گناہوں کی انکو خبر ہے) بڑی حکمت والے ہیں (مناسب مناسب سزا تجویز فرماتے ہیں) اور (یہ تو خود گناہ کرنیکا انجام ہوا اور جو کسی دوسرے پر لگادے اسکا حال سنو کہ) جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے یا بڑا گناہ کرے

فائدہ: قولہ ومن یشاقق الرسول الخ قال البیضاوی الآیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین وذلک اما لحرمۃ کل واحد منہما او احدہما او الجمع بینہما والثانی باطل اذ یقبح ان یقال من شرب الخمر واکل الخبز استوجب الحد وکذا الثالث لان المشاقۃ محرمۃ ضم الیہ غیرہ اولم یضم واذا کان اتباع غیر سبیل المؤمنین محرما کان اتباع سبیلہم واجبا الخ … وہی الاول لکن بما قررت بہ الآیۃ لا یصح الحصر فی الثلاثۃ بل ہہنا احتمال رابع وہو ان المشاقۃ ہو عین اتباع غیر سبیل المؤمنین فلم یجز المذکور فی الآیۃ اذن الا المشاقۃ فانہم لکن الحکم من عدم …

ملحقات الترجمہ

[illegible marginal notes]

[illegible footnote line]

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشینگے کہ انکے ساتھ کسیکو شریک قرار دیا جاوے اور اسکے سوا اور جتنے گناہ ہیں جسکے لیے منظور ہوگا

(بجائے اسکے کہ خود ہی توبہ کرنا چاہیے تھا اُس نے یہ طرہ کیا کہ) اُس (گناہ) کی تہمت کسی بیگناہ پر لگادی سو اُس نے تو بڑا بھاری بہتان اور صریح گناہ اپنے (سر کے) اوپر لادا (جیسا بشیر نے کیا کہ خود تو چوری کی اور ایک نیکبخت بزرگ آدمی لبید کے ذمہ رکھدی) اور اگر (اس مقدمہ میں) آپ پر (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا فضل اور رحمت نہو (جوکہ ہمیشہ آپ پر رہتا ہے) تو ان (چالاک) لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو آپکو غلطی ہی میں ڈال دینے کا ارادہ کر لیا تھا (لیکن خدا کے فضل سے انکی ہنگامہ پردازی کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا اور آیندہ بھی نہوگا چنانچہ فرماتے ہیں) اور (کبھی آپکو غلطی میں نہیں ڈال سکتے لیکن (اس ارادہ سے) اپنی جانوں کو (مبتلائے گناہ و مستحق عقوبت بنا رہے ہیں) اور آپکو ذرہ برابر (اس قسم کا) ضرر نہیں پہونچا سکتے اور (آپکو غلطی کا ضرر پہونچانا کب ممکن ہے جبکہ) اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور علم کی باتیں نازل فرمائی (جسکے ایک جز میں اس واقعہ کی حقیقت کی اطلاع بھی دیدی) اور آپکو وہ وہ (مفید اور عالی) باتیں بتلائی ہیں جو آپ (پہلے سے) نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے (بجز اللہ کے فضل کے ساتھ کسکا قابو چل سکتا ہے) عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت) نہیں ہوتی (جیسا اس بشیر کے یہاں جمع ہو کر خفیہ مشورہ کیا گیا تھا) ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ (خیر) خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل انتظام کے لیے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں یا خود ہی صدقہ وغیرہ کی دوسروں کو خفیہ ترغیب دیتے ہیں کیونکہ بعض اوقات خفیہ ہی کہنا مصلحت ہوتا ہے) انکے مشورہ میں البتہ خیر یعنی ثواب اور برکت ہے) اور جو شخص یہ کام کریگا (یعنی ان اعمال کی ترغیب دیگا) حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے واسطے (نہ کہ ریاست و شہرت کی غرض سے) سو ہم اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرماوینگے (یعنی آخرت میں لیکن ان خائنوں کے تو ایسے مشورے ہیں نہیں اسلیے ناپسندیدہ ہیں) اور جو شخص رسول (مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کریگا بعد اسکے کہ اسکو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا (جیسا بشیر مرتد ہو گیا حالانکہ اسلام کا حق ہونا اور نیز اس خاص واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کا خود انکے معاملہ میں بھی حق ہونا معلوم تھا پھر بھی بدبختی نے گھیرا) تو ہم اسکو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور (آخرت میں) اسکو جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے جانیکی ف نیک کام میں جوکہ معروف کا ترجمہ ہے تمام وہ امور آگئے جو نافع ہوں خواہ دینی ہوں یا دنیوی بشرطیکہ منشرع ہوں اور گو اس میں صدقہ بھی داخل تھا لیکن نفس پر شاق ہونیکی وجہ سے اسکا زیادہ اہتمام فرمایا اور خاص اس مقام میں اس لیے بہت ہی مناسب ہوا کہ بشیر نے چوری کر کے غیر کا مال لیا تھا اسلیے مقابلہ میں اپنا مال غیر کو دینے کی فضیلت بیان فرمادی اور اسیطرح لوگوں میں صلح کرادینا بھی معروف میں داخل ہے لیکن چونکہ ناانفاقی سبب ہے مضرت عظیمہ کثیرہ کا اور اصلاح میں اسکا انسداد ہے اسلیے اسکو بھی تصریحاً ذکر فرمایا پس صدقہ جالب منافع عظیمہ تھا اور اصلاح دافع مضار عظیمہ ان دونکو باوجود عموم معروف کے مصرح فرمادیا پس اصلاح کا فاعل اور الناس کا مصداق ایک ہی ہے جیسے اصلحوا ذات بینکم میں اور معنی یہ ہیں کہ امر الناس باصلاحہم ما بینہم بطریق وضع مظہر موضع مضمر کے اور نشاقق الرسول باوجودیکہ دلالت علی المقصود میں کافی ہے مگر یتبع غیر سبیل المؤمنین کے زائد کرنے میں یہ فائدہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی علامت جسکو دلیل انی کہتے ہیں بتلادی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا علم مشاہدۃً تو ہر وقت متعذر ہے اُسوقت بھی بوجہ اکثر وں کے غائب ہونیکے اور بعد میں بوجہ وفات کے رہا روایۃً منصوص میں اور درایۃً یعنی اجتہاداً غیر منصوص میں سو وہ محتاج توسط رواۃ و ہداۃ مسلمین ہے پس زیادہ معرفہ موافقت و مخالفت طریقہ رسول کا اتباع و عدم اتباع سبیل مومنین کا ہوا فافہم فانہ من المواہب لا من المکاسب واللہ اعلم ربط اوپر ذکر چلا آتا ہے گو سب مخالفین داخل ہیں لیکن بیان احوال میں یہود اور منافقین کے احوال کا بیان ہوا ہی مخالفین میں ایک جماعت بلکہ اوروں سے بڑی مشرکین کی بھی آگے کچھ انکے عقائد کی حالت اور طریقہ کی مذمت اور اسکی سزا کا مذکور ہے اور اس مقام میں یہ اسلیے اور زیادہ مناسب ہو گیا کہ ابیرق سارق کے مرتد ہونیکا مذکور ہے پس اس سے اسکی دائمی سزا کا حال معلوم ہو گیا اور نیز اوپر ترغیب بھی توبہ کی یہاں شرک و کفر کے سوا اور ذنوب کا مغفور ہونے کے بیان سے توبہ کی اور ترغیب ہو گئی عقوبت دوم مطریقہ مشرکین إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ط -

الروایات فی الروح اخرج الثعلبی عن ابن عباس رض ان شیخا من العرب جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی شیخ منہمک فی الذنوب الا انی لم اشرک باللہ شیئا منذ عرفتہ وآمنت بہ ولم اتخذ من دونہ ولیا ولم اوقع المعاصی جرأۃ وما توہمت طرفۃ عین انی اعجز اللہ ہربا وانی لنادم تائب فما تری حالی عند اللہ تعالی فنزلت ان اللہ لا یغفر الخ

قولہ فی قولہ ما تولی جو کچھ وہ کرتا ہے الخ کما فی البیضاوی نجعلہ والیا لما تولی من الضلال و نخلی بینہ و بین ما اختارہ ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ ان کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

نہرین جاری ہونگی وہ انمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے خدا تعالی نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالی سے زیادہ کسکا کہنا صحیح ہوگا

ایسے لوگون کا (جو کہ شیطان کی راہ پر چلتے ہین) ٹھکانا جہنم ہے (اور وہ خسران مبین یہی ہے) اور اُس (جہنم) سے کہین بچنے کی جگہ نہ پاوینگے (کہ وہان جا کر پناہ لے لین) ف شرک کے متعلق ایک مفید بحث اس پارہ کے ربع کے ایک رکوع قبل اُس آیت کے ذیل مین جسکے الفاظ اس مقام کی آیت کے مثل ہین گذر چکی ہے دیکھ لی جاوے۔ اور زنانی چیزون سے مراد بعضے بت ہین جنکے نام اور صورتین عورتون کی سی تھی اور ان کو زیور وغیرہ بھی پہناتے تھے جیسا کہ روح مین حسن سے منقول ہے کہ ہر قبیلہ مین ایسے بت تھے اور انکو انثی بنی فلان کے لقب سے مشہور کرتے تھے اور اسکا یہ مطلب نہین کہ ان کے سوا اور کی عبادت نہین کرتے چنانچہ بعضے بت نام اور شکل مین مردون کی طرح بھی تھے بلکہ یہان مستثنیٰ دو چیزین ہین اور حصر مجموعہ کے اعتبار سے ہے جسکا دوسرا جزو یعنی شیطان سب معبودات غیر اللہ کو باین معنی شامل ہے کہ شیطان کے کہنے سے عبادت کرنا گویا شیطان کی عبادت کرنا ہے جیسے محاورات مین کہتے ہین کہ مین نے زید کے کہنے سے فلان شخص کو روپیہ دیا ہے تو مین نے تو زید ہی کو دیا ہے۔ اس عام مین سے اناث کو منفرد کر کے لے آنا انکی زیادت تحقیق کے لیے ہے کہ ایسے ناقص الاوصاف کی بھی عبادت کرتے ہین پس کوئی معبود باطل ایسا نہین ہے جو اس حصر فی المجموع سے خارج ہو بلکہ جزو ثانی مین تو سب داخل ہین اور بعضے جزو اول مین بھی پس نہ حصر پر شبہ ہے اور نہ دونون حصرون مین تنافی ہے کیونکہ مقصود حصر واحد ہے گو بعنوان عاطل مکرر ہے پس تقدیر کلام اس طرح ہے ان یدعون الا اناثا والا شیطانا جیسے ماجاءنی الا زید والا عمرو اور شیطان کی چند صفتین تاکید مقصود کے لیے لائے یعنی ایسے شیطان کی اطاعت کرتے ہین جو اولاً متمرد ہے ثانیاً تمرد کی وجہ سے ملعون ہے ثالثاً انسان کا عدو ہے جیسا اسکے اقوال سے مترشح ہے آگے وہ اقوال اُسکی عداوت پر دلالت کرنیکے لیے نقل فرمائے پس یہ لازم نہین کہ یہان جتنے امور مذکور ہین وہ سب شرک و کفر ہی ہون چنانچہ بعض امور صرف فسق ہین اور یہان جو تغییر کی مذمت مذکور ہے وہ ہر تغییر نہین بلکہ جسمین افساد ہو اور جسمین افساد نہو وہ مذموم نہین بلکہ عدم افساد کے ساتھ اگر اصلاح بھی ہو جیسے ختان و تقلیم اظفار وہ موکد ہے اور جسمین دونون نہون جیسے خصاء بہائم اور مقدار مسنون سے زائد ریش کا تراشنا یہ جائز ہے اور افساد کے وجود و عدم کا مدار اعتبار شریعت ہے نہ کہ عرف جس مین علاوہ اسکے کہ شارع کے برابر اُسکی نظر نہین خود باہم عرف عرف مین تعارض بھی ہوا کرتا ہے خوب سمجھ لو اور خلق اللہ کی تفسیر یہ بھی ہوسکتی ہے الخلق الذی امر اللہ ان یکون الانسان علیہ یعنی حق تعالے کی پسندیدہ وضع پس تفسیر متن مین خلق تکوینی ہے اور اس تفسیر پر تشریعی

ربط اوپر کفار و مشرکین کے لیے وعید تھی آگے مومنین کے لیے وعدہ اور بشارت ہے جیسا اکثر جگہ قرآن مجید کا طرز ہے **ثواب مومنین** ٥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (۱۲۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور (انہون نے) اچھے کام کیے ہم انکو عنقریب ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ اُنکے (محلات کے) نیچے نہرین جاری ہونگی وہ انمین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے خدا تعالے نے اسکا وعدہ فرمایا ہے اور سچا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالی سے زیادہ کسکا کہنا صحیح ہوگا ف نصف پارہ پر مین اصدق من اللہ حدیثا مین جو کچھ لکھا گیا ہے یہان بھی ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر بت پرستون کے خیالات کا شیطانی دھوکا اور غیر معتبر ہونا یعدہم و یمنیہم الخ مین اور ایمان و اعمال کا قابل اعتبار ہونا والذین آمنوا الخ مین مذکور تھا آگے بھی یہی دو مضمون ہین پہلی آیت مین پہلا مضمون اور بعد کی آیتون مین دوسرا مضمون اور اہل کتاب کا ذکر اس مضمون مین اسلیے آیا کہ انمین اور مسلمانون مین اکابر دین کے باب مین تفاخر ہوا تھا کذا فی اللباب النقاد **طمع خام و اعتبار اعمال و اسلام**

النحو فی روح المعانی وعد ہم وعدا واحقہ حقا اہ واشرت الی الترکیب فی الترجمہ ۱۲

البلاغۃ فی قولہ تعالی ومن اصدق معارضۃ مواعید الشیطان الکاذبۃ لقرنائہ بوعد اللہ تعالی لاولیائہ ۱۲

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا

نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی برا کام کریگا وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ

نَصِيرًا ○ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ

مددگار ملیگا　اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے　اور انپر ذرا بھی ظلم

نَقِيرًا ○ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ

نہ ہوگا　اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالی کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور ملت ابراہیم کا اتباع کرے جسمیں کجی کا نام نہیں　اور

۱۸
ع ۱۱
۱۵

اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ○ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ○

اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا اور اللہ تعالی ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالی تمام چیزوں کا احاطہ فرمائے ہوئے ہیں ۔

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (۱۲۳) وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا (۱۲۴) وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا (۱۲۵) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا (۱۲۶) نہ تمہاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے (کہ خالی خولی زبان سے اپنے فضائل بیان کیا کریں بلکہ مدار اطاعت پر ہے پس) جو شخص (اطاعت میں کمی کریگا اور) کوئی برا کام کریگا (خواہ از قسم عقائد ہو یا از قسم اعمال) وہ اسکے عوض میں سزا دیا جاویگا (اگر وہ برائی عقیدہ کفریہ تک ہے تو سزا بھی دائمی اور حتمی اور اگر اس سے کم ہے تو سزا غیر دائمی اور مقید بعدم توبہ و عدم عفو) اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملیگا نہ مددگار ملیگا (کہ خدا تعالی سے اسکو چھڑا لیں) اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو سو ایسے لوگ جنت میں داخل ہونگے اور انپر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (کہ انکی کوئی نیکی ضائع کر دیجاوے) اور (اوپر جو مومن کی قید لگائی تھی اسکا مصداق ہر فرقہ نہیں بلکہ صرف وہ فرقہ جسکا دین خدا تعالی کے نزدیک مقبول ہونے میں سب سے اچھا ہو اور ایسا فرقہ صرف اہل اسلام ہیں جسکی دلیل یہ ہے کہ انہیں یہ صفات ہیں کمال تامہ اخلاص۔ اتباع ملت ابراہیم اور) ایسے شخص (کے دین) سے زیادہ اچھا کسکا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالی کی طرف جھکا دے (یعنی فرمانبرداری اختیار کرے عقائد میں بھی اعمال میں بھی) اور (اسکے ساتھ) وہ مخلص بھی ہو (کہ ایسے فرمانبرداری اختیار کی ہو خالی مصلحت سے ظاہرداری نہو) اور وہ ملت ابراہیم (یعنی اسلام) کا اتباع کرے جسمیں کجی کا نام نہیں اور (ملت ابراہیمی ضرور قابل اتباع ہے کیونکہ) اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا (تو ظاہر ہے کہ دوست کے طریقہ پر چلنے والا بھی محبوب و مقبول ہوگا پس طریقہ اسلام مقبول ہوا پس اہل اسلام ہی مصداق ٹھیرے لقب مومن کے اور دوسرے فرقوں نے اتباع ابراہیمی چھوڑ دیا کہ اسلام نہ لائے اسلیے صرف مسلمان ہی ایسے ثابت ہوئے کہ محض امانی پر انکا استناد نہیں بلکہ اطاعت گذار ہیں پس کام ان ہی کا چلیگا) اور (اللہ تعالی کی اطاعت تامہ کرنا تو ضروری ہے)

ملحقات الترجمہ
۱ قولہ فی یعمل سوءا از قسم عقائد الخ بعمومہ لیعم الکتاب فان سوء ہم عقائدہم الا القلۃ ۱۲
قولہ فی الصالحات نیک الخ افادتہ من التبعیض ۱۲

النحو فے الروح الباء فی باما نیکم مثلہا فی زید بالباب ولیست زائدۃ واسم لیس مستتر فیہا عائد علی الامر المتجاوز فیہ بقرینۃ سبب النزول۔ وفی الجلالین اوضح من ہذا حیث قال لیس الامر منوطا ۱۲

البلاغۃ فے الروح قولہ وھو مومن فیہ دفع توہم ان العمل الصالح ینفع الکافر حیث قرن بذکر العمل السوء المضر للمومن والکافر۔ قولہ لا یظلمون فیہ ویعلم من نفی تنقیص ثواب المطیع نفی زیادۃ عقاب العاصی من باب الاولی لان الاذی فی زیادۃ العقاب اشد منہ فی تنقیص الثواب فاذا لم یرض بالاول وہو ارحم الراحمین فکیف یرضی بالثانی ۱۲

الروایات فے اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال تفاخر النصاری واہل الاسلام فقال ہؤلاء نحن افضل منکم وقال ہؤلاء نحن افضل منکم فانزل اللہ لیس بامانیکم وفی لفظ جلس ناس من الیہود وناس من النصاری وناس من المسلمین الخ قلت وقد ذکرت ہذہ الروایۃ فے المتن وایضا فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس قال قالت الیہود والنصاری لا یدخل الجنۃ غیرنا وقالت قریش انا لا نبعث فانزل اللہ تعالی لیس بامانیکم الآیۃ قلت ومن ثم قال بعض المفسرین ان الخطاب فی الآیۃ للمشرکین وایدہ بانہ لم یجر للمسلمین ذکر فی الامانی لکن الذی رواہ الترمذی ومسلم من کون الآیۃ شاقۃ علی ابی بکر الصدیق رض والمسلمین وجوابہ صلی اللہ علیہ وسلم لہم بکون المصائب کفارۃ لہم فی الدنیا ادرج دلیلا علی کون الخطاب للمسلمین فالتوجیہ ان یقال ان المقصود ہو الخطاب للمسلمین وتدل الآیۃ علی بطلان امانی المشرکین بالاولی لان الامانی اولم اقید بہا وقد کانت من اہل العلم فما بالہا اذا کانت من اہل الجہل فکان الخطاب للمشرکین بہذا النمط۔ واما الایدہ بہ فان الامانی بالتفسیر الذی اخترتہ تکون عادۃ للمشرکین وغیرہم فافہم۔ وفی اللباب اخرج ابن جریر عن مسروق قال لما نزلت لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب قال اہل الکتاب نحن وانتم سواء فنزلت ہذہ الآیۃ ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وہو مومن الخ قلت وقد اعتبرت ہذا فی ترجمۃ ومن احسن دینا لتوضیح تعیین مصداق المومن فافہم ۱۲

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ

اور لوگ آپ سے عورتوں کے باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انکے باب میں تمکو حکم دیتے ہیں اور وہ آیات بھی جو کہ قرآن کے اندر تمکو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جنکو جو انکا حق

تَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا

مقرر ہے نہیں دیتے ہو اور انکے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو اور کمزور بچوں کے باب میں اور اس باب میں کہ یتیموں کی کارگذاری انصاف کے ساتھ کرو اور جو نیک کام کروگے سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں

کیونکہ انکی سلطنت انکی اطلاع دونوں تام ہیں اور یہی امور مدار ہیں وجوب اطاعت کے چنانچہ) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یہ تو کمال سلطنت ہوا) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کو (اپنے علم میں) احاطہ فرمائے ہوئے ہیں (یہ کمال علمی ہوا) ف خلاصہ یہ ہوا کہ نری تمناؤں سے کام نہیں چلتا اگر مسلمان نری تمناؤں پر نہیں ہیں بلکہ کام کرتے ہیں اور دوسرے فرقے کیسب اسلام نلائے جسپر سارا کام موقوف ہے تو بس نری تمناؤں پر ہوئے اور ملت ابراہیمی کی تحقیق اور اسکا مصداق اسلام ہونا اور اتباع کے معنے یہ سب پارہ الم کے آخر میں مذکور ہیں ف خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا تقرب و مقبولیت ہے اور روح میں بسند و تصحیح حاکم حضرت جندب رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو بھی خلیل بنایا ہے جیسا ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور نیز مسلم میں ہے وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا اور حبیب اللہ ہونا مزید براں ہے رواہ الترمذی ربط شروع سورت میں احکام یتامیٰ و نساء میں انکے ادائے حقوق کا وجوب مذکور تھا کیونکہ جاہلیت میں بعضے انکو میراث ہی نہ دیتے تھے بعضے جو انکی میراث میں یا اور کسی طور سے انکو ملتا اسکو کھا جاتے بعضے انسے نکاح کرکے انکو مہر پورا نہ دیتے اور ان سب کی ممانعت کی گئی تھی اسپر مختلف واقعات پیش آئے بعض کو تو یہ خیال ہوا کہ عورتیں اور بچے فی نفسہ قابل میراث کے نہیں کسی مصلحت سے یہ حکم برائے چندے ہو گیا ہے امید ہے کہ منسوخ ہو جاویگا چندے اسکے منتظر رہے جب نسخ نہوا تو یہ مشورہ ٹھیرا کہ خود پوچھنا چاہئے اور حاضر ہوکر پوچھا ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جبیر سے آیت آئندہ کا سبب نزول اسی سوال کو نقل کیا ہے اور بعض کو یہ اتفاق ہوا کہ انکی پرورش میں بدصورت یتیم دختر تھی بدصورتی کی وجہ سے تو خود نکاح نہیں کیا اور دوسرے سے اسلئے نکاح کو ٹالا کہ مال بھی اسکے ساتھ جاویگا اور اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کذا فی الدر بروایۃ ابن ابی حاتم عن السدی فی قصۃ جابر۔ غالباً غرض سوال کی یہ ہوگی کہ کوئی حکم آسان آجاوے مثلاً یہی کہ حق پرورش میں اتنا حصہ مال کا سائل کو ملنے لگے یا یہی اور بعض نے جب یہ حکم سنا کہ یتامیٰ سے نکاح کرنے میں مہر کم کرنا درست نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جس سے مقصود یہ ہے کہ جیسے انکی بدصورتی میں اپنی غرض فاسد کیلئے انسے نکاح نہیں کرتے انکے مرغوب و زیبا ہونے کی صورت میں بھی نکاح کیوں کرتے ہو ان کا مہر پورا دو و منہ ما فی الدر عن البخاری عن عائشۃ غالباً مقصود اس سوال سے یہ ہوگا کہ شاید اکمال مہر اس صورت میں معاف ہو جاوے جبکہ وہ عورت خود کمی پر رضامند ہو جاوے لیکن چونکہ اپنے ہاتھ تلے ہوتے ہوئے شخص کی ایسی زبانی رضامندی معتبر نہیں اسلئے حکم نہیں بدلا پس اس آیت کا ربط شروع سورت کی آیتوں کے ساتھ ہوا اور درمیان میں اور اور مضامین متعلقہ مختلط آتے گئے کیونکہ یہ طرز کہ ایک حکم ذکر کردیا پھر وعدہ وعید آگیا پھر عظمت الٰہیہ کا بیان ہونے لگا نہایت رقت اور تاثیر قلوب میں رکھتا ہے کہ حکم کے ساتھ ساتھ ترغیب ترہیب بھی ہوتی رہے جو حاکم حقیقی کا مراقبہ بھی ہوتا ہے قرآن مجید کا یہی طرز ہے واللہ اعلم۔ **عود بسوی بعضے احکام نساء و یتامیٰ** وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ ۖ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿١٢٧﴾ اور لوگ آپ سے عورتوں کی (میراث اور مہر کے) باب میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انکے بارہ میں تمکو (وہی سابق) حکم دیتے ہیں اور آیات بھی (تمکو حکم دیتی ہیں) جو کہ (اسکے قبل نازل ہو چکی ہیں اور) قرآن کے اندر تمکو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں (کیونکہ قرآن کی تلاوت میں انکی تلاوت بھی ظاہر ہے کہ ہوا ہی کرتی تھی) جو کہ ان یتیم عورتوں کے باب میں (نازل ہو چکی) ہیں جن (کے ساتھ تمہارا یہ معاملہ ہے کہ اگر وہ صاحب مال و صاحب جمال ہوئیں تو انسے نکاح کرتے ہو مگر ان) کو جو (شرع سے) انکا حق (میراث و مہر کا) مقرر ہے نہیں دیتے ہو اور (اگر صاحب جمال نہوئیں صرف صاحب مال ہوئیں تو) انکے ساتھ (بوجہ خوشجمال نہونیکے) نکاح

[illegible]

اللغات فی الروح یفتیکم ای یبین لکم حکمہ والافتاء اظہار المشکل علی السائل ۱۲
النحو وما یتلی علیکم معطوف علی اللہ او الجمع بین الحقیقۃ والمجاز فی معنی الافتاء لجوازہ فی المجاز العقلی کذا فی الروح فی یتامی النساء متعلق بقولہ یتلی۔ قولہ ان تنکحوھن عن ان کذا عن عائشۃ قولہ والمستضعفین عطف علی یتامی وکذا ان تقوموا فالمعنی ویتلی فی المستضعفین ویتلی فی قیامکم للیتامی فافہم۔

البلاغۃ قولہ فی النساء ولعل تخصیص النساء مع ان السوال کما ورد فی سبب النزول وقع عن الولدان ایضاً لان السوال عن النساء کان اہم لجمعہن امرین مقصودین المال والجمال۔ قولہ یفتیکم لم یذکر معمولہ لاغناء ما نزل من الآیات السابقۃ عنہ ۱۲
الروایات ذکرت فی المتن ۱۲

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ

اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے غالب احتمال بد دماغی یا بے پروائی کا ہو سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کر لیں

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

اور یہ صلح بہتر ہے اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور احتیاط رکھو تو بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

کرنے سے نفرت کرتے ہو (لیکن بوجہ صاحب مال ہونیکے اس خوف سے کہ یہ مال کہیں اور نہ چلا جاوے اور کسی سے بھی نکاح نہیں کرنے دیتے) اور (جو آیات کہ) کمزور بچوں کے باب میں (ہیں) اور (جو آیات کہ) اس باب میں (ہیں) کہ یتیموں کی (تمام) کارگذاری (عام اس سے کہ مہر و میراث کے متعلق ہو یا اور کچھ ہو) انصاف کے ساتھ کرو (یہ مضمون ہے ان آیات سابقہ کا پس وہ آیتیں اپنا مضمون اب بھی تمہارے ذمہ واجب کر رہی ہیں اور انکا حکم بعینہ باقی ہے تم ان ہی کے موافق عمل رکھو) اور جو نیک کام کروگے (نساء و یتامیٰ کے بارہ میں یا اور امور میں بھی) سو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتے ہیں (تمکو اسکی جزاء بھی خیر دینگے اور جانتے تو ہیں خیر و غیر خیر کو بھی لیکن یہاں ترغیب خیر کی مقصود ہے اسلئے تخصیص کیگئی) ف خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جو آیتیں اس بارہ میں پہلے آچکی ہیں جنکو تم وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہو وہ ان احکام کے باب میں اب بھی واجب العمل ہیں کوئی حکم جدید نہیں دیا جاتا چنانچہ یتامی نساء کے باب میں یہ آیت ہے وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی الآیۃ جسکی وجہ نزول ہی بے انصافی مہر تھی جسکو لا تؤتونہن فرمایا اور اسکے مقابلہ سے غیر مرغوبہ کے ساتھ نکاح نکرنا بھی مفہوم ہوسکتا ہے جسکو یہاں ترغبون میں فرمایا پس دونوں کا حوالہ اس آیت پر صحیح ہوا۔ اور مستضعفین کے باب میں وہ آیت ہے وآتوا الیتامی اموالہم الخ اور قیام بالقسط اس سے بھی مفہوم ہوا اور آگے اور بھی تصریح ہے ولا تاکلوہا اسرافاً الخ۔ اور ان سب کی میراث مجملاً للرجال نصیب الخ میں اور مفصلاً اسکے بعد یوصیکم اللہ میں مذکور ہے اور انکے بعد نکاح سے روکنے کے لیے آیت ولا تعضلوہن میں مصرح ہے جسکے عموم میں صورت مسئول عنہا بھی آگئی اور اسباب نزول کے سب سوالات کا جواب اس تقریر سے مفہوم ہوگیا ربط اوپر کی آیت میں عود تھا سابق کیطرف جسمیں احکام نساء بھی تھے آگے بھی بعض احکام متعلق خاص نساء یعنی ازواج کیطرف عود ہے جنکا بیان حکم پانزدہم میں بعنوان اصلاح ہوچکا ہے پس گویا اسکا تتمہ اور اصلاح سے بعض طرق کی تعیین ہے اور بینہما میں اشارہ ہے کہ حکمین کا ہونا شرائط میں سے نہیں **جواز صلح بین الزوجین** وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اور اگر کسی عورت کو (قرائن سے) اپنے شوہر سے غالب احتمال بد دماغی (اور کج ادائی) یا بے پروائی (اور بے رخی) کا ہو (کہ یہ حالتیں ہیں) سو دونوں کو اس امر میں کوئی گناہ نہیں کہ دونوں باہم ایک خاص طور پر صلح کرلیں (یعنی عورت اگر ایسے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو اسکے پورے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسلیے اسکو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے مثلاً نان و نفقہ معاف کردے یا مقدار کم کردے اور اپنی باری معاف کردے تاکہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کرلے) اور (نزاع یا فراق سے تو) یہ صلح (ہی) بہتر ہے اور (ایسی صلح ہوجانا کچھ بعید نہیں کیونکہ) نفوس کو (طبعاً) حرص کے ساتھ اقتران (واتصال) ہوتا ہے (جب اسکی حرص پوری ہوجاتی ہے راضی ہوجاتا ہے پس شوہر سمجھیگا کہ میری مالی اور جانی آزادی میں جسکی کہ طبعی حرص ہے کچھ خلل نہیں آتا اور مفت میں عورت ملتی ہے تو وہ غالباً نکاح میں رکھنے پر راضی ہوجائیگا اور عورت کی حرص نکاح میں رہنے پر خواہ کسی وجہ سے ہو ظاہر ہے کہ سبب اصلی یہ صلح کا پس جانبین کی خاص خاص حرص نے اس صلح کی تکمیل کردی) اور (اے مردو) اگر تم (خود عورتوں کے ساتھ) اچھا برتاؤ رکھو (اور انکے حقوق معاف کرانیکے خواہاں نہ ہو) اور (انکے ساتھ کج ادائی اور بے رخی کرنے سے) احتیاط رکھو تو (تمکو زیادہ ثواب ملیگا کیونکہ) بلاشبہ حق تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں (اور

الشح قولہ احضرت فی الروح متعد لاثنین الاول ہو الانفس القائم مقام الفاعل والثانی الشح والمعنی احضر اللہ تعالی الانفس الشح اہ قلت وعلیہ ترجمت وفیہ تحمل العکس ۱۲

الروایات فی اللباب روی ابوداؤد والحاکم عن عائشۃ والترمذی مثلہ عن ابن عباس قال فرقت سودۃ ان یفارقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین اسنت فقالت یومی لعائشۃ فانزل اللہ تعالی وان امراۃ خافت واخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب ان ابنۃ محمد بن مسلمۃ کانت عند رافع بن خدیج فکرہ منہا امرا اما کبرا او غیرہ فاراد طلاقہا فقالت لا تطلقنی واقسم لی ما بدا لک فانزل اللہ تعالی وان امراۃ۔ واخرج الحاکم عن عائشۃ قالت نزلت ہذہ الآیۃ والصلح خیر فی رجل کانت تحتہ امراۃ قد ولدت منہ اولادا فاراد ان یستبدل لہا فراضتہ علی ان تقر عندہ ولا یقسم لہا واخرج ابن جریر عن سعید بن جبیر قال جاءت امراۃ حین نزلت ہذہ الآیۃ وان امراۃ خافت قالت انی ارید ان تقسم لی من نفقتک وقد کانت رضیت ان یدعہا فلا یطلقہا ولا یاتیہا فانزل اللہ واحضرت الانفس الشح اہ وعلی الروایۃ الاخیرۃ فالظاہر ان یحمل قولہ تعالی واحضرت علی تمہید العذر فی المماکسۃ والمشاقۃ کما فسرہ بعضہم لکن یجوز ان یحمل علی التنبیہ للمراۃ وتذکیرہا ان الانفس قد حضرہا الشح فلا جلہ کان یعاملہ قد رضی فلو عدت لعاد فیحتمل حملہ علی تقریر الصلح علی حالہ او حمل الآیۃ علی المماکسۃ دون التقریر لا یحتاج الی ہذا التوجیہ الذی ارتکب تطبیقا للآیۃ علی الروایۃ بل یترک علی ہذا الظاہر لم توجب حمل الآیۃ علی

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی نشوزا او اعراضا درکج ادائی او بے رخی عطف تفسیری و بہذہ الترجمۃ ظہر ان الاعراض اخف من النشوز ۱۲

۵۲ قولہ فی صلحا خاص طور اشارۃ الی ان صلحا مفعول مطلق من غیر باب الفعل والتنوین فیہ للتنویع وتفسیر الصلح المشروع ۱۲

۵۳ قولہ قبل احضرت بعید نہیں فمعنی ہذہ الجملۃ تقریر عادی للصلح کما ان فی السابقۃ تقریراً شرعیا ۱۲

۵۴ قولہ فی احضرت طبعا ولا ینافی کونہ مغلوبا بامر غالب علیہ کما فی المرتاضین ۱۲

۵۵ قولہ فی تحسنوا ای مردو فلیس فیہ تغلیب ضمیر بالخطاب لان المذکور فیما قبل نشوزہم واعراضہم ۱۲

۵۶ قولہ تبل ان اللہ الخ اشارۃ الی حذف الجزاء واقامۃ سببہ مقامہ ۱۲

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور واقعی ہمنے ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب ملی تھی اور تمکو بھی کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور اگر تم ناسپاسی کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کے حاجتمند نہیں خود اپنی ذات میں محمود ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں — اگر انکو منظور ہو تو اے لوگو تم سب کو فنا کر دے اور دوسروں کو موجود کر دے — اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھتے ہیں

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں

۱۹ ع ۸ ۱۶

بھی ہوگا محروم المخالفت بھی ہوگا اور واجب التوکل بھی ہوگا۔ اور ان تکفروا کے مضمون جزا محذوف پر فان لله الخ حمیدا سے دلالت فرمائی گئی پھر دین کی خدمت کو غنیمت سمجھنا بھی جو
انسان ارشاد فرمایا ان یشا الخ میں تاکہ اس خوف سے کہ کہیں دوسرے سے یہ کام نہ لے لیا جاوے دوڑینگے پھر دین کا اصلی ثمرہ آخرت میں ملنا ارشاد فرمایا من کان یرید میں کیونکہ بعض
اوقات دنیا میں ثمرہ نہ ملنے سے بھی احکام میں سستی ہو جاتی ہے پس یہ کل پانچ مضمون ختم رکوع تک ہوئے جنسے نہایت اہتمام کے ساتھ سچا اور پوری احکام کی تاکید ہو گئی اہتمام
بلیغ فی تاکید امتثال الاحکام وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ
بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں جو چیزیں
کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (تو ایسے مالک کے احکام کا ماننا بہت ہی ضروری ہے) اور (سچا اور پوری احکام کا خطاب خاص تم ہی کو نہیں ہوا بلکہ) واقعی ہم نے
ان لوگوں کو بھی حکم دیا تھا جنکو تم سے پہلے کتاب (آسمانی یعنی توراۃ و انجیل) ملی تھی اور تمکو بھی (حکم دیا ہے) کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو (جسکو تقوی کہتے ہیں جسمیں تمام احکام کی موافقت داخل
ہے اسی لیے اس سورت کو تقوی سے شروع کر کے اسکی تفصیل میں مختلف احکام لائے ہیں) اور (یہ بھی انکو اور تمکو سنا دیا گیا کہ) اگر تم ناسپاسی کرو گے (یعنی مخالفت احکام کی
کرو گے) تو (خدا تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں ہاں تمہارا ہی ضرر ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کی (تو) ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں (ایسے بڑے سلطان
کا کیا ضرر ہوگا البتہ ایسے بڑے سلطان کی مخالفت بلاشک مضر ہے) اور اللہ تعالیٰ کسی (کی اطاعت) کے حاجتمند نہیں (اور) خود اپنی ذات میں محمود (و کامل الصفات) ہیں
(پس کسیکی مخالفت سے انکی صفات میں کوئی نقص نہیں لازم آتا) اور اللہ ہی کی ملک ہیں جو چیزیں کہ آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ زمین میں ہیں اور (جب ایسے قادر ہیں تو جو
اطاعت گذار بندے ہیں انکے لیے وہ) اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہیں (پس انکی کارسازی کے ہوتے ہوئے انکے مطیعوں کو کون ضرر پہنچا سکتا ہے پھر کسی سے ڈرنا نہ چاہیے اور اتنے جو تمکو دین
کے کام بتلائے ہیں تو تمہاری ہی سعادت کے لیے ورنہ وہ دوسروں سے بھی کام لے سکتے ہیں کیونکہ انکی ایسی قدرت ہے کہ) اگر انکو منظور ہو تو اے لوگو تم سبکو فنا کر دیں اور دوسروں
کو موجود کر دیں (اور ان سے کام لے لیں جیسا دوسری آیت میں ہے وان تتولوا یستبدل الخ) اور اللہ تعالیٰ اسپر پوری قدرت رکھتے ہیں (پھر ایسا جو نہیں کیا تو انکی عنایت ہے اسکو تم
غنیمت سمجھ کر سعادت حاصل کر لو اور دیکھو دین کے کام کا اصلی ثمرہ آخرت میں ہے دنیا میں نہ ملنے سے بددل نہ ہو جانا کیونکہ) جو شخص (دین کے کام میں) دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو (وہ بڑی
غلطی میں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے پاس (یعنی انکی قدرت میں) تو دنیا اور آخرت دونوں کا معاوضہ (موجود) ہے (جب ادنی اعلیٰ دونوں پر انکو قدرت ہے تو اعلیٰ ہی چیز کیوں نہ مانگی
جاوے) اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (سبکے اقوال اور درخواستوں کو دنیا کی ہوں یا دین کی سنتے ہیں اور سبکی نیتوں کو دیکھتے ہیں پس طالبان آخرت کو ثواب دینگے
اور طالبان دنیا کو آخرت میں محروم رکھینگے پس آخرت ہی کی نیت اور درخواست کرنا چاہیے البتہ دنیا کی حاجت مستقل طور پر مانگنا مضائقہ نہیں لیکن عبادت میں یہ قصد
نکرے) ربط اوپر احکام مختلفہ کا بیان ہوا ہے جنمیں بعض معاملات بھی تھے جسمیں صاحب معاملہ کو کبھی اور اگر کبھی اختلاف ہو تو فیصل کنندہ کو بھی عدل کی رعایت کی اور
دوسرے جو اسکی حقیقت پر مطلع ہیں انکو شہادت میں اظہار حق کے لحاظ کی ضرورت ہے اسلیے آگے قیام بالعدل اور شہادت بالحق کو واجب فرماتے ہیں پس گویا یہ مضمون تاکید

البلاغة قوله لله ما في السموات فيه تكرار لفظا لا معنى لان في كل فائدة اخرى بينتها باحسن التفصيل | والا تكرر ولو لا على اي فان عند الله كانا النتين فوائد و نثر الاول في نظم الذي هو خير ١٢

ملحقات الترجمة
ف قوله في ان تكفروا
اور یہ بھی انکو اور تمکو الخ
اشارة الى انه معطوف على
وصينا بتقدير قلنا اي قلنا
وقلنا لكم ولهم لذا فالرد
٥ قوله ایسا کہ اسپر کو
لعله في مقابلة التوسعة
النعمی لهم الاصول والفروع
فكذا اعتناءه ١٢ ف قوله
في فعند الله بڑی غلطی
میں ہے اشارة الى حذف
جزاء من كان اي من كان
يريد ففي يريد فساد ١٢

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر

غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ

اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل

مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝

ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا۔

تمام احکام سابقہ کا موکد اور مکمل ہے جو نیز یتامیٰ کے باب میں قسط اور حکم بین الناس کی وقت عدل اور یتامیٰ کے اموال سپرد کرنے کے وقت اشہاد اور قصہ بنی ابیرق میں بعض لوگوں کی ناحق کی طرفداری کے مضامین مذکور ہو چکے ہیں ان مضامین کے ساتھ اس آیت کو خاص مناسبت ہے **ایجاب عدل و اظہار حق** یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ اے ایمان والو (تمام معاملات میں ادا کے وقت بھی اور فیصلہ کے وقت بھی) انصاف پر خوب قائم رہنے والے (اور اقرار یا شہادت کی نوبت آوے تو محض) اللہ (کی خوشنودی) کے لیے (سچی) گواہی (اور اظہار) دینے والے رہو اگرچہ (وہ گواہی اور اظہار) اپنی ہی ذات پر ہو (جس کو اقرار کہتے ہیں) یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو (اور گواہی کے وقت یہ خیال نہ کرو کہ جس کے مقابلہ میں ہم گواہی دے رہے ہیں یہ امیر ہے اس کو نفع پہنچانا چاہیے تاکہ اس سے مروتی نہ ہو یا یہ کہ یہ غریب ہے اس کا کیسے نقصان کر دیں تم کسی کی امیری غریبی کو نہ دیکھو کیونکہ) وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینی پڑے گی) اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے (اتنا تعلق تم کو نہیں کیونکہ تمہارا تعلق جس قدر ہے وہ بھی اُن ہی کا دیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو تعلق ہے وہ تمہارا دیا ہوا نہیں پھر سب باوجود تعلق قوی کے اللہ تعالیٰ نے ان کی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار حق کیا جاوے تو تم تعلق ضعیف پر ان کی ایک عارضی مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو) سو تم (اس شہادت میں) خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے (یعنی غلط اظہار دو گے) یا پہلو تہی کرو گے (یعنی شہادت کو ٹالو گے) تو (یاد رکھنا کہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ **ربط** اوپر زیادہ حصہ احکام فرعیہ کا مذکور ہوا ہے اور ایمان و کفر کے مباحث کہیں کہیں معاملات مع المخالفین کے ضمن میں آگئے ہیں آگے یہ مباحث قدرے تفصیل سے مذکور ہوتے ہیں اور ختم سورۃ تک اکثر یہی مباحث چلے گئے ہیں ترتیب بیان میں اول ایمان معتبر عند الشرع کا بیان ہے پھر کفار کے مختلف فرقوں کی مذمت عقائد میں بھی اور بعض اعمال میں بھی جو کہ فساد عقائد پر دال ہیں **ایمان معتبر عند الشرع** يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾ اے ایمان والو (یعنی جو مجملاً ایمان لا کر اس زمرہ مومنین میں داخل ہو چکے ہیں) تم (عقائد ضروریہ کی تفصیل سن لو کہ) اعتقاد رکھو اللہ کی (ذات و صفات کے) ساتھ اور اس کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت) کے ساتھ اور اس کتاب (کے حق ہونے) کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی اور ان کتابوں (کے حق ہونے) کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتب سابقہ پر ایمان لانے میں ملائکہ اور باقی انبیاء علیہم السلام اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا بھی داخل ہو گیا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ (کی ذات یا صفات) کا انکار کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کا (انکار کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کا (جن میں قرآن بھی آگیا انکار کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسولوں کا (جن میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں انکار کرے) اور (اسی طرح جو) روز قیامت کا (انکار کرے) تو وہ شخص گمراہی میں (حق یعنی علم اور مقصد یعنی ...

البلاغۃ اتی بکلمۃ او فی او الوالدین وبکلمۃ الواو فی والاقربین للمقابلۃ فی الاول وعدمہا فی الثانی ... **الروایات** فی الدر اخرج ابن جریر عن السدی نزلت (ای آیۃ یایہا الذین آمنوا کونوا قوامین الخ) فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختصم الیہ رجلان غنی وفقیر فکان خلقہ مع الفقیر یری ان الفقیر لا یظلم الغنی فابی اللہ تعالیٰ الا ان یقول بالقسط۔ قلت اما النزول فی الواقعۃ فلیس بنکر واما حکایۃ الرؤیۃ فلعلہ ظن من غیر مستند وان سلم فلا یلزم انہ لو لم تنزل الآیۃ لم یقسط حاشاہ عن ذلک۔ اما فائدۃ النزول فلا ینحصر فی التنبیہ علی مالم یتنبہ لہ بل یمکن ان یکون لتاکید التنبہ فافہم ۱۲

... فی الاسالیب والزیادۃ لمجرد المبالغۃ ۱۲ قولہ فی ملٰئکتہ وما بعدہ اور اسیطرح الخ اشارۃ الی ان المعنی ومن یکفر بشیء من ذلک لان الکفر لا یتوقف علی انکار کل واحد ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿۱۳۷﴾

بلاشبہہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالےٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشینگے اور نہ ان کو رستہ دکھائینگے

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ

منافقین کو خوشخبری سنا دیجیے اس امر کی کہ انکے واسطے بڑی دردناک سزا ہے جنکی یہ حالت ہے کہ کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا انکے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں

الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ

سو اعزاز تو سارا خدا تعالےٰ کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالےٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزا اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو

حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ

جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ گے یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کردینگے وہ ایسے ہیں کہ تم پر افتاد پڑنے کے

بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

منتظر رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہوگئی تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل گیا تو باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا

نجات سے بھی) بڑی دور جا پڑا **ربط** اوپر اہل کفر کی مذمت اجمالاً مذکور ہوئی ہے آگے تفصیل سو اس میں ایک فرقہ مرتدین کا ہے جسکا اول بیان ہوتا ہے **ذم مرتدین** إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۵ بلاشبہہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہو پھر کافر ہوگئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلا ارتداد معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہوگئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے (یعنی کفر پر دم مرگ تک ثابت اور دائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشینگے اور نہ انکو (منزل مقصود یعنی بہشت کا) رستہ دکھائینگے (کیونکہ مغفرت اور جنت کیلئے موت علے الایمان شرط ہے) **ف** جو ایکبار مرتد ہو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ اگر قائم رہنے سے مغفرت و جنت سے محروم ہے یہاں ارتداد ثانی کا ذکر بطور قید کے نہیں بلکہ بعض لوگوں نے نزول آیت کے زمانہ میں ایسا کیا تھا اسلیے اس عنوان سے ذکر کیا گیا **ربط** اوپر مرتدین کا ذکر تھا ایک فرقہ اہل کفر میں منافقین کا تھا آگے انکا ذکر ہے **ذم منافقین** بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ﴿۱۳۹﴾ منافقین کو خوشخبری سنا دیجیے (اس امر کی کہ انکے واسطے (آخرت میں) بڑی دردناک سزا (تجویز کیگئی) ہے جنکی یہ حالت ہے کہ (عقائد تو اہل ایمان کے نہ رکھتے تھے مگر وضع بھی اہل ایمان کی نہ رکھ سکے چنانچہ) کافروں کو دوست بناتے ہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا انکے پاس (جاکر) معزز رہنا چاہتے ہیں سو (خوب سمجھ لو کہ) اعزاز تو سارا خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہے (وہ جسکو چاہیں دیں پس اگر خدا تعالیٰ انکو یا جن سے جا جا کر دوستی کرتے ہیں انکو اعزاز نہ دیں تو کہاں سے معزز بنجاوینگے) **ف** چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سبکو ذلیل و خوار فرمادیا منافقین کا ملنا کفار سے اس غرض سے تھا کہ مسلمانوں کے اسطرح غالب آنیکی انکو توقع نہ تھی یہ سوچتے تھے کہ ہمیشہ تو رہنا ہوگا ان یہود یا مشرکین کے ساتھ ان سے کیوں بگاڑ کیا **ربط** اوپر کی آیت میں منافقین کا کفار سے دوستی کرنا مذکور تھا آگے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ دوستی رکھنے سے علی الاطلاق آیت لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ میں اور انکے کفریات کے مشغلہ کے وقت ظاہری مجالست سے بھی جو کہ زیادہ موجب معصیت ہے آیت فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ میں ممانعت فرماتے ہیں اور مجاہرین کے ساتھ بحوای آیت إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ سے شامل فرماتے ہیں اور ساتھ ساتھ منافقین کے قبائح کا اظہار بھی فرماتے جاتے ہیں جس سے مقصود مقام اور مؤکد ہو جاوے **نہی از مجالست کفار ہنگام تذکرہ کفریات** وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿۱۴۰﴾ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُم فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

اللغة نستحوذ هو الاستيلاء وهو فصيح من غير تعليل ۱۲ **البلاغة** يكفر ويستهزء لعل ايرادهما مبنيين للمفعول لعموم الفاعل من المنافقين والمجاهرين

وفي اختلاف كلمتي الفتح والنصيب تعظيم لشان المؤمنين وتحقير للكافرين وان ظفر المؤمنين حري بان يسمى فتحا بخلاف ما للكافرين فانه نيزول عن قريب ۱۲

ملحقات الترجمة

۵۱ قوله في امنوا الثاني اور اس بار الخ اشارة الى فائدة التكرار حاصله ان الايمان سبب للمغفرة وهو موجود بعد الارتداد لان الارتداد مرة يكون نافيا للايمان عن تاثيره ۱۲ **۵۲ قوله** في كفروا الثاني پھر مسلمان نہ ہوئے اشارة الخ الى فائدة التكرار حاصله ان المانع في الاصل هو عدم العود الى الايمان لا الارتداد مرة اخرى فان من ارتد الف مرة ثم آمن يكون مغفورا **۵۳ قوله** في لم يكن ہرگز افاده التاكيد باللام ۱۲ **۵۴ قوله** في الذين يتخذون جنکی یہ حالت الخ فائدته ۴ ما يوهم ظاهره ان هذا العذاب الاليم باتخاذهم فكشفت بهذا التقرير عن وجه فناء فائدة هذا الوصف فافهم ۱۲ **۵۵ قوله** قبضہ میں فاللام للملك نفعنا ان هذه العزة غيرها في قوله ولله العزة ولرسوله الخ لانه كونه جميعا لله تعالى المستلزم كونها لغيره والتغير انما هو لله التي لا يصح اتصاف غيره وليس هو الا هذا اعني لا الا التي يصح اتصاف غيره به **۵۶ قوله** في التمهيد جو کہ زیادہ موجب معصیت اشارة الى ان الا عن القعود معهم ليس مخصوصا بالخوض بل هو منكر مطلقا بضرورة ولا دلالة على هذا الا ترجمة نزل قوله فاحفظه ۱۲

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ

سو اللہ تعالی تمہارا اور انکا قیامت میں فیصلہ فرماویگا - اور ہرگز اللہ تعالے کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے - بلاشبہ منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے

وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ

حالانکہ اللہ تعالی اس چالکی سزا انکو دینے والے ہیں اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں صرف آدمیونکو دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالی کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر معلق ہورہے

بَيْنَ ذٰلِكَ ڰ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

ہیں دونوں کے درمیان ہیں نہ ادھر نہ ادھر اور جس کو خدا تعالی گمراہی میں ڈالدیں ایسے شخص کے لیے کوئی سبیل نہ پاؤگے -

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اور (اے مسلمانو دیکھو تم منافقین کی طرح کفار کے ساتھ خصوصیت مت رکھنا خاص کر جس وقت کفریات کا تذکرہ کرتے ہوں چنانچہ اس سورت مدنیہ کے قبل بھی) اللہ تعالے تمہارے پاس یہ فرمان (سورۂ انعام میں جو کہ مکیہ ہے) بھیج چکا (جسکا ماحصل یہ ہے) کہ جب (کسی مجمع میں) احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو اُن لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں (اور یہ مضمون اس آیت کا حاصل ہے وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ الخ سو یہ استہزاء کرنے والے مکہ میں مشرکین تھے اور مدینہ میں یہود تو علانیہ اور منافقین صرف غربا و ضعفاء مسلمین کے روبرو بس جسطرح وہاں مشرکین کی مجالست ایسے وقت میں ممنوع تھی یہاں یہود اور منافقین کی مجالست سے نہی ہے اور یہ ممانعت ہم اسلیے کرتے ہیں) کہ اس حالت میں تم بھی (گناہ میں) اُن ہی جیسے ہو جاؤگے (گو دونوں گناہ کی خصوصیت میں فرق ہو کہ ایک گناہ کفر کا ہے دوسرا فسق کا اور اس ممانعت مجالست میں جو کفار اور منافقین سب برابر ہیں کیونکہ علت اسکی خوض فی الکفر ہے اور اس خوض کا منشا کفر ہے اور اسمیں دونوں برابر ہیں چنانچہ سزائے کفر یعنی کہ دوزخ ہونے میں بھی دونوں برابر ہونگے کیونکہ) یقیناً اللہ تعالے منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع کر دینگے (اور) وہ (منافقین) ایسے ہیں کہ تم پر (آفت و حادثہ پڑنیکے منتظر) اور آرزومند رہتے ہیں پھر (انکی اس انتظار کے بعد) اگر تمہاری فتح منجانب اللہ ہوگئی تو (تم سے آکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ (جہاد میں شریک) نہ تھے (کیونکہ ناچارہ کو تو مسلمانوں میں گھسے ہی رہتے تھے مطلب یہ کہ ہمکو بھی غنیمت کا حصہ دو) اور اگر کافروں کو (غلبہ کا) کچھ حصہ ملگیا (یعنی وہ اتفاق سے غالب آگئے) تو (ان سے جاکر) باتیں بناتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے (مگر ہم نے قصداً تمہارے غالب کرنیکے لیے مسلمانوں کی مدد نہ کی اور ایسی تدبیر کی کہ لڑائی بگڑ گئی) اور کیا ہم نے (جب تم مغلوب ہونے لگے تھے تو) تمکو مسلمانوں سے بچا نہیں لیا (اسطرح کہ انکی مدد نہ کی اور تدبیر سے لڑائی بگاڑ دی مطلب یہ کہ ہمارا احسان مانو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ آیا ہے ہمکو بھی کچھ دلواؤ غرض دونوں طرف ہاتھ مارتے ہیں) سو (دنیا میں گو انہوں نے اسلام کی برکت سے مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن) اللہ تعالے تمہارا اور انکا قیامت میں (عملی) فیصلہ فرماوینگے اور (اس فیصلہ میں) ہرگز اللہ تعالے کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں غالب نہ فرماوینگے (بلکہ کفار مجرم قرار پاکر دوزخ میں جاوینگے اور مسلمان اہل حق ثابت ہو کر جنت میں جاوینگے اور فیصلہ عملی یہی ہے) ف اسکو فیصلہ فرمایا حالانکہ فیصلہ اختلاف کی صورت میں ہوتا ہے سو وہ اختلاف گو بوجہ نفاق کے گفتگو میں کم آتا تھا لیکن عقائد و مسلک تو مختلف تھے ہی اور وہ اس مسلک پر اسلیے نازاں تھے کہ دنیا میں بھی امن آخرت میں بھی نجات اسکا عملی فیصلہ وہاں ہو جاویگا اور عملی کی قید اسلیے ہے کہ دلائل حق و باطل کے تو یہاں بھی واضح ہیں اور لن یجعل اللہ میں یہ قید ظاہر کر دی کہ اس فیصلہ میں - اس سے یہ شبہ دفع ہو گیا کہ دنیا میں تو کفار گاہے مسلمانوں پر غالب ہو جاتے ہیں ف ۲ مسئلہ اہل باطل کیساتھ مجالست کی چند صورتیں ہیں - اول انکے کفریات پر رضا کے ساتھ یہ کفر ہے - دوم اظہار کفریات کے وقت کراہت کے ساتھ بلا عذر یہ فسق ہے سوم کسی ضرورت دنیوی کے واسطے یہ مباح ہے - چہارم تبلیغ احکام کے لیے یہ عبادت ہے پنجم اضطرار و بے اختیاری کے ساتھ اس میں معذور ہے ربط آگے بھی تتمہ ہے قبائح منافقین کا تتمہ

قبائح منافقین اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ڰ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ بلاشبہ منافق لوگ (اظہار ایمان میں) چالبازی کرتے ہیں اللہ سے (گو انکی چال اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور گو انکا یہ اعتقاد نہ ہو مگر انکی یہ کارروائی مشابہ اسکے ہے کہ جیسا یہی اعتقاد ہو)

اللغات قولہ مذبذبین فی القاموس رجل مذبذب بفتح متردد بین امرین ۱۲ بحالہ فی حکم المتعدد والذی یقتضیہ اضافۃ بین ۱۲

النحو قولہ لا الی ھؤلاء العامل فیہ حال من ای مذبذبین بہ فی الحال لما اشیر بہ الی متعدد البلاغۃ قولہ واذا قاموا اذکر امر الصلوۃ بیدکر انہم الذین کان فی تشنیعہم تربیعاً و ترتیبا للآثار علی المؤثر

ورانکا قطعی بینکم لغلبہ او لعذر بینہم ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا

اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ کیا تم یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت صریح

مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ

قائم کرلو ۔ بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جاویں گے اور تو ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پاویگا لیکن جو لوگ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر وثوق رکھیں

وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لیے کیا کریں تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور مومنین کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماویں گے اللہ تعالیٰ تمکو

بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم سپاس گذاری کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑے قدر کرنیوالے خوب جاننے والے ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا انکو دینے والے ہیں اور (چونکہ دل میں ایمان تو ہے نہیں اور اس لیے نماز کو نہ فرض سمجھیں نہ انہیں ثواب کا اعتقاد رکھیں اسلیے) جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (کیونکہ نشاط اعتقاد اور امید سے پیدا ہوتا ہے) صرف آدمیوں کو (اپنا نمازی ہونا) دکھلاتے ہیں (تاکہ ہمکو مسلمان سمجھیں) اور (چونکہ محض نماز کا نام ہی کرنا ہے اسلیے اس نماز میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر (زبانی) بھی نہیں کرتے مگر بہت ہی مختصر (یعنی محض صورت نماز کی بنا لیتے ہیں جس میں نماز کا نام ہوجاوے اور عجب نہیں کہ صرف اٹھنا بیٹھنا ہی ہوتا ہو کیونکہ جہر کی ضرورت تو بعض نمازوں میں امام کو ہوتی ہے امامت تو انکو کہاں نصیب ہوتی تنہا ہی ہونگے [illegible] کوئی پاس نہ ہو فقط لب ہلانا ہے تو کسیکو کیا خبر ہو تو ایسے بد اعتقادوں سے کیا بعید ہے کہ زبان بھی نہ ہلتی ہو) معلق ہو رہے ہیں دونوں کے (یعنی کفار و مومنین کے) درمیان نہ پورے ادھر نہ (پورے) ادھر (کیونکہ ظاہر میں مومن تو کفار سے الگ اور باطن میں کافر تو مومنین سے الگ) اور جسکو خدا تعالیٰ گمراہی میں ڈالدیں (جیسا انکی عادت کے عزم فعل کے وقت اس فعل کو پیدا کردیتے ہیں) ایسے شخص کے (مومن ہونیکے) لیے کوئی سبیل (یعنی راہ) نہ پاؤگے (مطلب یہ کہ ان منافقین سے راہ پر آنیکی امید مت رکھو اس میں منافقین کی تشنیع ہے اور مومنین کی تسلی کہ انکی شرارت سے رنج نہ کریں ف جس کسل کی یہاں مذمت ہے وہ اعتقادی کسل ہے اور جو باوجود اعتقاد صحیح کے کسل ہو وہ اس سے خارج ہے پھر اگر کسی عذر سے ہو جیسے مرض و تعب و غلبہ نوم تب تو قابل ملامت بھی نہیں اور اگر بلا عذر ہو تو قابل ملامت ہے ربط آگے تتمہ ہے مضمون ممانعت خصوصیت و تعلق رکھنے کا کفار سے جو کہ آیت قد نزل علیکم کا مدلول تھا حاصل بست و ششم نہی از موالاۃ کفار يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اے ایمان والو تم مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو (خواہ منافق ہوں خواہ مجاہر ہوں) دوست مت بناؤ (جیسا منافقین کا شیوہ ہے کیونکہ تمکو انکی حالت کفر و عداوت کی معلوم ہوچکی) کیا تم (انسے دوستی کرکے) یوں چاہتے ہو کہ اپنے اوپر (یعنی اپنے مجرم و مستحق عذاب ہونے پر) اللہ تعالیٰ کی حجت صریح قائم کرلو (حجت صریح یہی ہے کہ ہمنے جب منع کردیا تھا پھر کیوں کیا) ف تحقیق احکام موالاۃ و مداراۃ کی آل عمران کے رکوع سوم کے آخر میں گذر چکی ربط اوپر منافقین کے قبائح و شنائع کا بیان مقصود تھا گو اس مضمون کے ضمن میں انکی سزائے جہنمیت کا بھی مذکور آگیا تھا آگے انکی سزا کا بیان مقصود ہے اور چونکہ بیان سزا کا اثر قوی یہ ہے کہ سلیم المزاج آدمی کو خوف پیدا ہوجاتا ہے جو سبب ہوجاتا ہے توبہ کا اسلیے سزا کے تتمہ میں توبہ کا اور انکی جزائے نیک کا بیان بھی فرمایا سزائے منافقین و جزائے تائبین اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

اللغات الدرك كالدرج لكن الاول هبوطا والثانى صعودا وظاهر الآية حملها على الحقيقة ولا استبعاد فى كونها ذات طبقات ۱۲

النحو الا الذين تابوا استثناء من منصوب ان قوله يؤت مرفوع لكنه لم تكتب الياء لسقوطها بالتقاء الساكنين فكان رسم الخط تابعا للتلفظ قوله بعذابكم الباء سببية اى ماذا يفعل الله من التشفى بعذابه او تحصيل نفع او دفع ضرر بسبب عذابكم حاشاه عن ذلك ۱۲

البلاغة قوله تعالى الا الذين تابوا الخ فيه صنعة المقابلة فالتوبة مقابل للايمان والاصلاح مقابل لمعاملتهم مع المسلمين والاعتصام بمعنى الوثوق كما فى الروح مقابل لاتخاذهم الكفار اولياء والاخلاص مقابل لريائهم المذكور فى يراءون وكونهم مع المومنين فى الجنة مقابل لكونهم فى الدرك الاسفل ۔ قوله شكرتم وآمنتم زاد الشكر مع كون الايمان كافيا لان كون الشكر حسنا عقليا اظهر ففيه تقريب الايمان الى ذهنهم ۱۲

فائدتان الاولى حكم بكون المنافقين فى الدرك الاسفل بعد كون الجميع مجتمعين فى النار والوجدان النار اسم المجموع فصح الحكمان ۔ الثانية ما معنى كون التائبين مع المومنين مع كونهم مومنين والجواب المعية فى الدرجات لا فى نفس الايمان وليفهم هذا من ترجمتی ۱۲

تسهيلات الترجمة

۵۱ قوله فى هو خادعهم سزا ۔ اشارة الى تسمية جزاء الخديعة خدعا مشاكلة كما فى قوله تعالى وجزاء سيئة سيئة ۱۲

۵۲ قوله فى قوله ليعنى صورة الخ وهذا التفسير من [illegible] التفسير [illegible] منقولا ۱۲

۵۳ قوله [illegible] بينهما اى بين الكفار والمومنين والقرينة عليه [illegible] المذكورون فيما قبل ۱۲

۵۴ قوله فى يايها الذين آمنوا اى ايمان [illegible] الحقيقة وضعف [illegible] من كون الخطاب بالمنافقين ۱۲

۵۵ قوله فى لا تتخذوا جيسا منافقين كا ۔ اشارة الى كلمة خطاب المومنين اثر ذكر المنافقين [illegible] بالمنافقين ۱۲

۵۶ قوله فى التسهيل [illegible] فى قوله تعالى جامع المنافقين والكافرين المقصود به اثبات المماثلة [illegible] ۱۲

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝

اللہ تعالے بری بات زبان پر لانے کو پسند نہین کرتے　بجز مظلوم کے　اور　اللہ تعالی خوب سنتے ہین خوب جانتے ہین

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝

اگر نیک کام علانیہ کرو　یا اسکو خفیہ کرو　یا کسی برائی کو معاف کردو　تو اللہ تعالی بڑے معاف کرنیوالے ہین پوری قدرت والے ہین

بلاشبہہ منافقین دوزخ کے سبسے نیچے کے طبقہ مین جاوینگے اور (اے مخاطب) تو ہرگز ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پاویگا (جو انکو سزا سے بچا سکے) لیکن (ان مین سے) جو لوگ (نفاق سے) توبہ کرلین اور (مسلمانونکے ساتھ جو انکے ایذا رسان معاملات تھے انکی) اصلاح کرلین (یعنی پھر ایسی باتین نکرین) اور (کفار سے جو بغرض انکی پناہ مین رہنے کے دوستی کرتے ہین اسکو چھوڑ کر) اللہ تعالی پر وثوق (اور توکل) رکھین اور (ریا کو چھوڑ کر) اپنے دین (کے اعمال) کو خالص اللہ ہی (کی رضا) کے لیے کیا کرین (غرض اپنے عقائد کی معاملات کی اخلاق باطنی کی اعمال کی سبکی درستی کرلین) تو یہ (تائب) لوگ (ان) مومنین کے ساتھ (درجات جنت مین) ہونگے (جو کہ پہلے سے کامل ایمان رکھتے ہین) اور (ان) مومنین کو اللہ تعالی (آخرت مین) اجر عظیم عطا فرماوینگے (پس جب یہ مومنین کے ساتھ ہونگے تو انکو بھی اجر عظیم ملیگا اور اے منافقو) اللہ تعالی تمکو سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم (انکی نعمتونکی جو بیشمار ہین) سپاس گزاری کرو اور (اس سپاس گزاری کا طریقہ ہمارا پسندیدہ یہ ہے کہ تم) ایمان لے آؤ (یعنی خدا تعالی کا کوئی کام اٹکا نہین پڑا جو تمکو سزا دینے سے چل جاوے صرف تمہارا کفر جو اشد درجہ کا کفران نعمت ہے سبب ہے تمہاری عقوبت کا اگر اسکو چھوڑ دو تو پھر رحمت ہی رحمت ہے) اور اللہ تعالی (تو خدمت کی) بڑی قدر کرنیوالے (اور خدمتگزار کے خلوص وغیرہ کو) خوب جاننے والے ہین (پس جو شخص اطاعت و اخلاص سے تھے اسکو بہت کچھ دیتے ہین) ف توبہ کے ساتھ جو اصلاح و اعتصام و اخلاص کو اضافہ فرمایا جو تفسیر احقر نے اختیار کی ہے اسکے اعتبار سے یہ قیدین معیت تامہ مومنین کے لیے ہین کیونکہ انکا اخلال گناہ ہے جسمین معیت ناقص ہوجاتی ہے اور اگر ایسی تفسیر کیجاوے کہ ان سبکا حاصل مفہوم ایمان ہی ہو تو یہ قیدین نفس معیت یعنی نجات کی قید موقوف علیہ ہوگی فقط ربط اور منافقین وکفار کے احوال مین انکا مسلمانونکے ساتھ عداوت کرنا مذکور تھا چونکہ عداوت مین اکثر ایذا رسانی کی نوبت بھی آتی رہتی ہے اور جسکو ایذا پہنچتی ہے اکثر اسکی زبان سے شکایت حکایت بھی نکل جاتی ہے اس مناسبت سے آگے اسکے جواز و ناجواز کی تحقیق مع فضیلت عفو کے فرماتے ہین حکم نہفتم تحقیق جواز و ناجواز شکایت و فضل عفو لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اللہ تعالی بری بات زبان پر لانیکو (کسیکے لیے) پسند نہین کرتے بجز مظلوم کے (کہ اپنے ظالم کی نسبت کچھ حکایت شکایت کرینگے تو وہ گناہ نہین) اور اللہ تعالی (مظلوم کی) بات خوب سنتے ہین (اور ظالم کے ظلم کی حالت) خوب جانتے ہین (اسمین اشارہ ہے کہ مظلوم کو خلاف واقع کہنے کی اجازت نہین اور ہرچند کہ ایسی شکایت جائز تو ہے لیکن) اگر نیک کام علانیہ کرو یا اسکو خفیہ کرو (جسمین معاف کرنا بھی آگیا) یا (بالخصوص کسی (کی) برائی کو معاف کردو تو (زیادہ افضل ہے کیونکہ) اللہ تعالی (بھی) بڑے معاف کرنیوالے ہین (باوجودیکہ) پوری قدرت والے ہین (کہ اپنے مجرمون سے ہر طرح انتقام لے سکتے ہین مگر پھر بھی اکثر معاف ہی کردیتے ہین پس اگر تم ایسا کرو تو اول تو تخلق باخلاق الہیہ ہے پھر تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کرنیکی امید ہوگی) ف نفی و استثناء سے جو حصر ہوا ہے یہ حصر اضافی ہے اس شخص کے اعتبار سے جو بلا کسی مصلحت معتبرہ شرعیہ کے دوسرے کی شکایت کرے حصر حقیقی نہین کیونکہ سوا ظالم کے اور بھی بعض کی برائی کا اظہار جائز ہے مثلاً وہ شخص جس سے کوئی دینی یا دنیوی مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہو اسکے حال سے لوگونکو مطلع کردینا درست بلکہ واجب ہے خلاصہ مسئلہ کا یہ ہے کہ بلا مصلحت و ضرورت کے کسیکی عیب گوئی جائز نہین ربط یہانتک منافقین کا بیان ہوچکا کفار مین ایک فرقہ یہود کا ہے آگے انکا بیان ہوتا ہے۔ اس تقسیم کا بیان آیت بشر المنافقین اور اس سے پہلے دو آیتون کی تمہید مین دیکھ لیا جاوے سو یہود کے چند قبائح کا اسجگہ ذکر ہوتا ہے

الروایات فی الروح اخرج ابن جریر عن مجاہد ان رجلا اضاف قوما فلم یطعموہ فاشتکاہم فعوتب علیہ (ای من الناس) فنزلت دانت تعلم ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اھ وفی الخازن عن مقاتل نزلت فی ابی بکر الصدیق رض نال رجل منہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر فسکت عنہ ابوبکر مرارا ثم رد علیہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر یا رسول اللہ شتمنی فلم تقل لہ شیئا حتی اذا رددت علیہ قمت قال ان ملکا کان یجیب عنک فلما رددت علیہ ذہب الملک وجاء الشیطان فقمت ونزلت ہذہ الآیۃ اھ قلت اما القصۃ فمذکور فی الصحاح واما کونہا سببا للنزول فلم اظفر بسندہ ولو ثبت لکان الصق بقولہ تعالی ان تبدوا خیرا الخ فیکون المقصود بالنزول لتقریر ما قالہ صلی اللہ علیہ وسلم من ایثار العفو واللہ اعلم ۱۲

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ

اور ہمنے اُن لوگوں سے قول وقرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر معلق کر دیا تھا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں تجاوز مت کرنا

وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۞ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ

اور ہم نے اُن سے قول وقرار نہایت شدید لیے　　سو ہمنے سزا میں مبتلا کیا انکی عہد شکنی کی وجہ سے اور انکے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور انکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیا کو ناحق

حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۞

اور انکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ انکے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل۔

انکی گستاخی کے سبب اُن پر کڑک بجلی آ پڑی پھر (اس سے بڑھکر انکی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ) انہوں نے گوسالہ کو (پرستش کے لیے) تجویز کیا تھا بعد اسکے کہ بہت سے دلائل (تبیین حق وباطل کے) انکو پہنچ چکے تھے (مراد ان دلائل سے معجزات ہیں موسےٰ علیہ السلام کے جنمیں سے غرق فرعون تک بہتوں کا مشاہدہ ہو چکا تھا) پھر ہم نے اس سے درگذر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہمنے بڑا رعب دیا تھا (اس عیب پر اور ہماری درگذر اور عنایت پر ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے) ف فی روح المعانی میں ہے ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہ عناد) یہ درخواست کی کہ ہم آپ سے جب بیعت کریں کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نوشتہ اس مضمون کا آوے کہ از جانب خدا تعالیٰ بنام فلاں یہودی آنکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اسیطرح ہر ہر یہودی کے نام خطوط ہوں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایسی جہالتیں کرتے آئے ہیں آپ دل شکستہ نہوں۔ اور رویت الٰہیہ کی درخواست اس سے بڑھکر اسلیے ہے کہ کتاب الٰہیہ تو دنیا میں نازل ہوتی آئی ہیں گو غیر انبیا علیہم السلام کے پاس نہیں آئیں جیسا وہ چاہتے تھے مگر رویت الٰہیہ تو دنیا میں کبھی واقع ہی نہیں ہوئی اور عبادت عجل اس سے بڑھکر اسلیے ہے کہ رویت الٰہیہ گو دنیا میں نہیں ہوئی مگر آخرت میں تو بعض کو ہوگی لیکن غیر اللہ کا معبود ہونیکے قابل ہونا محالات عقلیہ سے ہے کہ کسی مکان وزمان میں وقوع ہی نہیں ہو سکتا اور قصہ عبادت عجل کا مشہور روایات میں اس سوال رویت سے پہلے ہو چکا تھا لیکن یہاں لفظ ثم کا جو کہ ترجمہ ثم کا ہے تاخر زمانی کے لیے نہیں بلکہ استبعاد کیلیے ہے جیسا لفظ بڑھکر سے ظاہر ہے اور ان قصوں کی تفصیل یعنی سوال رویت اور اخذ صاعقہ اور اتخاذ عجل اور عفو کی اور اسیطرح بعض قصص مذکورہ فیما بعد کی جیسے رفع طور اور دخول باب اور اعتدار فی السبت اور قتل انبیا علیہم السلام اور انکے میثاق اور انکے مقولہ قلوبنا غلف کی تفصیل وتفسیر سورہ بقرہ پارہ الم کے ربع ثانی وثالث میں مذکور ہو چکی ہے اسلیے یہاں اعادہ نہیں کیا گیا اور بعض اقوال متعلقہ عیسیٰ علیہ السلام ومریم علیہا السلام کا ذکر مجملا سورہ آل عمران پارہ تلک الرسل کے ربع رابع پر آ چکا ہے اور کچھ تفصیل آگے آجاوےگی ربط اوپر یہود کے بعض جہالات وعناد کا بیان تھا آگے بعض اور جہالات کا بیان ہے جس سے انکی تشنیع بھی مقصود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیادہ تسلی بھی منظور ہے اور اس مزید فائدہ سے ان قصص میں تکرار نہیں **بعض اقوال واحوال جہالت یہود** وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (۱۵۴) فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۞ اور ہمنے اُن لوگوں سے (توراۃ پر عمل کرنیکے لیے) قول وقرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر انکے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا تھا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہمنے انکو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں (جو حکم تمکو ملا ہے کہ اسمیں شکار نکرو اس میں حد شرع سے) تجاوز مت کرنا اور (اسکے علاوہ اور بھی) ہمنے اُن سے قول وقرار نہایت شدید لیے (جسکا بیان واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل میں مذکور ہے لیکن ان لوگوں نے باوجود اسقدر اہتمام کے پھر اپنے عہدوں کو توڑ ڈالا) سو ہمنے (انکی ان حرکتوں کی وجہ سے) سزا (یعنی لعنت وغضب وذلت ومسخ وغیرہ) میں مبتلا کیا (یعنی) انکی عہد شکنی کی وجہ سے اور انکے کفر (وانکار) کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور انکے قتل کرنیکی وجہ سے انبیاء (علیہم السلام) کو (جو کہ انکے نزدیک بھی) ناحق (تھا) اور انکے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ انمیں مخالف مذہب کا کہ اسلام ہے اثر ہی نہیں ہوتا وہ سبب اسکو خوبی سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ اسپر رد فرماتے ہیں کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہیں ہے) بلکہ انکے کفر کے سبب اُن قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے (کہ حق بات کی انمیں تاثیر نہیں ہوتی) سو انمیں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل (اور قدر قلیل ایمان مقبول نہیں پس کافر ہی ٹھیرے) ف نقض میثاق میں سب مابعد کا مضمون داخل ہے لیکن زیادہ تشنیع کے لیے سب معاملات کو الگ الگ بھی بیان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انکا یہ معاملہ ہے کہ انکے احکام کے منکر ہیں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ برتاؤ ہے

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًاۙ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ

اور انکے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ انکو قتل کیا

وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاۢ ۙ

اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ انکے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں انکے پاس اسپر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے انکو یقینی بات ہے کہ

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

بلکہ انکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ انپر گواہی دینگے

کہ انکو نبی ہے کہ قتل کر لینے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ آپ کے سامنے اپنے حق پر ہونے کے مدعی ہیں اور یہ سب اقسام کفر کے ہیں ربط اور یہود وغیرہ کے کچھ وہ بیان فرمائے ہیں بعض جو آگے مذکور ہیں تتمہ سابق وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا (۱۵۶) وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۱۵۸) ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ (۱۵۹) اور ہم نے انکو سزا سے لعنت وغیرہ میں ان وجوہ سے بھی مبتلا کیا یعنی انکے (ایک خاص) کفر کی وجہ سے اور (تفصیل اسکی یہ ہے کہ) حضرت مریم علیہا السلام پر انکے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے (جس سے تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لازم آتی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے انکی براءت ظاہر فرما چکے ہیں) اور (نیز بطور تفاخر کے) انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا (یہ کہنا دلیل ہے شقاوت کی اور عداوت انبیا کے ساتھ کفر ہو نیز اسمیں دعویٰ ہے قتل کا اور قتل نبی کفر ہے اور دعویٰ کفر کا بھی کفر ہے) حالانکہ (علاوہ کفر ہونے کے خود دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ) انہوں نے (یعنی یہود نے) نہ انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ انکو سولی پر چڑھایا لیکن انکو (یعنی یہود کو) اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ (اہل کتاب میں سے) انکے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (مبتلا) ہیں انکے پاس اسپر کوئی (صحیح) دلیل (موجود) نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے (یعنی یہود نے) انکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا (جیسا وہ دعویٰ کرتے ہیں) بلکہ انکو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھا لیا (اور ایک اور شخص کو انکا ہمشکل بنا دیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا اور یہی سبب ہوا یہود کے اشتباہ کا اور اسی اشتباہ سے اہل کتاب میں اختلاف پیدا ہو گیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست (یعنی قدرت والے) حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اٹھا لیا اور یہود کو بوجہ تشبیہ کے پتہ بھی نہ لگا) اور (یہود کو اپنا کذب و بطلان انکار نبوت عیسویہ میں بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ) کوئی شخص اہل کتاب (یعنی یہود میں) سے (باقی) نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام (کی نبوت) کی اپنے مرنے سے (ذرا) پہلے (جبکہ عالم برزخ نظر آنے لگتا ہے) ضرور تصدیق کر لیتا ہے (گو اس وقت کی تصدیق نافع نہیں مگر ظہور بطلان کے لیے تو کافی ہے تو اس سے اگر اب ہی ایمان لے آویں تو نافع ہو جاوے) اور (جب دنیا اور برزخ دونوں ختم ہو چکیں گی یعنی) قیامت کے روز وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام ان منکرین کے انکار) پر گواہی دینگے ف عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے متعلق بحث اور اہل کتاب کے اقوال مختلفہ کا بیان پارہ تلک الرسل کے تین پاؤ پر اور انبیا کا گواہ دینا پارہ والمحصنت کے اول سے ذرا آگے آیت فکیف اذا جئنا میں اور قرب موت میں ایمان نافع نہ ہونا پارہ لن تنالوا کے اخیر کے قریب مذکور ہو چکا ہے ضرور ملاحظہ کر لیا جاوے اور حیات و موت عیسوی کی بحث میں کتاب سیف چشتیائی قابل مطالعہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ جو رسول اللہ آیا ہے یہ یہود کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا ہے کہ عیسیٰ کی نسبت ایسا کہتے ہیں فہو من الحکایۃ لا المحکی عنہ ربط اور یہود کی بعض شرارتیں اور کچھ سزائیں لعن وغیرہ جو کہ از قسم امور تکوینیہ اور واقع فی الدنیا ہیں بیان فرمائی ہیں آگے بھی انکی بعض شرارتوں کا مع ذکر بعض عقوبات واقعہ فی الدنیا از قبیل امور تشریعیہ کہ تحریم طیبات ہے اور مع ذکر عقوبت اخرویہ کہ عذاب الیم سے بیان ہے اور چونکہ اصل سزا یہی ہے اسلیے ذکر یہود کے شروع پر بھی عذاب مہین کے عنوان سے اسکو فرمایا تھا اس طرح دونوں میں ہونے سے زیادہ تاکید ہو گئی

النحو بهتانا مفعول به للفعل و ما قتلوه حال ۱۲

ملحقات الترجمہ

۱۵ قولہ فی وبکفرهم اور انکے الخ اشارۃ الی عطفہ علی فبما نقضهم ۱۲ ۲۵ قولہ یہاں خاص کفر المحصل التغایر بینہ وبین السابق کالخاص مع العام ۱۲ ۳۵ قولہ یہاں کی تفصیل اشارۃ الی کون العطف تفسیریا ۱۲ ۴۵ قولہ فی قولهم انا اور نیز اشارۃ الی عطفہ علی قولهم لا علی کفرهم لانہ لیس تفسیرا للکفر المفهوم الاول ۱۲ ۵۵ قولہ فی صلبوه چڑھایا لم یقل سولی دیا لان الاول ادل علی العقوبۃ فیہ مبالغۃ اقتضاها المقام والا لکفی لفی تقبل النفی اثبتوه ۱۲ ۶۵ قولہ فی شبه اشتباہ فی المسند الیہ المحذوف ای وقع التشبیہ لهم کذا فی الکشاف ۱۲ ۷۵ قولہ فی فیہ بارہ میں اشارۃ الی حذف المضاف ای شانہ وجہ المرجع المجرور فی بہ ۱۲ ۸۵ قولہ فی شك غلط خیال کما فسره البیضاوی بالجہل اشارۃ الی عدم ارادۃ المعنی الاصطلاحی فانہ کالظن مستعمل فی ہذا المعنی ای قولہ بلا دلیل کقولہ تعالی ان الظن لا یغنی وظاہر انهم لم یکونوا ظانین اصلا فحلی ہذا الاستثناء منقطع کما قال البیضاوی بانظر للحکم بالشک وردمی ہو فی ترجمۃ قولہ ۱۲ ۹۵ قولہ فی کلا الاتباع بجز تخمینی الاستثناء منقطع لان الظن لیس من العلم ۱۲ ۱۰ قولہ فی یقینا یقینی بات ہے الخ المنصوب تاکید لقولہ ما قتلوه کما قالوا الفعل ما قتلوه حقا کذا فی الکبیر ۱۲ ۱۱ قولہ فی الیہ آسمان الی حذف المضاف الیہ اشارۃ قولہ اس اشتباہ سے اختلاف لان احد اجزائہ قول الیہود نشأ من الاشتباہ

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَأَخْذِهِمُ

سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب سے ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں جو انکے لیے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں اور بسبب اسکے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بنجاتے تھے اور بسبب اسکے کہ وہ سود

الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ

لیا کرتے تھے حالانکہ انکو اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ سے کھا جاتے تھے اور ہم نے ان لوگوں کے لیے جو انمیں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے لیکن انمیں جو لوگ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ ۚ وَالْمُؤْتُونَ

علم میں پختہ ہیں اور جو ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپکے پاس بھیجی گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے بھیجی گئی اور جو نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے

الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

والے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں ایسے لوگوں کو ہم ضرور ثواب عظیم عطا فرماویں گے

ع ۲۲

تتمہ سابق فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿۱۶۰﴾ وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۶۱﴾ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب سے (جنمیں سے بعضے اوپر سورہ بقرہ میں مذکور ہیں) ہم نے بہت سی پاکیزہ (یعنی حلال نافع ولذیذ) چیزیں جو (پہلے سے) انکے لیے (بھی) حلال تھیں (جیسا آیۃ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل میں ہے) ان پر (شریعت موسویہ میں) حرام کر دیں (جنکا بیان سورہ انعام کی آیت وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر الخ میں ہے اور تحریم کا مسبب بالمعصیۃ ہونا وہاں بھی مذکور ہے ذالک جزیناہم ببغیہم الخ) اور (انبیاء شریعت موسویہ میں بھی وہ سب حرام ہی رہیں کوئی حلال نہوئی) بسبب اسکے کہ (وہ آئندہ بھی ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے مثلا یہی کہ) وہ (احکام میں تحریف وکتمان کرکے) بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ) یعنی دین حق کے قبول کرنے) سے مانع بنجاتے تھے (کیونکہ انکی اس کارروائی سے عوام کو خواہ مخواہ التباس ہو جاتا تھا اور طالب صادق سے وہ التباس نہ رہ سکتا) اور بسبب اسکے کہ وہ سود لیا کرتے تھے حالانکہ انکو (توریت میں) اس سے ممانعت کیگئی تھی اور بسبب اسکے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقہ (یعنی غیر مشروع ذریعہ) سے کھا جاتے تھے (پس ان مانعیت اور اخذ واکل کی وجہ سے اس شریعت کے بقا تک تخفیف نہوئی البتہ شریعت جدید عیسویہ میں بعض احکام میں تخفیف ہوئی جیسا ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم سے معلوم ہوتا ہے اور شریعت محمدیہ میں بہت تخفیف ہوگئی جیسا یحل لہم الطیبات الخ سے ثابت ہے یہ تو دنیوی سزا تھی) اور (آخرت میں) ہم نے ان لوگوں کے لیے جو انمیں سے کافر ہیں دردناک سزا کا سامان کر رکھا ہے (البتہ جو موافق قاعدہ شرعیہ کے ایمان لے آوے اسکی پچھلی جنایتیں سب معاف ہو جاویں گی پھر یہ جرائم جو تحریم ہوئی وہ تحریم عام تھی گو جرائم سے بعضے بعضوں ہی کے تھے کیونکہ بہت سی حکمتوں کے اقتضا سے عادۃ اللہ یونہی جاری ہے جیسا قرآن میں اسکی طرف اشارہ بھی ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور حدیث میں بھی ہے کہ بڑا مجرم وہ ہے جسکے بے ضرورت سوال کرنے سے کوئی شی اسکے لیے حرام ہو جاوے یعنی زمانہ وحی میں رواہ فی المشکوۃ عن الشیخین ف اور شریعت محمدیہ میں جو چیزیں حرام ہیں وہ کسی مضرت جسمانی یا روحانی کی وجہ سے حرام ہیں کہ اس حیثیت سے غیر طیب ہیں پس تحریم طیبات نافعہ عقوبت وسیاست ہے اور تحریم غیر طیبات شمارہ رحمت وحفاظت ہے ربط اوپر کفار یہود کا ذکر تھا آگے انمیں سے جو ایمان لے آئے تھے انکا بیان ہے اور گو اس آیت سے پہلے بھی اسکا بیان آچکا ہے لیکن یہاں دوسرے عنوان سے اور کسیقدر مفصل ہے مدح وجزاء مومنین لَّٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۶۲﴾ لیکن ان (یہود) میں جو لوگ علم (دین) میں پختہ (یعنی اسکے موافق عمل کرنے پر مضبوط) ہیں (اور اسی علم کی بدولت انپر حق کو واضح اور قبول حق کو سہل کر دیا جو آگے اصلا دفع عناد کو ہے) اور جو (انمیں) ایمان لے آنے والے ہیں کہ اس (کتاب) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپکے پاس بھیجی گئی اور اس (کتاب) پر بھی (ایمان رکھتے ہیں) جو آپ سے پہلے (اور پیغمبروں کے پاس) بھیجی گئی (جیسے توریت وانجیل) اور جو (انمیں) نماز کی پابندی کرنے والے ہیں اور جو (انمیں) زکوٰۃ دینے والے ہیں

النحو قوله والمقيمين في الكشاف نصب على المدح لبيان فضل الصلوة وهو باب واسع قد كسره سيبويه على امثلة وشواهد يؤمنون حال من المؤمنون مبينة لكيفية ايمانهم ١٢ البلاغة فيه الرجوع الى الصواب في الصحاح ولم تفصل في الاخذ لانه فصل بين المعطوف والمعطوف عليه بما ليس معمولا للمعطوف عليه حيث فصل بمعموله لم تقدر ١٢ قوله لكن الراسخون في العلم الخ في الآية صنعة التقابل مع ما قبلها الرسوخ في العلم مع اتباع الظن والايمان مع الكفر والخشوع المدلول عليه بالصلوة مع الاستكبار المدلول عليه بسوالهم كتابا وايتاء الزكوة مع اخذهم واكلهم والاجر العظيم مع العذاب الاليم ١٢

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح کے پاس بھیجی تھی اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون

وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا

اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے

لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ۝ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ

جنکا حال ہمنے آپ سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کلام فرمایا ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اسلئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے

وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ إِنَّ

اور اللہ تعالیٰ پورے زور والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

ہے جو لوگ منکر ہیں اور خدا کی دین سے مانع ہوتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑے ہیں بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں اور دوسروں کا بھی نقصان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشیں گے

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝ إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

اور نہ انکو سوا جہنم کی راہ کے کوئی اور راہ دکھلاویں گے اس طرح پر کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے

اور جو (ایمان) اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر اعتقاد رکھنے والے ہیں (سو) ایسے لوگوں کو ہم ضرور (آخرت میں) ثواب عظیم عطا فرماوینگے ف ۵ ان دو آیتوں میں ذکر ہے
اور کے امثال ان جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ و اسید و ثعلبہ رضی اللہ عنہم اور آیت کا یہی شان نزول ہے (اخرجہ البیہقی فی الدلائل عن ابن عباس کذا فی الروح) اور آیات آئندہ کا
کی تعلیق ان امور مذکورہ پر مقصود ہے اور نفس ایمان مطلق نجات صرف عقائد ضروریہ کی تصحیح سے وابستہ ہے اوپر یہود کے اس سوال کا جواب تھا کہ اہل الکتاب
منقول ہے منشا کہ جہل و عناد ہے مذکور تھا اور اسکے اثبات کے لیے بعد کے مضامین تھے آگے اس سوال کا جواب ارشاد ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اثبات نبوت کے لیے یہ درخواست
محض لغو ہے ان ہی سے پہلے اور بھی اہل وحی یعنی انبیاء علیہم السلام گذرے ہیں جنکی نبوت تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے اگر اثبات نبوت اسی پر موقوف ہو تو سب انبیاء میں اسکا
اثبات لازم ہوگا اور لازم منتفی ہے پس توقف بھی باطل ہے سو جیسی دلیل سے اور وں کی نبوت ثابت ہے ویسی ہی دلیل یہاں بھی موجود ہے یعنی معجزات پھر ایسی فرمایش اگر
عناد نہیں تو کیا ہے اس جواب کے لیے بہت سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی خبر دیتے ہیں اور اسکے ضمن میں حکمت بعثت رسل کی تلاویں ہیں اور ختم پر تصریح مقصود
یعنی نبوت محمدیہ کی جو کہ نتیجہ مقام ہے لکن اللہ میں اور اسکے بعد باوجود قیام دلائل و وضوح حق کے بھی انکار کرنیوالوں کی بدحالی ان الذین کفروا الی یسیرا میں مذکور ہے

اخبار از نبوت کثیر از انبیاء علیہم السلام و اثبات نبوت محمدیہ و وعید منکر إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (۱۶۳) وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا (۱۶۴) رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۶۵) لَّٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (۱۶۶) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِيدًا (۱۶۷) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا (۱۶۸) إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا (۱۶۹)

الروایات ۔ فی الروح اخرج ابن اسحٰق وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال سکین وعدی بن زید یا محمد ما نعلم اللہ تعالیٰ انزل علی بشر من شیء بعد موسیٰ علیہ السلام فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ اھ قلت لما کان حاصل مقصودہ انکار نبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم استدل تعالیٰ باثباتہا بقولہ انا اوحینا الیک ۔ وفی الروح اخرج البیہقی فی الدلائل وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل جماعۃ من الیہود علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہم انی واللہ اعلم انکم لتعلمون انی رسول اللہ فقالوا ما نعلم ذلک فنزلت لکن اللہ یشہد وفی روایۃ ابن جریر عنہ انہ لما نزل انا اوحینا الیک قالوا ما نشہد لک فنزلت لکن اللہ یشہد

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات لیکر تمہارے پروردگار کیطرف سے تشریف لائے ہین سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم منکر رہے تو خدا تعالی کی ملک ہے یہ سب کچھ جو آسمانوں مین ہے اور زمین مین

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ

اور اللہ تعالے پوری اطلاع رکھتے ہین کامل حکمت والے ہین　اے اہل کتاب　تم اپنے دین مین حد سے مت نکلو　اور خدا تعالے کی شان مین غلط بات مت کہو۔

ہمنے (کچھ آپکو انوکھا رسول نہین بنایا جو ایسی وحی تنہا ہی فرمایشین کرتے ہین بلکہ) آپ کے پاس (بھی ایسی ہی) وحی بھیجی ہے جیسی (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس بھیجی تھی اور اُنکے بعد اور پیغمبرونکے پاس (بھیجی تھی) اور (اُنہین سے بعضونکے نام بھی بتلائے دیتے ہین کہ ہم نے (حضرات) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب (مین جو نبی گذرے ہین) اور عیسٰے اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم الصلوۃ والسلام) کے پاس وحی بھیجی تھی اور (اسیطرح) ہمنے داؤد (علیہ السلام) کے پاس بھی وحی بھیجی تھی چنانچہ اُن کو (کتاب) زبور دی تھی اور (انکے علاوہ) اور (بعضے) ایسے پیغمبرون کو (بھی) صاحب وحی بنایا جنکا حال اسکے قبل (سورۃ انعام وغیرہ مکی سورتون مین) ہم آپسے بیان کرچکے ہین اور (بعضے) ایسے پیغمبرونکو (صاحب وحی بنایا) جنکا حال (ابھی تک) ہمنے آپسے بیان نہین کیا اور (حضرت) موسے (علیہ السلام) کو بھی صاحب وحی بنایا چنانچہ اُن سے اللہ تعالی نے خاص طور پر کلام فرمایا (اور) ان سبکو (ایمان پر) خوشخبری (نجات کی) دینے والے اور (کفر پر عذاب کا) خوف سنانیوالے پیغمبر بنا کر اسلیے بھیجا تاکہ لوگونکے پاس اللہ تعالی کے سامنے ان پیغمبرونکے (آنیکے) بعد کوئی عذر (ظاہرا بھی) باقی نرہے (ورنہ قیامت مین یون کہتے کہ بہتسے اشیاء کا حسن و قبح عقل سے معلوم نہ ہوسکتا تھا پھر ہماری کیا خطا) اور (یون) اللہ تعالی پورے زور (اور اختیار) والے ہین (کہ بلا ارسال رسل بھی سزا دیتے تو وجہ اسکے کہ مالک حقیقی ہوئین ستم ذرا ہین ظلم نہوتا اور حقیقت عذر کا حق کسیکو نہ تھا لیکن چونکہ) بڑی حکمت والے (بھی) ہین (اسلیے حکمت اسی ارسال کو مقتضی ہوئی تاکہ ظاہری عذر بھی نرہے یہ بیان حکمت درمیان مین تھا آگیا تھا آگے اثبات نبوت محمدیہ کرکے جواب کی تکمیل فرماتے ہین کہ گو وہ لوگ اپنے اس شبہہ کے رفع ہونے پر بھی نبوت کو تسلیم نکرین) لیکن (واقع مین تو ثابت ہے اور اُسکے ثبوت پر دلیل صحیح قائم ہے چنانچہ) اللہ تعالی بذریعہ اس کتاب کے جسکو آپکے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی (کسطرح) اپنے علمی کمال کے ساتھ (جس سے وہ کتاب معجزہ عظیمہ ہوگئی جو کہ نبوت کی دلیل قاطع ہے ایسی کتاب معجز کے ذریعہ سے آپکی نبوت کی) شہادت دے رہے ہین (یعنی دلیل قائم کررہے ہین جیساکہ ابھی معلوم ہوا کہ کتاب معجز نازل فرمائی اور اعجاز دلیل نبوت ہے پس دلیل سے تو واقع مین نبوت ثابت ہی رہا کسیکا ماننا نہ ماننا تو اول تو اسکا خیال ہی کیا) اور (اگر طبعا اسکو جی ہی چاہتا ہو تو ان سے افضل مخلوق یعنی) فرشتے (آپکی نبوت کی) تصدیق کررہے ہین (اور مومنین کی تصدیق مشاہد ہی تھی پس اگر چند حمقانے نہ مانا نہ سہی) اور (اصل بات تو یہی ہے کہ) اللہ تعالی ہی کی شہادت (یعنی اقامت دلیل فے الواقع) کافی ہے (کسیکی تصدیق و تسلیم کی آپکو حاجت ہی نہین) جو لوگ (ان حجج قاطعہ کے بعد بھی) منکر ہین اور (طرہ یہ کہ اورونکو بھی) خدائی دین سے مانع ہوتے ہین (حق سے) بڑی دور کی گمراہی مین جا پڑے ہین (یہ تو دنیا مین انکے مذہب کا حاصل ہے اور اسکا ثمرہ آخرت مین آگے سنو کہ) بلاشبہہ جو لوگ (حق کے) منکر ہین اور (حق سے مانع بنکر) دوسرونکا بھی نقصان کررہے ہین اللہ تعالے انکو کبھی نہ بخشین گے اور نہ انکو سوا جہنم کی راہ کے اور کوئی راہ (یعنی جنت کی راہ) دکھلاوینگے بطور جزا کہ اس (جہنم) مین ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کرینگے اور اللہ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے (کچھ سامان نہین کرنا پڑتا) ربط اوپر یہود کے شبہہ کا جو کہ نبوت محمدیہ کے متعلق تھا جواب اور نبوت کا اثبات مع وعید منکرین نہایت بلاغت اور وضوح سے مذکور ہوچکا آگے عام خطاب سے تصدیق نبوت کا وجوب فرماتے ہین **خطاب عام لوجوب تصدیق رسالت محمدیہ** يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۷۰ اے تمام (جہان کے) لوگو تمہارے پاس یہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سچی بات (یعنی سچا دعوے سچی دلیل) لیکر تمہارے پروردگار (جل شانہ) کی طرف سے تشریف لائے ہین سو (مقتضا اثبات دعوی بالدلیل الصحیح کا یہ ہے کہ) تم (ان پر اور جو یہ فرماوین سب پر) یقین رکھو (جو پہلے سے یقین لائے ہوئے ہین وہ اسپر قائم رہین اور جو نہین لائے اب اختیار کرلین) یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا (کیونکہ نجات ہوگی) اور اگر تم منکر رہے تو (تمہارا ہی نقصان ہے خدا تعالی کا کوئی نقصان نہین کیونکہ) خدا تعالے کی (تو ملک ہے یہ سب جو کچھ (بھی) آسمانون مین اور زمین مین (موجود) ہے (تو ایسے بڑے عظیم الشان مالک کا تم کو کیا نقصان پہونچا سکتے ہو مگر اپنی خیر مناؤ) اور اللہ تعالی (سبکے ایمان و کفر کی) پوری اطلاع رکھتے ہین (اور دنیا مین جو پوری سزا نہین دیتے تو اس لیے کہ) کامل حکمت والے (بھی) ہین (وہ حکمت اسکو مقتضی ہے) ربط اوپر یہود کو خطاب تھا آگے نصارے کو ہے **خطاب بنصاری** يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ

تتمہ بہ لیکون کا عادۃ صدر التجۃ النعلان کلا ہما فی الموضعین بیان سترہم و بیان عنوتہم ۱۲ ق ۵۱ قولہ فی الرسول یہ رسول کا اللام للعہد ۱۲ ق ۵۱ قولہ فی بالحق [illegible]

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا

مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہونچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں

ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ

مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسکی ملک ہیں

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ

اور اللہ تعالیٰ کارسازی ہونے میں کافی ہیں۔ مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کرینگے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص خدا تعالیٰ کی بندگی سے عار کریگا۔

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۖ

اور تکبر کریگا تو خدا تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کرینگے پھر جو لوگ ایمان لائے ہونگے اور انہوں نے اچھے کام کیے ہونگے تو انکو تو انکا پورا ثواب دینگے اور انکو اپنے فضل سے اور زیادہ دینگے

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ۚ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا (۱۷۱) اے اہل کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدہ حقہ کی) حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو (کہ نعوذ باللہ وہ صاحب اولاد ہے جیسا بعض کہتے ہیں المسیح ابن اللہ یا وہ مجموعہ آلہہ کا ایک جزو ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ثالث ثلثۃ اور بقیہ دو جزو ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے تھے اور ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جیسا آیت آیندہ میں ولا الملائکۃ المقربون کے بڑھانے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور بعضے حضرت مریم کو جیسا اتخذونی وامی سے معلوم ہوتا ہے۔ یا وہ عین مسیح ہے جیسا بعض کہتے تھے ان اللہ ہو المسیح ابن مریم غرض یہ سب عقیدے باطل ہیں) مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ (کی پیدائش) ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے (حضرت) مریم تک (حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے) پہونچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں (کہ اس جان کو حضرت مریم کے جسم میں بواسطہ نفخ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچا دیا تھا باقی نہ وہ ابن اللہ ہیں نہ اللہ ہیں نہ تین میں کے ایک ہیں جیسا عقائد مذکورہ میں لازم آتا ہے) سو یہ سب باتیں غلط ہیں تو سب سے توبہ کرو اور) اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر (حسب انکی تعلیم کے) ایمان لاؤ (اور وہ موقوف ہے توحید پر پس توحید کا عقیدہ رکھو) اور یوں مت کہو کہ (خدا) تین ہیں (مقصود منع کرنا ہے شرک سے اور وہ سب اقوال مذکورہ میں مشترک ہے اس تہرک سے) باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہو جاؤ کیونکہ) معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اسکی ملک ہیں (اور انکا منزہ اور مالک علی الاطلاق ہونا دلیل ہے توحید کی جسکی تقریر سورہ بقرہ کے معاملہ سی وثہم میں گذر چکی) اور (ایک دلیل یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں (اور انکے سوا سب کارسازی میں ناکافی و محتاج لے الغیر اور ایک حد پر جاکر عاجز ہیں اور یہ کفایت صفات کمال سے ہے اور صفات کا کمال لوازم الوہیت سے ہے جب وہ غیر اللہ میں منتفی ہے پس الوہیت بھی منتفی ہے پس توحید ثابت ہے) ف روح المعانی میں نصاریٰ کے اقوال مع رد خوب بسط سے لکھے ہیں اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان اقوال میں سے بعض کا اسوقت نصاریٰ کو انکار ہے سو یا تو وہ قائلین اسوقت ہونگے اگے سلسلہ منقطع ہوگیا ہو یا انکے اقوال سے یہ عقائد لازم آتے ہیں اور لازم مثل ملتزم کے ہوتا ہے ربط اوپر حق تعالیٰ کی تنزیہ کا اثبات اور الوہیت عیسیٰ علیہ السلام کا ابطال کیا ہے آگے اسی مضمون کی تقریر و تاکید کیلیے عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ کا خود عبدیت کا اقرار کرنا مع وعید منکرین و وعدہ مقرین بیان فرماتے ہیں کہ جنکو شریک الوہیت کیا جاتا ہے وہ خود عبدیت کے مقر ہیں اقرار عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ بالعبدیت و جزاء اقرار و انکار لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا (۱۷۲) فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ

ملحقات الترجمۃ

۵۱ قولہ اے انجیل والو نقلہ فی الروح عن کثیر من المفسرین ۱۲

۵۲ قولہ کی کلمۃ وروح منہ کلمہ کی پیدائش و جان دار کما فی روح المعانی معنی کونہ کلمۃ انہ حصل بکلمۃ کن من غیر مادۃ معتادۃ والی ذلک ذہب الحسن و قتادۃ و نقل عن الغزالی ان الکلمۃ سبب لبعید ولا کذلک القریب یعنی النطفۃ منتفیۃ اضافۃ الی السبب البعید وفیہ ورود علی حذف المضاف ای ذو الروح فی معنی ذی الروح والاضافۃ الی اللہ تعالیٰ للتشریف ۱۲

اللغات فی الروح عن الاساس استنکف وتکف امتنع وانقبض انفا وحمیۃ ونقل عن الزجاج کونہ فوق الاستکبار ۱۲

البلاغۃ ۔ زیادۃ الاستکبار الذی ہو دون الاستنکاف لعلہ للمبالغۃ خالو او مفیدۃ لمعنی او ولعل عدم زیادتہ مع لن یستنکف لان الذی وقع من النصاری لعیسیٰ علیہ السلام ہو الاستنکاف لعلو شانہ بخلاف غیرہ من الامم فانہ یتحقق فیہم الاستنکاف تارۃ والاستکبار تارۃ واللہ اعلم ۱۲

ربع ۹ ع ۲۳

وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

اور جن لوگون نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو اُنکو سخت دردناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایکدلیل آچکی ہے اور ہمنے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

اور اُنہون نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسون کو اللہ تعالی اپنی رحمت مین داخل کرینگے اور اپنے فضل مین اور اپنے تک اُنکو سیدھا رستہ بتلا دینگے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ نصاری خواہ مخواہ حضرت مسیح علیہ السلام کو باجزو آلہ بنا رہے ہین خود حضرت مسیح (کی یہ کیفیت ہے کہ سکونت ارض کی حالت مین تو اُنکا اقرار عبدیت جو کہ مبطل الوہیت ہے مشہور اور سبکو معلوم ہی ہے لیکن اب کی سکونت سماء کی حالت مین کہ سکونت ارض سے ارفع اور مظنہ تعلی کا ہے یا قیامت تک وہ جس حالت مین ہون اُنسے کوئی پوچھ دیکھے اس حالت مین بھی) ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار (اور انکار) نہین کرینگے اور نہ مقرب فرشتے (کبھی عار کرینگے جنمین حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی ہین جنکو آلہ کا ایک جزو مانتے ہین خود اُن سے کوئی پوچھ دیکھے) اور (وہ عار کرین کیسے اُس سے عار کرنیکا تو ایسا برا انجام ہے کہ) جو شخص خدا تعالی کی بندگی سے عار کریگا اور تکبر کریگا تو (اسکا انجام سُن لو کہ) خدا تعالی ضرور سب لوگون کو اپنے پاس (یعنی حساب کے موقع پر) جمع کریگا پھر جو لوگ (دنیا مین) ایمان لائے ہونگے اور اُنہون نے اچھے کام کیے ہونگے (یعنی عبد بنے رہے ہونگے کیونکہ حاصل عبدیت کا ایمان اور اعمال ہین) تو انکو تو اُنکا پورا ثواب (بھی) دینگے (جو کہ ایمان اور اعمال پر منصوص ہے) اور (اُسکے علاوہ) اُنکو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دینگے (جسکی تفصیل منصوص نہین) اور جن لوگون نے (عبد بننے سے) عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو اُنکو سخت دردناک سزا دینگے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پاوینگے ظاہرا ایک شبہہ ہوتا ہے کہ اُن لوگون کو خدا تعالے کی عبادت سے نہ عار تھا نہ استکبار بلکہ خود اس مضمون مذکور کے جزو عبادت اور من اللہ ہونے مین کلام تھا سو جواب یہ ہے کہ اُنکے مجموعہ احوال سے یہ امر ثابت ہے کہ اُنپر حق واضح ہوگیا تھا یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ناگوار تھا اور آپکا اتباع ضروری اور ہر مامور بہ عبادت ہے پس آپکے اتباع سے عار ہونا یقیناً عبادت الٰہیہ سے عار ہے ربط اوپر عقائد نصاری کا ابطال مع جزا و سزا مقرین و منکرین مذکور تھا آگے خطاب عام سے ان مضامین کا اور ان مضامین کے تعلیم فرمانے والے رسول اور قرآن کا صدق اور مصدقین کی فضیلت بیان فرماتے ہین جسطرح محاجہ یہود کے بعد اسیطور پر خطاب عام فرمایا تھا یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول الخ خطاب عام بتصدیق رسول و قرآن يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ (تمام) لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کیطرف سے ایک (کافی شافی) دلیل آچکی ہے (وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اور ہمنے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے (وہ قرآن مجید ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے ذریعے سے جو کچھ تمکو بتلایا جاوے وہ سب حق ہے جنمین مضامین مذکورہ بھی داخل ہین) سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے (جسکے لیے توحید و تنزیہ کا اعتقاد لازم ہے) اور اُنہون نے اللہ (کے دین) کو (یعنی اسلام کو) مضبوط پکڑا (جسکے لیے رسول اور قرآن کی تصدیق لازم ہے) سو ایسون کو اللہ تعالی اپنی رحمت مین (یعنی جنت مین) داخل کرینگے اور اپنے فضل مین (لے لینگے یعنی دخول جنت کے علاوہ اور بھی نعماے عظمے دینگے جنمین دیدار الٰہی بھی داخل ہے) اور اپنے تک (پہونچنے کا) اُنکو سیدھا رستہ بتلا دینگے (یعنی دنیا مین اُنکو طریق رضا پر قائم و ثابت رکھینگے اور اسی سے تارکین ایمان و اعمال صالحہ کی حالت معلوم ہوگئی کہ اُنکو یہ ثمرات نہ ملینگے) ف اگر کسیکو شبہہ ہو کہ وہ طریق رضا عین ایمان و اعمال ہین پھر اسکو ثمرہ کہنا تحصیل حاصل ہے جواب یہ ہے کہ ایمان و عمل ماضی سبب ہے اور ایمان و عمل مستقبل مسبب ہے پس تحصیل حاصل لازم نہ آیا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے ثبات علی الاطاعت کی توفیق عطا ہوتی ہے ربط شروع سورت کے ذرا بعد میراث کے احکام مذکور تھے پھر وہان سے تقریباً ایک پارہ کے بعد دوسرے احکام کے ساتھ حکم میراث کی طرف پھر عود ہوا تھا اب ختم سورت پر پھر اُسیکی طرف شاید تین جگہ اسکے متفرق کر دینے مین یہ حکمت ہو کہ اسلام سے پہلے میراث کے باب مین بہت جور ہوتا تھا پس سورت کے اول مین وسط مین آخر مین

ف۔ فی الروح وتقدیم ذکر الوعد بالجنۃ علی الوعد بالہدایۃ (التی فی الدنیا) المسارعۃ الی التبشیر بما ہو المقصد الاصلی ۱۲

یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ ؕ قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِی الۡکَلٰلَۃِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا ہَلَکَ لَیۡسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَہٗۤ اُخۡتٌ فَلَہَا نِصۡفُ مَا تَرَکَ ۚ

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہین آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے باب مین حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہو اور اُس کے ایک بہن ہو تو اُسکو اُسکے تمام ترکہ کا نصف ملیگا

وَہُوَ یَرِثُہَاۤ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہَا وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ کَانَتَا اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ ؕ وَاِنۡ کَانُوۡۤا اِخۡوَۃً رِّجَالًا

اور وہ شخص اسکا وارث ہوگا اگر اُس کے اولاد نہو　اور اگر بہنین دو ہون　تو اُنکو اُسکے کل ترکہ مین سے دو تہائی ملینگے　اور اگر وارث چند بھائی بہن ہون　مرد

وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۷۶﴾

اور عورت　تو ایک مرد کو دو عورتونکے حصہ کے برابر　اللہ تعالیٰ تم سے اسلیے بیان کرتے ہین کہ تم گمراہی مین نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہین

اس کے ذکر فرمانے سے مخاطبین کو اہتمام بلیغ و اعتناء مزید اس باب مین مفہوم ہوگا جس سے وہ بھی اسکا زیادہ اہتمام کرین واللہ اعلم۔ اور سبب اسکے نزول کا استفتاء حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اُسوقت صرف انکی بہنین وارث تھین رواہ النسائی اور لباب مین ابن مردویہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال کرنا بھی سبب نزول مین نقل کیا ہے عود بسوے میراث یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ ؕ قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِی الۡکَلٰلَۃِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا ہَلَکَ لَیۡسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَہٗۤ اُخۡتٌ فَلَہَا نِصۡفُ مَا تَرَکَ ۚ وَہُوَ یَرِثُہَاۤ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہَا وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ کَانَتَا اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ ؕ وَاِنۡ کَانُوۡۤا اِخۡوَۃً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ لوگ آپ سے (میراث کلالہ کے باب مین یعنی جس کے نہ اولاد ہو نہ ماں باپ ہون) حکم دریافت کرتے ہین آپ (جواب مین) فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کے باب مین حکم دیتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص مرجاوے جسکے اولاد نہو (یعنی نہ مذکر نہ مؤنث اور نہ ماں باپ ہون) اور اسکے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اُس (بہن) کو اُس کے تمام ترکہ کا نصف ملیگا (یعنی بعد حقوق متقدمہ اور بقیہ نصف اگر کوئی عصبہ ہو اسکو دیا جاویگا ورنہ اسی پر رد ہوجاویگا) اور وہ شخص اس (اپنی بہن) کا وارث (کل ترکہ کا) ہوگا اگر (وہ بہن مرجاوے اور) اُسکے اولاد نہو (اور والدین بھی نہون) اور اگر (ایسی) بہنین دو (یا زیادہ) ہون تو اُنکو اُسکے کل ترکہ مین سے دو تہائی ملین گے (اور ایک تہائی عصبہ کو ورنہ بطور رد کے ان ہی کو ملجاویگا) اور اگر (ایسی میت کے کہ جسکے نہ اولاد ہے نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مؤنث) وارث چند (یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی) بھائی بہن ہون مرد اور عورت تو (ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ) ایک مرد کو دو عورتونکے حصہ کے برابر (یعنی بھائی کو دوہرا بہن کو اکہرا لیکن عینی بھائی سے علاتی بھائی بہن سب ساقط ہوجاتے ہین اور عینی بہن سے کبھی وہ ساقط ہوجاتے ہین کبھی حصہ گھٹ جاتا ہے جسکی تفصیل کتب فرائض مین ہے) ربط چونکہ سورت ہذا مین یہان تک اصول و فروع کثیرہ کی تفصیل ہے اسلیے آخر مین ایک مجمل عنوان سے تمام تفصیل کو مکرر یاد دلاکر اپنی منت اور احسان بیان شرائع مین اور رعایت حکمت ان شرائع مین ذکر فرماکر سورت کو ختم فرماتے ہین اظہار منت و حکمت در شرائع یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتین) اس لیے بیان کرتے ہین کہ تم (ناواقفی سے) گمراہی مین نہ پڑو (یہ تو تذکیر و احسان ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہین (پس احکام کی مصلحتون سے بھی مطلع ہین اور احکام مین اُن کی رعایت کی جاتی ہے یہ حکمت کا بیان ہے) الحمد للہ والمنۃ وہو العلیم ذو الحکمۃ کہ تفسیر سورۂ نساء کی پندرھوین ذی الحجہ الحرام روز شنبہ وقت چاشت مقام تھانہ بھون مین اتمام و اختتام کو پہونچی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ کی تفسیر آتی ہے اللہم فکما اتممت تفسیر ہذہ الاجزاء من قرآنک علی ید ہذا العبد الفقیر الی رضوانک کذلک اتمم تفسیر کلہ علی یدہ بفضلک واحسانک وافض علیہ من شآبیب فیضانک آمین اللہم آمین ببرکۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ابد الآبدین ودہر الداہرین فقط

ع ۲۴ / ۴

ملحقات الترجمہ

۵۱ قولہ فی یستفتونک کلالہ کے باب مین استفتی عنہ ذکرہ لورودہ فیما بعد ۱۲ ۵۲ قولہ فی لیس لہ ولد نہ ماں باپ اور وہ ہے فی الکمالین بروایۃ ابن ابی شیبۃ عن ابی بکر الصدیق وحکاہ عن جمہور الصحابۃ والتابعین ولم یذکر فی القرآن ثقۃ بظہور الامر ۱۲ ۵۳ قولہ فی اخت یعنی عینی علاتی لان اولاد الام قد ذکر حکمہ فی اول السورۃ وعلیہ انعقد الاجماع ۱۲ ۵۴ قولہ فی ان تضلوا اسلیے کہ تم الی قولہ نہ پڑو اشارۃ الی وجہ التقدیر کتبنا لئلا تضلوا کما نقل فی الروح عن الکسائی والفراء وقال البصریون کراہۃ ان تضلوا وہو صرح المبرد ۱۲

اعلان
(کاپی رائٹ محفوظ)
۱۹۰۹ء

الروایات فی الاتقان قال الواحدی انزل اللہ تعالیٰ فی الکلالۃ آیتین احداہما فی الشتاء وہی التی فی اول النساء والاخری فی الصیف وہی التی فی آخرہا اھ

منہیات جلد دوم تفسیر بیان القرآن

ان منہیات کی بھی وہی تمہید مقصود ہے جو جلد اول کے منہیات سے قبل معروض ہو چکی ہے ملاحظہ فرمالیا جاوے۔ فقط ۔۔۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

منہیہ اولی توضیح بعض مقامات تفسیر جلد دوم

صفحہ ۶ سطر ۴ حاشیہ فوقانی قولہ فالمراد الخ وہذا کقولہ تعالے انی ارانی اعصر خمرا۔

صفحہ ۱۲ سطر ۹ و ۱۰ قولہ وجہ شکایت الخ یہ جواب ہے سوال مقدر کا جو کہ قول بالا توقع ہدایت کے لیے الخ پر وارد ہوتا ہے یعنی جب اللہ تعالی نے اس تصدی پر انکار فرمایا ہے تو اس سے استدلال جواز مدارات پر کسطرح صحیح ہوگا جواب کی تقریر یہ ہے کہ انکار و شکایت کی وجہ تقدیم الکافر ہے نہ کہ مدارۃ الکافر۔

صفحہ ۱۲ سطر ۱۸ قولہ اجازت کی صورت کو الخ یعنے جس صورت مین اجازت موالاۃ کی ہے اُس صورۃ کو تقیہ کہنے لگے۔

صفحہ ۱۲ سطر ۲۹ حاشیہ فوقانی قولہ التفسیر الہندی لسہ فی حصۃ اردو من ہذا التفسیر۔

صفحہ ۴۲ سطر ۲۳ قولہ مناجات الخ مراد یہ قول ہے ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول الآیۃ۔

صفحہ ۳۳ سطر ۱۱ حاشیہ فوقانی قولہ بالغیر ای المذکور فی المتن فی قولہ وغیرہ۔

صفحہ ۳۶ سطر ۷ قولہ عموم علت الخ توضیح یہ ہے کہ یہ مضمون عام ہے بوجہ عموم علت کے اور وہ علت منافاۃ نبوت وامر بالشرک ہے۔

صفحہ ۴۷ سطر ۱۱ قولہ واجب عام الخ یعنے ایسا واجب جو انبیا و امم سب پر بالعموم واجب ہو۔

صفحہ ۶۶ سطر ۲۶ قولہ بعض معاندین صحابہ الخ یعنے بعضے وہ لوگ جو صحابہ سے عناد رکھتے ہین الخ

صفحہ ۷۱ سطر ۱۵ قولہ یہ مناسبت استفادہ الخ یہ جواب ہے سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہے کہ جو مناسبت بین الانس والجن افادہ انس للجن کے لیے کافی ہے وہی مناسبت استفادہ الانس من الجن کے لیے بھی کافی ہو سکتی ہے پس جن اگر انسان کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیا جاوے تو کیا حرج ہے تقریر جواب ظاہر ہے۔

صفحہ ۷۱ سطر ۱۷ قولہ جنس سے الخ یعنے جو لفظ جنس ترجمہ من انفسہم مین آیا ہے اُس سے مراد جسم نامی حساس متحرک بالارادہ ہو جو کہ انسان کی جنس قریب اور شامل ہے جن کو بھی۔

صفحہ ۷۱ سطر ۲۰ قولہ پہلون کیطرح الخ پہلے امم کے لوگ مراد نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ جنکا پہلے اوپر ابھی ذکر ہوا ہے اس آیت مین ولا یحزنک الذین یسارعون الآیۃ۔

صفحہ ۷۷ سطر ۱۰ قولہ عدم عقوبت کا اصل سبب تو ارادہ سزا ہے یعنے عدم عقوبت فی الحال کا اصل سبب ارادہ سزا فی المآل ہے۔

صفحہ ۸۵ سطر ۵ قولہ آگے آتا ہے الخ یعنے معروض چہارم مین۔

صفحہ ۹۱ سطر ۱۰ قولہ اور اپنے مفہوم مین الخ مطلب یہ کہ وہی مثنی وثلث ورباع اپنے مفہوم کے اعتبار سے انقسام کے لیے موضوع ہین ہونکہ اُنکے معنے مین تکرار ہے لان معناہ اثنین اثنین وثلثۃ ثلثۃ واربعۃ اربعۃ۔

صفحہ ۹۱ سطر ۲۴ قولہ اسکا قرینہ الخ یعنے قرینہ اسکا کہ آیت مین حکم حر کا مذکور ہے نہ اسکا کہ غلام کو دو تک درست ہے۔

صفحہ ۹۲ سطر ۲۳ قولہ عموم الفاظ الخ مطلب یہ کہ گو سیاق وسباق سے یہان خطاب ازواج کو ہے مگر عموم الفاظ و نیز عموم علت سے اور لوگ بھی جن عورتون کے اقارب بھی داخل ہوگئے اسکے مامور ہین کہ عورتون کے مہر عورتون ہی کو دیا کرین خود اُن مین بلا اذن اُن کے تصرف نہ کیا کرین۔

صفحہ ۹۹ سطر ۱۷ حاشیہ فوقانی قولہ استار یعنے بقولہ اخیانی فافہم۔

صفحہ ۱۰۴ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ الخطاب الخ اے بقولہ تعالے فامسکوہن وقولہ ثمہ اے فی ابتداء الرکوع من الفائدۃ المتعلقۃ

بقولہ تعالےٰ واللاتی الآیۃ وقولہ التی قد نکحت الخ ہو خبر یکون وتقریر المقام ان قولہ نا دفعہ کو اور نیز دوسرے وسیلہ کو لیستلزم ان الامر بالاساک لایختص بالازواج بل یعمہم وغیرہم ویکون المراد بقولہ منکوحہ بی قولہ صرف منکوحہ عورت کے لیے بیان فرمایا المرءۃ التی قد نکحت ولو لم تکن فی نکاح احد بالفعل بان توفی عنہا زوجہا۔ فافہم۔

صفحہ ۱۰۸ سطر ۶ حاشیہ تحتانی یمین قولہ الحرۃ ہو مفعول فلا ینکح۔

صفحہ ۱۰۸ سطر ۳ حاشیہ تحتانی یسار قولہ تانیسا اے دفعا للتوحش عن نکاح الاماء۔

صفحہ ۱۰۹ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ باللام اے المحصنت معرفا المحصنت منکرا۔

صفحہ ۱۱۶ سطر ۳ حاشیہ فوقانی قولہ حلتہ اے قولہ تعالیٰ الجار ذی القربیٰ والجار الجنب فلا یرد رجوع الضمیر الواحد الی المثنی۔

صفحہ ۱۱۹ سطر ۴ و ۵ حاشیہ فوقانی قولہ لاسیما اذا کان من الحلال الخ وجہہ ان السکران من الحرام یمکن ان یخاطب زجرا کما انہ یصح طلاقہ فے السکر۔

صفحہ ۱۳۰ سطر ۲ حاشیہ فوقانی قولہ فے الفاء ہوکی الخ تمام العبارۃ ہکذا تقییدا لے الفاء الترتیب وہو نوعان معنوی کقام زید فعمرو وذکری وہو عطف مفصل علے مجمل نحو فازلہما الشیطان عنہا فاخرجہما مما کانا فیہ۔

صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۵ قولہ کاالی صفۃ لقولہ سٰلیعین والجر قولہ کم الخ

صفحہ ۱۳۱ سطر ۲ حاشیہ تحتانی یمین قولہ علے المتقدم متعلق بقولہ ترتب لا بقولہ السابق۔

صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۰ قولہ فان ذکر الجہاد الخ دلیل لصحۃ الارتباط الذی قد ذکراہ لما جرے ذکر الجہاد فے الآیات السابقۃ لے ذکر من کان ینکر علیہ اے علے الجہاد ولا یعتقدہ وہم المنافقون فیما بعدہ من قولہ تعالےٰ وان تصبہم الخ علم منہ ان ہذہ الآیۃ اللاحقۃ متعلقۃ ایضا بمضمون الجہاد فثبت بصحۃ ما قرر فی وجہ الربط۔

صفحہ ۱۴۴ سطر ۷ حاشیہ فوقانی قولہ الثمرۃ اے ثمرۃ الشفاعۃ من ایصال النفع او الضرر۔

صفحہ ۱۶۷ سطر ۱۱ و ۱۲ حاشیہ فوقانی قولہ ہٰؤلاء وہٰؤلاء المذکورون الخ المعنی ان القرینۃ لفظ ہٰؤلاء وہٰؤلاء الآیتان فیما بعد اللذان مصادیقہما اللذان اشیر بہا الیہم ہم المذکورون فیما قبل من المؤمنین والکافرین۔

صفحہ ۱۷۴ سطر ۱۹ قولہ خاص طور پر کلام فرمایا الخ سورہ شوریٰ آیت وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ میں ضروری بحث متعلق کلام کے آوے گی وہاں ملاحظہ کیا جاوے۔

صفحہ ۱۷۴ سطر ۲۴ و ۲۵ حاشیہ فوقانی قولہ ناخذ معنے الباء ہذا الخ ہذا صفۃ لمعنی وقولہ ما فے الروح خبر لما خذ۔

منہیہ ثانیہ فہرست مضامین تفسیریہ

ضمیمہ ثالثہ صحت نامہ تفسیر بیان القرآن جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	صورت	سورت
”	”	بقر	بقرہ
”	۱۶	انزل	نزل
”	”	ازانبیاء	وانبیاء
”	۱ حاشیہ تحتانی یسار	نحدث	یحدث
”	۲ ”	یغذت	یغذی
”	۶ ”	زیفہم	زیقہم
”	” ”	ابی حاتم	ابن ابی حاتم
”	حاشیہ کلماتہا	۳۵ ۴	۳۵ ۴۲
۳	۴	اس سکے	بجز اس کے
”	۸	اونکا	اوسکا
”	”	جولوگ	اور جو لوگ
”	۲۳	ابی حاتم	ابن ابی حاتم
۴	۲	فرماسے	فرمایئے
”	۸	غلط نکلہ	غلط نکلہ
”	۱۶	لغت	لغتہ
۶	۱۸	نہ دیکھا تھا	نہ دیکھنا تھا
۷	۱۵	بعضے صفات	بعضے اوصاف
”	۱ حاشیہ تحتانی یمین	العابدین	الصابرین
۸	۲	شان کے	شان سے
”	۳ و ۱۹	سبب سے	وجہ سے
”	۲۳	انکارکا	انکار
۹	۲۵	ان پہ	ان پر بھی
”	۳ حاشیہ تحتانی یسار	مہما	لہما
۱۰	۲ حاشیہ تحتانی یمین	امنح	امنع
”	۵ حاشیہ تحتانی یسار	التجیب	التعجب
۱	۴ حاشیہ فوقانی	اول	الاول
۱۱	پیشانی	جلد ۱	جلد ۲
”	۴	ہرے کئے ہوئے	ہرے کئے ہوئے
		سامون کو	سامون کو بھی
”	۶	صریح	صرفا
”	۳ حاشیہ تحتانی یسار	ویحذرکم اللہ نفسہ	ویحذرکم اللہ نفسہ الاول
”	۱۲	یون	یہ
”	۱۴	مذکورتھی	مذکور تھی آگئے
”	۲۴	اوروہ اس	اور اس
”	۱۷	شرف نسبت	شرف نسب
	”	اس امر	یا اس امر
	۳ حاشیہ تحتانی یسار	حکمۃ لعل	حکمۃ ولعل
	۶ ”	الی تری	الاتری
	۳ حاشیہ فوقانی	الانتصاب	الانتصاف
	۲۴ ”	بقولہ	لقولہ
	۱۲	غرض	عرض
	۱۵	اسی وجہ	اس وجہ
	۲۵	راضی	راضی لہ
	۱ حاشیہ تحتانی یمین	کالسقوط والسقط	کالسقوط والہبط
	”	بہ	بہ
	۷ ”	ترجمہ	ترجمنۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۵ حاشیہ تحتانی یمین	فنبت	فنبنت
”	۱ حاشیہ تحتانی یسار	علام العیوب	علام الغیوب
۱۶	۱	اللہ شاء	اللہ کیساء
”	۳	بنا بالعیش رعایاتہ	بنا بالعیش رعایاتہ
”	۵	تفل لگا جاتے	تفل لگا جاتے
”	۲۴	نکرہ	نکرۃ
”	۲ حاشیہ فوقانی	قولہ بنیاک بناہم	قولہ بنا بہ
۱۷	۱۴	نہین رہی	نہین ہے
”	۲ حاشیہ تحتانی یمین	والبقا	والصفا
”	۳ حاشیہ تحتانی یسار	الایشکرہا	الا یشکرہا
۱۸	۱۱	ہم دونون	ہم دونون
”	”	دونون خوب	دونون خوب
”	۱۶	یہ عدم	پس یہ عدم
۱۹	۲۱	دلیل ہین	دلیل ہے
۲۰	۱۹	اشارہ ہے کرانکے	اشارہ ہے اونکے
”	۲۳ فن و ۱۶ فوقانی	فرشتون	فرشتہ
”	۳ حاشیہ تحتانی یسار	والتسویۃ	التسویۃ
۲۱	۱۲	فرمادیا	حکم فرمادیا
”	۲ حاشیہ تحتانی یمین	بحجر	بحجر
”	۱۳ حاشیہ فوقانی	انہم	انہم
”	۳۹ ”	تفسیر	التفسیر
۲۲	۱۸	دعوی	دعوت
۲۲	۲۴	حاصل	حل
”	۳ حاشیہ تحتانی یمین	احسن	احسن
”	۳ حاشیہ فوقانی	لاکون	لان کون
۲۳	۱ حاشیہ	ع ۳	ع ۱۳
”	۱۲	بعث	بعثت
۲۴	۲	تم	تمہارے
”	۳	دعوے	وعدے
۲۵	۷	پورا لئے لینے	پورا لے لینے
”	۱۰	محمد	الحمد
”	۲۵	دنیا کا کفارہ	دنیا کفارہ
۲۶	۱۰	ایسکے دال	اسکے کہ دال
”	۱۳	تہا اونکو	تہا جس سے اونکو
”	”	ہوگیا تہا	ہوگیا
”	۱۹	جسم	جب
”	۱ حاشیہ تحتانی یمین	المعانی	المعانی قلت و اشتہرت الی کونہ حالاالتقولی جوکہ
۲۷	۱۶	خیار	حیار
۲۸	۹	کمیا	کیا ہے
۲۹	۱۴	ہوئے جاتے تہے	ہوہی جاتے تہے
”	۲۵	مشروعیۃ	بقاء مشروعیۃ
۳۰	۱۰	واقعہ	واقع
”	۱۲ حاشیہ فوقانی	الترتیب	الترتب
۳۱	۶	اوس پر	اوس کتاب پر
”	”	نازل کیا گیا	نازل کی گئی
”	۱۹	کرتا ہے	کرتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۲۵	خدعتہ	خدعیۃ
۳۲	۹	نازل کیا گیا	نازل کی گئی
”	۱۹	تائید	تعیین
”	۲۰	کوشنش	کوشنشین
”	۱ حاشیہ تحتانی یسار	ان یوتی	اان یوتی
۳۳	۱۶	تواسپہر	نہ اوسپہر
”	۱۸	ارتکاب سے ہونا	ارتکاب سے ہوتا
”	۲ حاشیہ تحتانی یسار	المال	ال
”	۱۱ حاشیہ فوقانی	ارادتہ	اراد
۳۴	۸	دونون	دو
”	۲۳	عل	علی
”	۱۵ حاشیہ فوقانی	المعہد	العہد
۳۵	۷	جزو ثابت	جزو ثابت
”	۱۱	قرضی	قرطبی
”	۱۴	توحید کو چہوڑکر	توحید کو چہوڑکر
”	۲ حاشیہ تحتانی یمین	الحبیہ	اللحیۃ
”	۳ حاشیہ تحتانی یسار	فے الترجمۃ	فی ترجمۃ
۳۶	۷ حاشیہ فوقانیہ	التصدق الحال	التصدق الحالی
”	۱۵ فوقانیہ	مذکورہ	مذکورۃ
۳۷	۱۱	اسکا	اسکا
”	۴ حاشیہ فوقانی	استشہد	استشہد
”	۲۹ ”	عن	من
۳۸	۶	اس ہین	اسی ہین
”	۱۵	یعنی کے	یعنی اسلام کے
”	۱ حاشیہ تحتانی یمین	نعتہ	لعنۃ
”	۵ ”	تاید	تائید
”	۶ ”	بہدیہم	بہدیہم
۴۰	۲	انکو خوب	انکو بہی خوب
”	۸	وجہ مبالغہ	وجہ مبالغہ
”	”	معنے	معنے
”	۱۰	بدل	بذل
”	۱۲	اقتداء	اقتداء
”	۳۲ حاشیہ فوقانی	عدی	عدا
۴۱	۸	اور نزول	اور نزول
”	۳۰ حاشیہ فوقانی	الحقائق	الحقانی
”	۳۲ ”	حاصلہا	حاصلہا
۴۲	پیشانی	آل عمران	آل عمران ۳
”	۴	مذکور تو	مذکور ہذا تو
”	۱۷	الحاکم	الحاکم وغیرہ
”	۲۵	جتنی	چنین
”	۲۹	اسلم	بن اسلم
۴۳	۹	ملامت تا اغوا	ملامت تا اغوا
”	۱۸	تفہیم مسلمانان	تفہیم مسلمانان
”	۱۲ حاشیہ تحتانی یمین	ابرادہ	وابرادہ
”	۵ حاشیہ تحتانی یسار	الامرین فی اللباب	الامرین فی اللباب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۶ حاشیہ تحتانی یسار	قال	تال
۴۴	۸	بہ پڑ بکہ	پڑ بکہ
”	۱۲	و تارہ	دو تارہ
”	۱۷	مقتضی	مقتضی
”	۱۹	تتمۃ تفہیم مذکورہ	تتمۃ تفہیم مذکور
”	۲ حاشیہ تحتانی یسار	دقیق	دقیق
”	” ”	یہنن	یکتن
۴۵	۱۶	مستخب	مستحب
”	”	جو شخص	جو شخص
۴۶	۴	ابوسخا	ابد تو سزا
”	۶	ہون گئے ہونگے	ہوگئے ہونگے
”	۹	من التفرق	عن التفرق
”	”	٥	(۱۰۴)
”	۲۶	مرحوم	مرحوم
”	۲ حاشیہ تحتانی	وفی البیضاوی وہم المرتدون الخ	+
”	۲۰ حاشیہ فوقانی	المبدع ۱۲	المبدع وصفے البیضاوی و ہم المرتدون الخ ۱۲
۴۷	۲ و ۷	آسمانون	آسمانون ہین
”	۲۳	دودرجہ	دو وجہ
”	۳ حاشیہ فوقانی	ان	لان
۴۸	۱۰	خفیف	خفیف
”	۱۱	کسی کی طرف	کسی کی طرف سے
”	۱۰ حاشیہ فوقانی	سالم	سالم
”	۲۵ ”	والمفسرین	وللمفسرین
۴۹	۸	مدح مومنین	مدح مومنین
”	۱۷ حاشیہ تحتانی یمین	اہل کتاب بیہدکر علی	اہل کتاب بیہدار آئی
”	۳ ”	بعجلۃ	بالعجلۃ
۵۰	۶	پہونچا رہے ہین	پہونچا رہے تہے
”	۴ حاشیہ تحتانی یمین	الصباح	الصیاح
”	۱ حاشیہ تحتانی یسار	البلاغۃ فی	البلاغۃ قولہ کمثل فی الخ
۵۱	۳ و ۱۷	تم السیے	تم تو ایسے
”	۱۲	ع	(۱۱۹)
۵۲	۵	خشک	حک
”	۱۶	شاہد	مشاہد
۵۳	۲۵	ہے عزنزدیکان	ہے نزدیکان
”	۴ حاشیہ تحتانی یمین	الآیۃ ن	الآیۃ ان
۵۴	۷	قصۃ النصرۃ بدر	قصۃ النصرۃ بدر
”	۱۲	یک	ایک

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ

از تصنیفات حکیم الامت حضرت حاجی محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم — دیگر حضرات کی تالیف شدہ کتابیں بھی یہاں درج ہیں